منتخب درود و سلام کا خزانہ

سیرت سیدِ الانبیاء حضرت سیدنا محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

کنز الصلوٰت علٰی سیدِ السادات علیہ الصلوٰۃ والسلام

تالیفِ لطیف

مداحِ رسول محمد منظور احمد نعمانی چشتی قادری نقشبندی

زیرِ سرپرستی

پیر حاجی انعام اللہ طیبی برکاتی نقشبندی مدظلہ

خلیفہ مجاز آستانہ عالیہ حضرت کرمانوالہ شریف

کرماں والا بک شاپ

صلوا علی الحبیب

اللہ صلی علی حبیبہ محمد وآلہ وسلم

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا

(سورہ احزاب آیت ۵۶)

اِنَّ اَوْلَی النَّاسِ بِیْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اَکْثَرُھُمْ عَلَیَّ صَلٰوۃً

جلد دوم

کَنْزُ الصَّلٰوۃ عَلٰی سَیِّدِ السَّادَات

عَلَیْہِ التَّحِیَّۃُ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ

منتخب درود و سلام کا پوشیدہ خزانہ

فضائل و فوائد اور مستند حوالہ جات

تالیفِ لطیف

مداحِ رسول محمد منظور احمد نعمانی چشتی قادری

حاجی پیر انعام اللہ طیبی برکاتی نقشبندی

خلیفہ مجاز آستانہ عالیہ حضرت کرمانوالہ شریف

کرماں والا بک شاپ

دکان نمبر ۵، دربار مارکیٹ لاہور

042-37249515 0300-4306876

بفیضانِ کرم

شمس العارفین سراج السالکین قطب الاقطاب، پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت

حضرت پیر سید محمد اسماعیل شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

المعروف حضرت کرماں والے۔ آستانہ عالیہ حضرت کرماں والا شریف (اوکاڑہ)

- حضرت پیر سید محمد عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ — مزار مبارک کرموالہ شریف
- حضرت پیر سید میر طیب علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ — مزار مبارک کرموالہ شریف
- حضرت پیر سید غلام جیلانی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ — مزار مبارک کرموالہ شریف
- حضرت پیر سید محمد علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ
- حضرت پیر سید محمد عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ
- حضرت پیر سید غضنفر علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

→ زینت السادات نور السادات فخر السادات
حضرت پیر سید
صمصام علی شاہ بخاری
جانشین حضرت کرماں والا شریف

→ زینت السادات نور السادات فخر السادات
پیرِ طریقت رہبرِ شریعت حضرت پیر سید
بابا جی
میر طیب علی شاہ بخاری
سجادہ نشین حضرت کرماں والا شریف

چاہتے ہو اگر نیک نامی آلِ زہرا رضی اللہ عنہا کی کرو غلامی
ان کے صدقے سے زاہد نیازی پریشاں غم کے مارے ہوئے ہیں

الحاج صوفی
برکت علی رحمۃ اللہ علیہ
بانی کرماں والا بک شاپ

زیرِ سرپرستی:
حاجی پیر انعام اللہ طیبی برکاتی نقشبندی
خلیفہ مجاز آستانہ عالیہ حضرت کرماں والا شریف

زیرِ اہتمام
سمیع اللہ برکت

اشاعت 11-12-2014

قیمت 2000 روپے

انتساب

جانِ عالم نورِ مجسم ﷺ

کے والدین کریمین رضی اللہ عنہما

کے نام

حاجی پیر انعام اللہ طیبی برکاتی نقشبندی
خلیفہ مجاز آستانہ عالیہ حضرت کرماں والا شریف

کرماں والا بک شاپ

چاہتے ہو اگر نیک نامی آلِ زہرا رضی اللہ عنہا کی کرو غلامی
ان کے صدقے سے زاہد نیازی پر کوئی غم کے مارے ہوئے ہیں

جلد دوم

گستاخی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودیہ عورت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گستاخی و بے ادبی کرتی تھی۔ ایک مرد نے اس کا گلا گھونٹا یہاں تک کہ وہ مرگئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا خون باطل کیا کہ وہ رائیگاں گیا۔ بدلہ نہ لیا جائے گا۔ (سنن ابی داؤد، باب القتل۔ مشکوٰۃ شریف)

رُوِیَ اَنَّ اَبَا یُوْسُفَ ذَکَرَ اَنَّہٗ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ کَانَ یُحِبُّ الدُّبَّاءَ فَقَالَ رَجُلٌ اَنَا مَا اُحِبُّھَا فَحَکَمَ بِاِرْتِدَادِہٖ (شرح فقہ اکبر: ص۱۸۶)

"امام ابو یوسف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے ذکر کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کدو پسند فرماتے تھے، تو ایک آدمی نے کہا میں اسے پسند نہیں کرتا۔ اس پر امام ابو یوسف نے حکم دیا کہ وہ مرتد ہو گیا۔"

عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ نَّفْسِہٖ۔ (رواہ الامام احمد فی مسندہٖ)

"تم میں سے کوئی مومن نہ ہوگا، جب تک کہ میں اُسے خود اُسکی ذات سے زیادہ پیارا نہ ہو جاؤں"

مَنْ اَحْیَاءَ سُنَّتِیْ فَقَدْ اَحَبَّنِیْ کَانَ مَعِیَ فِی الْجَنَّۃِ۔ (اخرجہ القاضی عیاض عن انس رضی اللہ عنہ۔ شفاء[۲])

"فرمایا جس نے میری سُنّت کو زندہ کیا اس نے مجھ سے محبت کی اور وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو میوہ درختوں کے اوپر لٹک رہا ہو اس کے چرا لینے پر ہاتھ نہیں کاٹا جاتا۔ اور خیانت کرنے والا اور جو شخص کسی کا مال لوٹ لے یا جھپٹا مار کر لے جائے، قطع ید (ہاتھ کاٹنا) کا سزاوار نہیں۔"

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ سَبَّ الْاَنْبِيَاءَ قُتِلَ وَمَنْ سَبَّ اَصْحَابِيْ جُلِدَ ۔

(رواہ الطبرانی فی الکبیر۔ الجامع الصغیر للسیوطی جلد ۲۔ فتح الکبیر جلد ۳/ص ۱۹۶)

"جس نے انبیاء (علیہم السلام) کو سبّ بکا، وہ قتل کیا جائے گا۔ اور جس نے میرے صحابہ (رضی اللہ عنہم) کو سبّ بکا اسے کوڑے لگائے جائیں گے۔"

حضرت ام سلمیٰ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ سَبَّ عَلِيًّا فَقَدْ سَبَّنِيْ وَمَنْ سَبَّنِيْ فَقَدْ سَبَّ اللّٰهَ ۔

"جس نے حضرت علی (رضی اللہ عنہ) کو سبّ بکا بیشک اس نے مجھے سبّ بکا اور جس نے مجھے سبّ بکا اس نے اللہ تعالیٰ کو سبّ بکا۔"

ایک روایت میں یوں ہے:

مَنْ شَتَمَ نَبِيًّا قُتِلَ وَمَنْ شَتَمَ اَصْحَابَ النَّبِيِّ

(تمہید ابی شکور، صفحہ ۱۱۲)

"جس نے کسی نبی (علیہ السلام) کو گالی دی، قتل کیا جائے گا اور جس نے اصحاب نبی (رضی اللہ عنہ) کو گالی دی اسے حد لگائی جائے گی۔"

کمالِ علمی سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ؕ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ۝ (النساء، پ ۵: ع ۱۷)

"اور اللہ تعالیٰ نے تم پر کتاب اور حکمت اتاری اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ تعالیٰ کا تم پر بڑا فضل ہے۔"

جس ذات بابرکات پر اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل ہو، اُن کی فضیلت کا کون شمار کرسکتا ہے۔

وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۝ (پ ۲۹ القلم)

"اور بے شک آپ کی خو (خصلت) بڑی شان کی ہے۔"

اس آیت میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق، سیرت و کردار کو عظیم قرار دیا گیا ہے۔ لہذا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل و کمالات کا کماحقہ، شمار نہیں ہوسکتا۔ جتنا بھی مبالغہ کرو کم ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

لَا اُذْكَرُ فِيْ مَكَانٍ اِلَّا ذُكِرْتَ مَعِيَ يَا مُحَمَّدُ فَمَنْ ذَكَرَنِيْ وَلَمْ يَذْكُرْكَ فَلَيْسَ لَهٗ فِي الْجَنَّةِ نَصِيْبٌ ۔

(درّ منثور، ج ٦ ص ۳۰۱)

(یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا) "اے محمد (صلی اللہ علیک وسلم)! جہاں میرا ذکر ہوتا ہے، تیرا ذکر بھی میرے ساتھ ہوتا ہے۔ جس نے میرا ذکر کیا اور تمہارا ذکر نہ کیا تو جنت میں اس کا کوئی حصہ نہیں۔"

سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

ذِكْرُ الْاَنْبِيَاءِ مِنَ الْعِبَادَةِ وَذِكْرُ

انبیاء (علیہم السلام) کا ذکر کرنا،

اَلصَّالِحِیْنَ کَفَّارَۃٌ۔

(رواہ الدیلمی فی مسند الفردوس جامع صغیر للسیوطی جلد ۲)

کرنا (اُن کے فضائل بیان کرنا) اللہ کی عبادت اور نیکوں (اللہ کے ولیوں) کا ذکر (اُن کے فضائل بیان کرنا گناہوں کا کفارہ ہے۔" یعنی ولیوں کے ذکر سے گناہ مٹ جاتے ہیں۔

جب انبیاء کرام علیہم السلام کا ذکر عبادت ہے تو سید الانبیاء و المرسلین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکرِ مبارک کتنی بڑی عبادت ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم و ادب کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین:

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

اِنَّا اَرْسَلْنٰکَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا ۙ لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ ؕ وَ تُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّ اَصِیْلًا ۝

(پ ۲۶ سورۃ الفتح ع ۱)

"اے نبی! بیشک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر و ناظر اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا، تاکہ اے لوگو! تم اللہ اور اُس کے رسول پر ایمان لاؤ۔ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو اور صبح و شام اللہ کی پاکی بیان کرو۔"

مسلمانو! دیکھو، دینِ اسلام بھیجنے، قرآن مجید اتارنے کا مقصد ہی اللہ تعالیٰ تین باتیں بتاتا ہے: اوّل یہ کہ لوگ اللہ اور رسول پر ایمان لائیں۔ دوم یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم بجا لائیں۔ سوم یہ کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں۔

اب ان تینوں کی ترتیب دیکھیں۔ سب سے پہلے ایمان لانے اور آخر میں اپنی عبادت کرنے اور درمیان میں اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم کو رکھا۔ اس لئے کہ بغیر ایمان کے تعظیم بے کار اور بغیر ادبِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عبادت رائیگاں۔

لہٰذا جب تک دل میں محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سچی

محبت اور تعظیم نہ ہوگی، عمر بھر کی عبادت بے کار اور مردود ہے۔

عارف باللہ علامہ الشیخ احمد الصاوی مالکی حاشیہ "جلالین" میں رقم فرماتے ہیں:-

"اس آیت میں تُعَزِّرُوْهُ وَ تُوَقِّرُوْهُ سے پتہ چلا کہ جو صرف تعظیمِ خدا کرے یا صرف تعظیمِ رسول کرے وہ مومن نہیں بلکہ مومن وہ ہے جو تعظیمِ خدا اور تعظیمِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دونوں بجا لائے۔ لیکن ہر ایک کی تعظیم اس کی شان کے مطابق ہوگی۔ پس اللہ تعالیٰ کی تعظیم رب کو صفاتِ حوادث سے منزّہ اور صفاتِ کمالات سے موصوف ماننا ہے اور تعظیمِ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یہ ہے کہ یہ اعتقاد رکھنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے سچے رسول ہیں، تمام مخلوق کے لئے خوشخبری دینے والے اور ڈر سنانے والے ہیں۔ علاوہ ازیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عالی مرتبہ اوصاف اور پسندیدہ خصلتوں کا معتقد ہو۔"

حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی لَمَّا بَیَّنَ مَحَلَّ النَّبِیِّ وَعُلُوَّ دَرَجَتِهٖ بِكَوْنِهٖ رَسُوْلَهُ الَّذِیْ یُظْهِرُ دِیْنَهٗ وَذَكَرَهٗ بِاَنَّهٗ رَحِیْمٌ بِالْمُؤْمِنِیْنَ بِقَوْلِهٖ رَحِیْمًا قَالَ لَا تَتْرُكُوْا مِنْ اِحْتِرَامِهٖ شَیْئًا لَا بِالْفِعْلِ لَا بِالْقَوْلِ وَلَا تَغْتَرُّوْا بِرَاْفَتِهٖ وَانْظُرُوْا اِلٰی رِفْعَةِ دَرَجَتِهٖ... حَتّٰی قَالَ بَعْدَ ذِكْرِ اَقْوَالٍ فِیْ

"بیشک اللہ تعالیٰ نے جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا محل و مقام بیان فرمایا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درجہ کی بلندی بیان فرمائی۔ اس طرح کہ وہ ایسے رسول ہیں کہ ان کا دین غالب ہوگا اور اپنے قول رَحِیْمًا سے یہ ذکر کیا کہ حضور مومنوں کے لئے رحیم ہیں اور فرمایا حضور کے احترام میں قولاً فعلاً کسی چیز کو ترک

سَبَبِ النُّزُوْلِ ......
وَالْاَصَحُّ اَنَّهٗ اِرْشَادٌ عَامٌّ يَشْمِلُ الْكُلَّ وَ مَنْعٌ مُّطْلَقٌ يَدْخُلُ فِيْهِ كُلُّ اِثْبَاتٍ وَّتَقَدُّمٍ وَّ اِسْتِبْدَادٍ بِالْاَمْرِ وَ اِقْدَامٍ عَلٰى فِعْلٍ غَيْرِ ضَرُوْرِيٍّ مِّنْ غَيْرِ مُشَاوَرَةٍ ......
(نَقَلَ هٰذَا الْعِبَارَةَ العلامة الجمل الى غَيْرِ مُشَاوَرَةٍ وَ فِيْهِ لفظ افتيات بدل اثبات ۱۲، تفسیر جمل ج ۴ ص ۱۷۳)
حَتّٰى قَالَ ..... كَاَنَّهٗ تَعَالٰى يَقُوْلُ لَا يَنْبَغِيْ اَنْ يَّصْدُرَ مِنْكُمْ تَقْدِيْمٌ اَصْلًا ......
حَتّٰى قَالَ ..... فَتَقْدِيْرُهٗ لَا تُقَدِّمُوْا اَنْفُسَكُمْ فِيْ حَضْرَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيْ لَا تَجْعَلُوْا لِاَنْفُسِكُمْ تَقَدُّمًا وَّرَاْيًا عِنْدَهٗ ......
حَتّٰى قَالَ ..... ذِكْرُ اللّٰهِ اِشَارَةٌ اِلٰى وُجُوْبِ اِحْتِرَامِ الرَّسُوْلِ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ.

نہ کرو۔ اور حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی مہربانی سے مغرور نہ ہونا۔ الصحیح بات یہ ہے کہ یہ ارشاد عام ہے۔ سب کو شامل ہے اور منع مطلق ہے۔ اس میں ہر اثبات اور تقدم اور امر میں اپنے آپ کو ترجیح دینا اور بغیر مشورہ کے غیر ضروری فعل میں اقدام کرنا یہ سب داخل ہیں۔

گویا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ لائق نہیں کہ تم سے کسی قسم کی تقدیم ظاہر ہو۔ تو تقدیر عبارت یوں ہوگی:
"لا تقدموا انفسکم فی حضرۃ النبیّ صلی اللہ علیہ وسلّم"
یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں اپنے نفسوں کے لئے تقدّم اور صاحب بصیرت ہونا نہ کرو......

اس آیت میں "اللہ کا ذکر" اشارہ ہے حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے وجوب احترام کی طرف۔"
(مقام رسول از شمائل بغوی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں ہر روز سو مرتبہ مغفرت طلب کرتا اور توبہ کرتا ہوں۔

• حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں کہ ہم مجلس میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہ کلمات سو مرتبہ شمار کرتے تھے: "رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَتُبْ عَلَيَّ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الْغَفُوْرُ" (اے میرے رب تعالیٰ! مجھے بخش دے اور میری توبہ قبول فرما (مجھ پر نظر رحمت فرما) بیشک تو ہی توبہ قبول فرمانے والا اور بخشنے والا ہے)

• حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تین انگلیوں یعنی انگوٹھا، انگشت شہادت اور درمیانی انگلی کے ساتھ کھانا تناول فرماتے دیکھا ہے۔ اور میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا ہے کہ آپ اپنی تینوں انگلیاں پونچھنے سے پہلے چاٹتے تھے۔

(ایک مرتبہ) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں اس حال میں حاضر ہوئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج رضی اللہ عنہن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اردگرد بیٹھی ہوئی تھیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم درمیان میں خاموشی سے تشریف فرما تھے۔ امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خیال کیا کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ضرور بات چھیڑتا ہوں تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسکراہٹ فرمائیں۔

چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بولے: "یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلّم! کیا آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے زید کی بیٹی اور عمر (رضی اللہ عنہ) کی بیوی کا حال ملاحظہ فرمایا؟ وہ ابھی ابھی مجھ سے خرچہ کا مطالبہ کر

رہی تھی، تو میں اس کی گردن مروڑ کر آرہا ہوں"۔

اس بات پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسکرا دئے اور فرمایا: "(تم دیکھتے نہیں) یہ جو میرے اردگرد بیٹھی ہوئی ہیں، یہ بھی مجھ سے خرچہ ہی کا مطالبہ کر رہی ہیں"۔ (الخصائص الکبریٰ)

اس کے بعد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی تادیب کے لئے بڑھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ، اُم المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی سرزنش کے لئے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اور دونوں صاحبان فرماتے جاتے تھے کہ تم آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اُس شے کا مطالبہ کر رہی ہو جو اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس نہیں ہے۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے آیت تخییر نازل فرمائی تو آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس کے بتانے کی ابتدا، اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرماتے ہوئے کی اور ارشاد فرمایا:

"میں تمہیں ایک بات بتانے والا ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ تم اس بارے میں جلد بازی سے کام مت لو، اپنے والدین سے بھی مشورہ لے لو"۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی، وہ بات کیا ہے؟ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی:

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ إِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ أُمَتِّعْكُنَّ وَأُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ۝ وَإِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ

"اے (غیب بتانے والے) نبی اپنی بیبیوں سے فرما دو! اگر تم دنیا کی زندگی اور اُس کی آرائش چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں سامان دے دوں اور اچھے طریقے سے

وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝

(پ ۲۱ - احزاب)

رخصت کر دوں اور اگر تم اللہ اور اُس کے رسول اور آخرت کی خواہاں ہو تو بیشک اللہ تعالیٰ نے تم میں سے نیکی کرنے والیوں کے لئے عظیم صلہ تیار کر رکھا ہے"۔

تو اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! کیا میں آپ کے بارے میں اپنے والدین سے مشورہ لُوں؟ نہیں، نہیں، میں تو اللہ جلّ شانہ، اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اختیار کرتی ہوں"۔

ایک اینٹ کی جگہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میری مثال اور پہلے انبیاء علیہم السلام
کی مثال اُس شخص کی طرح ہے جس نے ایک مکان بنایا اور کیا ہی حسین و
جمیل مکان بنایا مگر اس کے کونوں میں سے ایک کونہ میں ایک اینٹ
کی جگہ تھی، لوگ اس کے گرد گھوم کر خوش ہو رہے تھے اور کہہ رہے تھے
کہ یہ ایک اینٹ کیوں نہیں رکھی گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے
فرمایا: میں ہی وہ اینٹ ہوں اور میں خاتم النّبیّین ہوں۔" آپ اسلئے
خاتم النّبیّین ہیں کہ آپ نے نبوّت کو ختم کر دیا۔ یعنی آپ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے آکر نبوّت کو تمام اور مکمّل کر دیا۔

(شرح صحیح مسلم کتاب الفضائل)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ میں تیرہ سال رہے کہ آپ پر وحی کی جاتی رہی
اور مدینہ میں دس سال رہے۔ جب وصال مبارک ہوا تو آپ کی عمر
شریف تریسیٹھ برس تھی۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت موسیٰ
علیہ السلام کے پاس ملک الموت بھیجا گیا۔ جب اس نے کہا کہ اپنے
رب کے پاس چلئے (یعنی میں آپ کی رُوح قبض کرنے آیا ہوں) آپ نے
ملک الموت کے تھپڑ مارا، اور ملک الموت کی آنکھ نکال دی۔ حضرت
ملک الموت نے اپنے رب کے پاس جاکر کہا: اے میرے رب مجھے
ایسے بندے کے پاس بھیجا جو موت کا ارادہ ہی نہیں رکھتا۔ اللہ تعالیٰ
نے ان کی آنکھ لوٹا دی۔ اور فرمایا ان کے پاس دوبارہ جاؤ اور اُن

سے کہو، ایک بیل کی پُشت پہ ہاتھ رکھ دیں۔ جتنے بال ہاتھ کے نیچے
آئیں گے اتنے سال آپ کی عمر بڑھا دی جائے گی۔ ملک الموت علیہ
السّلام نے جب یہ کہا تو حضرت موسٰی علیہ السلام نے فرمایا، پھر کیا ہوگا؟
کہا، پھر موت ہے۔ موسٰی علیہ السلام نے کہا، پھر تو اب قریب ہے۔ اور
اللہ تعالیٰ سے دعا کی: "اے اللہ عزّ وجلّ: مجھے بیت المقدس سے ایک
پتھر پھینکے جانے کے فاصلے کی مقدار پہ میری رُوح قبض کرنا۔ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ اگر میں اُس جگہ ہوتا تو تمہیں کثیب احمر کے
نزدیک راستہ کی ایک جانب آپ کی قبر (مبارک) دکھاتا۔

(مسلم شریف، جلد دوم، کتاب الفضائل)

تشریح: اس حدیث پاک سے صاف طور پہ یہ بات واضح ہو رہی
ہے کہ انبیاء کرام علیہم السّلام کو موت وحیات میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے
اختیار حاصل ہوتا ہے۔ یہ حضرات جب چاہیں جہاں چاہیں ان کی
روح قبض کی جاتی ہے۔

(اس حدیث کو امام بخاری نے بھی روایت کیا ہے۔)

(بخاری شریف جلد ۱۔ کتاب الانبیاء)

عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ابوالاسود رضی اللہ
عنہ نے فرمایا کہ میں مدینہ منوّرہ گیا، وہاں کوئی بیماری پھیلی ہوئی تھی۔
لوگ بڑے مر رہے تھے۔ پس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا
ہوا تھا کہ ایک جنازہ گذرا تو لوگوں نے اس کی تعریف کی۔ پس حضرت
عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ "واجب ہوگئی"۔ پھر دوسرا جنازہ گذرا تو لوگوں
نے تعریف کی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "واجب ہوگئی"۔ پھر
تیسرا جنازہ گذرا، لوگوں نے اس کی بدگوئی کی تو فرمایا، "واجب ہوگئی"۔
میں عرض گزار ہوا: "اے امیر المومنین: کیا چیز واجب ہوگئی؟"

فرمایا، میں وہی کہہ رہا ہوں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس مسلمان کے بارے میں چار مسلمان بھی اچھی گواہی دیں تو اللہ تعالیٰ اُسے جنت میں داخل فرمائے گا۔" ہم عرض گذار ہوئے کہ اگر تین ہوں تو؟ فرمایا: "تین پر بھی۔" میں نے عرض کی کہ اگر دو ہوں تو؟ فرمایا، "دو پر بھی۔" پھر ہم نے آپ سے ایک کے بارے میں نہیں پوچھا۔ (صحیح بخاری جلد ۲)

نافع نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "جب تم تین آدمی ہو تو تیسرے کو چھوڑ کر دو آدمی سرگوشی نہ کریں۔" (یہ حدیث امام بخاری نے دو سندوں کے ساتھ پیش کی ہے۔) (صحیح بخاری جلد سوم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "مومن ایک سوراخ سے دو دفعہ نہیں ڈسا جاتا۔ (یعنی ایک شخص سے دوسری بار نقصان نہیں اٹھاتا)

ماہِ رمضان میں عُمرہ

عطار نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انصار کی ایک عورت سے فرمایا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اُس کا نام لیا تھا لیکن میں اس کا نام بھول گیا۔ تمہیں ہمارے ساتھ حج کرنے سے کس چیز نے روکا؟ عرض گزار ہوئی کہ ہمارے پاس ایک پانی ڈھونے والا اونٹ تھا۔ جس پہ فلاں کا باپ سوار ہو کر گیا تھا۔ یعنی اس کا خاوند اور بیٹا اور پیچھے پانی ڈھونے والا ایک اونٹ چھوڑا تھا۔ فرمایا کہ رمضان آئے عُمرہ کر لینا۔ کیونکہ اس میں عُمرہ کرنا حج جیسا ہے۔ (صحیح بخاری جلد اول)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف بیٹھتے اور فرمایا کرتے کہ لیلۃ القدر کو رمضان کے آخری عشرے میں تلاش کیا کرو۔

ابوصالح سے روایت ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر رمضان میں دس روز اعتکاف فرماتے تھے۔ جب وصال مبارک کا سال آیا تو اس میں آپ نے بیس روز کا اعتکاف کیا۔ (صحیح بخاری جلد ۲)

عطا بن یسار نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اُن تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ بات پہنچی ہے۔ کہ آپ نے فرمایا ہے کہ جمعہ کے روز غسل کرنا ہر بالغ کے لئے ضروری ہے۔ (صحیح بخاری جلد دوم)

نماز کی حالت میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کا حکم

حضرت امام بخاری قدس سرہٗ نے حضرت ابوسعید بن معلّٰی انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نماز پڑھ رہے تھے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو بلایا مگر یہ نماز پڑھ کر حضور سیّد عالم صلی اللہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "میرے بُلانے پر تم اتنی دیر کیوں رُکے رہے اور فوراً کیوں نہ آئے"؟ عرض کیا: "یا رسول اللہ میں نماز پڑھ رہا تھا۔" اس پر سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا "کیا تم نے اللہ مجدہٗ کا یہ ارشاد نہیں سُنا:

يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ. (الآیۃ) (انفال: پ ۹: آیت ۲۴)

"اے ایمان والو! اللہ اور اُس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بُلانے پر حاضر ہو جب رسول تمہیں اس چیز کے لئے بلائیں۔"

امام ترمذی اور امام حاکم قدس سرہما حضرت اُبیّ بن کعب رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے حضور سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا "یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں چاہتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بکثرت درود شریف پڑھوں۔" سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جتنا تمہاری منشا ہو۔"

میں نے عرض کیا۔ "کیا چوتھائی حصّہ کافی ہے"؟ تو فرمایا "جو تمہاری مرضی۔ اگر اس سے زیادہ پڑھو گے تو بہتر ہے۔" میں نے عرض کیا، "نصف پڑھا کروں"؟ فرمایا "جو تم چاہو۔ اگر زیادہ ہو تو بہتر ہے"۔

میں نے عرض کیا: "دو تہائی"؟ فرمایا "جیسے تم چاہو، اگر زیادہ ہو تو

بہتر ہے۔" میں نے عرض کیا۔ "میں اپنا سارا وقت درود شریف بھیجتا رہوں گا۔" سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ "اب یہ تیرے تمام مقاصد کیلئے کافی ہے اور تیرے تمام گناہوں کی بخشش کا ذریعہ ہے۔" (جواہر البحار)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِهٖ وَسَلِّمْ.

شرطِ صحابیّت

سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انہی خصائص میں سے یہ ہے کہ جس شخص نے بحالتِ ایمان ایک لمحہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ لیا اُسے صحابی ہونے کا شرف حاصل ہو گیا۔

امام ابن ابی شیبہ، امام بیہقی، امام ابو نعیم نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھے سب لوگوں پہ تین وجہ سے برتری عطا کی گئی ہے:

۱۔ ساری روئے زمین میرے لئے مسجد بنا دی گئی ہے اور زمین کی مٹی کو ہمارے لئے پاکیزہ بنا دیا گیا ہے۔

۲۔ ہماری نماز کی صفیں فرشتوں کی صفوں کی طرح ہیں۔

۳۔ سورۂ بقرہ کی آخری آیات مجھے عرش کے خزانوں سے دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں ملیں۔

سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انہی خصائص میں سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عرشِ الٰہی کے خزانوں میں سے اِس کلمے "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ" کا مِلنا۔

امام طبرانی قدس سرہٗ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میری اُمّت کو وہ چیز دی گئی ہے جو کسی اُمّت کو اس کی مانند نہیں دی گئی۔ اور وہ مصیبت کے وقت

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ○ کہنا ہے۔

امام عبدالرزاق قدس سرہٗ نے اپنی "مصنّف" میں روایت کیا کہ ہمیں حضرت معمر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابان رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کرتے ہوئے خبر دی کہ انہوں نے فرمایا "تکبیر تحریمہ اس اُمّت کے سوا کسی کو نہیں ملی"

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَعِتْرَتِہٖ بِعَدَدِ کُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّکَ ؕ

حدیث امام اصبہانی اور امام بزاز قدس سرہما حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "مجھے سوار کے پیالے کی طرح مت بناؤ۔ کہ سوار اپنا پیالہ بھر کر رکھ چھوڑتا ہے۔ اگر پینے کی ضرورت پڑ جائے تو پی لیتا ہے اور وضو کی وقت وضو کر لیتا ہے ورنہ گرا دیتا ہے۔ لیکن مجھ پہ دُعا کے اوّل و آخر اور وسط میں دُرود شریف پڑھنا لازم کر لو۔"

امام اصبہانی قدس سرہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا دُعا مانگنے والا جب تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل پہ دُرود شریف نہ بھیجے گا اُس وقت تک اُس کی دُعا اور آسمان کے درمیان پردہ حائل رہتا ہے۔ اور جب وہ دُرود شریف پڑھ لیتا ہے تو پھر آسمان کا پردہ ہٹ جاتا ہے اور دُعا آسمان پہ روانہ ہو جاتی ہے۔ اگر دُرود شریف نہ پڑھے تو دُعا واپس آجاتی ہے۔

حدیث : دیلمی قدس سرہٗ نے مرفوعاً حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "جو مجھ پہ درود شریف کی کثرت کرے گا وہ بروزِ قیامت عرش کے سایہ میں رہے گا۔"

حدیث : امام بیہقی قدس سرہٗ "شعب الایمان" میں حضرت انس

رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جمعرات اور جمعہ کے دن مجھ پہ بکثرت دُرود شریف پڑھا کرو (کیونکہ) جس نے مجھ پر بکثرت دُرود شریف پڑھا میں قیامت کے دن اس کا سفارشی و گواہ بنوں گا۔ آپ نے مزید فرمایا کہ ہر جمعہ کو میری اُمّت کا دُرود مجھ پہ پیش کیا جاتا ہے لہٰذا جس کے دُرود کی مجھ پہ کثرت ہوگی اس کا مرتبہ بھی مجھ سے زیادہ قریب ہوگا۔ (جواہر البحار)

(امام بیہقی نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلِّمْ ؕ

(حافظ ابو نعیم) اصبہانی نے "الترغیب" میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ رمضان شریف میں پانچ ایسی خوبیاں ہیں جو اس اُمّت سے پہلے کسی اُمّت کو نہیں دی گئیں۔

۱۔ روزہ دار کے منہ کی بُو اللہ کے نزدیک مُشک سے بھی زیادہ پسندیدہ ہے۔

۲۔ افطار کے وقت فرشتے ان کے لئے بخشش طلب کرتے ہیں۔

۳۔ سرکش شیاطین جکڑ دئے جاتے ہیں۔ پھر وہ رمضان میں اپنی شیطنت کا کام نہیں کر سکتے۔

۴۔ اللہ جلّ مجدہٗ ہر روز جنّت سنوارتا ہے اور فرماتا ہے عنقریب میرے صالح بندے مشقّت سے چھوٹ کر تجھ میں آجائیں گے۔

۵۔ رمضان کی آخری شب میں اُن کی مغفرت فرما دی جاتی ہے۔

(اور معلوم رہے کہ) شروع شروع میں اسلام میں بھی نصاریٰ کی طرح سو جانے کے بعد شب کو کھانے پینے اور رات کو ہمبستری کی ممانعت تھی۔ اسی اثنا میں حضرت ابو قیس بن صرمہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا واقعہ رُونما ہو گیا۔ (یعنی ہمبستری کا فعل سرزد ہو گیا) تو اللہ تعالیٰ نے اس اُمّت کے لئے صبح صادق تک کھانا پینا اور جماع کرنا مُباح فرما دیا۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے

روایت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہمارے اور اہلِ کتاب کے روزوں میں فرق صرف سحری کا کھانا ہے۔

حاکم (ابو عبداللہ) نے "تاریخ نیشاپور" میں اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعًا روایت کیا ہے:

اَلْوُضُوْءُ قَبْلَ الطَّعَامِ حَسَنَۃٌ وَّبَعْدَہٗ حَسَنَتَانِ۔
(جواہر البحار)

"کھانا کھانے سے پہلے وضو[1] کرنے میں ایک نیکی اور کھانا کھانے کے بعد وضو کرنے میں دو نیکیاں ملتی ہیں۔"

حدیث: امام اصبہانی قدّس سرّہٗ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعًا روایت کیا کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے وضو کر لینے کے بعد اَشْہَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ کہا پھر مجھ پر دُرود شریف پڑھا تو اُس کے لئے رحمت کے دروازے کھُل جاتے ہیں۔

حدیث: اصبہانی قدّس سرّہٗ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ فِیْ کِتَابٍ، لَمْ تَزَلِ الْمَلٰٓئِکَۃُ تَسْتَغْفِرُ لَہٗ، مَادَامَ اِسْمِیْ فِیْ ذٰلِکَ الْکِتَابِ۔

"جس نے کوئی کتاب لکھتے ہوئے میرا اسم (گرامی) آنے پر مجھ پر درود پڑھا (یعنی لکھا) تو جبتک اس کتاب میں میرا اسم (گرامی) برقرار رہے گا فرشتے اس کے لئے دُعائے مغفرت کرتے رہینگے۔"

حدیث: نیز اصبہانی قدّس سرّہٗ نے یہی روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اِن الفاظ کے ساتھ روایت کی ہے:

لَمْ تَزَلِ الصَّلٰوۃُ جَارِیَۃً لَہٗ۔

"کہ کتاب میں دُرود شریف لکھنے

[1] وضو سے مراد عرفی شرعی وضو نہیں ہے بلکہ ہاتھ دھونا اور کلی کرنا ہے۔

والے کیلئے اس کا یہ درود شریف مسلسل جاری رہے گا۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ اَلْفَ اَلْفَ مَرَّۃٍ

حدیث: امام اصبہانی نے حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اللہ جلّ مجدہٗ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ "اے موسیٰ علیہ السّلام! کیا آپ یہ پسند کرتے ہیں کہ آپ کو قیامت کے دن کی پیاس محسوس نہ ہو۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا یا الٰہا کیوں نہیں۔ اللہ جلّ مجدہٗ نے فرمایا۔ تو میرے حبیب محترم جناب حضرت محمّد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بکثرت درود شریف پڑھتے رہا کریں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِہٖ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا کَثِیْرًا۔

حدیث: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلٰوۃً وَّاحِدَۃً قُضِیَتْ لَہٗ مِائَۃُ حَاجَۃٍ۔

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے ایک مرتبہ مجھ پر درود بھیجا اس کی سو (۱۰۰) حاجات پوری ہوں گی۔"

(التیمی نے اپنی ترغیب میں اسے نقل فرمایا ہے۔)

الفردوس میں بغیر سند کے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مرفوعًا مروی ہے:

مَنْ صَلّٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ مِّائَۃَ مَرَّۃٍ قَضَی اللّٰہُ لَہٗ مِائَۃَ حَاجَۃٍ۔

"جو محمّد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آلِ محمّد پر سو مرتبہ دُرود پڑھیگا اللہ تعالیٰ اُس کی سو حاجتیں پُوری فرمائیگا۔"

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

قَالَتْ زَیِّنُوْا مَجَالِسَکُمْ بِالصَّلٰوۃِ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَ

"اپنی مجالس کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دُرود پڑھنے اور عمر رضی اللہ

بِذِكْرِ عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ ○ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهٗ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ فَقَدْ شَقِيَ ○	عنہ کے ذکر کے ساتھ مزین کرو۔" "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے سامنے میرا ذکر ہوا اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے وہ بدبخت ہے۔"

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ وَسَلِّمْ

بعض علماء نے ذکر کیا ہے کہ اللہ عزّ وجلّ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تین ہزار معجزے عطا کئے ہیں۔ فرمایا مصنّف "دلائل الخیرات" نے معجزات حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چار ہزار پچاس ہیں۔ (واللہ اعلم) (مواہب لدنیہ) آپ کے معجزات قیامت تک قائم رہیں گے۔ اور قیامت تک قائم رہنے والا آپ کا معجزہ قرآن حکیم ہے۔ دیگر انبیائے کرام کے معجزات اپنے وقت تک ہو کر منقطع ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات تمام انبیاء علیہم السلام کے معجزات سے زیادہ ہیں۔

تیرھویں سال نبوت کے بسبب ایذائے کفارِ مکہ بیس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے رخصت و اجازت لیکر مدینہ تشریف لے گئے اور اہلِ مدینہ جو ایمان لائے تھے اُن کی مدد کرتے تھے۔ پھر بحکم الٰہی اسی سال اٹھائیس صفر یا ۱۲ ربیع الاول دوشنبہ یا پنجشنبہ کی رات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مکہ سے باہر آئے۔ واللہ اعلم

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِهٖ وَاَهْلِ بَیْتِهٖ
وَعِتْرَتِهِ الطَّاهِرِیْنَ ○

ذکر کیا ابنِ عادل نے اپنی تفسیر میں کہ جبرائیل نازل ہوئے حضرت محمّد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر چوبیس ہزار بار، حضرت آدم علیہ السلام پہ بارہ مرتبہ، حضرت ادریس علیہ السلام پہ چار مرتبہ، حضرت نوح علیہ السلام پر پچاس بار، حضرت ابراہیم علیہ السلام پہ بیالیس بار، حضرت موسیٰ علیہ السلام پر چار سو

بار، حضرت عیسیٰ علیہ السلام پہ دس بار اور حضرت یعقوب علیہ السلام پہ چار بار اور حضرت ایوب علیہ السلام پہ تین بار۔

● وحی نازل ہوئی سب انبیاء علیہم السلام کی طرف خواب میں، لیکن اُولوالعزم حضرت محمّد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف اور حضرت نوح حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ حضرت عیسیٰ علیہم السلام کے پاس وحی بیداری میں بھی آتی تھی اور خواب میں بھی۔

● کنیت حضرت خضر علیہ السلام کی ابوالعبّاس اور لقب اُن کا خضر ہے۔ کیونکہ جب وہ زمین خشک پہ بیٹھے تو زمین سرسبز ہو جاتی تھی۔ (خضر بمعنی سبز) نام اُن کا بلیا بن ملکان ہے۔

● اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا هٰذَا فِیْ كُلِّ وَقْتٍ وَّحِیْنٍ یَّارَبَّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی حَبِیْبِهٖ وَرَسُوْلِهٖ وَنُوْرِ عَرْشِهٖ وَزِیْنَةِ فَرْشِهٖ وَقَاسِمِ رِزْقِهٖ وَسَیِّدِ خَلْقِهٖ وَمَهْبِطِ وَحْیِهٖ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا ط

(آبِ کوثر)

● حضرت شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: درودِ پاک کے فضائل میں سے یہ ہے کہ اِس کا پڑھنے والا دنیا کی رسوائی سے محفوظ رہتا ہے اور اس کی آبرو میں کوئی کمی نہیں آتی۔ (آبِ کوثر)

● اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِالنَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلِّمْ عَدَدَ مَا عَلِمْتَ وَزِنَةَ مَا عَلِمْتَ.

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کے اندھیرے میں اسی طرح دیکھتے تھے جس طرح دن کی روشنی میں دیکھتے تھے۔ (صحیح مسلم جلد۲)

"مواہب اللدنیہ" جلد دوم میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کل رسولوں کو اُن کے نام سے پکارا ہے اور اے اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ علیک وسلم! آپ کو اللہ تعالیٰ عَزَّ وَجَلَّ نے جس وقت مخاطب کیا ہے یَا اَیُّھَا النَّبِیُّ اور یَا اَیُّھَا الرَّسُوْلُ ۔ یَا اَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ ، یَا اَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ کہہ کر پکارا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت ہے۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے کوئی ایسی جان پیدا نہیں کی جو اُسے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر محبوب ہو۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ کسی شخص کی زندگی کی قسم کھائی ہو۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لَعَمْرُكَ اِنَّھُمْ لَفِیْ سَكْرَتِھِمْ یَعْمَھُوْنَ ○ (الحجر)

"قسم ہے آپ کی زندگی کی بے شک وہ (قومِ لُوط) اپنی مستی میں مدہوش پھرتے تھے۔"

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ارشادِ خداوندی لَعَمْرُكَ اِنَّھُمْ الخ کی تفسیر یوں مروی ہے:

" وَحَیَاتُكَ یَا مُحَمَّدُ " (اے محمد صلی اللہ علیک وسلم آپ کی زندگی کی قسم")

شیخ ابونعیم نے کہا کسی ذی عقل پر مخفی نہیں کہ قسم اُس ذات کی اٹھائی جاتی ہے جو ازحد معزز و مکرم ہو۔ تو اس آیت سے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انتہائی جلالت وقدر واضح ہوتی ہے۔ جس طرح آپ نے لوگوں کو دعوتِ ایمان دی اور اپنی نبوت و رسالت کو جیسے نبھایا یہ سب امور انتہائی

قابلِ تعظیم ہیں۔ کیونکہ ساری زندگی کی قسم ان سب کو شامل ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا مجھے تمام جن وانس اور سرخ وسیاہ کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہے۔ میرے لئے مالِ غنیمت حلال کیا گیا جو کسی نبی کے لئے نہیں کیا گیا تھا۔ میرے لئے تمام زمین پاکیزہ اور مسجد بنا دی گئی جبکہ دوسرے انبیاء علیہم السلام مخصوص جگہ پر ہی عبادت کر سکتے تھے۔ ایک مہینہ کی مسافت تک رُعب سے میری مدد کی گئی (یعنی دشمن جب میری طرف آتا ہے تو ایک مہینہ کی مسافت پر ہی اس پر خوف طاری ہو جاتا ہے۔ پھر وہ لڑتا بھی ہے مرعوب ہو کر۔) مجھے سورۃ بقرہ کی آخری آیات دی گئیں۔ مجھے تورات کی جگہ سورۃ فاتحہ انجیل کی جگہ سورۃ مائدہ اور زبور کی جگہ حوامیم دی گئیں۔ (یہ قرآن کی سات سورتیں ہیں جن کے شروع میں حٰم آتا ہے۔ غافر، فصلت، شوریٰ، زخرف، دخان، جاثیہ، احقاف۔ اور "مفصّل" سے مراد سورۃ حجرات سے لیکر قرآن کی آخری سورۃ تک کا حصہ ہے۔) مجھے مفصل سورتوں کی عطا سے بھی فضیلت بخشی گئی۔ میں دنیا و آخرت میں تمام اولادِ آدم علیہ السلام کا سردار ہوں مگر مجھے فخر نہیں۔ سب سے قبل میں اور میری امت قبرو سے نکلے گی مگر مجھے فخر نہیں۔

حکایت

ایک عارف کو ایک نصرانی بیمار کے پاس حالتِ نزع میں جانے کا اتفاق ہوا تو اُس سے کہا مسلمان ہو جا، تجھے جنت ملے گی۔ وہ بولا: مجھے اس کی حاجت نہیں۔ فرمایا مسلمان ہو جا تجھے دوزخ سے نجات ملے گی۔ اس نے کہا: میں اس کی پرواہ نہیں کرتا۔ پھر کہا: مسلمان ہو جا، تجھے اللہ کریم کا دیدار نصیب ہو گا۔ اس پر وہ مسلمان ہو گیا اور اس کی رُوح پرواز کر گئی۔ اُسی رات کسی نے اُسے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ خدا نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ اُس نے جواب دیا، اللہ نے مجھے اپنے

سامنے کھڑا کیا اور فرمایا کہ تُو میرے لقار اور ملاقات کے شوق میں مسلمان ہوا ہے؟ میں نے عرض کیا ہاں! ارشاد ہوا میری رضا اور لقار دونوں تجھے نصیب ہوں گی۔" (اس کو نسفی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے۔) (نزہۃ المجالس)

حجرِ اسود کو اُس کی جگہ پر نصب کر کے خونریزی سے بچالیا

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوّت و رسالت کی صحت وصداقت پر یہ واقعہ بھی شاہد عادل ہے کہ نہایت جاہلانہ دور میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجرِ اسود کو اپنے دستِ اقدس سے اُس کی جگہ پر رکھ کر قریش کو ایک بڑے جھگڑے اور فساد سے بچالیا۔ ایسے جاہلانہ دور میں اسقدر دانش مندانہ فیصلے کرنے والا شخص اگر دعویٰ نبوّت کرے تو عقل اُسے تسلیم کرنے کا تقاضا کرتی ہے۔

قریش نے کعبۃ اللہ کی عمارت بوسیدہ ہو جانے کی وجہ سے اسے از سرِ نو تعمیر کیا اور حجرِ اسود کو اپنی جگہ پر رکھنے میں سردارانِ قریش میں اختلاف ہو گیا۔ قریش کا ہر قبیلہ چاہتا تھا کہ یہ سعادت اسے حاصل ہو۔ قریب تھا کہ تلواریں میانوں سے باہر نکل آئیں۔ تب وہ کہنے لگے جو شخص صبح سویرے سب سے پہلے حرم میں داخل ہو گا اسے فیصل مان لیا جائے گا۔ حُسنِ اتفاق سے صبح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی سب سے پہلے حرمِ کعبہ میں تشریف لائے۔ ان ایام میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صادق و امین کہا جاتا تھا۔ لہٰذا قریش کہنے لگے: "قد دخل الامین۔" "امین آگیا" اور کہا: "اے محمد! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہم آپ پر راضی ہیں۔ آپ جو فیصلہ کریں، ہمیں منظور ہے۔"

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چادر بچھائی اس کے درمیان حجرِ اسود رکھا پھر قریش کے سب قبیلوں سے فرمایا کہ ہر قبیلہ کا ایک شخص اس کپڑے کا ایک کونہ پکڑ لے۔ چنانچہ وہ لوگ کپڑے کو پکڑ کر حجرِ اسود کی جگہ تک اٹھا لائے۔ پھر حضور

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دستِ اقدس سے حجرِ اسود کو اُٹھا کر اس کی جگہ پر نصب کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ اعزاز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اعلانِ نبوّت سے سات سال قبل عطا فرمایا۔

دلائل النبوّت میں شیخ ابو نعیم کہتے ہیں کہ اعلانِ نبوّت کے بعد بھی قریش اس بات کے معترف تھے کہ ہم نے آج تک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جھوٹ بولتے نہیں دیکھا۔ اور بعثت سے قبل بھی قریش نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت کا متعدد بار اعتراف کیا تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہودی عالم کا مناظرہ

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: توریت میں لکھا ہے کہ اِنَّ اللّٰہَ یَبْغِضُ الْحِبْرَ السَّمِیْنَ۔ (یعنی خدا تعالیٰ موٹے عالم کو دشمن رکھتا ہے)

وَمَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ تا مِنْ شَیْءٍ الآیۃ (انعام: ۹۱)

<u>شانِ نزول</u>: اس آیت کا یہ ہے کہ ایک بار یہود کی ایک جماعت اپنے عالموں کے سردار مالک ابن صیف کو لے کر حضور علیہ السلام کے پاس مناظرہ کے لئے آئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس سے فرمایا: اے مالک! تجھے اُس پروردگار کی قسم دیتا ہوں جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل فرمائی کیا تو نے تورات میں دیکھا ہے کہ اِنَّ اللّٰہَ یَبْغِضُ الْحِبْرَ السَّمِیْنَ "یعنی خدا موٹے عالم کو دشمن رکھتا ہے"۔ کہا۔ ہاں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "تو موٹا عالم ہے، تورات کے حکم سے تو خدا کا دشمن ہے۔" اس پر وہ غصہ میں آکر بولا کہ خدا نے کسی بشر پر کچھ بھی نہیں اتارا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ جس میں فرمایا گیا کہ ان کم بختوں نے خدا کی قدر ہی نہ جانی کہ اُس کی کتابوں اور پیغمبروں کا انکار کر دیا۔ اچھا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تورات کس نے اُتاری۔ سارے یہودی مالک کی بات سن کر مالک سے برہم ہو گئے اور اسے عہدے سے معزول کر دیا۔ (مدارک، خازن)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ سَرَّہٗ اَنْ یَّلْقَی اللّٰہَ رَاضِیًا فَلْیُکْثِرِ الصَّلٰوۃَ عَلَیَّ۔

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جسے یہ پسند ہو کہ وہ اللہ تعالیٰ سے حالتِ رضا میں ملے تو اسے مجھ پر کثرت سے درود بھیجنا چاہیئے۔"

اس حدیث کو مسند الفردوس میں دیلمی نے اور ابن عدی نے الکامل میں اور ابوسعید نے "شرف المصطفٰے" میں روایت کیا ہے اور سند کو ضعیف کہا ہے۔

اللہ ربُّ العزت کا درود کیا ہے۔ سنو: قَالَ اَبُوالْعَالِیَۃَ صَلٰوۃُ اللّٰہِ ثَنَآئُہٗ عَلَیْہِ عِنْدَ الْمَلٰٓئِکَۃِ۔ (ترجمہ) "حضرت ابوالعالیہ نے فرمایا کہ اللہ کا درود یہ ہے کہ ملائکہ کے سامنے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف کرنا۔" (صحیح بخاری، جلد ۲ صفحہ ۷۰۰/ شفاء شریف جلد ۲/)

حضرت ضماد کا اسلام قبول کرنا

امام مسلم، احمد اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ ضماد رضی اللہ عنہ اپنی کسی ضرورت سے مکّہ آئے۔ وہ جنتر منتر میں مشہور تھے۔ ایک روز مشرکینِ مکّہ سے انہوں نے سنا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) (نعوذ باللہ) مجنون ہوگئے ہیں۔ لہٰذا انہوں نے سوچا کیا بعید ہے کہ میں جھاڑ پھونک کے ذریعے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو تندرست کر دوں۔ پس وہ آکر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملے اور کہا کہ میں منتر پڑھتا ہوں مالک جس قدر چاہے گا، آپ کو شفا دیدے گا۔" ضماد رضی اللہ عنہ کا قول ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری باتیں سننے کے بعد مجھ سے نزدیک ہوئے اور پڑھا: "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَ

نَسْتَعِیْنُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ" حضرت ضماد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ ان ہی کلمات کو براہِ مہربانی دوبارہ پڑھئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ مقدس کلمات دوبارہ پڑھے۔ پھر ضماد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

"واللہ! میں نے ایسا کلام کبھی سنا نہ پڑھا۔ نہ یہ سحر ہے نہ شعر اور نہ کہانت۔ واقعی یہ الہام ووحی ہے۔ بے شک یہ خدائی کلام ہے۔ اس میں تلوار سے زیادہ کاٹ، کائنات سے زیادہ حسن، آفتاب سے زیادہ نور اور اسحار سے زیادہ تاثیر ہے۔ اس کے بعد وہ دو زانو ہوئے اور کلمۂ شہادت پڑھ کر مسلمانوں کے زمرے میں مصائب سہنے اور قربانیاں دینے کے لئے شامل ہوگئے۔ (خصائص الکبریٰ)

● جمعہ کے دن دوپہر کے وقت چار رکعت نماز پڑھو۔ ہر جمعہ یا ہر ماہ یا ہر سال میں ایک بار، ہرگز ترک نہ کرنی چاہیئے۔ ہر رکعت میں الحمد للہ شریف کے بعد آیت الکرسی، قل یاایھا الکافرون، قل ھو اللہ احد اور قل اعوذ برب الفلق، قل اعوذ برب الناس سب دس دس بار پڑھے اور بعد سلام ستّر بار استغفر اللہ اور ستّر بار سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم کہے۔ جو یہ نماز پڑھے ہرگز فقیر نہ ہو اور نہ بدبخت ہو اور یہ سب خلعت دینی و دنیوی پائے اور اگر خلق زمین وآسمان کی جمع ہو تب بھی اس نماز کا ثواب نہ لکھ سکے۔ (مکتوباتِ صدی مخدوم/ دلائل الخیرات)

ابوطالب کی صحت کیلئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا

ابن عدی، بیہقی اور ابونعیم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ابوطالب کے بیمار ہونے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کی عیادت کی اور ابوطالب کی خواہش پر دُعا بھی فرمائی "اے اللہ! میرے چچا کو صحت عطا فرما"۔ تو ابوطالب اُٹھ کھڑے ہوئے اور بیماری کا کوئی اثر نہ رہا۔ ابوطالب نے کہا اے بھتیجے! تمہارا معبود تم پر بہت مہربان ہے۔ آپ نے جواب دیا۔ چچا! اگر تم بھی اُسی معبود کی بندگی اختیار کرو تو یقیناً تم پر مہربانی فرمائے گا۔ (اس حدیث میں ہیثم منفرد ہیں اور وہ ضعیف مانے جاتے ہیں)

عکرمہ رضی اللہ عنہ بن ابوجہل کی مُعافی اور اسلام

عکرمہ بن ابوجہل حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایذا رسانی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکلیف دہی میں بہت شہرت رکھتا تھا۔ اور کیوں نہ ہوتا، ابوجہل لعین کا بیٹا تھا اور اپنی شناعت میں اپنے ملعون باپ کا جانشین تھا اور تمام غزوات میں ان اشقیاء کا سردار تھا۔ چونکہ سعادت کا حصہ آخر میں اس کے نام لکھا ہُوا تھا، بالآخر اس کا ظہور ہوا۔ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ "جمع الجوامع" میں ایک حدیث روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ عالمِ خواب میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنّت میں داخل ہوئے۔ انگور یا کھجور کا خوشہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ میں دیا گیا اور کہا گیا کہ یہ خوشہ ابوجہل کی طرف سے ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

فرمایا: "ابوجہل کو جنّت سے کیا نسبت؟" اس بات کی تاویل حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بالفعل ظاہر نہ ہوئی۔ جب مکّہ فتح ہوا اور عکرمہ بن ابوجہل زمرۂ اسلام میں آئے تو معلوم ہوا اس خواب کی تعبیر یہ تھی۔

ارباب سیر بیان کرتے ہیں کہ روزِ فتح ایک صحابی رضی اللہ عنہ عکرمہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے شہید ہوئے۔ جب اس کی خبر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچی تو تبسم فرمایا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے تبسّم کی وجہ دریافت کی تو فرمایا: "عالمِ غیب میں میں دیکھ رہا ہوں کہ یہ مقتول اپنے قاتل (رضی اللہ عنہما) کے ساتھ ہاتھ میں ہاتھ ڈالے دونوں جنّت میں ٹہل رہے ہیں۔"

عکرمہ کے اسلام لانے کا قصّہ طویل ہے۔ ارباب سیر بیان کرتے ہیں کہ جب مکّہ مکرّمہ فتح ہوا تو عکرمہ خوف کے مارے وہاں نہ ٹھہر سکا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس کے خون کو مباح قرار دیا تو وہ بھاگ کر ساحل سمندر کی طرف چلا گیا اور کشتی میں سوار ہو کر یمن کی طرف چل دیا۔ اچانک سمندر میں طغیانی آئی۔ تمام کشتی والے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تضرّع وزاری کرنے لگے۔ لوگوں نے عکرمہ سے بھی کہا کہ تم بھی خدا کو یاد کرو۔ اُس نے کہا، اُس خدا کو جس کی طرف مُحمّد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہمیں بُلاتے ہیں، جس سے میں بھاگتا ہوں؟ معًا اُس کی نظر کشتی کے ایک تختہ پر پڑی جس پر لکھا ہوا تھا: "كَذَّبَ بِهِ قَوْمُكَ وَهُوَ الْحَقُّ" "تیری قوم نے اُسے جھٹلایا حالانکہ وہ حق ہے۔" اِسے مٹانے والا اُس کے ساتھ تھا۔ ہر چند اُس نے اُن حروف کو مٹانے کی کوشش کی مگر وہ نہ مٹ سکا۔ عکرمہ کے دل میں ہلچل پیدا ہوئی۔ اس کی بیوی اُم حکیم رضی اللہ عنہا بنت حارث بن ہشام (برادرِ ابوجہل) مسلمان ہو کر اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سے امان لے کر اُس کی تلاش میں نکلی ہوئی تھی۔ جب وہ اُس کے
پاس پہنچی تو اُس سے کہا "اے میرے چچا کے بیٹے! میں خلائق میں سب
سے زیادہ کریم اور لوگوں میں سب سے زیادہ رحمدل کے پاس سے آئی
ہوں۔ اُٹھ اور چل، کہ میں نے تیرے لئے امان لے لی ہے۔ جب امان
کی خبر اُس نے سُنی تو حیران و متعجب ہو کر کہنے لگا کہ محمد (صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم) نے اُن تمام ایذاؤں کے باوجود جو مجھ سے انہیں پہنچی ہیں
مجھے امان دے دی ہے؟" اُم حکیم رضی اللہ عنہا نے کہا "حضور اکرم
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے زیادہ کریم ہیں جتنی کہ تعریف کی جائے۔
اس کے بعد عکرمہ اپنی بیوی کے ساتھ لوٹے۔ جب مکہ کے قریب آئے تو
تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی کہ عکرمہ رضی اللہ عنہ مومن و
مہاجر ہو کر آرہا ہے اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا: "خبردار! اُن کے
والد کو دشنام (گالی) نہ دو تاکہ اُسے ایذا نہ پہنچے، پھر عکرمہ رضی اللہ
عنہ اپنی بیوی کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خیمہ کے دروازہ
پر آئے، اُن کی بیوی نے چہرہ سے نقاب اٹھا کر خیمہ میں داخل ہونے کی
اجازت مانگی اور عرض کیا کہ "میں عکرمہ کو لائی ہوں، حضور! (صلی اللہ
علیہ وسلم) کیا حکم ہے؟"

آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی جگہ سے اِس حال میں
اُٹھے کہ آپ کے دوشِ مبارک سے چادر شریف گر پڑی اور انتہائی مسرت
سے آگے بڑھے اور فرمایا اندر آجاؤ"۔ جب وہ داخل ہوئے اور حضور اکرم
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چشم مبارک عکرمہ رضی اللہ عنہ پر پڑی تو فرمایا:
"مَرْحَبًا بِالرَّاكِبِ الْمُهَاجِرِ"۔ "سوار ہو کر ہجرت کرنے والے تمہارا
آنا خوشی کا موجب ہے۔" اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹھ
گئے اور عکرمہ، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کھڑے رہے اور

عرض کیا: اے محمد! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یہ میری بیوی کہتی ہے کہ
آپ نے مجھے امان دے دی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
ہاں۔ میں نے تمہیں امان دے دی ہے"۔ عکرمہ نے کہا:
"أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَنَّكَ عَبْدُ اللّٰهِ
وَرَسُوْلُهٗ"۔ " اس وقت انتہائی شرمساری سے اُس نے اپنے سر
کو جُھکا کر عرض کرنے لگا: "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم، بلاشبہ
آپ سب سے زیادہ کریم، سب سے زیادہ راست گو اور سب سے زیادہ
وفادار ہیں۔ سبحان اللہ!

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اے عکرمہ! مجھ سے مانگ،
جو مانگنا چاہیے۔ اللہ نے چاہا تو عطا کروں گا۔" عکرمہ رضی اللہ عنہ نے
عرض کیا "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم: ہر وہ دشمنی جو میں آپ
کے ساتھ کر سکتا تھا میں نے کی ہے اور ہر وہ اقدام جو اہلِ شرک کی
تقویت اور آپ کی دشمنی میں ممکن تھا میں نے کیا ہے اور ہر وہ بے ادبی
اور گستاخی جو آپ کے ساتھ ہو سکتی تھی مجھ سے سرزد ہوئی ہے اور ہر وہ
بات جو آپ کی غیبت اور برائی میں کہی جا سکتی تھی میں نے کہی ہے،
اب دُعا فرمائیں کہ حق تعالیٰ مجھے معاف فرمائے اور مجھے بخش دے۔
رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دستِ مبارک دُعا کے لئے
اُٹھائے اور جو کچھ عکرمہ رضی اللہ عنہ نے کہا تھا اُس کی معافی و بخشش
مانگی۔ عکرمہ نے عرض کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! جتنا روپیہ
پیسہ اور سونا چاندی زمانہ جاہلیت میں بندگانِ خدا کو راہِ حق سے
برگشتہ کرنے میں صرف کیا ہے۔ میری تمنا ہے کہ اُتنا ہی راہِ حق میں
خرچ کروں اور جتنی جنگیں خدا کے دوستوں کے ساتھ لڑی ہیں اس
سے دوگنی جنگ اب میں اُن کے دشمنوں کے ساتھ لڑوں۔ اس کے

بعد عکرمہ رضی اللہ عنہ نے کفار کے ساتھ ہر اُس عہد و دوستی کو جو وہ رکھتے تھے توڑ دیا اور دین کی تقویت اور راہ خدا میں جہاد کے لئے کمربستہ ہوگئے یہاں تک کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانۂ خلافت میں غزوہ اجنادین میں شہید ہوتے۔ (رضی اللہ عنہ)

سُبحان اللہ! ابوجہل لعین کا بیٹا ایسا صاحب ایمان و یقین ہوا۔ یُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ "مُردے سے زندہ کو نکالتا ہے" کے معنی صادق ہوئے۔ یہ سب خدا کی توفیق و مدد سے ہے۔ (مدارج النبوت جلد ۲)

ایک دفعہ عکرمہ رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلّم سے ایمان لانے کی شرط رکھی کہ دریا کے اُس پار کا پتھر پانی پر تیرتا ہوا آجائے تو میں مسلمان ہوجاؤں گا۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے بھاری پتھر پانی پہ تیرتا ہوا آپ کے پاس آگیا۔ (معارج النبوت جلد ۳)

خلیل علیہ السلام اور حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

خلیل جو کچھ کرتا ہے اللہ تعالےٰ کی رضاجوئی کے لئے کرتا ہے: یَا اِبْرَاھِیْمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْیَا۔ (اے ابراہیم تُو نے اپنا خواب سچا کر دکھایا)۔ اُدھر حبیب کی رضاجوئی اللہ تعالیٰ خود کر رہا ہے: فَلَنُوَلِّیَنَّکَ قِبْلَةً تَرْضٰھَا۔ (آپ جس طرف رُخ پھیریں گے اُسے قبلہ بنا دیا جائے گا)۔

خلیل اللہ علیہ السلام کو تمام عوام الناس کا امام بنایا: اِنِّیْ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ؕ لیکن اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شب معراج میں تمام انبیاء و مرسلین کا امام بنایا اور بیتُ المعمور میں تمام ملائکہ (فرشتوں) کا امام و مُقتدا بنایا۔ (علیہم السلام) سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ صَلَّی اللّٰہُ وَمَلٰٓئِکَتُہٗ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اَنْبِیَآءِ اللّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ۔ حضرت عثمان بن عمر فرماتے ہیں میں نے سفیان بن سعید الثوری رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا، جب بھی وہ مجلس سے اُٹھتے، یہ دُرود پڑھتے۔ (القول البدیع)

انس رضی اللہ عنہ کی روایت یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "اے لوگو! میں تمہارا امام ہوں، تم لوگ رکوع و سجود میں مجھ سے سبقت نہ کرو میں تم لوگوں کو اپنے سامنے اور پیچھے سے دیکھتا ہوں"۔ (الخصائص الکبریٰ)

چار جامع حدیثیں

امام ابوداؤد خود فرماتے ہیں کہ سنن ابی داؤد میں چار حدیثیں ایسی ہیں جو مردِ عاقل کیلئے دین میں کافی ہیں۔ ان کی تفصیل یہ ہے:

(۱)۔ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ۔ "اعمال کا دار و مدار نیتوں پہ ہے"۔

(۲)۔ مِنْ حُسْنِ الْاِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْکُ مَا لَا یَعْنِیْہِ۔ (ابوداؤد)
"کسی شخص کے اچھے مسلمان ہونے کی علامت یہ ہے کہ وہ بے فائدہ کاموں کو چھوڑ دے"۔

(۳)۔ لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یُحِبَّ لِاَخِیْہِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِہٖ۔ (ابوداؤد)
"کوئی شخص اُس وقت تک کامل مومن نہیں ہوسکتا جب تک وہ اپنے بھائی کے لئے بھی وہی شے نہ کرے جسے وہ اپنے لئے پسند کرتا ہے"۔

(۴)۔ اَلْحَلَالُ بَیِّنٌ وَّالْحَرَامُ بَیِّنٌ وَّبَیْنَھُمَا مُشْتَبِھَاتٌ فَمَنِ اتَّقَی الشُّبُھَاتِ اِسْتَبْرَاَ دِیْنَہٗ۔ (ابوداؤد)
"حلال اور حرام دونوں ظاہر ہیں، اُن کے درمیان کچھ مشتبہات ہیں۔ پس جو شخص مشتبہات سے بچتا ہے اُس نے اپنا دین محفوظ کرلیا"۔

اللہ کے نام پر مانگنے والے کو دینا

مجاہد نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو تم میں سے اللہ کے نام پر پناہ مانگے اُسے پناہ دے دو، جو اللہ کے نام پہ سوال کرے اُسے

عطا کر دو، جو تمہیں بُلائے اُس کی دعوت قبول کرو، جو تمہارے ساتھ احسان کرے، اُسے بدلہ دو۔ اگر تم اُس کی نیکی کا بدلہ نہ دے سکو تو اُس کے لئے دُعا کیا کرو۔ یہاں تک کہ تم دیکھو کہ تم نے اُسے بدلہ دے دیا۔

(ابوداؤد جلد ۱)

حائضہ پر نماز کی قضا نہیں

ابو قلابہ رضی اللہ عنہ نے مُعاذہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ ایک عورت (رضی اللہ عنہا) نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ کیا حائضہ نماز کی قضاء پڑھے؟ فرمایا، کیا تم حروریہ (خارجیہ) ہو؟ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس حیض آتا اور ہم قضاء نہ پڑھتیں اور نہ ہمیں قضاء پڑھنے کا حکم فرمایا گیا۔ معاذہ عدویہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مذکورہ حدیث کو روایت کیا ہے اس میں اتنا زیادہ ہے کہ ہمیں روزے کی قضاء کا حکم دیا گیا۔ لیکن نماز کی قضاء کا حکم نہیں فرمایا گیا۔ (ابوداؤد)

مسواک کا بیان

اعرج کا بیان ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے مرفوعاً روایت کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا: اگر میں اسے مسلمانوں پر تنگی نہ جانتا تو انہیں نمازِ عشاء دیر سے پڑھنے اور ہر نماز کے ساتھ مسواک کرنے کا حکم دیتا۔ (ابوداؤد)

مسواک کے فوائد

مسواک منہ کو پاک اور طیّب کرنے والی ہے اور ربّ کی خوشنودی کا سبب ہے۔ (رواہ احمد)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے: عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ السِّوَاکُ مُطَہِّرَۃٌ لِلْفَمِ وَمَرْضَاۃٌ لِلرَّبِّ۔

ترجمہ: "مسواک کرنا مُنہ کی صفائی اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی ہے۔"

بغیر وضو ذکرِ الٰہی

عُروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم، اللہ عزّ وجلّ کا ذکر ہر حالت میں (وضو ہو یا نہ ہو) کر لیا کرتے تھے۔ (ابوداؤد)

مرتے وقت اللہ سے اچھا گمان رکھنا چاہیے

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو وصال شریف سے تین روز پہلے فرماتے ہوئے سُنا کہ تم میں سے کوئی نہ مرے مگر اس حالت میں کہ اللہ تعالیٰ سے نیک گمان رکھتا ہو۔

(ابوداؤد)

کھانا کھا کر ہاتھ دھونا

سہیل کے والد ماجد رضی اللہ عنہما نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا: جو سو جائے اور اس کے ہاتھ میں کھانے کی چکنائی لگی ہو جسے دھویا نہ ہو، پس اُسے کوئی تکلیف پہنچے، (کیڑا وغیرہ سے) تو اپنے آپ کو ملامت کرے۔ (یعنی وہ خود ذمّہ دار ہے)

(ابوداؤد شریف)

قبلہ کی طرف تھوکنا منع ہے

زر بن حبیش رضی اللہ عنہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اور میرے خیال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے مرفوعاً فرمایا کہ جس نے قبلہ کی طرف منہ کر کے تھوکا تو قیامت کے دن دونوں آنکھوں کے درمیان اُس تھوک کو لے کر حاضر ہوگا اور جس نے ان بدبودار سبزیوں میں سے کوئی چیز کھائی (یعنی پیاز، لہسن وغیرہ کچا) وہ ہماری مسجد کے نزدیک

نہ آئے تین بار فرمایا۔ (ابوداؤد)

ریڑھ کی ہڈی

اعرج رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا۔ آدمی کے جسم کے ہر حصّے کو زمین کھا جاتی ہے سوائے ریڑھ کی ہڈی کے کہ اسی سے پیدا کیا گیا اور اُسی سے دوبارہ بنایا جائے گا۔ (ابوداؤد)

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ حضور اکرم سیّدالمرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا:

"روزِ قیامت میں دروازۂ جنّت پر جاکر کھولنے کے لئے کہوں گا۔ خازن کہے گا کہ آپ کون ہیں؟ مَیں کہوں گا، مَیں محمّد مصطفےٰ ہوں (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) وہ کہے گا کہ مجھے آپ کے متعلق حکم ہوا ہے کہ آپ کے سوا کسی کے لئے نہ کھولوں۔ طبرانی کی روایت میں ہے خازن کہے گا اور رضوان عرض گذار ہوگا: لَا اَفْتَحُ لِاَحَدٍ قَبْلَكَ وَلَا اَقُوْمُ لِاَحَدٍ بَعْدَكَ۔ "آپ سے پہلے کسی کے لئے نہ کھولوں اور آپ کے بعد تعظیمی قیام کسی کے لئے نہ کروں۔" (مسند احمد، صحیح مسلم، ابوداؤد)

جو علم اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو عطا فرمایا تھا، ظاہر ہے آپ کی اُمّتِ مرحومہ کے کسی فرد کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے کیا نسبت ہو سکتی ہے جن کے قلبِ اطہر پہ قرآن نازل ہوا اور جن (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) کو رُوح القدس سے ہمکلام ہونے کا شرف حاصل تھا۔ اور جو اسرار و علوم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے سینۂ اطہر میں محفوظ تھے اور جن کا علم خالق تعالیٰ کو ہے۔

اس حقیقت کو خضر علیہ السلام نے اُس موقع پہ موثر پیرایہ میں ظاہر کیا جب کہ ایک چڑیا نے دریا میں سے اپنی چونچ کے ذریعے پانی

کے چند قطرے اپنے منہ میں ڈالے۔ آپ موسیٰ علیہ السلام سے اس طرح مخاطب ہوئے: "تمہارے اور میرے علم کو اللہ تعالیٰ کے علم سے یہی مناسبت ہے جو اس چڑیا کے چونچ میں پانی لینے کو اس دریا سے ہے۔"

حدیث: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا:

اَنَا سَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فَخْرَ۔ وَاَنَا اَوَّلُ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ وَلَا فَخْرَ۔ (دارمی، بیہقی)

"مَیں قیامت کے روز تمام انسانوں کا سردار ہوں اور یہ فخریہ نہیں کہتا۔ مَیں سب سے پہلے جنّت میں داخل ہوں گا اور یہ فخریہ نہیں کہتا۔"

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حبیبِ پروردگار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا: "میں لوگوں میں سب سے پہلا ہوں جب وہ اٹھائے جائیں گے اور مَیں اُن کا قائد ہوں گا جب اُن کے وفد بنائے جائیں گے اور مَیں اُن کی طرف سے بات کرنے والا ہوں گا جب وہ مُہر بلب ہوں گے اور مَیں اُن کے لئے مطالبۂ شفاعت کروں گا جب وہ روک دئے جائیں گے اور مَیں انہیں خوشخبری دینے والا ہوں جب وہ مایوس ہو جائیں گے۔ تمام بزرگیاں اور ساری کُنجیاں اُس روز میرے ہاتھ میں ہوں گی اور لوائے الحمد اُس روز میرے ہاتھ میں ہوگا۔ اور مَیں اپنے پروردگار کے نزدیک ساری اولادِ آدم علیہ السلام سے معزز ہوں۔" (ترمذی، دارمی، بیہقی)

سُبحان اللہ۔ اسی لئے تو ایک دانائے راز نے کہا ہے ؎

فقط اتنا سبب ہے انعقادِ بزمِ محشر کا
کہ اُن کی شانِ محبوبی دکھائی جانے والی ہے۔

چھینک کا بیان

ابو صالح سے روایت ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب چھینک آتی تو اپنا ہاتھ یا کپڑا منہ پہ رکھ لیتے، اور آہستہ آواز سے چھینکتے۔

ابراہیم بن موسیٰ بن ابی زائدہ، عکرمہ بن عمار، ایاس بن سلمہ بن اکوع نے اپنے والد سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور ایک آدمی نے چھینکا تو آپ نے کہا یَرْحَمُكَ اللّٰهُ. اُس نے پھر چھینکا۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اِس آدمی کو زکام ہے۔

حدیث : ابن مسیب رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، ایک مسلمان پر اپنے مسلمان بھائی کی طرف سے پانچ چیزیں واجب ہوتی ہیں :

(۱) سلام کا جواب دینا۔ (۲) چھینکنے والے کو جواب دینا۔ (۳) دعوت کا قبول کرنا۔ (۴) بیمار کی عیادت کرنا۔ (۵) اور جنازے کے ساتھ جانا۔

سعید بن ابی سعید سے روایت ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اپنے بھائی کو تین دفعہ تک چھینکنے کا جواب دو۔ اس سے زیادہ ہو تو وہ زکام ہے۔ (ابوداؤد)

حدیث : عبداللہ بن دینار نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "مَیں نے عقل و دین میں ناقص اور سمجھدار کو بھی بے سمجھ بنا دینے والا تم (عورتوں) سے بڑھ کر کسی کو نہیں دیکھا۔ عورتیں عرض گزار ہوئیں کہ ہمارے عقل و دین میں کمی کیا ہے؟ فرمایا " تمہاری عقل کی کمی کا ثبوت یہ ہے کہ دو

عورتوں کی شہادت ایک مرد کے برابر ہے۔ اور تمہارے دین میں کمی یہ ہے کہ تم میں سے بعض کو رمضان کے روزے چھوڑنے پڑتے ہیں اور کتنی روز بغیر نماز کے رہنا ہوتا ہے۔"

حدیث : مؤمل بن الفضل، محمد بن شعیب بن شابور، یحییٰ بن حارث قاسم، ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جو اللہ کے لئے محبت کرے اور اللہ کے لئے عداوت رکھے۔ اللہ کے لئے دے اور اللہ کے لئے دینے سے ہاتھ روکے اُس نے اپنے دین کو مکمل کر لیا۔"

حدیث : مسدد، یزید بن زریع، مسدود یحییٰ، سعید بن عروبہ قتادہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُحد پہاڑ پر چڑھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عثمان اور حضرت عمر رضی اللہ عنہم تھے۔ پہاڑ ہلنے لگا۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس پر اپنا قدم مبارک مار کر فرمایا: "اُحد! ٹھہر جا۔ کیونکہ تیرے اُوپر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔"

محمد بن یحییٰ بن فارس، قبیصہ، عباد بن سماک کا بیان ہے کہ مَیں نے سفیان کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ خلفاء پانچ ہیں۔ حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہم۔ (ابوداؤد)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث ہے کہ قیامت کے دن میری اُمت کی پیشانیاں سجدہ کی وجہ سے نورانی ہوں گی اور وضو کی نورانیت کا اثر ان کے ہاتھوں اور پاؤں پہ نمایاں ہوگا۔

صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

باوضو سونے کا بیان

حضرت مُعاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا: جو مسلمان رات کو ذکرِ الٰہی کر کے باوضو سوئے۔ اور رات چونک پڑے (یعنی اچانک جاگے) تو اللہ تعالیٰ سے دنیا و آخرت کی جو بھلائی مانگے گا اُسے عطا کر دی جائے گی۔ ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ ابو ظبیہ (رحمۃ اللہ علیہ) ہمارے پاس تشریف لائے تو حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے واسطے سے ہم سے یہ حدیث بیان فرمائی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ہے۔ ثابت بنانی کا بیان ہے کہ مجھ سے فلاں آدمی نے کہا کہ میں نے بیدار ہوتے پر ایسا کہنے کی کوشش کی لیکن یہ کام مجھ سے نہ ہو سکا۔ (ابوداؤد)

تقدیر کا بیان

حفص بن عمر نمری، شعبہ، محمّد بن کثیر، سفیان، اعمش، زید بن وہب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے بیان فرمایا جو سچے اور تصدیق کئے گئے ہیں کہ بے شک ہر شخص کا مادہ تخلیق اس کی والدہ کے پیٹ میں چالیس روز رکھا جاتا ہے، پھر وہ خون کی پھٹکی بن جاتا ہے۔ پھر وہ گوشت کا لوتھڑا بن جاتا ہے۔ پھر اُس کی طرف اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ کو چار باتوں کا حکم دے کر بھیجتا ہے۔ تو وہ اُس کا رزق، اُس کی عمر اور اس کا عمل لکھتا ہے اور لکھ دیتا ہے کہ وہ بدبخت ہے یا نیک بخت۔ پھر اُس میں رُوح پھونکتا ہے۔ پس تم میں سے ایک آدمی اہلِ جنّت والے کام کرتا ہے یہاں تک کہ اُس کے اور جنّت کے درمیان صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے کہ نوشتہ، تقدیر اُس پر غالب آتا ہے تو وہ اہلِ جہنّم کے عمل کر کے دوزخ میں داخل ہو جاتا ہے۔ اور تم میں سے کوئی اہلِ جہنّم والے

کام کرتا ہے یہاں تک کہ اُس کے اور جہنّم کے درمیان صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے کہ نوشتہ، تقدیر اُس پر غالب آتا ہے تو وہ اہلِ جنّت کے عمل کر کے جنّت میں داخل ہو جاتا ہے۔

بندوں نے جو کچھ دنیا میں کرنا ہے اُسے پروردگارِ عالم نے اپنے علم سے دیکھ کر لوحِ محفوظ میں لکھ دیا ہے۔ بندے اپنے طور پر عمل کر رہے ہیں لیکن انہوں نے جو کچھ کرنا تھا وہ خدائے علیم و خبیر کے علم میں اُن کے کرنے سے پہلے تھا اور وہی لکھ بھی دیا گیا تھا، اسی کو تقدیر کہتے ہیں۔ اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ جو کچھ خدا نے لکھ دیا ہے وہی بندوں کو کرنا پڑتا ہے اور اُسی کے مطابق وقوع پذیر ہوتا ہے۔ اِس مسئلے میں صرف اتنا اجمالی عقیدہ ہی کافی ہے۔ اس لئے اِس مسئلے میں زیادہ کریدنے سے منع فرمایا گیا ہے کہ اس طرح گمراہ ہونے کا خطرہ ہے۔ واللہ اعلم۔

(ابوداؤد شریف)

عبداللہ بن حبیب ابو عبدالرحمٰن سلمی کا بیان ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم بقیع غرقد کے اندر ایک جنازہ میں شامل تھے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم بھی تشریف فرما تھے۔ پس حضور بیٹھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پاس چھڑی تھی۔ آپ نے چھڑی زمین پر ماری اور سرِ مبارک اٹھا کر فرمایا: تم میں سے کوئی ایک فرد یا کوئی سانس لینے والا ایسا نہیں مگر اس کا دوزخ یا جنّت میں ٹھکانا لکھ دیا گیا ہے اور یہ بھی لکھ دیا گیا ہے کہ وہ نیک بخت ہو گا یا بدبخت۔ لوگوں میں سے کوئی عرض گذار ہوا: یا نبی اللہ! صلّی اللہ علیک وسلّم دریں حالات ہم لکھے ہوئے پر بھروسہ کیوں نہ کریں اور عمل کرنا چھوڑ دیں۔ کیونکہ جو نیک بخت ہے وہ نیک بختی کی طرف اور جو بدبخت ہے وہ بدبختی کی طرف جا کر رہے گا؟۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ

عمل کئے جاؤ۔ کیونکہ ہر ایک کو توفیق دی جاتی ہے، جو نیک بخت ہے اُس کے لئے نیک بختی کا راستہ آسان کر دیا جاتا ہے۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیتیں تلاوت فرمائیں: "تو وہ جس نے مال دیا اور پرہیزگاری کی اور سب سے اچھی بات کو سچ مانا، بہت جلد ہم اُسے آسانی مہیا کر دیں گے اور وہ جس نے بخل کیا اور بے پرواہ بنا اور سب سے اچھی چیز کو جھٹلایا تو بہت جلد اُسے ہم دشواری مہیا کر دیں گے۔"

(سورۃ اللیل۔ پارہ ۳۰)

ف: یہ سمجھنا کہ جب تقدیر لکھی جا چکی ہے اور ہمارا جو انجام ہونا ہے سو ہونا ہے تو اب عمل کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ کیونکہ جنت یا جہنم جس میں جانا ہے آخر کار اُسی میں جائیں گے خواہ عمل کچھ بھی ہوں۔ اس خیال سے صحابہ رضی اللہ عنہم کو منع فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے یہی ارشاد فرمایا کہ نیک عمل کئے جاؤ اور خدا سے جنت مانگتے رہو۔ وہ راستہ اس کے لئے آسان ہوتا چلا جاتا ہے۔ (واللہ اعلم)

(ابو داؤد شریف)

ایمان کے زیادہ اور کم ہونے کی دلیل

حضرت امام احمد بن حنبل، یحییٰ بن سعید، محمد بن عمر، ابو سلمہ رضی اللہ عنہم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا" ان ایمان والوں کا ایمان کامل ہے جن کا اخلاق اچھا ہے۔"

ابوالزبیر نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "بندے اور کفر کے درمیان نماز کا ترک کرنا ہے۔" (ابو داؤد شریف)

حضرت سلیمان علیہ السلام کا ایک فیصلہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا ہے، فرماتے تھے: کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانے میں دو عورتیں تھیں۔ دونوں کے ایک ایک لڑکا تھا۔ اتفاق سے ایک لڑکے کو بھیڑیا اُٹھا لے گیا۔ اب دونوں عورتوں میں جھگڑا ہو گیا۔ ایک کہتی تھی کہ تیرے بیٹے کو اُٹھا لے گیا ہے۔ دوسری کہتی نہیں، میرا لڑکا سلامت ہے تیرے کو بھیڑیا لے گیا۔ آخر دونوں عورتیں حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس فیصلہ کے لئے گئیں۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے بڑی عورت کو لڑکا دلوا دیا۔ پھر وہ دونوں حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس آئیں اور واقعہ بیان کیا۔ سلیمان علیہ السلام نے فرمایا۔ چھری لاؤ۔ میں اس لڑکے کو آدھا آدھا کر کے دونوں کو دے دُوں۔ چھوٹی عورت گھبرا گئی اور کہنے لگی" اللہ آپ پر رحم کرے، آپ ایسا نہ کیجئے، یہ لڑکا بڑی عورت کا ہے۔ (یعنی میں اب دعویٰ نہیں کرتی کہ میرا ہے) زندہ رہے چاہے جس کے پاس رہے۔ پس حضرت سلیمان علیہ السلام سمجھ گئے اور وہ لڑکا چھوٹی عورت کو دلا دیا۔ (بخاری ومسلم)

شیطان دل پر

فرمایا نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ شیطان بنی آدم کے دل پر بیٹھا رہتا ہے۔ جب آدمی اللہ کے ذکر سے غافل ہو جاتا ہے تو شیطان اُس کے دل کو لقمہ کرتا ہے یعنی اُس پر متصرف اور قابض ہوتا ہے حکایات بے ہودہ اور آرزوہائے فاسدہ اور حرکات ناشائستہ اور ناشائستہ افعال واقوال میں اس کو مشغول کرتا ہے اور جب آدمی ذکر حق سبحانہ وتعالیٰ کا کرتا ہے تو شیطان بھاگ جاتا ہے۔ (دلائل الخیرات)

(سبع سنابل)

آدمی کو موت آنے کی جگہ پہ بھیج دیا جاتا ہے

حضرت حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث پاک "جب اللہ تعالیٰ فیصلہ فرما دیتا ہے کہ آدمی فلاں جگہ میں فوت ہو تو اُس کے دل میں وہاں کی کوئی غرض رکھ دیتا ہے۔" ذکر کر کے فرمایا کہ اس کی موت وہاں اس لئے ہوتی ہے کہ وہ زمین کے اُسی ٹکڑے سے پیدا کیا گیا ہوتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ بھی فرما رہا ہے: مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ
ترجمہ: "اسی سے ہم نے تمہیں پیدا کیا اور اسی میں لوٹا دیں گے"۔
(سورۃ طٰہٰ ۵۵)

حضرت ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آدمی کو وہیں لوٹایا جاتا ہے جہاں سے اُس کی ابتداء ہوتی ہے۔ حضرت ترمذی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں یہ روایت ملتی ہے کہ اس وقت زمین بارگاہِ الٰہی میں گڑگڑائی جب حضرت آدم علیہ السلام کی مٹی لی گئی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جلد تمہیں یہ مٹی واپس کر دوں گا۔ چنانچہ جب اُن کا وصال ہوا تو اسی مٹی میں دفن کئے گئے جہاں سے آپ کی مٹی لی گئی تھی۔ (وفاء الوفاء)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے، حدیث میں ہے: مَنْ صَلّٰی فِی الْمَسَاجِدِ الْاَرْبَعَةِ غُفِرَ لَهٗ ذُنُوْبُهٗ۔ ترجمہ: "جس نے نماز پڑھی چار مسجدوں میں بخش دئے جائیں گے گناہ اُس کے"۔ چار مساجد سے مراد (۱) مسجدِ حرام (۲) مسجدِ نبوی ﷺ (۳) مسجدِ اقصیٰ (۴) مسجدِ قبا۔
(جذب القلوب)

● حرم شریف میں جو کبوتر ہیں یہ اُس کبوتری کی نسل سے ہیں جس نے ہجرت کی رات غارِ ثور کے دروازے پر انڈے دیے تھے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس کے حق میں دُعا فرمائی کہ قیامت تک اُس کی نسل باقی رہے۔ چنانچہ اُس کی نسل باقی ہے اور قیامت تک رہے گی۔
(الخصائص الکبریٰ۔ دلائل الخیرات)

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا جبرئیل علیہ السلام کو دیکھنا

ابن سعد اور بیہقی نے روایت کیا کہ حضرت حمزہ بن عبد المطلب نے عرض کیا: یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں حضرت جبرئیل کو اُن کی اصلی صورت میں دیکھنا چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: چچا! آپ میں اُن کے دیکھنے کی تاب نہیں۔ انہوں نے کہا "درست ہے، بایں ہمہ ان کو مجھے ضرور دکھایئے"۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "بیٹھ جایئے"۔
لہٰذا وہ بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر گزری تھی کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام اس لکڑی پر اترے جو کعبہ شریف میں نصب تھی اور مشرکین طواف کے وقت اس پر کپڑا ڈالتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "چچا جان! اپنی نگاہیں اُوپر اُٹھائیں، تو انہوں نے نگاہ اُٹھائی اور دیکھا کہ اُن کے دونوں پاؤں سبز زبرجد کی مانند ہیں۔ یہ منظر دیکھ کر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بے ہوش ہو گئے۔ (خصائص)

قبلہ کا رُخ بدلنا حضرت یحییٰ رضی اللہ عنہ کے مطابق حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو قبلہ کی تبدیلی کے لئے حکم الٰہی کا انتظار کرتے۔ ان دنوں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اہل کتاب کو دیکھ کر کچھ ایسے کام کر لیتے جن کا نہ حکم دیا جاتا اور نہ ہی روکا جاتا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے کہ جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی اے محمد! (یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم) بیت اللہ (کعبہ شریف) کی طرف منہ کر لیجئے۔ پھر جبرائیل علیہ السلام نے کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کعبہ کی طرف پھر گئے اور اسی موقع پر یہ آیت مبارک اُتری: قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ ۚ (الآیۃ)

(وفاء الوفار)

حضرت عثمان بن محمد بن اخنس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس مسجد (قبلتین) میں ظہر کی نماز پڑھی، جب دو رکعتیں پڑھ لیں تو حکم ملا کہ کعبہ کی طرف رُخ کر لیں۔ چنانچہ آپ کعبہ کی طرف گھوم گئے۔ اور منہ میزاب (پرنالہ) کی طرف کر لیا۔ عثمان بن محمد کہتے ہیں کہ یہ ظہر کی نماز تھی جو اُن دنوں چار رکعت پڑھی جاتی تھی۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ ہم قبا میں صبح کی نماز پڑھ رہے تھے، ایک شخص آیا اور کہنے لگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر آج رات قرآن اُترا ہے اور انہیں کعبہ کی طرف منہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے لہٰذا چہرے اِدھر کر لو۔ اس سے پہلے قبلہ کا رُخ شام (مسجد اقصیٰ) کی طرف تھا۔ چنانچہ سب لوگ گھومے اور کعبہ کی طرف متوجہ ہو گئے۔ ایک جگہ الفاظ یہ ہیں کہ لوگ رکوع میں تھے اور نماز صبح کی تھی۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ تیرہ ماہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے مطابق نو یا دس ماہ پڑھی۔

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سترہ ماہ تک بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی اور غزوہ بدر سے دو ماہ قبل قبلہ تبدیل ہو گیا۔ ہمارے پاس ثبوت ہے کہ قبلہ مسجد قبلتین میں بوقتِ ظہر تبدیل ہوا تھا۔ عبداللہ مزنی کے دادا بتاتے ہیں کہ نصف رجب بروز پیر سترھویں ماہ کے آخری دنوں میں قبلہ تبدیل کیا گیا۔

علامہ زمخشری کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (بنو سلمہ مسجد قبلتین) میں تھے کہ قبلہ تبدیل کر دیا گیا۔ وہاں آپ دو رکعت پڑھا چکے تھے۔ چنانچہ آپ پھر گئے اور میزاب (خانہ کعبہ کا پرنالہ) کی طرف ہو گئے۔ مرد عورتوں کی جگہ پر آ گئے اور عورتیں مردوں کی جگہ پر۔

نیز کہا جاتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنو سلمہ کی اُمّ بشر بنت براء بن معرور رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے۔ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے کھانا پکایا اور اسی دوران ظہر کا وقت ہو گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دو رکعت پڑھائیں اور پھر کعبہ کی طرف گھوم جانے کا حکم دیا۔ میزاب کے سامنے آ گئے۔ چنانچہ مسجد قبلتین اس کا نام پڑا۔ ابن سعد کے مطابق حضرت علامہ واقدی کہتے ہیں کہ یہ روایت ہمارے نزدیک زیادہ وزنی ہے۔

(وفاء الوفار)

حدیث وُضو : آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے: جو شخص وضو کرتا ہے، تمام گناہ اس کے جسم سے نکل جاتے ہیں حتیٰ کہ

اُس کے ناخنوں کے نیچے تک کے گناہ نکل جاتے ہیں۔ اور فرمایا: "جب تمہیں پیشاب پاخانہ کی ضرورت محسوس ہو رہی ہو تو اس حالت میں نماز نہ پڑھنا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک حدیث میں فرمایا: "جس جگہ تک مومن کے وضو کے پانی کا اثر پہنچتا ہے وہاں تک اُس کے اعضاء زیور سے آراستہ ہوں گے۔"

میں کہتا ہوں چونکہ رُوحِ طہارت کا قالب وضو ہے، جس کا ظاہری اثر انہی اعضاء میں نمایاں ہوتا ہے۔ اسی بناء پر عالمِ آخرت میں اس کا نور اور اس کی بدولت مومن کا احساسِ تنعم انہی اعضاء کی نورانیت اور زینت کی صورت میں متمثل ہوگا۔ ایک روایت میں ہے کہ "اُس شخص کا وضو نہیں جو اس کے شروع میں خدائے پاک کا نام نہ لے۔" آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "وضو کی پابندی مومن ہی کرسکتا ہے۔" اُس کا فلسفہ یہ ہے کہ ہر حالت میں اور ہر موسم میں اس کی پابندی کرنا ایک عملِ شاق ہے جس کو طہارت کے لئے بصیرت حاصل ہو، اور وہ اس کی حقیقت جانتا ہو اور اس کے نہایت نفع بخش ہونے کا اسے یقین ہو۔ اسی بناء پر اس کو ایمان کی علامت خصوصیہ قرار دیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "میری اُمت کے لوگوں کو اس لئے کہ وضو کے آثار ان میں نمایاں ہوں گے، "پنج کلیان" کہا جائے گا۔ (پنج کلیان اُس گھوڑے کو کہا جاتا ہے جس کے چاروں پاؤں پر اور پیشانی پر بھی سفیدی ہو، یہاں مجازاً وہی لفظ استعمال فرمایا۔ جس کا مفہوم یہ ہے کہ اُن کے یہ اعضاء نورِ طہارت سے چمک رہے ہوں گے۔ اور دوسری اقوام اسی علامت کی وجہ سے ان کو پہچانیں گی) اب جو کوئی بھی اپنے ماتھے کی نورانیت کو بڑھا سکتا ہے وہ ضرور لیا)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ "جب آدمی بستر خواب سے اٹھے تو پیشتر اس کے کہ پانی کے برتن میں ہاتھ ڈالے اپنے ہاتھ دھو لیا کرے۔ کیونکہ اُسے نہیں معلوم کہ اُس کا ہاتھ رات بھر کہاں رہا۔"

ایک اور حدیث میں آیا ہے: "نماز کی کنجی وضو ہے۔"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے "جو شخص اچھی طرح وضو کرلے اور شہادتین[1] کے الفاظ زبان پر لائے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ یہ دعا کرے: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ۝ (حجۃ اللہ البالغہ)

مسجد میں گوز مارنا (ہوا

مسجد میں گوز مارنا (ہوا خارج کرنا)

خارج کرنا حرام نہیں لیکن بہتر ہے کہ اس سے بچے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان مبارک ہے: "فرشتے اس تھوڑی سی چیز سے بھی تکلیف محسوس کرتے ہیں جس سے تم تکلیف محسوس کرتے ہو۔"

علامہ زرکشی رحمۃ اللہ علیہ بتاتے ہیں۔ اس حدیث پر گفتگو کرنے والے قدیم حضرات میں سے کچھ کہتے ہیں کہ مسجد میں بے وضو ہوجانے سے (یعنی گوز مارنے سے بے وضو ہوجانے والا) فرشتوں کے استغفار والی دُعاء سے محروم ہوجاتا ہے۔ اور اُس دُعاء سے بھی محروم ہوجاتا ہے جس کی قبولیت کی اُمید ہوتی ہے۔ (وفاء الوفاء)

واقدی اور ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوئے تو صنم کدوں کے تمام بت منہ کے بل گر پڑے۔ پھر شیاطین، ابلیس لعین

[1] اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

کے پاس آئے تو اُس نے کہا یہ نبی کی بعثت کی علامت ہے۔ تم اُسے تلاش کرو۔ شیاطین نے کہا، ہم نے بہت ڈھونڈا لیکن نہ پا سکے۔ اس کے بعد ابلیس خود تلاش میں نکلا اور اس نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مکّہ میں پایا۔ پھر وہ اپنے شاگردوں (شتونگڑوں) کے پاس آیا اور کہا میں نے اُن کو پالیا ہے مگر جبرائیل (علیہ السلام) اُن کے ساتھ ہے[1]

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حلیہ میں مجاہد رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ابلیس لعین نے چار مرتبہ دہائی دی اور فریاد کی: اوّل، جب وہ ملعون ہوا۔ دوم، جب وہ زمین پر پھینکا گیا۔ سوم، جب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام مبعوث ہوئے۔ چہارم، جب اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ نازل ہوئی۔

ابو الشیخ، طبرانی اور ابو نعیم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سجدہ میں تھے کہ ابلیس لعین آیا اور چاہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گردن مبارک پر حملہ کرے لیکن جبرائیل علیہ السلام نے پھونک ماری اور وہ اُردن جا گرا۔

ابو الشیخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، میں نے جبرائیل علیہ السلام کو دیکھا کہ اُس کے چھ سو بازو موتیوں کے تھے اور انہوں نے مور کی مانند بازوؤں کو پھیلایا ہوا تھا۔

ابو الشیخ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے جبرائیل علیہ السلام کو سبز حلّے میں دیکھا۔ اُس وقت انہوں نے زمین و آسمان کو گھیر لیا تھا۔

---

[1] اس لئے میں ان پر قابو نہ سکا اور نہ آئندہ پا سکوں گا۔

ابو احمد نے جو روایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کی ہے اس میں اس کے علاوہ یہ بھی ہے کہ جبرائیل علیہ السلام سُندسی لباس میں ملبوس تھے، جس پہ یاقوت اور موتی جڑے ہوئے تھے۔

(الخصائص الکبریٰ)

امام بخاری و مسلم رحمہما اللہ نے اپنی صحیحین میں یہ حدیث نقل کی ہے۔ اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ۔ "(آدمی اُسی کے ساتھ ہوگا جس سے محبّت کرے۔)"

امام بخاری و مسلم رحمہما اللہ نے صحیحین میں اور دوسرے محدثین نے بھی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث نقل کی ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ کے کچھ گشت لگانے والے (سیّاحین) فرشتے ہیں جو ذکر کی محفلیں تلاش کرتے رہتے ہیں۔ وہ جب ان مجالس میں آتے ہیں تو آسمان تک اُن کو اپنے پروں سے ڈھانپ لیتے ہیں۔ جب لوگ اِدھر اُدھر چل پڑتے ہیں تو فرشتے اپنے ربّ کے حضور حاضر ہوتے ہیں تو وہ اُن سے پوچھتا ہے تم کہاں سے آئے ہو؟ حالانکہ وہ سب کچھ جانتا ہے۔ وہ کہتے ہیں ہم تیرے اُن بندوں کے پاس سے آئے ہیں جو تیری تسبیح بیان کر رہے تھے۔ اور حمد و ثنا (تحمید) اور تیری بڑائی بولتے (تکبیر) اور لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھ رہے تھے۔ تجھ سے جنّت کا سوال کرتے اور تیری آگ سے پناہ مانگ رہے تھے۔

اللہ فرماتا ہے۔ "کیا انہوں نے میری جنّت و آگ دیکھی ہے؟" تو فرشتے کہتے ہیں، "نہیں"۔ اللہ فرماتا ہے اگر دیکھ لیں تو اُن کا کیا حال ہو؟ میں تم کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اُن کو بخش دیا۔ اور جو انہوں نے مانگا اُن کو دے دیا۔

پھر ملائکہ عرض کرتے ہیں کہ اُن میں ایک ایسا شخص بھی شامل ہو

گیا جو اُن میں سے نہیں تھا، وہ کسی اور کام سے آگیا تھا۔ اس کے بارے کیا حکم ہے؟ اللہ کریم فرماتا ہے کہ "وہ ایسے لوگ ہیں کہ اُن کے پاس بیٹھنے والا بھی بدبخت نہیں رہتا"۔ سب تعریفیں اللہ رب العالمین کیلئے ہیں۔

بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُمّ المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی آنکھ میں سبزی دیکھی تو اس کے بارے میں پوچھا یہ کیسے ہوا؟ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ میں ابن ابی الحقیق کی گود میں سر رکھ کر لیٹی ہوئی تھی کہ سوگئی۔ اُسی حالت میں میں نے بحالت خواب دیکھا کہ چاند میری گود میں آگیا ہے۔ میں نے یہ خواب اُسے بتایا، جسے سن کر اُس نے میرے مُنہ پر طمانچہ مارا اور کہا کہ تو یثرب کے بادشاہ کی تمنا رکھتی ہے۔[1]

فضائل مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

صحیح بخاری میں ہے "قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلٰوۃٌ فِیْ مَسْجِدِیْ ھٰذَا خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ صَلٰوۃٍ فِیْمَا سِوَاہُ مِنَ الْمَسَاجِدِ اِلَّا الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ"۔ ترجمہ: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میری اس مسجد میں ایک نماز بہتر ہے ہزار نمازوں سے جو اس کے سوا باقی مسجدوں میں پڑھی جائیں سوائے مسجد حرام کے) مسجد حرام (کعبہ) کی فضیلت لاکھ نمازوں کی ہے۔

اس حدیث کو امام مسلم نے بھی تھوڑے سے اضافے کے ساتھ

---

[1] ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا یہودیوں کے سردار ابن اخطب کی بیٹی اور کنانہ ابن ابی الحقیق کی بیوی تھیں، غزوہ خیبر میں کنانہ مارا گیا اور حضرت صفیہ غنیمت میں لائی گئیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان رضی اللہ عنہا سے عقد فرمالیا۔ (الخصائص الکبریٰ حصہ اوّل)

روایت کیا: فَاِنِّیْ اٰخِرُ الْاَنْبِیَآءِ وَمَسْجِدِیْ اٰخِرُ الْمَسَاجِدِ۔ ترجمہ: "میں آخر الانبیاء ہوں اور میری مسجد آخر المساجد ہے"۔

مدینہ منورہ کی مسجد میں ایک نماز کی فضیلت دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام کی مساجد کی ایک ہزار نماز کے برابر ہے۔ اُن میں مسجد اقصیٰ بھی شامل ہے جو حضرت سلیمان علیہ السلام کی مسجد ہے۔ مسجد حرام اس سے مستثنیٰ ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مسجد ہے۔ مدینہ منورہ کی مسجد میں ایک نماز دوسری مسجدوں کی ایک ہزار نمازوں کے برابر ہے۔ جبکہ مسجد حرام میں ایک نماز لاکھ نمازوں کے برابر ہے۔ (جذب القلوب)

بیہقی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے: اَلصَّلٰوۃُ فِیْ مَسْجِدِیْ ھٰذَا اَفْضَلُ مِنْ اَلْفِ صَلٰوۃٍ فِیْمَا سِوَاہُ اِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ وَالْجُمُعَۃُ فِیْ مَسْجِدِیْ ھٰذَا اَفْضَلُ مِنْ اَلْفِ جُمُعَۃٍ فِیْمَا سِوَاہُ اِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ وَشَھْرُ رَمَضَانَ فِیْ مَسْجِدِیْ ھٰذَا اَفْضَلُ مِنْ اَلْفِ شَھْرِ رَمَضَانَ فِیْ مَا سِوَاہُ اِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ۔ ترجمہ: (نماز میری مسجد میں افضل ہے ہزار نمازوں سے جو دوسری مسجدوں میں ہوں سوائے مسجد حرام کے اور جمعہ اس میری مسجد میں افضل ہے ہزار جمعوں سے جو دوسری مسجدوں میں ہوں سوائے مسجد حرام کے اور رمضان کا مہینہ اس میری مسجد میں افضل ہے ہزار ماہ رمضان سے جو دوسری مسجدوں میں ہو سوائے مسجد حرام کے۔)

علماء میں سے ایک شخص نے کہا ہے کہ میں نے مسجد حرام کی ایک نماز کا حساب لگایا تو پچپن (۵۵) برس چھ مہینے بیس دن کے برابر نکلا۔

ایک اور حدیث احمد اور طبرانی نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ

سے روایت کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مَنْ صَلّٰی فِیْ مَسْجِدِیْ اَرْبَعِیْنَ صَلٰوۃً وَّزَادَ الطَّبْرَانِیْ لَا تَفُوْتُہٗ صَلٰوۃٌ کُتِبَ لَہٗ بَرَاءَۃٌ مِّنَ النَّارِ وَبَرَاءَۃٌ مِّنَ الْعَذَابِ وَبَرَاءَۃٌ مِّنَ النِّفَاقِ۔

ترجمہ: (جو شخص میری مسجد میں چالیس نمازیں پڑھے اور طبرانی نے زائد کا ذکر کیا ہے کہ نہ فوت ہو اس سے کوئی نماز تو لکھ دی جاتی ہے اللہ کے یہاں اس کی نجات آگ سے اور عذاب سے اور نفاق سے) چالیس کے عدد میں جو حکمت ہے اس کو اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوب جانتے ہیں لیکن اس بات کی حصولیابی صدق اور اخلاص کے بغیر کسی منافق کو میسر نہیں آسکتی۔ نفاق بدترین مرض ہے۔ جب اس سے خلاصی ہو جائے تو سمجھ لو یقیناً دنیا اور آخرت کے عذاب سے چھٹکارا حاصل ہو گیا۔ اور دارین کی سعادت نصیب ہو گئی۔ ایک حدیث بیہقی نے روایت کی ہے کہ جو شخص اپنے گھر سے بہ طہارت اس غرض سے نکلے کہ میری مسجد میں ایک نماز ادا کرے گا تو اس کے نامہ اعمال میں ایک حج کا ثواب لکھ دیا جاتا ہے۔

ہجرت کے موقع پر مدینہ منورہ داخل ہونے سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نزول بنی عمرو بن عوف کے پاس ہوا تھا جو قبا کے باشندے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین دن باختلاف روایات تین دن سے زیادہ اسی جگہ قیام فرمایا اور مسجد قبا کی بنیاد ڈالی۔ اور ایک روایت میں ہے کہ خود اہل قبا نے درخواست کی تھی کہ ہمارے لئے ایک مسجد بنوا دیجئے۔ ترمذی شریف کی ایک حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اَلصَّلٰوۃُ فِیْ مَسْجِدِ قُبَاءٍ کَعُمْرَۃٍ۔ "نماز پڑھنا مسجد قبا میں عمرہ کے برابر ہے۔" مسجد قبا کا طول و عرض ۶۶ گز بیان کیا جاتا ہے۔ (وفاء الوفاء / مدارج النبوۃ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم و توقیر

محبت کی ایک پہچان کا ذکر قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے شفاء میں اس طرح کیا ہے:

وَمِنْ عَلَامَتِہٖ مَعَ کَثْرَۃِ ذِکْرِہٖ تَعْظِیْمُہٗ لَہٗ وَتَوْقِیْرُہٗ عِنْدَ ذِکْرِہٖ (الشفاء)

"آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کی ایک پہچان یہ بھی ہے کہ جب آپ کا ذکر کیا جائے تو آپ کی نہایت درجہ تعظیم و توقیر کی جائے۔"

(۲) وَفِیْہَا اِظْہَارُ الْخُشُوْعِ وَالْاِنْکِسَارِ مَعَ سَمَاعِ اِسْمِہٖ (الشفاء)

"جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر شریف کیا جائے یا نام لیا جائے تو نہایت تعظیم و توقیر کے ساتھ نام نامی سن کر انتہائی انکساری کا اظہار کیا جائے۔"

نماز اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کا حسین منظر

رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے مرض وصال میں جب تین دن تک مسلسل باہر تشریف نہ لائے تو وہ نگاہیں جو روزانہ دیدار پرانوار سے مشرف ہوا کرتی تھیں ترس کر رہ گئیں اور سراپا انتظار تھیں کہ کب ہمیں محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے دیدار پرانوار سے نوازتے ہیں۔ بالآخر وہ لمحہ مبارک ایک دن حالت نماز میں نصیب ہو گیا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن ایام

وصال شریف میں جبکہ نماز کی امامت کے فرائض سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سپرد تھے، سوموار کے روز جب تمام صحابہ کرام سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اقتدا میں بارگاہ ایزدی میں حاضر تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قدرے افاقہ محسوس کیا۔ روایت کے الفاظ ہیں:

فَكَشَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتْرَ الْحُجْرَةِ يَنْظُرُ إِلَيْنَا وَهُوَ قَائِمٌ كَأَنَّ وَجْهَهُ وَرَقَةُ مُصْحَفٍ ثُمَّ تَبَسَّمَ۔

(البخاری)

"آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے حجرہ مبارک کا پردہ اٹھا کر ہمیں دیکھنا شروع کیا۔ (ہم نے دیکھا) آپ مسکرا رہے تھے اور آپ کا چہرہ انور قرآن کے ورق کی طرح پُر نور تھا۔"

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیدار فرحت آثار کے بعد اپنی کیفیت بیان کرتے ہوئے حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے دیدار کی خوشی میں ہم نے ارادہ کر لیا کہ نماز کو بھول کر آپ کے دیدار میں ہی محو ہو جائیں۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ یہ خیال کرتے ہوئے مصلیٰ چھوڑ کر پیچھے ہٹ آئے کہ شاید آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جماعت کرانے کے لئے تشریف لا رہے ہیں۔ ان پُرکیف لمحات کی منظر کشی ان الفاظ میں بھی کی گئی ہے۔ مسلم شریف میں یہ الفاظ منقول ہیں:

فَبُهِتْنَا وَنَحْنُ فِي الصَّلٰوةِ مِنْ فَرَحٍ بِخُرُوجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(المسلم)

"آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیدار کی خوشی میں ہم مبہوت ہو کر رہ گئے۔ یعنی نماز کی طرف توجہ نہ رہی۔"

امام قسطلانی رحمہ اللہ "ارشاد الساری" میں لکھتے ہیں:

فَهَمَمْنَا أَيْ قَصَدْنَا أَنْ نَفْتَتِنَ بِأَنْ نَخْرُجَ مِنَ الصَّلٰوةِ۔

(ارشاد الساری)

"ہم نے ارادہ کر لیا کہ دیدار کی خاطر نماز چھوڑ دیں۔"

امام ترمذی کی روایت کے الفاظ یہ ہیں:

فَكَادَ النَّاسُ أَنْ يَضْطَرِبُوا فَأَشَارَ النَّاسَ أَنِ اثْبُتُوا۔

(شمائل ترمذی)

"قریب تھا کہ لوگوں میں اضطراب پیدا ہو جاتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اپنی جگہ کھڑے رہو۔"

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے "باب الالتفات فی الصلوٰۃ" کے تحت صحابہ رضی اللہ عنہم کی والہانہ کیفیت ان الفاظ میں بیان کی ہے:

وَهَمَّ الْمُسْلِمُوْنَ أَنْ يَفْتَتِنُوْا فِي صَلٰوتِهِمْ فَأَشَارَ إِلَيْهِمْ أَتِمُّوْا صَلٰوتَهُمْ

(البخاری)

"اور مسلمانوں نے نماز ترک کرنے کا ارادہ کر لیا۔ یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز کو پورا کرنے کا حکم دیا۔"

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وفات شریف

شیخین رضی اللہ عنہما نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اور انہوں نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُن سے رازمیں دو باتیں فرمائیں اور فرمایا کہ جبرائیل علیہ السلام ہر سال میرے ساتھ ایک مرتبہ قرآن کا دَور کرتے تھے مگر اس سال انہوں نے دو مرتبہ میرے ساتھ دَور کیا۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ میری رحلت کا وقت آگیا ہے۔

امام احمد، دارمی، طبرانی اور بیہقی نے ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ جب آیت اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو بلایا اور فرمایا: "میں تم کو اپنی رحلت کی خبر دے رہا ہوں۔ یہ سُن کر وہ رونے لگیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا صبر کرو اور تم ہی میرے اہلبیت (رضی اللہ عنہم) میں سے سب سے پہلے مجھ سے ملنے والی ہو۔ اس کے علاوہ تم جنتی عورتوں کی سردار ہو۔" اور وہ ہنسنے لگیں۔

بیہقی نے ابو یعلی سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خطبہ میں ارشاد فرمایا کہ "ایک مرد کو اُس کے ربّ نے اختیار دیا ہے کہ اگر چاہے تو وہ جتنی چاہے دنیا میں زندگی گزارے اور چاہے تو اللہ سے ملاقی ہو جائے۔ تو اُس نے اپنے رب کی لقاء کو پسند کیا۔" یہ سُن کر حضرت

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رونے لگے اور کہنے لگے بلکہ ہم آپ پر اپنے اموال اور اپنی اولاد قربان کردیں گے۔ کسی نے آپ سے رونے کا سبب پوچھا۔ فرمایا کسی مرد سے مراد خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات گرامی ہے۔

بیہقی نے طاؤس سے روایت کی، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: "رُعب کے ساتھ میری مدد کی گئی، مجھے خزانے عطا کئے گئے اور مجھے اختیار دیا گیا کہ میں (ظاہری حیات ہی میں دُنیا میں) زندہ رہ کر سب کچھ دیکھوں جو میری اُمّت پر فتوحات ہوں یا میں تعجیل کو اختیار کروں۔ تو میں نے تعجیل کو اختیار کیا ہے۔

بزاز نے عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ زمین مضبوط رسّیوں کے ساتھ آسمان کی طرف کھنچ رہی ہے۔ میں نے یہ خواب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے بیان کیا۔ تو فرمایا: "یہ تمہارے بھتیجے کی وفات کی خبر ہے۔"

بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ وہ آخری نماز جسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جماعت کے ساتھ ایک چادر میں لپٹ کر پڑھی تھی وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے پڑھی۔ بیہقی نے فرمایا یہ نماز دوشنبہ کی فجر تھی۔ اور یہی وہ دن ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے رحلت فرمائی۔ (خصائص کبریٰ جلد ۲)

"اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ (الآخر)" حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کی تلاوت کی تو ایک یہودی نے کہا: "اگر یہ آیت ہم پہ اُترتی تو ہم اُس دن کو عید بنا لیتے۔" حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ "یہ آیت تو اُس دن اُتری جب دو عیدیں تھیں یوم عید اور یوم جمعہ۔" حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ "یہ آیت عرفہ کے دن شام کو اُتری" حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے منبر پر اس آیت کی تلاوت کی اور فرمایا کہ "یہ آیت یوم عرفہ جمعہ کو نازل ہوئی۔"

(تفسیر طبری)

حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہ آیت عرفہ کو اُتری اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم موقف میں وقوف کئے ہوئے تھے۔ سدی علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ یہ آیت یوم عرفہ (۹ ذوالحجہ) کو نازل ہوئی۔ اس کے بعد کوئی حکم نازل نہیں ہوا، نہ حلال نہ حرام۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس حج سے واپس لوٹے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال مبارک ہو گیا۔ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اس حج میں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تھی۔ جبرائیل علیہ السلام آ گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی اونٹنی پہ جھک گئے۔ اس وقت میں نے اپنی چادر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اوڑھا دی۔ ابن جریر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں یوم عرفہ کے اکیاسی (۸۱) دن بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس دنیا سے رخصت ہوئے۔ (ظاہری حیات سے) (تفسیر طبری)

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کا جھنڈا

ٹھیک وصال شریف کے وقت مدینہ شریف کے باہر حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ اپنی فوج کو جنگی مہم پہ روانہ ہونے کا حکم دے رہے تھے اچانک ان کی والدہ حضرت اُم ایمن رضی اللہ عنہا کا قاصد پہنچا۔ "جلدی چلو! کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حالت نزع میں ہیں"۔ اب کہاں کی فوج؟ فوراً اسامہ رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ، ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ کی طرف دوڑے۔ ان کے پیچھے پوری فوج بھی واپس ہوئی۔ بریدہ رضی اللہ عنہ بن الحصیب اسامہ رضی اللہ عنہ کا جھنڈا لے کر مدینہ میں داخل ہوئے اور حجرۂ نبوی کے دروازے پر اُسے گاڑ دیا۔[1]

دوسرے لوگوں نے بھی یہ خبر سُنی۔ منافقین نے تو خوشی ظاہر کی اور جرأت سے سر اٹھانا شروع کر دیا۔ لیکن دوسری طرف مسلمانوں میں سخت بے چینی پیدا ہو گئی۔ لوگ ہر طرف سے دوڑ کر حجرۂ نبوی پہ جمع ہو گئے اور سب بدحواسی سے چلا رہے تھے: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیسے وفات پا سکتے ہیں جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم پر شہید ہیں اور ہم سب دنیا پر شہید ہیں۔ اور جبکہ ہم اب تک سب پہ غالب نہیں آئے؟ نہیں! واللہ آپ ہرگز نہیں مرے، بلکہ آپ اسی طرح آسمان پہ اُٹھا لئے گئے ہیں جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پہ اٹھا لئے گئے۔ سب سے زیادہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو تھا۔ وہ برابر قسمیں کھائے جا رہے تھے: بخدا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فوت نہیں ہوئے ہیں۔ یہی نہیں بلکہ تلوار کے قبضہ پہ ہاتھ رکھ کر خطبہ دینے کھڑے ہو گئے کہ جو کوئی بھی منہ

---

[1] یہ جھنڈا برابر گڑا رہا۔ یہاں تک کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خلیفہ بننے کے بعد اُسے پھر اُسامہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دیا اور فوج روانہ ہوئی۔ (ابن سعد)

سے نکالے گا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انتقال کر گئے ہیں، میں
اُسے اس تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے کر دوں گا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی آمد

ادھر یہ ہو رہا تھا اُدھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اس حادثۂ جانکاہ سے بے خبر اپنی بیوی بنتِ خارجہ رضی اللہ عنہا کے گھر بیٹھے ہوئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صبح اچھا بھلا چھوڑ کر گئے تھے اور دل میں کوئی اندیشہ نہ تھا۔ اچانک لوگوں کو کانا پھوسی کرتے سُنا تو ان کا ماتھا ٹھنکا اور غلام کو تحقیقات کا حکم دیا۔ اُس نے آکر کہا، لوگ کہہ رہے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وفات پا گئے ہیں۔ یہ سُنتے ہی گھبرا کر اُٹھے فوراً گھوڑا مدینہ کی طرف دوڑا دیا۔

سالم بن عبداللہ الاشجعی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ جب مسجد میں ہنگامہ برپا تھا تو بعض لوگوں نے مجھ سے کہا، "سالم جاؤ! اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دوست ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بلا لاؤ!" میں مسجد سے نکلا ہی تھا کہ حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نظر آگئے۔ دیکھتے ہی میری ہچکی بندھ گئی۔ کہنے لگے۔ سالم! کیا واقعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فوت ہو گئے ہیں؟

میں نے کہا، میں کیسے کہوں؟ یہ عمر (رضی اللہ عنہ) کھڑے ہیں۔ کہہ رہے ہیں کہ جو کوئی کہے گا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وفات پا گئے ہیں میں اُس کی گردن اُڑا دوں گا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اس طرح داخل ہوئے کہ آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ کسی سے گفتگو نہیں کی سیدھے حجرے کی طرف بڑھے اور حسبِ دستور حاضر ہونے کی اجازت چاہی۔ اندر سے آواز آئی:

"آج کے دن اجازت کی ضرورت باقی نہیں رہی!"

کہنے لگے، سچ ہے۔ پھر اندر داخل ہوئے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چارپائی کی طرف بڑھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہ چادر پڑی تھی۔ رُخِ انور سے کپڑا ہٹایا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ہ پڑھا پھر اوپر جھکے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھوں کے درمیان پیشانی مبارک پر اپنا منہ رکھا۔ ساتھ ہی روتے تھے اور کہتے تھے: "آہ اللہ کے نبی! آہ اللہ کے پسندیدہ! آہ اللہ کے دوست۔"

پھر سر کی طرف مُڑے اور کہا: "وانبیاہ!" پھر منہ جھکایا اور چہرہ مبارک کا بوسہ لیا۔ پھر سر اُٹھایا اور کہا: "واخلیلاہ!" پھر منہ جھکایا اور پیشانی مبارک کا بوسہ لیا۔ پھر کہا:

میرے ماں باپ آپ پر قربان! آپ وصال سے پہلے اور وصال کے بعد ہر حال میں طیب وطاہر ہیں۔ جس چیز کو ہم کسی طرح بھی اپنے سے دُور نہیں کر سکتے وہ رنج اور آپ کی یاد ہے جو ہمیشہ ہمارے ساتھ باقی رہے گی۔

پھر کپڑا چہرۂ انور پر ڈال دیا اور باہر مسجد میں گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بدستور بول رہے تھے۔ انہیں مخاطب کر کے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا:

"او قسمیں کھانے والے ٹھہر، اپنی جگہ بیٹھ جا۔" مگر وہ اس قدر جوش میں تھے کہ بیٹھنے سے انکار کر دیا۔ اس پر ابوبکر صدیق لوگوں کو پھلانگتے آگے بڑھے اور منبر تک پہنچ گئے۔ حاضرین نے دیکھا تو وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو چھوڑ کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہو گئے۔ اس وقت انہوں نے یادگار خطبہ دیا:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا خطبہ

"میں گواہی دیتا ہوں کہ ایک خدا کے سوا

کوئی معبود نہیں۔ اس نے اپنا وعدہ پُورا کیا، اپنے بندے کو فتحیاب کیا اور تن تنہا تمام جتھوں پہ غالب کیا۔ پس تمام ستائش اُسی خدا کے لئے ہے۔ اور گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اُس کے بندے، پیغمبر اور نبیوں کے خاتم ہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ قرآن کتاب ویسی ہی ہے جیسی نازل ہوئی تھی۔ ویسا ہی دین ہے جیسا مقرر کیا گیا تھا۔ حدیث ویسی ہی ہے جیسی بیان کی گئی ہے۔ اللہ تعالٰے ہی روشن حق ہے۔

الٰہی! محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنے بندے، رسول، نبی، حبیب، برگزیدہ اور منتخب پر افضل ترین دُرود بھیج۔ الٰہی! اپنی صلوٰۃ، اپنا عفو، اپنی رحمت اپنی برکت، رسولوں کے سردار، نبیوں کے خاتم اور پرہیزگاروں کے امام محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شاملِ حال کر، جو نیکی کے رہنما، بھلائی کے رہبر اور رحمت کے قاصد ہیں۔ ان کی قربت نزدیک کر۔ ان کے مقام کو عزت دے۔ انہیں مقامِ محمود میں اٹھا جس پہ تمام اگلے پچھلے رشک کریں۔ ان کے مقامِ محمود سے قیامت کے دن ہمیں نفع پہنچا اور انہیں جنت میں درجۂ "وسیلہ" تک پہنچا۔

اے خدا! محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہ اور اُن کی آل پہ تیری صلوٰۃ ہو۔ محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پہ اور اُن کی آل پہ تیری برکت ہو۔ اسی طرح جس طرح تیری صلوٰۃ و برکت ہوئی ابراہیم علیہ السلام اور اُن کی آل پہ، تو ہی ستائش و بزرگی والا ہے۔

اے لوگو! تم میں سے جو کوئی پُوجا کرتا تھا محمدؐ (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کی تو اُسے معلوم ہونا چاہئے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصالِ مبارک ہو چکا ہے لیکن جو کوئی عبادت کرتا تھا اللہ کی سو اللہ زندہ ہے

کبھی مرنے والا نہیں۔ اللہ تعالیٰ رب العزت نے محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا تھا:

اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ۝ (آپ نے بھی وفات پانی اور یہ سب بھی مرجانے والے ہیں)

اور فرمایا:

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَاِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا وَسَيَجْزِي اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ۝

اور فرمایا: كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ۝ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ۝

پھر فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اُن کی وفات کی خبر اُس وقت دے دی تھی جب وہ تم میں موجود تھے اور خود تمہیں بھی تمہاری موت کی اطلاع دے دی ہے۔ پس موت اٹل ہے۔ سب مرجائیں گے بجز ایک خدا کے کوئی باقی نہ رہے گا۔ اللہ تعالیٰ نے محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک خاص مدت تک زندہ رکھا یہاں تک کہ انہوں نے دینِ الٰہی قائم کر دیا۔ امرِ خداوندی برملا کر دیا۔ رسالت پہنچا دی اور راہِ خدا میں برابر جہاد کرتے رہے۔ پھر خدا نے انہیں وفات دے دی اور تمہیں سیدھے راستے پر چھوڑ دیا۔

اس خطبہ کا یہ اثر ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا وہ ذہنی خلفشار دُور ہو گیا جو اس عظیم حادثہ کی وجہ سے پیدا ہو گیا تھا۔ اور تمام لوگ ہوش میں آگئے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ جب ابوبکر

رضی اللہ عنہ نے یہ آیت وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ الخ تلاوت فرمائی
تو لوگ اس طرح چونک پڑے گویا انہیں معلوم ہی نہ تھا کہ یہ آیت کریمہ
قرآن میں ہے۔ پھر مدینہ میں کوئی آدمی ایسا نہ تھا جس کی زبان پہ یہ آیت
نہ تلاوت ہو رہی ہو۔

خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب حضرت ابوبکر
رضی اللہ عنہ نے یہ آیت تلاوت کی تو ایسا معلوم ہوا کہ گویا میرے دونوں
پاؤں کسی نے کاٹ ڈالے ہیں۔ جب میں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے
یہ آیت سنی تو معلوم ہو گیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات
ہو گئی ہے تو میں زمین پر گر پڑا۔

تجہیز و تکفین

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب ہم
تجہیز و تکفین پر مستعد ہوئے تو لوگوں کا ہجوم
روکنے کے لئے دروازہ بند کر لیا۔ اس پہ کچھ انصاری پکارے: ہمارا
بھی حق ہے ہم ان کے ماموں زاد ہیں ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے خاندان والے ہیں۔ مجبوراً ہم نے ایک انصاری کو غسل مبارک میں
شریک کر لیا۔ غسل دینے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے علاوہ اسامہ
بن زید، فضل بن عباس اور انصاری اوس بن خولی رضی اللہ عنہم بھی
شریک تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پانی اور بیری سے تین بار
غسل دیا گیا۔ پانی سعد بن خثیمہ کے کنوئیں سے لایا گیا۔ یہ کنواں قبا
میں واقع تھا اور اس کا پانی پیا جاتا تھا۔ اور آپ کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا۔

نمازِ جنازہ

جسدِ اطہر اسی جگہ رکھا رہا جہاں وصالِ مبارک
ہوا تھا یعنی حجرۂ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا میں۔
نمازِ جنازہ پہلے آپ کے کنبہ والوں نے پھر مہاجرین پھر انصار نے پہلے
مردوں نے پھر عورتوں نے پھر بچوں نے ادا کی۔ اس نماز میں امام کوئی

نہیں تھا۔ حجرۂ مبارک تنگ تھا اس لئے دس دس شخص اندر جاتے
تھے۔ جب وہ نماز سے فارغ ہو کر باہر آتے۔ تب اور دس اندر جاتے
یہ سلسلہ لگاتار شب و روز جاری رہا۔ اس نمازِ جنازہ میں تمام نے صرف
سلام پیش کیا۔ کیونکہ دعائے مغفرت گنہگار کے لئے ہے اور آپ تو
سید المعصومین ہیں۔ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور یہ سلام بھیجتے رہے
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ۔

تدفین

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے قبر کھودی۔ قبر تیار
ہو گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سہ شنبہ (منگل)
کے دن بوقت شب تدفین ہوئی۔ حضرت علی، حضرت عباس، حضرت
عقیل، حضرت اسامہ، حضرت اوس رضی اللہ عنہم نے قبر انور میں اتارا اور
مٹی ڈال دی گئی۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے قبر انور پر ایک مشک
پانی چھڑکا۔ اس طرح بروز سہ شنبہ ۱۲ ربیع الاول ۱۱ ہجری بوقت شب
جسد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سپرد خاک کیا گیا۔
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ خَيْرِ خَلْقِكَ صَلٰوةً وَّ
سَلَامًا اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ۝

سیدۃ النساء، سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کا غم سب سے
فزوں تھا۔ سرورِ کائنات راحتِ جاں صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم
کی تدفین سے فارغ ہو کر لوگ آ رہے تھے تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا
نے اشکبار آنکھوں سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا: "انس!
آپ لوگوں نے کیسے گوارا کر لیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو
تربت میں لٹا کر خود لوٹ آئے۔ پھر تربت اطہر پہ گئیں اور قبر انور کی
خاک مبارک اٹھا کر آنکھوں سے لگائی۔ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا وَ
سَلَامُ اللّٰہِ عَلَیْھَا۔

عزرائیل علیہ السلام اجازت طلب کرتے ہیں۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام عیادت کے لئے بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر تھے کہ دروازہ پر دستک ہوئی۔ جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! یہ ملک الموت عزرائیل علیہ السلام ہیں آپ کے پاس حاضری کی اجازت طلب کرتے ہیں۔ حالانکہ آج تک اُس نے کسی سے اجازت نہیں مانگی اور نہ آپ صلی اللہ علیک وسلم کے بعد کسی سے اجازت طلب کرے گا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس کو اجازت دے دو۔ فرشتہ نے آکر علیک السلام ُیا احمد ُکہا اور عرض کی کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے اور فرمایا ہے کہ میں (عزرائیل) وہی کروں جس کا آپ حکم دیں۔ یعنی اگر آپ نے روح قبض کرنے کی اجازت نہ دی تو میں قبض نہ کروں گا۔ مالکِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کی طرف دیکھا۔ جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! اللہ تعالیٰ آپ علیک الصلوٰۃ والسلام سے ملاقات کے اشتیاق میں ہے اور منتظر ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اے موت کے فرشتے! تم اسی پر عمل کرو۔"

راوی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اسی دوران اُن کے پاس اہلِ خانہ کے پاس) آنے والا آیا۔ انہوں نے صرف اس کی آواز سُنی وہ خود نظر نہ آیا۔ اُس نے کہا "السلام علیکم یا اہل بیت! بے شک اللہ کے نام پر ہر مصیبت کی تسلی ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات میری ٹھوڑی اور سینہ کے درمیان ہوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم میری گود میں تھے۔ جب آپ کی

روح مبارک نکلی تو مجھے ایسی خوشبو محسوس ہوئی کہ اُس جیسی عمدہ خوشبو میں نے کبھی نہیں سونگھی تھی۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک طرف جھک گئے اور بستر پہ گر پڑے۔ میں نے ایک تکیہ اُٹھایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سر مبارک اپنی گود سے اُٹھا کر تکیہ پر رکھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کپڑے سے ڈھانپ دیا اور میری آنکھوں سے آنسو نکلنے لگے اور دوسری عورتیں بھی زار وقطار رونے لگیں۔ اسی لمحے حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ آ گئے اور اجازت طلب کی پس میں نے ان دونوں کو اجازت دے دی۔ میں نے پردہ کر لیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا اے عائشہ! (رضی اللہ عنہا) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کیا ہوا ہے؟ میں نے کہا ابھی ابھی غشی طاری ہو گئی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے چہرۂ انور سے پردہ ہٹایا اور کہا یہ تو پریشانی کی بات ہے۔ پھر آپ نے چہرۂ مبارک ڈھانپ دیا اور حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے کوئی بات نہیں کی وہ دروازہ کی چوکھٹ پہ پہنچے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا اے عمر! (رضی اللہ عنہ) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال شریف ہو چکا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تم جھوٹ بولتے ہو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتقال نہیں ہوا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب تک ہمیں منافقین سے قتال کا حکم نہیں دیتے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتقال نہیں ہو سکتا۔ (مسند امام احمد/ البدایہ والنہایہ)

علالت

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شدید بیمار ہو گئے تو فرمایا کہ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا

نام لیا تو فرمایا ابوبکر نماز پڑھائیں۔ حتیٰ کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیاتِ اقدس میں سترہ (۱۷) نمازیں پڑھائیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شدید علیل ہوگئے تو ہم (صحابہ کرام) اپنی ماں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر جمع ہوگئے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہماری طرف دیکھا تو آنکھوں میں آنسو آگئے۔ فرمایا، میری جدائی کا وقت قریب آگیا ہے اور ہمیں وصال کی خبر دی ہم نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم آپ کی نمازِ جنازہ کون پڑھائے گا؟ فرمایا سب سے پہلے جو میری نماز پڑھیں گے وہ میرے دوخلیل اور میرے دوست جبرئیل و میکائیل پھر اسرافیل علیہم السلام پھر عزرائیل علیہ السلام ملائکہ کی ایک بڑی جماعت کے ساتھ نماز پڑھیں گے پھر میرے اہلبیت رضی اللہ عنہم کے مرد حضرات پھر خواتین، پھر تم سب لوگ میری اجتماعی یا انفرادی طور پہ آکر میری نمازِ جنازہ پڑھنا اور مت چیخنا چلانا۔ ہم نے عرض کی آپ صلی اللہ علیک وسلم کو قبر میں کون اتارے گا؟ فرمایا میرے اہلبیت رضی اللہ عنہم میں سے جو میرے قریب ہوں گے مگر تمہارے ساتھ ملائکہ بھی ہوں گے جن کو تم نہیں دیکھ سکو گے۔ (دلائل النبوّت)

تعزیت

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا تو فرشتوں نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعزیت کی مگر فرشتوں کی صرف آواز کو سنا جا سکتا تھا انہیں کوئی دیکھ نہیں سکا۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال شریف کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چاروں طرف سے گھیر لیا اور رونا شروع کر دیا۔ اچانک ایک شخص ان کے پاس داخل ہوا۔ سیاہ داڑھی مضبوط بدن چمکدار چہرے والا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا: بیشک اللہ کے دین میں ہر مصیبت زدہ کے لئے تسلی کا سامان ہے تم اللہ کی طرف رجوع کرو اور خود بھی رونے لگا۔ پھر اچانک غائب ہوگیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ایک دوسرے سے پوچھا یہ کون تھے؟ حضرت ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ یہ حضور علیہ السلام کے بھائی حضرت خضر علیہ السلام تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جس روز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شکمِ اطہر خالی تھا۔ حضرت ام ایمن آہ و زاری کر رہی تھیں۔ ان سے پوچھا گیا آپ کیوں روتی ہیں؟ فرمایا: میں تو اس وجہ سے روتی ہوں کہ آسمان سے روزانہ لحظہ بہ لحظہ وحی نازل ہوتی تھی اب وہ بند ہوگئی ہے۔ یہ سن کر سب لوگ حیران رہ گئے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس روز حضور علیہ السلام کا وصال ہوا مدینہ منورہ میں اندھیرا چھا گیا اور سناٹا طاری ہوگیا۔ سارے مدینہ میں کہرام مچ گیا۔ حضرت ابوطلحہ زید بن سہم رضی اللہ عنہما نے قبر مبارک کھودی اور ناپختہ اینٹیں لگائیں۔

حضرت واقدی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں مجھے حدیث بیان کی موسیٰ بن محمد بن ابراہیم نے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال مبارک ہوا تو تجہیز و تکفین کے بعد سب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نمازِ جنازہ پڑھنے کے لئے حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما حجرۂ مبارکہ میں داخل ہوئے اور سلام کہا اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ۔ پھر مہاجرین و انصار کی مختصر جماعت جو حجرۂ مبارکہ میں سما سکے داخل ہوئی اور جنازہ پڑھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

ے رضی اللہ عنہم

نمازِ جنازہ کی امامت کسی نے نہیں کی، پھر عورتوں اور بچوں نے نمازِ جنازہ پڑھی۔ (سیرت ابنِ ہشام)

ابوبکر بن عباس رضی اللہ عنہما نے سفیان التمار رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبرِ اطہر کو کوہان کی طرح تھوڑا سا اٹھا ہوا دیکھا۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبرِ مبارک پہ پانی چھڑکا گیا۔ پانی چھڑکنے والے بلال بن رباح رضی اللہ عنہ تھے۔ جنہوں نے اپنے مشکیزے سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سرِ مبارک کی جانب سے ابتدا کی اور پھر پاؤں کی جانب پانی چھڑکا۔ پھر پانی دیوار پہ ڈالا۔ (بخاری شریف/ دلائل النبوۃ)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا کَثِیْرًا ○

اُمِّ ایمن رضی اللہ عنہا

ابن شہاب رضی اللہ عنہ نے کہا، اُمِ ایمن رضی اللہ عنہا، اُمِ اُسامہ رضی اللہ عنہا بن زید عبداللہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہما کی لونڈی تھیں اور وہ حبشہ سے تھیں جب سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جنم دیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد ماجد عبداللہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد، تو اُمِ ایمن رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پرورش کرتی رہیں یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بڑے ہو گئے تو آپ نے اُن کو آزاد کر دیا۔ پھر اُن کا نکاح حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے کر دیا تھا۔ اُمِ ایمن رضی اللہ عنہا کی وفات حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے پانچ ماہ بعد ہوئی۔ (مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوطاہر رضی اللہ عنہ سے) ثویبہ ابولہب کی لونڈی نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دودھ پلایا تھا اپنے بیٹے سروح کے ساتھ۔ اسی

لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کا احترام کرتے تھے۔ آپ کی والدہ محترمہ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا بنتِ وہب نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سات دن دُودھ پلایا تھا۔

آخری لمحات

حدیث حضرت سہل بن سعد علیہ الرضوان سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سات دینار تھے جو آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس رکھے ہوئے تھے۔ جب آپ بیمار ہوئے تو فرمایا: عائشہ! یہ دینار حضرت علی (رضی اللہ عنہ) کے پاس بھیج دو تاکہ وہ صدقہ کر دیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہ بے ہوشی طاری ہو گئی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تیمارداری میں مصروف ہو گئیں۔ جب آپ کو ہوش آیا تو کہا عائشہ: دینار حضرت علی (رضی اللہ عنہ) کو بھیج دو۔ بہرحال آپ نے کئی بار کہا۔

بالآخر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے دینار حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھیج دیئے اور انہوں نے صدقہ کر دیئے۔ پیر کی شام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہ عالمِ نزع طاری ہو گیا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اپنا چراغ محلہ کی کسی عورت کے پاس بھیجا اور فرمایا اپنے گھی کے ڈبے میں سے تھوڑا سا گھی ہمارے چراغ میں ہدیۃً ڈال دیں، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عالمِ نزع میں ہیں۔ ے (اسے طبرانی نے کبیر میں روایت کیا ہے) (اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں معناً حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے۔)

ے یعنی وصالِ پاک سے پہلے جو کچھ موجود تھا وہ سب صدقہ فرما دیا۔ حالانکہ اُس وقت چراغ میں تیل بھی نہیں تھا۔)

یہ صحیح روایت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے فرماتی ہیں اللہ تعالیٰ نے مجھ پہ بہت سی نوازشیں کیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے حجرے میں وصال فرمایا۔ وقتِ وصال آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سرِ انور میری گود میں تھا۔ وصال کے وقت اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لعابِ دہن مبارک اور میرے تھوک کو بذریعہ مسواک جمع فرما دیا۔ میرے بھائی حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے اُن کے ہاتھ میں مسواک تھی۔ اس وقت میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سہارا دے رکھا تھا۔ میں نے سمجھ لیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسواک کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ میں نے عرض کی، آپ کو مسواک پیش کروں؟ آپ نے سرِ اقدس سے اشارہ فرمایا: ہاں! میں نے آپ کو مسواک پیش کی جو سخت تھی، آپ چبا نہ سکے۔ میں نے نرم کر کے حاضر کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے مسواک فرمائی۔

جمیع علماء کا اتفاق ہے کہ روز دوشنبہ بارہویں ربیع الاوّل یازدہم (۱۱) ہجری بوقتِ چاشت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے وصالِ مبارک (وفات شریف) فرمایا۔ حضرت علی اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما نے حضور کو غسل دیا اور اُسامہ اور شقران رضی اللہ عنہما، (غلام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے) شریکِ غسل تھے۔ اور کفن شریف پارچہ سحولی کا تھا۔ سحول ایک گاؤں کا نام ہے یمن میں۔ روز سہ شنبہ حجرۂ متبرکہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا میں مدفنِ اقدس بنا۔ شقران رضی اللہ عنہ نے چادر مخطط کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی حیاتِ طیبہ میں اوڑھتے تھے، قبرِ اطہر میں بچھائی (اور یہ امر خاص واسطے آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے تھا۔) اور بعض کہتے ہیں کہ پھر چادر نکال لی گئی۔ (دلائل الخیرات، مکتبہ خیر کثیر" کراچی)

وصالِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا غم

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدینہ تشریف آوری اور وصالِ مبارک کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

لَمَّا كَانَ يَوْمُ الَّذِي دَخَلَ فِيهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَضَاءَ مِنْهَا كُلُّ شَيْءٍ فَلَمَّا كَانَ الْيَوْمُ الَّذِي مَاتَ فِيهِ أَظْلَمَ مِنْهَا كُلُّ شَيْءٍ. (شمائل ترمذی)

"حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری پر مدینہ کی ہر شے روشن ہو گئی لیکن جس روز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا ہر شے پہ تاریکی چھا گئی۔" یعنی وہ شہر جس میں ہم ہر صبح و شام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا کرتے تھے اب آپ کے نظر نہ آنے کی وجہ سے تاریک نظر آنے لگا۔ گویا شہر مدینہ تاریکی میں ڈوب گیا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر نماز کے لئے وضو فرمایا کرتے تھے۔ جبکہ ہمارے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ جب تک وضو نہ ٹوٹے اُسی وضو سے کئی نمازیں ادا کی جا سکتی ہیں۔ (دارمی)

ایک بار ایک یہودی عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ مجھ سے حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے اخلاق بیان کیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ اس بات کو حضرت بلال رضی اللہ عنہ مجھ سے زیادہ جانتے ہیں۔ اُس نے اُن سے پوچھا۔ وہ کہنے لگے کہ

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا مجھ سے زیادہ جانتی ہیں۔ اُن سے پُوچھا گیا تو وہ کہنے لگیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ مجھ سے زیادہ جانتے ہیں اُن سے پُوچھا گیا تو فرمایا، تو مجھ سے متاعِ دنیا باوجودیکہ قلیل ہے بیان کر، وہ بیان نہ کر سکا۔ آپ نے فرمایا پھر بھلا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے اخلاقِ عظیمہ کیسے بیان کر سکتا ہوں۔ (اس کو نیشاپوری نے اپنی تفسیر میں بیان کیا ہے۔)

خصائص اُمّتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اس اُمت کے خصائص میں سے یہ ہے کہ جب کسی شخص کے لئے دو آدمی بھلائی کے ساتھ گواہی دیں تو اُس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے لیکن پچھلی اُمتوں میں جب سَو (۱۰۰) آدمی گواہی دیتے تھے تب جنت واجب ہوتی تھی۔ حدیث مبارک میں ہے تم میں سے جس کسی نے کسی کے لیے بھلائی سے تعریف کی تو اُس کے لیے جنت واجب ہو گئی اور جس نے کسی کی بُرائی سے تعریف کی تو اُس کے لئے جہنم واجب ہو گئی۔

زیرِ آیت وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ ۝ (اور بے شک ہم نے لکھ دیا زبور میں پند و موعظت کے بعد کہ بلاشبہ زمین کے وارث تو میرے نیک بندے ہوں گے۔") اس آیت کی تفسیر میں ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زبور اور توراۃ میں ذکر فرمایا ہے کہ اُمتِ محمدیہ زمین کی وارث بنے گی۔" حضرت علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ "خصائص الکبریٰ شریف" میں فرماتے ہیں کہ مجھے زبور کے ایک نسخہ کے متعلق معلوم ہوا اُس میں ایک سو پچاس سورتیں ہیں میں نے چوتھی سورۃ میں دیکھا وہاں لکھا ہوا تھا:
"اے داؤد (علیہ السلام)، جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اُسے غور سے سُنو اور سلیمان (علیہ السلام) کو بتاؤ کہ وہ تمہارے بعد لوگوں کو بتا دیں کہ بلاشبہ زمین میری ہے لیکن میں نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اُن کی اُمت کو اس کا وارث بنایا ہے۔ (حجۃ اللہ علی العالمین)

حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما نے حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ سے فرمایا مجھے اُس شخص کے پاس لے چلو جو اس کتاب کا سب سے بڑا عالم ہو جسے اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل کیا کہ مَیں آپ کی اور اُس عالم کی گفتگو سُن سکوں۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا یمن میں ایک جیّد عالم رہتا ہے وہ تورات کا سب سے بڑا عالم ہے۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ یمن تشریف لے گئے۔ جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ اور اُس یہودی عالم کو ایک دوسرے کے سامنے بٹھایا تو حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے یہودی عالم سے کہا "میں تجھے اُس ذات کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے سمندر کو پھاڑ دیا تھا، کیا تُو نے کتاب اللہ میں پڑھا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے تورات پڑھی تو انہوں نے عرض کیا اے اللہ! مَیں نے تورات میں ایسی اُمّت مرحومہ کا ذکر پڑھا ہے جو تمام اُمّتوں سے بہترین ہو گی۔ جو بلندی پر چڑھتے ہوئے اللہ پاک کی تکبیر کہیں گے اور اُترتے ہوئے اللہ کی حمد بیان کریں گے۔ اور یہ کہ تمام روئے زمین اُن کے لئے مسجد ہو گی، وضو کی وجہ سے اُن کے چہرے، ہاتھ پاؤں روشن ہوں گے۔ اگر اُس کا ایک فرد نیکی کا ارادہ کرے گا تو صرف ارادہ سے ہی اُن کے نامۂ اعمال میں ایک نیکی کا ثواب لکھا جائے گا۔ اور اگر اُس نے وہ نیکی کی تو اُس ایک نیکی کا ثواب دس گُنا سے سات سو گُنا تک دیا جائے گا۔ اگر کسی نے بُرائی کا ارادہ کیا تو اُس کے نامۂ اعمال میں بُرائی نہیں لکھی جائے گی اگر اُس نے وہ بُرائی کی تو صرف ایک بُرائی لکھی جائے گی۔"

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی مولا! اُس اُمّت کو میری اُمّت بنا دے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا وہ احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اُمّت ہے۔" (دلائل النبوت)

صَلَّى اللهُ عَلَى النَّبِيِّ الْكَرِيْمِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْن -

★ ——— حضرت ابوالبشر آدم علیہ السلام نے اپنے بیٹے حضرت شیث علیہ السلام کو پند و نصیحت کرتے ہوئے فرما رہے تھے کہ اے پیارے بیٹے! میری جبین سے منتقل ہو کر تمہاری پیشانی میں جو یہ نور چمک رہا ہے وہ نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے جو نبیوں کا سرتاج ہے اور وہ نبی آخرالزمان ہے۔

بیٹا! جب جب کہ تو اللہ کا نام لیا کرے، محمد کے نام سے اللہ کے نام کو سجایا کر' کیونکہ ذکرِ محمد کے بغیر ذکرِ خدا میں رونق نہیں آتی۔ اسم "اللہ" اس وقت اپنے جمال کمال کا مظاہرہ فرماتا ہے جب اس کے ساتھ اس کے کمالات کا حقیقی مظہر اسم "مُحَمَّد" آجاتا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت شیث علیہ السلام نے دریافت کیا کہ "اے والد بزرگ! آپ ہمیشہ بڑی ترغیبی انداز میں نبی آخرالزمان کا وصف کرتے آئے ہیں ذرا اتنا تو بتلا دیجئے کہ آپ میں اور نبی آخرالزماں میں کیا فرق ہے؟"

حضرت آدم علیہ السلام یہ سن کر خوف و حیرت سے فرمانے لگے کہ اے جانِ پدر! محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ کبھی بھی میرا مقابلہ ہرگز نہ کرنا ان کی بزرگی و شرف کا اندازہ اور ان کی اُمّت کا موازنہ میرے ساتھ کرنے سے تجھے پتہ چل جائے گا کہ ان کا مرتبہ میری قوّتِ رسائی کی حد سے بعید ہے۔ بیٹا! غور سے سُن اور یاد رکھ:

(۱) مجھ سے ایک بے خیالی میں بھول ہو گئی تھی تو بحکمِ الٰہی میرے کپڑے نکل گئے۔ مَیں بے سَتر ہو گیا۔ جنّت کے پتّوں سے سَتر چُھپانے کی کوشش کی گئی تو پتّے مجھ سے

بھاگنے لگے اور پناہ مانگنے لگے۔

مگر اُمّتِ محمدی علیہ الصلاۃ والسّلام ہزار گناہ دانستہ کرے گی پھر بھی ان کا ستر نہیں کھُلے گا۔ وہ بے ستری سے بچ جائیں گے۔ اور میں بچ نہ سکا۔

(۲) بیٹا! ایک خطا مجھ سے سرزد ہوگئی تھی۔ مجھے میرے گھر سے نکال دیا گیا فرشتوں نے ملامتیں کیں۔

مگر اُمّتِ محمّدی گناہوں پر گناہ کرے گی۔ پر ان کو بے گھر نہیں کیا جائے گا۔ فرشتوں کو ملامت کرنے کی اجازت بھی نہ ہوگی۔

(۳) جانِ پدر! میرے ایک قصور پر دونوں جہان میں اللہ جل شانہٗ نے ڈھنڈھورا پیٹ دیا۔ میری بڑی رسوائی ہوئی "وَعَصٰۤى اٰدَمُ رَبَّهٗ" "دیکھو آدم نے اپنے رب کی نافرمانی کرلی" میری تمام اولاد کے سامنے میری رسوائی کا ڈنکا قیامت تک بجتا رہے گا۔

لیکن اُمّتانِ رسول آخر الزمان ہزار قصور کرے گی۔ اشتہارِ عصیاں بانٹا نہ جائے گا۔ مجھے رُسوائی کا مُنھ دیکھنا پڑا اور ان کو اللہ پاک نے رسوائی سے بچالیا۔

(۴) لختِ جگر! ایک معمولی جُرم پر مجھ سے میری اہلیہ کو جُدا کردیا۔ میں سرندیپ لنکا میں اور تمہاری ماں جدّہ میں، ایک دوسرے سے جُدا اور بے خبر رہے۔

مگر اُمّتِ محمدی بے شمار جُرم کرے گی۔ ان کی بیویاں اُن سے جدا نہ ہونگی تمہاری والدہ کو فرقت کی مصیبتیں جھیلنی پڑیں ان کی بیویوں کو مفارقت کے داغ سے اَرحمُ الرّاحمین بچالیں گے۔

(۵) نورِ نظر! مجھے ایک لغزش کی پاداش میں تین سو برس مارا مارا پھرایا اور زار زار رُلایا

ہزار مغفرت طلبی پر بھی اس وقت تک توبہ قبول نہ ہوئی جب تک آقائے دو عالم محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا وسیلہ نہ پکڑا میری کشتی نبوت وصفوت ڈوب جاتی اگر محمد علیہ الصلاۃ والسّلام کا نام زبان پر نہ آتا۔

مگر اُمّتِ محمدی ہزارہا گناہ دیدہ و دانستہ کرنے کے بعد جب مغفرت کے لیے قبلۂ مناجات کی سمت ہاتھ اُٹھائے گی یا سجدہ میں گر پڑے گی جوشِ رحمتِ خُداوندی انکو لمحہ بھر میں خلاصی عطا کرے گی ان کی توبہ قبول ہونیکے لیے لمحہ بھر کی طلب وندامت کافی ہوگی۔ تین سو برس بعد مجھے نجات کی خبر ملی انہیں لحظہ بھر میں چُھٹکارا مل جائے گا۔

(۶) اے میرے باغ زندگی کے پھُول! ایک خطا پر جس کا مُجھے نہ ارادہ تھا نہ احساس اور جس کو میں نے گھر کے اندر کیا تھا اس کی سزا میں مجھے گھر سے دُور کرکے بیکسی و بے بسی کی حالت میں، زار زار رُلا رُلا کر مغفرت کی بشارت سُنائی۔

لیکن اُمّتِ محمدی گھر سے دُور، شہر سے باہر، دیس بدیس گھوم گھوم کر ہزارہا جُرم اور نافرمانیاں کرے گی۔ پھر جب گھر لوٹ کر استغفار کرے گی۔ اللہ تعالیٰ مغفرت کا دریا بہا دے گا۔ انہیں گھر سے بے گھر نہ کیا جائے گا۔

(۷) اے ثمرِ حیات! ایک خطا پر اللہ تعالیٰ نے تیرے والد کو اپنے گھر کی لذّتِ آرام سے محروم کردیا۔ پردیس میں سخت سخت کلفتوں کا سامنا کرکے زندگی گزارنی پڑی۔

لیکن اُمّتِ خیر الانام سے ہزار خطائیں سرزد ہوں گی پھر بھی گھر کی لذّت ومسرّت نہ چھینی جائے گی۔ صحرا و بیاباں کی گشت نوَردی، قبولیتِ توبہ ومغفرت کے لیے لازمی نہ ہوگی۔

خصائصِ اُمّتِ محمّدیہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

ابن ماجہ نے عبدالرحمٰن بن حسنہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کو حکم تھا کہ جب کسی جگہ پیشاب لگ جائے تو اس جگہ کو کاٹ دیں۔ تو اُن میں سے ایک آدمی نے انکار کیا تو اسے قبر میں عذاب دیا گیا۔

ابن شیبہ نے "المصنّف" میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا۔ انہوں نے فرمایا میرے پاس ایک یہودی عورت آئی۔ اس نے کہا "قبر کا عذاب پیشاب کی چھینٹوں سے ہے"۔ میں نے کہا۔ "تو جھوٹ کہتی ہے"۔ یہودیہ نے کہا، "میں صحیح کہتی ہوں۔ بات یہ ہے کہ جب پیشاب جسم یا کپڑے پر لگ جائے تو اسے کاٹ دینا چاہیئے۔ یہ سُن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: "اے یہودیہ! یہ تو نے سچ کہا ہے"۔

شیخین نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ میری خاطر میری اُمّت سے دلی وسوسوں اور خیالوں سے تجاوز فرمایا گیا۔ جب تک وہ منہ سے نہ بولیں یا اس پہ عمل نہ کریں۔

امام احمد و ابن حبان اور حاکم و ابن ماجہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے میری اُمّت سے خطار و نسیان اور ہر وہ چیز جس سے کہ وہ کراہت کریں معاف کیا ہے۔ (الخصائص الکبریٰ جلد ۲)

نووی نے "شرح مہذب" میں فرمایا کہ لیلۃ القدر اس اُمّت کے لئے

خاص تھی، جو ہم سے پہلوں کے لئے نہ تھی۔

ابن جبیر نے ابوالعالیہ سے روایت کی۔ انھوں نے کہا۔ ایک شخص نے عرض کی "یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! کاش! ہمارے گناہوں کے کفارے ایسے ہوتے جیسے بنی اسرائیل کے لئے تھے۔" نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے جو چیز تمہیں عطا فرمائی ہے وہ بہتر ہے۔ بنی اسرائیل کی تو یہ حالت تھی کہ جب ان میں کوئی گناہ کرتا تو وہ اُسے اپنے دروازے پر مع اس کے کفارہ کے لکھا پاتا۔ اب اگر وہ اسکا کفارہ دیتا تو دنیا میں اس کے لئے ذلت ہوتی تھی اور اگر کفارہ نہ دیتا تو آخرۃ میں اس کے لئے رسوائی اور عذاب ہوتا۔ پنجگانہ نمازیں اور جمعہ سے جمعہ تک ان گناہوں کے کفارے ہیں جو ان کے درمیان صادر ہوں۔"

طبرانی و حاکم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام بروزِ قیامت چار پایوں پر اُٹھیں گے اور میں بُراق پر اُٹھوں گا۔ اور بلال حبشی رضی اللہ عنہ ناقہ (اونٹنی) پر اُٹھیں گے۔ وہ محض اذان اور شہادتِ حق کے ساتھ ندا کریں گے۔ یہاں تک کہ وہ "اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ" کہیں گے تو تمام اوّلین و آخرین کے مسلمان ان کی اس شہادت کی گواہی دیں گے۔ تو جن کی شہادت قبول کی جائے گی وہ قبول ہو گی اور جن کی شہادت ردّ کی جائے گی وہ ردّ ہو گی۔"

امام احمد و حاکم نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی کہ ندامت و شرمندگی توبہ ہے۔" بعض علماء نے فرمایا ندامت کا توبہ ہونا اس اُمّت کے خصائص میں سے ہے۔ (الخصائص الکبریٰ ۲)

غائب کی نمازِ جنازہ پڑھنا حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خصائص میں سے ہے۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مذہب یہ ہے کہ

غائب کی نمازِ جنازہ پڑھنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص میں سے ہے اور اسی اختصاص پر نجاشی (شاہ حبشہ) کی نمازِ جنازہ کو محمول کیا ہے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا غائبانہ نمازِ جنازہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا دوسروں کے لئے جائز اور درست نہیں ہے
(خصائص الکبریٰ جلد دوم)

تورات میں حالاتِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کعب الاحبار کہتے ہیں (رضی اللہ عنہ) کہ میرے والد مجھے تورات کی تعلیم دیا کرتے تھے۔ ایک حصہ تورات کو ایک صندوق میں بند کر کے اسے تالا لگا رکھا تھا۔ جب میرے والد نے وفات پائی تو میں نے تورات کے اس جزو کو صندوق سے باہر نکالا تو اس میں لکھا تھا: آخری زمانہ میں ایک نبی آئے گا، جس کی زلفیں ہوں گی، اپنے ہاتھ پاؤں دھوئے گا۔ (وضو کیا کرے گا) کمر میں پٹکا باندھے گا۔ اس کی جائے پیدائش مکہ میں ہو گی اور ہجرت گاہ مدینہ منورہ میں ہو گی۔ اس کی امت اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرنے والی ہو گی اور ہر حال میں رب تعالیٰ کی تسبیح و تحمید کرے گی ہر درجہ بلندی پر پہنچ کر اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرے گی اور جب اس کی امت کے افراد بروزِ قیامت قبروں سے اٹھیں گے تو وضو کی برکت سے ان کے ہاتھ پاؤں پُر نور اور روشن ہوں گے۔" (شواہد النبوت)

اذان کے بعد کی دعا

اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَائِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَنِ الَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ حَلَّتْ لَهٗ شَفَاعَتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو اذان سن کر یہ کہے "اے اللہ! اس کامل دعوت اور قائم ہونے والی نماز کے رب! محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وسیلہ اور فضیلت عطا فرما اور انہیں مقامِ محمود پر کھڑے کرنا، جس کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا ہے۔ تو اس کے لئے قیامت کے روز میری شفاعت حلال ہو گئی۔"

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایک خاص انعام کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: "عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا" (قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں مقامِ محمود پر فائز کرے گا۔ ۱۷ - ۷۹)

یہ مقامِ محمود میدانِ محشر میں ایک اعلیٰ مقام ہو گا جس پر تمام مقربین بارگاہِ الٰہیہ میں سے صرف ایک بندے کو فائز کیا جائے گا اور پوری ہستیِ کائنات میں سے وہ صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات والاصفات ہے۔ اس مقام پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ کر سب اولین و آخرین آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف کریں گے۔ یہی تو وہ مقام ہے جس پر آپ کے جلوہ افروز ہونے پر در شفاعت کھولا جائے گا۔ یہی شفاعت کبریٰ ہے۔ اور اس مقام پر صرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی فائز ہیں آج بھی اور کل بھی۔ میدانِ محشر میں اس کا ظہور ہو گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کے بغیر اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے کوئی بڑی سے بڑی ہستی بھی (اور کوئی ہے بھی نہیں) کسی کی شفاعت کے لئے لب کشا نہیں ہو سکے گی۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت کبریٰ فرما کر درِ شفاعت کھولیں گے تو اس کے بعد شفاعت کا دوسرا دور شروع ہو گا۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تمام مقربین بارگاہِ الٰہیہ اپنے اپنے منصب

کے مطابق شفاعت کریں گے۔ اِس مقامِ محمود کو مقامِ وسیلہ اور مقامِ فضیلت بھی کہتے ہیں۔ جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امتی یہ مذکورہ دُعا (جو اُوپر گذر چکی ہے) اذان سُننے کے بعد مانگا کریں گے اُن کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت لازم ہو جائے گی بشرطیکہ وہ دنیا سے دولتِ ایمان ساتھ لے کر جاتے ہیں کامیاب ہو گئے ہوں۔

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا شَفَاعَۃَ حَبِیْبِکَ ۔ (بخاری شریف جلد اوّل)

ابر آلود دن میں نماز کی جلدی کرنا

معاذ بن فضالہ یحییٰ بن ابو کثیر، ابو قلابہ، ابو الملیح سے روایت ہے کہ ہم ابر آلود دن میں حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ وغیرہ کے ساتھ تھے فرمایا کہ نماز میں جلدی کرو۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے عصر کی نماز ترک کر دی اس کے اعمال ضائع ہو گئے۔

(صحیح بخاری جلد اوّل)

پانچ چیزیں

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "مجھے پانچ چیزیں عطا فرمائی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں دی گئیں:

(۱) ایک ماہ کی مسافت تک میری رُعب کے ساتھ مدد کی گئی۔

(۲) میرے لئے زمین کو مسجد اور پاک کرنے والی بنا دیا گیا ہے کہ میرا اُمتی جہاں بھی نماز کا وقت پائے تو نماز پڑھ لے۔

(۳) اور میرے لئے مالِ غنیمت حلال کر دیا گیا جبکہ مجھ سے پہلے کسی کے لئے بھی حلال نہیں کیا گیا۔

(۴) مجھے شفاعت عطا فرمائی گئی۔

(۵) اور ہر نبی کو خاص اس کی قوم کے لئے مبعوث کیا جاتا تھا، جبکہ مجھے تمام انسانوں کی طرف مبعوث کیا گیا ہے۔ (بخاری جلد ۱)

ترمذی و ابنِ حبان نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "روزِ قیامت تمام لوگوں سے وہ شخص مجھ سے زیادہ نزدیک ہو گا جو مجھ پہ دُرود پڑھنے میں اُن سے زیادہ ہو گا۔"

بیہقی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے:

دُعائے قرض

اَللّٰھُمَّ فَارِجَ الْھَمِّ کَاشِفَ الْغَمِّ مُجِیْبَ دَعْوَۃِ الْمُضْطَرِّیْنَ، رَحْمٰنَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَرَحِیْمَھُمَا ۔ اَنْتَ تَرْحَمُنِیْ فَارْحَمْنِیْ بِرَحْمَۃٍ تُغْنِیْنِیْ بِھَا عَنْ رَّحْمَۃِ مَنْ سِوَاکَ ○ کثرت سے پڑھیں (ہر نماز کے بعد) انشاء اللہ بہت جلد قرض ادا ہو گا۔ (خصائص کبریٰ جلد ۲۔ ص ۳۷۵)

سخاوی نے فرمایا: امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ "الرسالہ" میں اس طرح ہیں: فَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ نَّبِیِّنَا کُلَّمَا ذَکَرَہُ الذَّاکِرُوْنَ وَغَفَلَ عَنْ ذِکْرِہِ الْغَافِلُوْنَ ○

ترجمہ: "پس اللہ دُرود بھیجے ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جب کبھی ذکر کرنے والے اُن کا ذکر کریں اور اُن کے ذکر سے غافل غفلت برتیں۔" (سعادتِ دارین)

طبرانی نے اوسط میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میری اُمت، اُمتِ مرحومہ ہے۔ اپنی قبروں میں اپنے گناہوں کے ساتھ داخل ہوتی ہے مگر جب وہ قبروں سے نکلے گی تو اُن پہ کوئی گناہ نہ ہو گا۔ اُن کے گناہوں کو مسلمانوں کے استغفار نابود کر دیں گے۔

امام احمد نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ روزِ قیامت کسی سے حساب نہ لیا جائے گا اور اسے بخش دیا جائے گا۔ مسلمان اپنی قبر میں اپنے اعمال کو دیکھے گا۔ حکیم ترمذی نے فرمایا مومن کا قبر ہی میں حساب ہو جائے گا۔ تاکہ کل موقف میں اسے آسانی ہو۔ اور قبر میں ہی اسے پاک و صاف کر دیا جائے گا۔

عمامہ : طبرانی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم عمامہ باندھنے کو لازمی کر لو اور اس کا کنارہ (شملہ) اپنی پشت کے پیچھے چھوڑ دو۔ کیونکہ یہ فرشتوں کی علامت ہے۔

دیلمی نے بطریق عمرو بن شعیب ان کے والد سے انہوں نے ان کے دادا سے روایت کی۔ انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم لوگ تہبند باندھو جس طرح میں نے فرشتوں کو باندھے ہوئے دیکھا ہے۔ فرشتے اپنے رب کے حضور اپنی آدھی پنڈلی تک تہبند باندھے ہوئے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ خصوصیت کہ آپ عمامہ میں شملہ چھوڑیں گے اور یہ کہ آپ درمیان پنڈلی تہبند باندھیں گے اور یہ دونوں باتیں فرشتوں کی علامت ہیں۔ اس بارے میں احادیث تورات و انجیل میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تذکرے کے باب میں اور آپ کی اُمت کے اوصاف بھی لکھے ہوئے ہیں۔ ان حدیثوں کے الفاظ یہ ہیں:

"یاتزرون علی اوسطہم"

طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میری اُمت کو وہ چیز دی گئی ہے جو کسی اُمت کو نہیں دی گئی۔ اور وہ مصیبت کے وقت اِنَّا لِلّٰہِ وَ

اِنَّآ اِلَیۡهِ رٰجِعُوۡنَ کہنا ہے۔

عبدالرزاق اور ابن جریر نے اپنی تفسیروں میں سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا اس اُمت کے سوا کسی کو استرجاع نہیں دیا گیا (یعنی "اِنَّا لِلّٰہِ تا آخر") کیا تم نے حضرت یعقوب علیہ السلام کا یہ قول نہیں سنا کہ انہوں نے یٰٓاَسَفٰی عَلٰی یُوۡسُفَ[1] فرمایا تھا۔ عبدالرزاق نے المصنف میں روایت کی کہ ہم کو معمر نے ابان سے خبر دی۔ انہوں نے کہا کہ اس اُمت کے سوا کسی کو تکبیر (یعنی "اَللّٰہُ اَکْبَرُ") نہیں دی گئی۔ ابن شیبہ نے "المصنف" میں ابوالعالیہ سے روایت کی کہ ان سے پوچھا گیا کہ انبیاء علیہم السلام کس چیز سے نماز کا افتتاح کرتے تھے۔ فرمایا توحید، تسبیح و تہلیل سے۔

امام احمد نے بسند صحیح ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا روزِ قیامت میں اپنی اُمت کو تمام اُمتوں کے درمیان ضرور پہچان لوں گا۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم آپ اپنی اُمت کو کس طرح پہچان لیں گے؟ فرمایا، میں اس طرح پہچانوں گا کہ ان کے نامۂ اعمال ان کے داہنے ہاتھ میں ہوں گے اور سجدوں کے اثر سے ان کی پیشانیوں پر نشان ہو گا اور اس طرح پہچانوں گا کہ ان کے نور ان کے آگے دوڑتے ہوں گے۔

شیخین نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اُمت کو روزِ قیامت اس حال میں بلایا جائے گا کہ آثارِ وضو سے ان کے اعضاء چمکتے دمکتے ہوں گے۔

بیہقی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روزِ قیامت بارگاہِ الٰہی میں اکرم الخلق ہوں گے۔

آپ کے خصائص میں سے یہ بھی ہے جسے حاکم و ابن عساکر نے

[1] ہائے افسوس یوسف کی جدائی پر

علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہر نبی کو سات رفیق دیئے گئے اور مجھے چودہ رفقاء دیئے گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا وہ کون رفقاء ہیں؟ انہوں نے کہا میں، حمزہ، میرے دونوں بیٹے اور جعفر، عقیل، ابوبکر، عمر، عثمان اور مقداد، سلمان، عمار، طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہم اجمعین۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص میں سے یہ ہے جسے بزاز وطبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے میری مدد چار وزراء سے فرمائی ہے دو آسمان والوں میں سے جبرائیل ومیکائیل علیہما السلام اور دو زمین والوں میں سے اور وہ ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما ہیں۔ اور یہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص میں سے ہے جسے ابن ماجہ اور ابونعیم نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب چلتے تو آپ کے صحابہ آپ کے آگے چلتے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پشت مبارک کو فرشتوں کے لئے چھوڑ دیتے تھے۔

آپ کے خصائص میں سے یہ بھی ہے کہ طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آپ کے دشمنوں پر ایک ماہ کی مسافت تک رعب ڈال کر مدد کی گئی۔

طبرانی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے آپ نے فرمایا میرے پاس آسمان سے وہ فرشتہ اترا جو مجھ سے پہلے کسی نبی پر نہیں اترا اور نہ میرے بعد کسی پر اترے گا۔ اور وہ فرشتہ اسرافیل علیہ السلام ہیں۔ چنانچہ انہوں نے کہا میں آپ کی جانب آپ کے رب کی طرف سے بھیجا ہوا آیا ہوں۔ اللہ تعالےٰ

نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں آپ کو اختیار دوں کہ آپ چاہیں تو نبی بندہ رہیں اور اگر چاہیں تو نبی بادشاہ ہوں۔ تو میں نے جبرائیل کی طرف نظر کی۔ انہوں نے مجھے اشارہ کیا کہ میں تواضع کو اختیار کروں۔ لہٰذا اگر میں نبی بادشاہ کہتا، تو یقیناً سونے کے پہاڑ میرے ساتھ چلا کرتے۔

امام احمد وابن حبان نے اپنی صحیح میں اور ابونعیم نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرے پاس ابلق گھوڑے پہ دنیا کی کنجیاں لائی گئیں اور اس گھوڑے کو جبرائیل علیہ السلام لیکر آئے اس پر سندس کی زین تھی۔

ابن سعد وابونعیم نے بروایت ابوامامہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی۔ آپ نے فرمایا میرے رب نے مجھے پیش کش کی کہ بطحائے مکہ کو میرے لئے سونا بنا دے۔ مگر میں نے عرض کیا اے رب! نہیں، میری خواہش یہ ہے کہ ایک دن بھوکا رہوں اور ایک دن کھانا کھاؤں۔ تو جب میں بھوکا رہوں تو تیرے حضور تضرع کروں اور جب شکم سیر ہوں تو تیری حمد کروں اور تیرا شکر بجا لاؤں۔ (الخصائص الکبریٰ ۲)

بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ نے ایک سو چار کتابیں نازل فرمائیں ان کے علوم چار کتابوں میں جمع فرمائے وہ چار کتابیں تورات، زبور، انجیل اور فرقان حمید ہے۔ اس کے بعد تورات وانجیل وزبور کے علوم کو فرقان حمید میں جمع فرما دیا۔

سعید بن منصور نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ جو تحصیل علم کا ارادہ رکھتا ہے اسے لازم ہے کہ قرآن پڑھے۔ کیونکہ اس میں اولین وآخرین کا علم ہے۔

ابوالشیخ نے کتاب العظمۃ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ

سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر اللہ تعالیٰ کسی چیز سے غافل ہوتا تو وہ ذرہ، رائی اور مچھر سے ضرور غافل ہوتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا علم ہر شے پر محیط ہے۔

حق تعالیٰ نے فرمایا ہے:

اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ ۝	"بیشک ہم نے اُتارا ہے قرآن اور بیشک ہم خود اس کے نگہبان ہیں"۔

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جو بات کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص میں سے شمار کی جاتی ہے ان میں سے ایک یہ ہے کہ وہ تمام معجزات و فضائل جو جدا جدا ہر نبی (علیہ السلام) کو دئے گئے وہ سب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا ہوئے اور آپ کے سوا کسی اور نبی میں وہ مجتمع نہیں ہیں بلکہ آپ ہر قسم کے معجزات کے ساتھ مختص ہوئے۔

ابن عبد السلام نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص میں سے پتھروں کا سلام کرنا، لکڑی کے ستون کا رونا۔ اور انہوں نے انگشت ہائے مبارک کے درمیان سے پانی کے چشمے جاری ہونے کو بھی خصائص میں شمار کیا ہے۔ اس قسم کا معجزہ کسی اور نبی کے لئے ثابت نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہر عضو مبارک کا بیان اپنی کتاب میں فرمایا۔

ابن سبع نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص میں سے یہ ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنی کتاب میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک ایک عضو کی صفت بیان فرمائی ہے۔ چنانچہ روئے تاباں کے بارے میں فرمایا: "قَدۡ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجۡہِکَ فِی السَّمَآءِ" (بے شک ہم نے آسمان کی طرف آپ کا بار بار منہ اُٹھانا دیکھا۔)

آپ کی چشمان مبارک کے بارے میں فرمایا: "لَا تَمُدَّنَّ عَیۡنَیۡکَ

اور آپ کی زبان مبارک کے بارے میں فرمایا: "فَاِنَّمَا یَسَّرۡنٰہُ بِلِسَانِکَ" (بلاشبہ ہم نے اُس (قرآن مجید) کو آپ کی زبان مبارک پر آسان کر دیا۔) آپ کے دست مبارک اور آپ کی گردن شریف کے بارے میں فرمایا: "وَلَا تَجۡعَلۡ یَدَکَ مَغۡلُوۡلَۃً اِلٰی عُنُقِکَ" (اے محبوب! آپ اپنے ہاتھ کو اپنی گردن کی طرف نہ باندھے رکھیں)۔ اور آپ کے سینہ اقدس اور کمر شریف کے بارے میں فرمایا: "اَلَمۡ نَشۡرَحۡ لَکَ صَدۡرَکَ ۝ وَوَضَعۡنَا عَنۡکَ وِزۡرَکَ ۝ الَّذِیۡۤ اَنۡقَضَ ظَہۡرَکَ ۝ وَرَفَعۡنَا لَکَ ذِکۡرَکَ ۝" (کیا ہم نے تمہارا سینہ کشادہ نہ کیا اور تم سے تمہارا وہ بوجھ اُتار دیا جس نے تمہاری پیٹھ توڑ دی تھی اور ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کر دیا۔) اور آپ کے قلب اطہر کے بارے میں فرمایا: "نَزَّلَ عَلٰی قَلۡبِکَ" (قرآن کو آپ کے قلب پر اُس (اللہ) نے نازل کیا) اور آپ کے اخلاق کے بارے میں فرمایا "وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیۡمٍ ۝" (بلاشبہ آپ بڑی خوبی والے ہیں۔) (خصائص کبریٰ ۲/۱۰ : جواہر البحار)

نماز میں رکوع اُمتِ محمدیہ کے لئے مختص ہے۔

مفسرین کی ایک جماعت نے آیہ کریمہ "وَارۡکَعُوۡا مَعَ الرّٰکِعِیۡنَ" (رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو) کے تحت ذکر کیا ہے کہ نماز میں رکوع کی مشروعیت اس اُمت کے ساتھ مختص ہے۔ بنی اسرائیل کی نماز میں رکوع نہیں تھا۔ اس لئے بنی اسرائیل کو اُمتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رکوع کرنے کا حکم دیا گیا۔ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں رکوع کے سلسلے میں جس حدیث سے استدلال کیا جاتا ہے وہ بزاز و طبرانی نے اوسط میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ فرمایا، پہلی نماز

جس میں ہم نے رکوع کیا وہ عصر کی نماز تھی۔ یہ دیکھ کر میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم یہ کیا ہے؟ فرمایا مجھے اس کا حکم دیا گیا ہے اور وجہ استدلال یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے قبل نماز ظہر پڑھی اور نماز پنجگانہ کی فرضیت سے پہلے رات کی نمازیں وغیرہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پڑھیں تو وہ پہلے کی تمام نمازیں بغیر رکوع کے تھیں۔ یہ اس بات کا قرینہ ہے کہ سابقہ اُمم کی نمازیں رکوع سے خالی تھیں۔ اور ابن فرشتہ نے "شرح المجمع" میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس قول کے تحت ذکر کیا کہ "جس نے ہماری نماز پڑھی اور ہمارے قبلہ کی طرف رُخ کیا وہ ہم میں سے ہے۔" انہوں نے "ہماری نماز" کے ارشاد سے مُراد باجماعت نماز مراد لی ہے۔ اس لئے کہ انفرادی نماز تو ہم سے پہلے لوگوں میں موجود تھی۔

حدیث: الاربعہ نے زید ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "اللہ تعالیٰ اس کے چہرے کو بارونق وشاداب کرے جس نے میری حدیث سُنی اور اُس نے اُسے محفوظ رکھا اور اُسے اُسی طرح دوسروں تک پہنچایا جس طرح کہ اُس نے سُنا۔"

امام احمد وطبرانی نے عبدالرحمن بن عائش حضرمی سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ ان صحابی نے فرمایا ایک دن صبح کے وقت ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے۔ آپ نہایت مسرور تھے اور خوشی سے چہرۂ مبارک چمک رہا تھا۔ ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے استفسار کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ مجھے بیان کرنے میں کوئی بات مانع نہیں ہے۔ آج رات میرا رب نہایت حسین صورت میں میرے پاس تشریف لایا اور اس نے پکارا۔ یا محمدؐ! (صلی اللہ علیک وسلم) میں نے عرض کیا۔ لبیک وسعدیک اے

میرے رب! فرمایا ملاءِ اعلیٰ کس بات پر جھگڑ رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا۔ میں نہیں جانتا۔ تو حق تعالیٰ نے میرے شانوں کے درمیان اپنا ہاتھ رکھا۔ یہاں تک کہ اس کی ٹھنڈک میں نے اپنے سینہ میں محسوس کی۔ پھر جو کچھ آسمانوں کے درمیان ہے اور جو زمین میں ہے سب مجھ پر روشن ہوگئی۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پڑھا: وَكَذَٰلِكَ نُرِيٓ إِبْرَاهِيمَ مَلَكُوتَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلِيَكُونَ مِنَ الْمُوقِنِينَ ۝ الآیۃ
اس حدیث کی بکثرت سندیں ہیں اور یہ طویل حدیث ہے۔ (خصائص ۲)

رُوح کی حقیقت

قرآن مجید میں ہے: وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَا اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا ○ (اے حبیب (صلی اللہ علیک وسلم) تم سے رُوح کی بابت پوچھتے ہیں۔ اُن سے کہہ دو کہ رُوح میرے پروردگار کے حکم سے ہے (اُس کے حکم سے پیدا ہوئی اُسی کی مخلوق ہے اور وہی اس کی حقیقت کو جانتا ہے) اور تمہیں بہت کم علم دیا گیا ہے۔

بقول اعمش رضی اللہ عنہ (یہ بڑے عالم ہیں، عہد تابعین میں ہوئے ہیں) کے اس کے مخاطب یہود ہیں جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے رُوح کی حقیقت دریافت کی تھی۔ بعض علماء کا خیال ہے "کوئی بھی رُوح کی حقیقت کو نہیں جانتا۔"

سرسری نظر سے رُوح کی حقیقت صرف اس قدر سمجھ میں آتی ہے کہ حیوانات کے لئے وہ اُن کی زندگی کا سرچشمہ ہے جبتک کسی حیوان کے اندر رُوح ہے وہ چلتا پھرتا ہے اور اس سے اختیاری حرکات صادر ہوتی ہیں۔ جب رُوح اس سے رخصت ہو جاتی ہے تو اُس کے تمام حواس اور قویٰ معطّل ہو جاتے ہیں۔

موزوں پر مَسح

گھر میں رہنے والے کے لئے ایک دن رات اور مسافر کے لئے تین دن رات مسح کرتے رہنے کی توقیت فرمائی۔ عام طور پر کسی اہم چیز کی آٹھ پہر کے بعد ضرور خبر گیری کی جاتی ہے۔ اسلئے مقیم کو آٹھ پہر کے بعد موزے اُتار کر پاؤں دھو لینے کا حکم عادت متعارفہ اور عمومی ذہنیت کے عین مطابق ہے اور دھونے کی بجائے موزوں کے اوپر بالائی سطح پہ گیلا ہاتھ پھیر لے۔ مسح کرنا دھونے کا خلیفہ اور نائب ہے۔

مَنْ اَحْيَا سُنَّتِيْ فَقَدْ اَحَبَّنِيْ وَمَنْ اَحَبَّنِيْ كَانَ مَعِيَ فِي الْجَنَّةِ۔ (جس نے میری سُنّت کو زندہ کیا اُس نے مجھ سے محبت کی اور جو میرا محب ہوا وہ میرے ساتھ جنّت میں رہے گا۔")
(شفا شریف قاضی عیاض علیہ الرحمۃ
عن انس رضی اللہ عنہ)

صَلاۃِ صدیقی

حضرت علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف "شرح المنہاج" میں ہے کہ شیخ ابی عبداللہ بن نعمان رحمۃ اللہ علیہ نے کئی بار خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی۔ آخری بار زیارت میں آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا: افضل دُرود کونسا ہے؟ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الَّذِيْ مَلَأْتَ قَلْبَهٗ مِنْ جَلَالِكَ وَعَيْنَهٗ مِنْ جَمَالِكَ وَاُذُنَهٗ مِنْ لَذِيْذِ خِطَابِكَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ۔

"قیامت کے دن سب سے بڑھ کر میرے قریب وہ ہوگا جو مجھ پر سب سے زیادہ دُرود بھیجے گا۔" (اس کو ترمذی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اور کہا یہ روایت حسن غریب ہے۔)

"قیامت کے دن ہر مقام پر تم میں سے میرے قریب ترین وہ شخص ہوگا جو دنیا میں مجھ پر زیادہ درود پڑھتا ہوگا اور جو مجھ پر جمعہ کی رات اور جمعہ کے دن دُرود بھیجے، اللہ اُس کی سو (۱۰۰) حاجات پوری فرمائے گا۔ ستّر آخرت کی تیس دُنیا کی۔ پھر اللہ تعالےٰ ایک فرشتہ مقرر فرماتا ہے جو اُس دُرود کو لے کر میری قبر میں پہنچاتا ہے

جیسے تمہارے پاس تحفے لائے جاتے ہیں۔ وہ فرشتہ" درود شریف بھیجنے والے کا مجھے نام و نسب اور خاندان بتاتا ہے جسے میں اپنے سفید رنگ کے رجسٹر میں محفوظ کر لیتا ہوں۔" (اس کو بیہقی رحمۃ اللہ نے "حیاۃ الانبیاء فی قبورہم" میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔) (سعادت دارین)

جو شخص قبرستان جاکر یہ دعا پڑھے: اَللّٰهُمَّ رَبَّ الْاَجْسَادِ الْبَالِيَةِ وَالْعِظَامِ النَّخِرَةِ الَّتِيْ خَرَجَتْ مِنَ الدُّنْيَا وَهِيَ بِكَ مُؤْمِنَةٌ اَدْخِلْ عَلَيْهَا رَوْحًا مِّنْ عِنْدِكَ سَلَامًا مِّنِّيْ۔ جتنے مومن مرے ہیں آدم علیہ السلام سے لے کر آج تک سب اس کے لئے مغفرت کی اللہ سے دعا کرتے ہیں۔ (نور الصدور)

زیارت کے لئے

علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مجموعہ کا حوالہ دیتے ہوئے لکھا ہے کہ جو شخص سورۃ مزمل اور سورۃ کوثر کثرت سے پڑھے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کرے گا۔ اور سوتے وقت پڑھے: اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ بِنُوْرِ الَّذِيْ هُوَ عَيْنُكَ لَا غَيْرُكَ اَنْ تُرِيَنِيْ وَجْهَ نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا هُوَ عِنْدَكَ۔

"الٰہی! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں نوروں کے اس نور کے وسیلہ سے جو تیرا عین ہے غیر نہیں، مجھے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرۂ انور اس صورت میں دکھا دیں جیسے وہ تیرے حضور میں ہیں الٰہی! ایسا ہی کر دے۔" اس دعا کے پڑھنے سے انشاء اللہ زیارت ہو گی۔ (اور باوضو سوئے)

عالم کی فضیلت

روایت ہے ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے کہ ذکر کئے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس دو مرد، ایک عالم تھا دوسرا عابد۔ فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ بزرگی عالم کی عابد پر مثل بزرگی ہماری کے ہے اوپر ادنیٰ آدمی تمہارے کے۔ پھر ارشاد فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے فرشتے اور سب اہل آسمان و زمین حتیٰ کہ چیونٹیاں بلوں میں اور مچھلیاں دریاؤں میں استغفار کرتے ہیں اس شخص کے واسطے جو لوگوں کو نیکی کی تعلیم دیتا ہے۔

و گروہ سابقین سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی اور دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھی۔ یعنی جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف لائے تو سترہ مہینے تک بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نمازیں پڑھتے رہے اور رجب ۲ہجری کو حکم نماز جانب کعبہ شریف کے صادر ہوا، عین نماز ظہر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منہ کعبہ شریف کی طرف کیا۔ (وفاء الوفا)

علم اور طالب علم کی فضیلت

حکایت: حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ "طالب علم کے کام سے راضی ہو کر اس کے لئے فرشتے اپنے بازو رکھ دیتے ہیں۔" امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کی "بستان العارفین" میں لکھا ہے کہ ایک شخص نے یہ حدیث سن کر اپنے جوتے میں لوہے کی کیلیں لگوا لیں اور کہنے لگا میں چاہتا ہوں کہ فرشتوں کے پر اس سے کچل دوں۔ اس کے پیروں میں زخم ہو گئے۔ اور اسی میں کسی اور کی روایت مذکور ہے کہ ایک آدمی کسی محدث کے پاس جایا کرتا تھا۔ یہ آدمی استہزا کے طور پر کہنے لگا کہ اپنے قدم اٹھا لو کہیں فرشتوں کے پر نہ توڑ دینا۔

وہ اپنی جگہ سے ہٹنے بھی نہ پایا تھا کہ اس کے دونوں پیر خشک ہو گئے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا جَرٰی بِهِ الْقَلَمُ فِیْ اُمِّ الْکِتَابِ

ترجمہ:— اے اللہ پاک! صلوٰۃ بھیجئے ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اُس قدر کہ جس قدر لوحِ محفوظ میں قلم چلتا رہا ہو۔

صحیح مسلم میں حضرت عبدُاللہ بن عباس رضی اللہ عنہٗ کے آزاد کردہ غلام اور خادمِ خاص کُریب تابعی بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہٗ کے ایک صاحبزادے کا اِنتقال مقامِ قُدَید میں یا مقامِ عُسفان میں ہوگیا۔ جب کچھ لوگ جمع ہوگئے تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہٗ نے مجھ سے فرمایا کہ جو لوگ جمع ہوگئے ہیں ذرا تُم اُن پر نظر ڈالو۔ کُریب کہتے ہیں کہ مَیں باہر نِکلا تو دیکھا کہ کافی لوگ جمع ہوگئے ہیں۔ مَیں نے اُن کو اِس کی اطلاع دی۔ اُنھوں نے فرمایا۔ تُمھارا خیال ہے کہ وُہ چالیس ہوں گے؟ کریب نے کہا' ہاں (چالیس ضرور ہوں گے)

ابنِ عباس رضی اللہ عنہٗ نے فرمایا کہ اَب جنازہ باہر لے چلو۔ مَیں نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے کہ جِس مُسلمان آدمی کا اِنتقال ہو جاتے اور اُس کے جنازے کی نماز چالیس ایسے آدمی پڑھیں جن کی زندگی شِرک سے بالکُل پاک ہو (اور وُہ نماز میں اِس مَیّت کے لیے مغفرت و رحمت کی دُعا اور سِفارِش کریں) تو اللہ تعالیٰ اُن کی سِفارِش اُس مَیّت کے حق میں ضرُور قبول فرماتا ہے۔ (مسلم)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا راویہ ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَوْ شِئْتُ لَسَارَتْ مَعِیَ جِبَالُ الذَّهَبِ۔	"اگر ہم چاہیں تو ہمارے ساتھ سونے کے پہاڑ چلا کریں۔"

نیز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

اِنِّیْ رَاَیْتُ الْجَنَّةَ فَتَنَاوَلْتُ مِنْهَا عُنْقُوْدًا وَلَوْ اَخَذْتُهٗ لَاَکَلْتُمْ مِنْهُ مَا بَقِیَتِ الدُّنْیَا۔ (بخاری۔ مسلم/ مشکوٰۃ۔ صلوٰۃ الخسوف)	"ہم نے (اس گرہن کی نماز میں) جنّت کو دیکھا اور اس کا ایک خوشہ پکڑا۔ اگر ہم وہ خوشہ توڑ لیتے تو تم اس کو قیامت تک کھاتے رہتے۔"

اسی طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات میں سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تصرف واختیار و قدرت نمایاں ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زمین پر کھڑے ہو کر جنّت دیکھ لیتے ہیں، یہاں بعض معجزات کا بطورِ اجمال ذکر کئے دیتے ہیں:۔

۱۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے طعامِ قلیل کو لعابِ مُبارک سے کثیر بنا دیا۔
۲۔ درخت نے جھک کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سایہ کیا۔
۳۔ پیالہ میں دستِ مبارک ڈال کر پیالہ میں پانچ دریا بہا دئے۔ (گویا کہ پیالہ مرکزِ پنجابِ رحمت بنا ہوا تھا۔)
۴۔ سُوکھی بکری کے تھنوں سے دُودھ کے برتن بھر دئے۔ (اُمِّ معبد)
۵۔ ایک بڑھیا کے مشکیزہ سے سب کو سیراب کیا لیکن مشکیزہ ویسا ہی بھرا رہا۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کی "تبیان" میں ہے کہ قرآن مجید کے ختم پر دُعا کرنا مستحب ہے کیونکہ جب وہ دُعا کرتا ہے تو چار ہزار فرشتے آمین کہتے ہیں۔

ترمذی، ابن عدی اور بیہقی رحمہم اللہ نے "الشعب" میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو آدمی رات کو اپنے بستر پر سونے کا ارادہ کرے تو اپنے دائیں پہلو پر سوئے اور سو مرتبہ سورۃ قُلْ ھُوَاللّٰہُ اَحَدٌ ۝ پڑھے تو قیامت کے دن اسے رب کریم فرمائے گا اے میرے بندے! تو اپنے دائیں پہلو پر جنت میں داخل ہو جا۔ (سنن ترمذی / تفسیر در منثور)

رَکعَتَینِ فَاتِحَۃَ الْکِتَابِ وَاٰیَۃَ الْکُرْسِیِّ مَرَّۃً وَّخَمْسَ عَشْرَۃَ مَرَّۃً قُلْ ھُوَاللّٰہُ اَحَدٌ ۝ (جو کوئی جمعہ کی رات دو رکعت نفل اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں فاتحہ اور آیۃ الکرسی ایک ایک بار اور پندرہ بار (سورۃ اخلاص) قل ہو اللہ احد پوری سورۃ پڑھے۔ (نماز سے فارغ ہو کر ایک ہزار بار درود شریف اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ پڑھے، وہ مجھے دیکھے گا۔ اور اگلے جمعہ سے پہلے دیکھے گا اور جس نے مجھے دیکھا اس کے لئے جنت واجب ہے۔) (سعادت دارین)

امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کی روایت

امام زین العابدین علیہ الرضوان حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

اِذَا مَرَرْتُمْ بِالْمَسَاجِدِ فَصَلُّوْا عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ (جب تم مساجد کے پاس سے گذرو تو نبی اکرم

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجو۔") (سخاوی)

درود کے بغیر نماز قبول نہیں

دار قطنی علیہ الرحمۃ نے اپنی سند کے ہمراہ حضرت سہیل بن سعد رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے روایت نقل کی ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: لَاصَلٰوۃَ لِمَنْ لَّمْ یُصَلِّ عَلٰی نَبِیِّہٖ۔ ("اس شخص کی نماز (قبول) نہیں ہوتی جو (نماز میں) اپنے نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر درود نہ پڑھے")

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے: مَنْ لَّمْ یَسْئَلِ اللّٰہَ یَغْضَبْ عَلَیْہِ۔ ("جو شخص اللہ تعالیٰ سے سوال نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہو جاتا ہے") (ترمذی)

اَلدُّعَآءُ کُلُّہٗ مَحْجُوْبٌ حَتّٰی یَکُوْنَ اَوَّلُہٗ ثَنَآءً عَلَی اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ وَصَلٰوۃٌ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ یَدْعُوْ فَیُسْتَجَابُ لِدُعَآئِہٖ۔ ("تمام دعا محجوب رہتی ہے حتیٰ کہ اس کی ابتدا میں حمد الٰہی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھا جائے پھر دعا مانگے، قبول کی جائے گی") (نسائی نے اسے روایت کیا)

اَللّٰھُمَّ بَلِّغْہُ مِنَّا السَّلَامَ وَارْدُدْ عَلَیْنَا مِنْہُ السَّلَامَ۔

(اے اللہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں ہمارا سلام پہنچا دیں اور (زہے نصیب) جو ہم (سیاہ کاروں) کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے سلام (کے جواب) کی عظیم نعمت نصیب ہو جائے")

نفل زیارت

قطب ربانی شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ کتاب "غنیۃ الطالبین" میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان نقل کرتے ہیں: مَنْ صَلّٰی لَیْلَۃَ الْجُمُعَۃِ رَکْعَتَیْنِ یَقْرَأُ فِیْ کُلِّ

دُعائے خضر علیہ السلام

"اے وہ ذات جس کو ایک شان دوسری شان سے غافل نہیں کرتی، اور ایک شے کا سُننا دوسری شے کے سننے سے غافل نہیں کرتا۔ مجھ کو اپنی معافی کی خُنکی اور رحمت کی شیرینی کا مزہ چکھائیے۔"
(یہ دُعا ہر فرض نماز کے بعد مانگنی چاہیئے)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سُورہ اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا۔ نصفِ قرآن کے برابر ہے۔ (اس کو ترمذی نے روایت کیا)

• بروایت علی رضی اللہ عنہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جو سفر کرتے وقت گیارہ بار سورۃ اخلاص پڑھ لے خداوند قدوس اُسے سفر کے شر سے محفوظ اور اُسے خیر عنایت کرے گا۔

حدیث حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا میں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم مجھے کچھ وصیت فرمائیں: ارشاد فرمایا: اللہ کا تقویٰ لازم پکڑو کہ یہ ہی ہمارے معاملے کی اصل ہے۔ میں نے عرض کیا کچھ مزید ارشاد فرمائیں۔ فرمایا: "تلاوت قرآن ضرور کیا کرو کہ یہ زمین میں تمہارے لئے نور اور آسمانوں میں تیرے لئے (نیکیوں کا) ذخیرہ ہوگا۔ (اسے ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔)

مُبارک قبروں کی ترتیب

پہلی روایت نافع بن ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ سے یہ ہے کہ قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، قبر ابوبکر صدیق اور قبر عمر رضی اللہ عنہما میں ترتیب یوں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور بجانب قبلہ ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی قبر، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دونوں کندھوں مبارک کے سامنے ہے پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی قبر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے کندھو کے سامنے ہے۔ (دفار الوفار)

ابوبکر رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے اور عُمر رضی اللہ عنہ پیچھے دونوں پاؤں ابُوبکر رضی اللہ عنہ کے مدفون ہیں اور قبر اول پر لکھا ہے قَبْرُ نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم" اور دوسری قبر پر ابُوبکر رضی اللہ عنہ۔ اور تیسری قبر پر عُمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ۔" فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ نہ طلوع ہوا اور نہ غروب ہوا آفتاب بعد انبیاء و مرسلین علیہم السلام کے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے افضل پہ۔

"اَفْضَلُ الْخَلْقِ بَعْدَ الْاَنْبِیَاءِ"

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا میری زندگی اور حیات ظاہرہ بھی تمہارے لئے خیر اور بہتر ہے۔ مجھ پر آسمان سے وحی نازل ہوتی ہے۔ میں تمہیں حلال و حرام کی خبر دیتا ہوں اور میری وفات بھی تمہارے لئے بہتر ہے۔ ہر جمعرات کو تمہارے اعمال مجھ پر پیش ہوں گے۔ جو اچھے ہوں گے ان پر اللہ تعالیٰ کی حمد بجالاؤں گا جو بُرے اور خلاف شرع ہوں گے ان پر اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کروں گا۔

درج ذیل حاضری مدینہ منورہ کی دعائیں قاری رضاء المصطفیٰ اعظمی صاحب کے "مجموعہ وظائف" خطیب نیو میمن مسجد کراچی سے تبرکاً اخذ کی گئی ہیں۔

زیارت مدینہ منوّرہ

حرم مدینہ پر نظر پڑتے ہی یہ دعا پڑھیں

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ اَللّٰھُمَّ ھٰذَا حَرَمُ نَبِیِّکَ فَاجْعَلْهُ لِیْ وِقَایَۃً مِّنَ النَّارِ وَاَمَانًا مِّنَ الْعَذَابِ وَسُوْٓءِ الْحِسَابِ ؕ

مسجدِ نبوی میں داخلہ کے وقت دعا
(پہلی مرتبہ باب السّلام سے داخل ہوں)

بِسْمِ اللّٰهِ مَا شَآءَ اللّٰهُ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰهِ رَبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّ اَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْکَ سُلْطَانًا نَّصِیْرًا ۝ وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۝ اِنَّ الْبَاطِلَ کَانَ زَهُوْقًا۔ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ وَ اِلَیْکَ یَرْجِعُ السَّلَامُ حَیِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ وَ اَدْخِلْنَا دَارَ السَّلَامِ تَبَارَکْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَیْتَ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ ؕ اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ وَارْزُقْنِیْ مِنْ زِیَارَۃِ رَسُوْلِکَ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا رَزَقْتَ اَوْلِیَآءَکَ وَ اَهْلَ طَاعَتِکَ وَاَنْقِذْنِیْ مِنَ النَّارِ وَاغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ بِسْمِ اللّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ؕ

سلام بدرگاہِ سرورِ کونین رحمۃٌ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا النَّبِیُّ السَّیِّدُ الْکَرِیْمُ وَالرَّسُوْلُ الْعَظِیْمُ الرَّءُوْفُ الرَّحِیْمُ ؕ وَرَحْمَۃُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدَنَا وَنَبِیَّنَا وَحَبِیْبَنَا وَقُرَّۃَ اَعْیُنِنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ؕ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰهِ ؕ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا جَمَالَ مُلْکِ اللّٰهِ ؕ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نُوْرَ عَرْشِ اللّٰهِ ؕ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا خَیْرَ خَلْقِ اللّٰهِ ؕ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا شَفِیْعَ الْمُذْنِبِیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مَنْ اَرْسَلَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ ؕ وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی فِیْ حَقِّکَ الْعَظِیْمِ ؕ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْکَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا ؕ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مُحَمَّدَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ ابْنِ هَاشِمٍ ؕ یَا طٰهٰ یَا یٰسٓ یَا بَشِیْرُ یَا سِرَاجُ یَا مُنِیْرُ یَا مُقَدَّمُ جَیْشِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَهَا اَنَا یَا سَیِّدِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ جِئْتُکَ هَارِبًا مِّنْ ذَنْبِیْ وَمِنْ عَمَلِیْ وَمُسْتَشْفِعًا وَّ مُسْتَجِیْرًا بِکَ اِلٰی رَبِّیْ

فَاشْفَعْ لِي يَا شَفِيعَ الْأُمَّةِ يَا كَاشِفَ الْغُمَّةِ يَا سِرَاجَ
الظُّلْمَةِ أَجِرْنِي بِهِ يَا اللهُ مِنَ النَّارِ ؕ يَا نَبِيَّ الرَّحْمَةِ
يَا رَسُولَ اللهِ ؕ أَتَيْنَاكَ زَائِرِينَ وَقَصَدْنَاكَ رَاغِبِينَ وَعَلَى
بَابِكَ الْعَالِي وَاقِفِينَ وَبِحَقِّكَ عَارِفِينَ فَلَا تَرُدَّنَا خَائِبِينَ
وَلَا عَنْ بَابِ شَفَاعَتِكَ مَحْرُومِينَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللهِ
أَسْئَلُكَ الشَّفَاعَةَ وَأَسْئَلُ اللهَ تَعَالَى لَكَ الْوَسِيلَةَ وَالْفَضِيلَةَ
وَالدَّرَجَةَ الرَّفِيعَةَ وَالْمَقَامَ الْمَحْمُودَ وَالْحَوْضَ الْمَوْرُودَ
وَالشَّفَاعَةَ الْعُظْمَى فِي يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَيَوْمِ الْمَشْهُودِ ؕ

يَا خَيْرَ مَنْ دُفِنَتْ فِي الْقَاعِ أَعْظُمُهُ   فَطَابَ مِنْ طِيبِهِنَّ الْقَاعُ وَالْأَكَمُ
نَفْسِي الْفِدَاءُ لِقَبْرٍ أَنْتَ سَاكِنُهُ   فِيهِ الْعَفَافُ وَفِيهِ الْجُودُ وَالْكَرَمُ

أَنْتَ الْحَبِيبُ يَا حَبِيبَ اللهِ ؕ أَنْتَ الشَّفِيعُ يَا شَفِيعَ اللهِ ؕ أَنْتَ
الْمُشَفَّعُ أَنْتَ الَّذِي تُرْجَى شَفَاعَتُكَ عِنْدَ الصِّرَاطِ إِذَا مَا
زَلَّتِ الْقَدَمُ أَشْهَدُ أَنَّكَ يَا رَسُولَ اللهِ ؕ قَدْ بَلَّغْتَ الرِّسَالَةَ
وَأَدَّيْتَ الْأَمَانَةَ وَنَصَحْتَ الْأُمَّةَ وَكَشَفْتَ الْغُمَّةَ وَجَلَيْتَ
الظُّلْمَةَ وَجَاهَدْتَ فِي سَبِيلِ اللهِ حَقَّ جِهَادِهِ وَعَبَدْتَ رَبَّكَ
حَتّٰى أَتَاكَ الْيَقِينُ ؕ جَزَاكَ اللهُ تَعَالَى عَنَّا وَعَنْ وَالِدِينَا وَ
عَنِ الْإِسْلَامِ خَيْرَ الْجَزَاءِ وَنَسْئَلُكَ الشَّفَاعَةَ أَنْ تَشْفَعَ لَنَا
عِنْدَ اللهِ يَوْمَ الْعَرْضِ يَوْمَ الْفَزَعِ الْأَكْبَرِ ؕ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ

مَالٌ وَّلَا بَنُونَ إِلَّا مَنْ أَتَى اللهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ ؕ إِشْفَعْ لَنَا وَ
لِوَالِدِينَا وَلِأَوْلَادِنَا وَلِأَزْوَاجِنَا وَلِإِخْوَانِنَا وَلِأَخَوَاتِنَا وَ
لِمَشَائِخِ طَرِيقَتِنَا وَمَشَائِخِ أَوْرَادِنَا وَلِأَسَاتِذَتِنَا وَلِجِيرَانِنَا
وَلِمَنْ أَوْصَانَا وَقَلَّدَنَا عِنْدَكَ بِالدُّعَاءِ الْخَيْرِ عِنْدَ الزِّيَارَةِ ؕ
الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سُلْطَانَ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ ؕ الصَّلٰوةُ
وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ وَعَلَى آلِكَ وَذُرِّيَّتِكَ فِي كُلِّ
آنٍ وَّلَحْظَةٍ عَدَدَ كُلِّ ذَرَّةٍ ذَرَّةٍ أَلْفَ أَلْفَ مَرَّةٍ مِنْ عُبَيْدِكَ
رِضَاءِ الْمُصْطَفٰى الْأَعْظَمِي بْنِ صَدْرِ الشَّرِيعَةِ أَمْجَدَ عَلِي
يَسْأَلُكَ الشَّفَاعَةَ فَاشْفَعْ لَهُ وَلِلْمُسْلِمِينَ۔ سورہ فاتحہ
ایک بار، سورہ اخلاص تین بار پڑھیے اس کے بعد اپنی مادری زبان میں
دعا کیجیے۔ درود اکبر بھی پڑھیے۔

باب جبریل پر کھڑے ہوکر ملائکۃ المقربین پر سلام پڑھیے

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَنَا جِبْرَائِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ ؕ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ
يَا سَيِّدَنَا مِيكَائِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ ؕ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَنَا
إِسْرَافِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ ؕ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَنَا عِزْرَائِيلُ
عَلَيْهِ السَّلَامُ ؕ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا مَلٰئِكَةَ الْمُقَرَّبِينَ مِنْ أَهْلِ
السَّمٰوٰتِ وَالْأَرَضِينَ كَافَّةً عَامَّةً ؕ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ
اللهِ وَبَرَكَاتُهُ۔ سورہ فاتحہ، اخلاص اور دعا پڑھیے۔

خلیفۂ اوّل امیر المؤمنین سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر سلام پڑھیے

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَنَا اَبَا بَكْرِ ٍالصِّدِّيْقِ ط اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَلِيْفَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ عَلَى التَّحْقِيْقِ ط اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَاحِبَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ ط اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ مَنْ اَنْفَقَ مَالَهٗ كُلَّهٗ فِيْ حُبِّ اللّٰهِ وَحُبِّ رَسُوْلِهٖ حَتّٰى تَخَلَّلَ بِالْعَبَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْكَ وَاَرْضَاكَ اَحْسَنَ الرِّضٰى وَجَعَلَ الْجَنَّةَ مَنْزِلَكَ وَمَسْكَنَكَ وَمَحَلَّكَ وَمَاْوٰكَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَوَّلَ الْخُلَفَاءِ وَتَاجَ الْعُلَمَاءِ وَصِهْرَ النَّبِيِّ الْمُصْطَفٰى وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ ۔ سورہ فاتحہ واخلاص اور دعا پڑھیے۔

خلیفۂ دوم امیر المؤمنین سیّدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ پر سلام پڑھیے

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَنَا عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ ط اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَاطِقًا بِالْعَدْلِ وَالصَّوَابِ ط اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَفِيَّ الْمِحْرَابِ ط اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُظْهِرَ دِيْنِ الْاِسْلَامِ ط اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُكَسِّرَ الْاَصْنَامِ ط اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُتَمِّمَ الْاَرْبَعِيْنَ ط اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عِزَّ الْاِسْلَامِ وَالْمُسْلِمِيْنَ ط اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَبَا الْفُقَرَاءِ وَالضُّعَفَاءِ وَالْاَرَامِلِ وَالْاَيْتَامِ ط

ریاض الجنہ یا مسجد نبوی میں کسی بھی جگہ کمال ادب کے ساتھ قبلہ رُو ہو کر یہ دُعا پڑھیں۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط اَللّٰهُمَّ اِنَّ هٰذِهٖ رَوْضَةٌ مِّنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ شَرَّفْتَهَا وَكَرَّمْتَهَا وَمَجَّدْتَّهَا وَعَظَّمْتَهَا وَنَوَّرْتَهَا بِنُوْرِ نَبِيِّكَ وَحَبِيْبِكَ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ط اَللّٰهُمَّ كَمَا بَلَّغْتَنَا فِي الدُّنْيَا زِيَارَتَهٗ وَمَاثِرَهُ الشَّرِيْفَةَ فَلَا تَحْرِمْنَا يَا اَللّٰهُ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ فَضْلِ شَفَاعَةِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ ط وَاحْشُرْنَا فِيْ زُمْرَتِهٖ وَتَحْتَ لِوَآئِهٖ وَاَمِتْنَا اِذَا تُمِيْتَنَا عَلٰى مَحَبَّتِهٖ وَسُنَّتِهٖ وَاسْقِنَا مِنْ حَوْضِهِ الْمَوْرُوْدِ بِيَدِهِ الشَّرِيْفَةِ شَرْبَةً هَنِيْئَةً مَّرِيْئَةً لَّا نَظْمَاُ بَعْدَهَا اَبَدًا ط اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ط

اُمہات المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے مزارات پر سلام پڑھیے

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُنَّ يَا اَزْوَاجَ نَبِيِّ اللّٰهِ ط اَلسَّلَامُ عَلَيْكُنَّ يَا اَزْوَاجَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ط اَلسَّلَامُ عَلَيْكُنَّ يَا اَزْوَاجَ حَبِيْبِ اللّٰهِ ط اَلسَّلَامُ عَلَيْكُنَّ يَا اَزْوَاجَ الْمُصْطَفٰى رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْكُنَّ وَاَرْضَاكُنَّ اَحْسَنَ الرِّضٰى وَجَعَلَ الْجَنَّةَ مَنْزِلَكُنَّ وَمَسْكَنَكُنَّ وَمَاْوٰكُنَّ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُنَّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ ۔ سورہ فاتحہ، اخلاص اور دُعا پڑھیے۔

جنّت البقیع کے دروازہ پر کھڑے ہو کر یہ سلام پڑھیے

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْجَنَّۃِ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُؤْمِنِیْنَ اِنَّکُمْ سَلَفُنَا وَاِنَّآ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ ۔ فاتحہ، اخلاص اور دعا پڑھیے۔

امیر المؤمنین سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار پر یہ سلام پڑھیے

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مَنِ اسْتَحْیَتْ مَلٰٓئِکَۃُ الرَّحْمٰنِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مَنْ زَیَّنَ الْقُرْاٰنَ بِتِلَاوَتِہٖ وَنَوَّرَ الْمِحْرَابَ بِاِمَامَتِہٖ وَسِرَاجَ اللّٰہِ تَعَالٰی فِی الْجَنَّۃِ ۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا ثَالِثَ الْخُلَفَآءِ الرَّاشِدِیْنَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْکَ وَاَرْضَاکَ اَحْسَنَ الرِّضٰی وَجَعَلَ الْجَنَّۃَ مَنْزِلَکَ وَمَسْکَنَکَ وَمَحَلَّکَ وَمَاْوٰکَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ ۔ سورہ فاتحہ، اخلاص اور دعا پڑھیے۔

خاتونِ جنت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے مزار پر یہ سلام پڑھیے

اَلسَّلَامُ عَلَیْکِ یَا بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکِ یَا بِنْتَ نَبِیِّ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکِ یَا بِنْتَ حَبِیْبِ اللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْکِ وَاَرْضَاکِ اَحْسَنَ الرِّضٰی وَجَعَلَ الْجَنَّۃَ مَنْزِلَکِ وَمَسْکَنَکِ وَمَحَلَّکِ وَمَاْوٰکِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکِ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ ۔ سورہ فاتحہ، اخلاص اور دعا پڑھیے۔

بناتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مزارات پر یہ سلام پڑھیے

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُنَّ یَا بَنَاتِ نَبِیِّ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُنَّ یَا بَنَاتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُنَّ یَا بَنَاتِ حَبِیْبِ اللّٰہِ ۔ سورہ فاتحہ، اخلاص و دعا پڑھیے۔

(بشکریہ مجموعہ وظائف کراچی)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص و معجزات

- کھاری پانی کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لعاب مبارک میٹھا کر دیتا تھا۔
- دودھ پینے والے بچے کو لعاب نبوی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اگر مل جاتا تو دودھ کی پرواہ نہ رہتی۔
- پتھر پہ قدم مبارک رکھتے تو نقش ہو جاتا۔ پتھر موم ہو جاتا۔ قدم نیچے چلا جاتا۔ (مواہب و زرقانی)
- حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کبھی جمائی نہیں لی۔ اسی طرح تمام انبیائے کرام علیہم السلام تھے۔ جب جمائی آنے لگے تو دل میں یہ خیال کرے کہ انبیائے کرام علیہم السلام اس سے محفوظ تھے تو جمائی نہیں آئے گی۔ مجرب ہے۔
- حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور دیگر انبیاء علیہم السلام احتلام سے محفوظ تھے۔ (رواہ الطبرانی)
- حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پسینہ مبارک کستوری سے زیادہ خوشبودار تھا۔ (مواہب و زرقانی)
- جب آپ لمبے سے لمبے قد والے کے ساتھ چلتے تو ارفع و بلند آپ ہی نظر آتے۔ (رواہ البیہقی)
- آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لباس اور جسمِ اطہر پہ مکھی نہ بیٹھتی تھی۔ (مواہب و زرقانی، تفسیر مدارک)
- حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معراج فرمایا۔ رب کریم نے

لگام دار سواری (براق) بھیجی۔ اس پر زین وہیں سے رکھی ہوئی آئی۔
سب انبیاء کرام علیہم السلام کے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام امام بنے۔
جنت و دوزخ کا معائنہ فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے
مولا کریم کو جاگتے ہوئے سر کی آنکھوں سے دیکھا، راز و نیاز کی
باتیں کیں۔ (مواہب و زرقانی جلد ۵/ مدارج النبوت)

- مچھر نے کبھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خون مبارک نہیں چوسا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کپڑوں اور سر مبارک میں جوئیں نہیں ہوتی تھیں۔ (تفسیر عزیزی)
- آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہیں تشریف لے جاتے تو ملائکہ کا دستہ آپ کے پیچھے پیچھے بطور غلامی چلتا تھا۔ ملائکہ نے آپ کے غلاموں کے ساتھ مل کر بدر و حنین میں جنگ کی۔
- اللہ تعالیٰ کے تمام خزانوں کی کنجیاں حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام کو عطا ہوئیں۔ لہٰذا جس کو جو نعمت ملی یا مل رہی ہے یا ملے گی، وہ حضور قاسم مطلق علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقدس ہاتھوں سے ملی، مل رہی ہے اور ملے گی۔ (آپ تکوین میں مختار کُل ہیں۔ مملکت خداوندی کے مالک و متصرف اور مدبر اعظم ہیں۔ (مواہب اللدنیہ و شرح للزرقانی جلد ۵ و سیرت رسول عربی)
- حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام رات اور اندھیرے میں ایسے دیکھتے تھے جیسے دن اور روشنی میں دیکھتے تھے۔
- حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ساری دنیا اور جو کچھ اس میں ہو رہا ہے یا ہو گا سب کچھ ایسے دیکھ رہے ہیں جیسے اپنے ہاتھ مبارک کی ہتھیلی کو۔ (طبرانی، ابو نعیم، مواہب و زرقانی، کنز العمال ۶)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دور و نزدیک کو برابر دیکھتے تھے۔

- حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے پیچھے ایسے دیکھتے تھے جیسے آگے دیکھا کرتے تھے۔ یعنی آگے پیچھے ایک جیسا دیکھتے تھے۔ (رواہ المسلم و البخاری)
- حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کسی درخت کے سایہ کی طرف جاتے تو وہ سایہ تعظیماً خود بخود آپ کی طرف جھک جاتا۔ (بیہقی)
- حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا صدر مبارک چار دفعہ شق ہوا۔ نہ خون نکلا نہ درد ہوا۔ دل باہر تھا پھر بھی زندہ رہے۔ (شرح شفاء للقاری والخفاجی جلد ۲)
- حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت کے وقت بُت گر گئے۔ (رواہ البحر الفضی و ابن عساکر)
- آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ختنہ کئے ہوئے اور ناف بُریدہ پیدا ہوئے۔ (رواہ الطبرانی، مواہب و زرقانی جلد ۵)
- اللہ تعالیٰ نے عرش کے پائے پر اور ہر آسمان پر اور بہشت کے درختوں کے پتوں اور محلات پر اور حوروں کے سینوں پر اور فرشتوں کی آنکھوں کے درمیان حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم مبارک لکھا۔ (اخرجہ الحاکم والبیہقی والطبرانی فی الصغیر والاوسط ابو نعیم)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سایہ نہ تھا

بعض نے کہا ہے کہ نورِ محض ہونے کی بنا پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سایہ نہ تھا۔ بعض نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظلِ الٰہی ہیں لہٰذا سایہ کا سایہ نہیں ہوتا۔ بعض نے کہا ہے کہ سایہ اس لئے نہ تھا کہ لوگوں کے پاؤں تلے روندا نہ جائے۔ بعض نے کہا ہے کہ سایہ سائے والے سے زیادہ لطیف

ہوتا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم مبارک سے زیادہ کوئی چیز لطیف نہیں اسی لئے آپ کا سایہ نہ تھا۔ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بے سایہ ہونا بیان کیا تھا۔ تو حضور علیہ السلام اور صحابہ کرام رضی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے، نہ تردید نہ کی۔

(تفسیر مدارک جلد ۳/ تفسیر روح البیان جلد ۴)

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ "الشفاء" میں لکھتے ہیں:

اِنَّهٗ کَانَ لَا ظِلَّ لِشَخْصِهٖ فِی الشَّمْسِ وَلَا قَمَرٍ لِاَنَّهٗ کَانَ نُوْرًا ۔ (۱۔ الشفاء)

"حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیکر بشریت کا دھوپ اور چاندنی میں کوئی سایہ نہ تھا۔ اس لئے کہ آپ کی تخلیق نور سے ہوئی۔"

فَهُوَ الَّذِیْ تَمَّ مَعْنَاهُ وَصُوْرَتُهٗ ثُمَّ اصْطَفَاهُ حَبِیْبًا بَارِئُ النَّسَمِ
مُنَزَّهٌ عَنْ شَرِیْكٍ فِیْ مَحَاسِنِهٖ فَجَوْهَرُ الْحُسْنِ فِیْهِ غَیْرُ مُنْقَسِمِ

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظاہری اور باطنی حسن کو درجہ کمال تک پہنچایا اور پھر اپنی محبت کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو منتخب کرلیا۔ حضور اپنے کمالات میں شریک و سہیم نہیں رکھتے، آپ کا جوہر حسن غیر منقسم ہے۔"

فَاقَ النَّبِیّٖنَ فِیْ خَلْقٍ وَّفِیْ خُلُقٍ وَلَمْ یُدَانُوْهُ فِیْ عِلْمٍ وَّلَا کَرَمٍ
(امام بوصیریؒ)

ترجمہ: "آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انبیائے کرام علیہم السلام سے خلقت اور اخلاق میں بڑھ گئے ہیں۔ آپ کے جود و کرم کی کوئی حد نہیں اور نہ علم و فضل کا کوئی ٹھکانا ہے۔"

ایک صحابی حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

کہ ایک دفعہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قدم بوسی کے لئے حاضر ہوا۔ دیکھا کہ حضور علیہ السلام سُرخ دھاری دار لباس پہنے بستر پہ استراحت فرما ہیں اور چودھویں کا چاند چمک رہا ہے۔ میں کبھی چاند کو اور کبھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رُخ انور کو دیکھتا اور فیصلہ نہ کرسکا کہ چاند زیادہ حسین ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرۂ اقدس!

حضرت جابر رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسن و جمال کے بارے میں گفتگو فرمارہے تھے۔ اسی دوران فرمایا: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرۂ تلوار، پھر فرمایا نہیں، بلکہ سورج اور چاند کی طرح چمکدار اور آبدار تھا۔ (الشفاء)

بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا قول ہے کہ جب آپ مسکراتے تو محسوس ہوتا: کَاَنَّهَا قِطْعَةُ قَمَرٍ "گویا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چاند کا ٹکڑا ہیں۔"

یہی وجہ ہے کہ وہ حسن جو حضرت یوسف علیہ السلام میں جلوہ گر ہوا تھا جس نے انہیں دنیا کا حسین ترین شخص بنا دیا تھا اور وہ جمال جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ید بیضا میں منعکس ہوا تھا، جس سے اُن کا ہاتھ بقعۂ نور ہو گیا تھا اور وہ حسن جو حضرت ابراہیم اسمٰعیل اور عیسیٰ علیہم السلام میں تجلّی پذیر ہوا تھا وہ تمام حسن و جمال آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اقدس میں جمع کر دیا گیا۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے

حسنِ یوسف دمِ عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انہی خصائص میں سے حوضِ کوثر اور مقامِ وسیلہ کا عطا ہونا اور آپ کے منبرِ منیف کے پایوں کا جنت میں گڑا ہوا ہونا اور منبرِ منیف و مرقدِ منور کے درمیانی حصہ کا جنت کا باغیچہ ہونا ہے۔

رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محاسن و اوصافِ حمیدہ کا احاطہ ممکن نہیں۔

حضرت امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

اُجْتَمَعَ فِيهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ صِفَاتِ الْكَمَالِ مَا لَا يُحِيطُ بِهٖ حَدٌّ وَّلَا يَحْصُرُهٗ عَدٌّ۔ (المواہب ۴)

"آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات ستودہ صفات میں مجتمع اوصاف و فضائل کی نہ کوئی حد ہے اور نہ کوئی گنتی ان کا احاطہ کر سکتی ہے۔"

حضرت مُلّا علی قاری ایک حدیث کی تشریح کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

اِعْلَمْ اَنَّ تَفْصِيلَ فَضَائِلِهٖ وَتَحْصِيلَ شَمَائِلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَرَّفَ وَكَرَّمَ مِمَّا لَا تَعُدُّ وَلَا يُحْصٰى بَلْ وَلَا يُمْكِنُ اَنْ يُّعَدَّ وَيُسْتَقْصٰى۔ (المرقاۃ شرح مشکوٰۃ ۵)

"یقین رکھو کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل کی تفصیل و تحصیل اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا ہونے والے درجات ان چیزوں میں سے ہیں جن کا شمار نہیں بلکہ ان کا شمار کرنا ممکن نہیں۔"

امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

بِالْجُمْلَةِ فَاَوْصَافُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَسَنَةُ وَلَا تُحْصٰى وَلَا تُحْصَرُ۔ "مختصر یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصافِ حسنہ شمار سے قطعی ماورا ہیں۔" (کشف الغمہ ۲)

خصائصِ مبارکہ

سابقہ پیغمبروں کی اُمتوں کو اس بات کی اجازت تھی کہ وہ اپنے پیغمبروں کو اُن کے ناموں سے پکار سکتے تھے مگر اُمتِ محمدیہ کو یہ بات جائز نہیں کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آپ کے نام سے پکارے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا۔ (حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام کو اس طرح نہ لو کہ جس طرح تم ایک دوسرے کے نام کو پکارتے ہو) اس آیتِ کریمہ کا سببِ نزول بھی یہی تھا کہ ایک بار (بقول ابن عباس رضی اللہ عنہما) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب کرتے وقت یا محمدؐ، یا احمد یا ابوالقاسم کہا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیتِ مقدسہ نازل فرمائی اور آئندہ کے لئے ادباً اور تعظیماً ایسا کرنے سے منع فرما دیا۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یا رسول اللہ، یا نبی اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) کہہ کر پکارا جاتا۔

○ یہ کہ آپ کو "جوامع الکلم" عطا فرمایا گیا۔ یعنی آپ کو ایسا کلام عطا فرمایا جو قلیل الالفاظ ہوتا مگر کثیر المعانی پر مشتمل ہوتا۔ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم "جوامع الکلم" سے قرآن مجید مراد لیتے ہیں، بعض کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گفتگو مبارک فصاحت و بلاغت میں بے مثال تھی۔

○ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مالِ غنیمت حلال کر دیا گیا۔ جبکہ ایسا مال (غنیمت) انبیاء سابقین کے لئے جائز نہ تھا۔ پہلے انبیاء علیہم السلام کے سامنے مالِ غنیمت لایا جاتا اور ایک جگہ جمع کر دیا جاتا۔ آسمان سے آگ اُترتی اور اُسے جلا کر راکھ کر جاتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے لئے مالِ غنیمت حلال کر دیا گیا۔

○ رُوئے زمین کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی اُمت

کے لئے سجدہ گاہ بنا دیا گیا۔ زمین کی مٹی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے پاک بنا دی گئی۔ حتیٰ کہ بعض حالات میں اسے تیمّم کا ذریعہ بنا دیا گیا۔ پہلی اُمتیں ان رعایتوں سے محروم تھیں۔ ان کی عبادت کے لئے مساجد و معابد مقررہ جگہ پہ ہوتے تھے۔ اُس زمانے میں جس علاقے یا بستی میں نبی تشریف لے جاتے اُن کے قدموں کی برکت سے وہاں معبد یا مسجد بنا دی جاتی۔ جس سرزمین کو یہ دولت نصیب نہ ہوتی وہ نہ پاک ہوتی اور نہ اسے لائق عبادت سمجھا جاتا تھا۔ سفر کے دوران مسجدیں لکڑی کے تختوں سے بنائی جایا کرتی تھیں۔ وہ تختے عبادت گزار اپنے ساتھ ہی اُٹھائے پھرتے، انہیں تیمّم کرنے کی ہرگز اجازت نہیں تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ مَسْجِداً وَّ تُرَابُهَا طَهُوْرًا۔ (بنایا گیا میرے لئے زمین کو مسجد اور اس کی مٹی کو پاک کرنے والا)

○ آپ تمام مخلوقات جن و انس پر مبعوث کئے گئے حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے انبیاء کرام مختلف قبیلوں یا قوموں پر مبعوث ہوئے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بعثتُ الی الخلق کافّۃ۔ (بھیجا گیا مجھے تمام مخلوقات کی طرف)

○ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمنوں کے دِلوں میں آپ کی ہیبت اور خشیت تھی۔ یہ نصرت خداوندی کے ساتھ مخصوص تھی۔ ایک ماہ کے راستہ کی دُوری پر دشمن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق بُرے ارادہ کا اظہار کرتا تو اس کا دل رُعب رسالت سے تھرّا جاتا اور وہ خوف سے کانپ جاتا اور پسینہ پسینہ ہو جاتا اور مغلوب ہو جاتا۔

○ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری پر تمام انبیاء سابقین علیہم السّلام کی شریعتیں اور احکامات منسوخ کر دیئے گئے اور

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلسلۂ نبوت ختم اور مکمل کر دیا گیا۔ آپ کے بعد کوئی نیا پیغمبر نہیں آئے گا۔ آپ نے فرمایا: خُتِمَ بِیَ النَّبِیُّوْنَ[۱]۔ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام آخری زمانہ میں آسمان سے نازل ہوں گے مگر وہ بھی شریعت محمدیّہ کا اظہار کریں گے اور اسی پر عمل پیرا ہوں گے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت پر ایسے ہی عمل کریں گے، جیسے کوئی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمّت کا عالم دین کرتا ہے۔

○ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رحمتِ عالمیان بنا کر بھیجا۔ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ[۲] ○ ان مخلوقات میں ملائکہ، جنّ و انس، شیاطین، چارپائے، درندے، پرندے، چرندے وغیرہ غرضیکہ جسے بھی خلعتِ زندگی ملی خواہ وہ اس وقت زندہ تھے یا مُردہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحمت سے حصّہ ملا۔

○ جب یہ آیت نازل ہوئی: وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ[۳] تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دل بڑا مغموم ہوا اور آپ سوچنے لگے کہ جب میں اُن کے درمیان سے اُٹھ جاؤں گا تو میری اُمّت عذاب الٰہی کی گرفت میں آجائے گی۔ تو اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاسِ خاطر کے لئے فرمایا: نہیں ایسا نہیں ہوگا۔ آپ قیامت تک اُن کے درمیان ہیں۔ پھر یہ آیت نازل ہوئی: وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ[۴] وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ○ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس آیت کریمہ کے نازل ہونے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: فِیْ اُمَّتِیْ اَمَانَانِ مِنَ الْعَذَابِ یُوْشِكُ اَنْ یُّرْفَعَ عَنْهُمْ اَحَدُهُمَا وَ یَبْقَی الْاٰخَرُ[۵]۔ پھر آپ نے اس آیت کریمہ کو پڑھا۔

○ قیامت کے دن بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحمت کا حصہ مومنین و مومنات کو ملے گا۔ اور آپ ہی شفاعت کا سہارا ہوگا۔

۵ عربی عبارت کے ترجمے اگلے صفحہ کے آخر میں دیکھئے نمبروار

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مَا مِنْ اُمَّۃٍ اِلَّا بَعْضُهَا فِی النَّارِ وَبَعْضُهَا فِی الْجَنَّۃِ اِلَّا اُمَّتِیْ فَاِنَّهَا كُلُّهَا فِی الْجَنَّۃِ۔ "تمام اُمتوں کے بعض لوگ جنت میں جائیں گے اور بعض دوزخ میں، صرف میری اُمت (اُمتِ محمدیہ) ایک ایسی اُمت ہوگی کہ تمام و کمال جنت میں داخل ہوگی۔"

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ ذَاتِ الْكَوْنَيْنِ وَالْاِمْكَانِ وَسَلِّمْ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا ○ (معارج النبوت)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی رَسُوْلِكَ الْمَبْعُوْثِ رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِيْنَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ ○

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ عَدَدَ خَلْقِهٖ وَرِضَاءَ نَفْسِهٖ وَزِنَۃَ عَرْشِهٖ وَمِدَادَ كَلِمَاتِهٖ اَللّٰهُمَّ لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰی نَفْسِكَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الْهَاشِمِیِّ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهِ الْبَرَرَۃِ الْكِرَامِ وَعَلٰی سَائِرِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَالْمَلٰئِكَۃِ الْمُقَرَّبِيْنَ ○

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی حَبِيْبِكَ الَّذِیْ بَعَثْتَہٗ رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِيْنَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ ○

[۱] "مجھ پر نبوت کو ختم کر دیا گیا۔"

[۲] "نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر رحمت بنا کے واسطے تمام جہانوں کے۔"

[۳] "اور نہیں اللہ تعالیٰ کی یہ شان کہ انہیں عذاب دے جب کہ آپ ان میں موجود ہیں[۴] اور نہیں ہے اللہ تعالیٰ ان کو عذاب دے اور وہ استغفار کرتے ہوں۔" [۵] "میری اُمت کے لئے دو امن ہیں عذاب سے، شاید ایک امن اُٹھا لیا جائے اور دوسرا باقی رکھا جائے۔"

امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اَلْفَضَائِلُ الَّتِیْ لَا تُحْصٰی وَالشَّمَائِلُ الَّتِیْ لَا يُمْكِنُ اَنْ يُّسْتَقْصٰی فَبَالِغْ وَاَكْثِرْ لَنْ تُحِيْطَ بِوَصْفِهٖ وَاَيْنَ الثُّرَيَّا مِنْ يَّدِ الْمُتَنَاوِلِ ط (جواہر البحار ۳)

"آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل واوصاف کا احاطہ ممکن ہی نہیں (اس لئے اے تعریف کرنے والے) تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف میں جس قدر بھی مبالغہ کر لے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حقیقت عُلیا تک رسائی ممکن نہیں، بھلا کہاں ثریا اور کہاں پکڑنے والا ہاتھ۔"

فَمَبْلَغُ الْعِلْمِ فِيْهِ اَنَّهٗ بَشَرٌ وَاَنَّهٗ خَيْرُ خَلْقِ اللّٰهِ كُلِّهِمِ

ترجمہ: "حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقابلہ میں ہمارا انتہائے علم یہی ہے کہ وہ بشر ہیں حالانکہ وہ تمام خلق سے اعلیٰ وافضل ہیں۔" ع

ع بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر!

نبوّت کے بعد پہلا معجزہ

ابن ابی شیبہ، ابو یعلیٰ اور دارمی و بیہقی اور ابو نعیم رحمہم اللہ نے بطریق اعمش رَحمۃ اللہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اہلِ مکّہ نے بعثت کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بہت ظلم و ستم کیے۔ ایک بار آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن کے اس گستاخانہ رویّہ اور نازیبا حرکات سے خون میں تر مکّہ سے باہر تشریف لے گئے کہ جبریل امین علیہ السلام حاضر ہوئے اور پُرسشِ احوال کے بعد کہا اے محمدّ! (صلی اللہ علیک وسلم) اگر آپ چاہتے ہیں کہ اسی وقت آپ کے ایک معجزے کا ظہور ہو، تو آپ اُس درخت کو حکم دیجئے کہ وہ آپ کے پاس آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک درخت کی طرف اشارہ کر کے اُسے اپنے پاس بُلایا۔ اور درخت حکم ملتے ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب آگیا۔ جبریل علیہ السلام نے کہا اب حکم دیجئے کہ وہ اپنی جگہ پر لوٹ جائے۔ آپ نے اُس درخت کو حکم دیا وہ فوراً اپنی جگہ پر واپس چلا گیا۔

بیہقی رَحمۃ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مشرکین کے ظالمانہ رویّہ اور تکذیب سے رنجیدہ ہو کر ایک دن پہاڑ کی گھاٹی کی طرف چلے گئے اور اللہ تعالیٰ سے سکونِ قلب کے لئے دُعا کرنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے وحی کی کہ سامنے والے درخت کی کسی ٹہنی کو اپنی طرف بُلائیں۔ پس حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ٹہنی کو طلب فرمایا اور وہ ٹہنی درخت سے ٹوٹ کر سامنے آگئی۔ اس کے بعد فرمایا اپنے مقام پر واپس ہو اور درست ہو جا اُس نے تعمیل کی اور لوٹ کر اپنے مقام پر پیوست ہو گئی۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طبع مبارکہ میں

انبساط پیدا ہو گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اب مجھے اُن کے جھٹلانے کی پرواہ نہیں۔

بکری کے چھوٹے بچّے سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دودھ نکالنا

طیالسی، ابن سعد، ابن ابی شیبہ وغیرہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں ابھی بچپن ہی تھا اور ابن ابی معیط کی گھاٹی میں بکریاں چرا رہا تھا تو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مشرکوں کی اذیتوں سے بچ کر میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا تمہارے پاس پلانے کے لئے کچھ دودھ ہے؟ میں نے کہا میں امانت دار ہوں۔ فرمایا تمہارے پاس کوئی ایسی بکری موجود ہے جس کی عمر کم اور دودھ دینے کا زمانہ ابھی نہ ہو۔ میں نے کہا ہاں میں نے ایک مادہ بچہ لا کر دیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس کے پیر باندھے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے تھنوں پر ہاتھ پھیرا اور دُعا کی تو اُس کے تھن دُودھ سے بھر گئے۔ پھر حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ برتن لے کر آئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس بچّہ سے دُودھ نکالا۔ ان دونوں حضرات نے خود بھی دُودھ پیا اور مجھے بھی پلایا۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے دُودھ اُتر جا تو وہ اُتر گیا۔

حدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی) جان ہے کہ اس امت میں سے جو یہودی یا عیسائی میرے پیغام کو سنے گا میری رسالت پر ایمان لائے بغیر مرجائے وہ ضرور دوزخی ہوگا۔
(اس حدیث کو امام مسلم علیہ الرحمۃ نے روایت کیا)

حدیث حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ بروزِ حشر تمام تعلقات اور رشتے منقطع ہو جائیں گے لیکن میرا تعلق اور میرا نسب اس روز بھی قائم رہے گا۔ (اس حدیث کو حاکم اور بیہقی نے روایت کیا)

معجزہ: حضرت امام نسائی رحمۃ اللہ نے روایت کیا ہے کہ حضرت محمد بن حاطب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں ابھی بچہ تھا کہ مجھ پر ہنڈیا گر پڑی اور میری ساری جلد جل گئی میرے والد اٹھا کر مجھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں لے آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری جلد پر لعاب مبارک لگایا پھر جلی ہوئی جگہ پر اپنا دستِ اقدس پھیرا اور فرمایا: اَذْهِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ "اے لوگوں کے پروردگار! اس تکلیف کو دور فرما۔" اس کے بعد میں بالکل تندرست ہو گیا گویا مجھے کوئی تکلیف نہ تھی۔ اس معجزہ کی شرح کرتے ہوئے حضرت علامہ زرقانی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت شریفہ پر ایران کے آتشکدے کی آگ بجھ گئی جو ایک ہزار سال سے مسلسل جل رہی تھی۔

حضرت علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے: "حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات ایک ہزار دو سو سے زائد ہیں۔" حضرت امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے "مدخل" میں کہا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات کی تعداد ایک ہزار ہے۔ حضرت امام زاہدی رحمۃ اللہ نے کہا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دستِ اقدس سے ایک ہزار معجزات رونما ہوئے ہیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ دستِ اقدس سے تین ہزار معجزات رونما ہوئے۔ بہت سے علماء کرام مثلاً ابونعیم اور بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ نے ان معجزات کو جمع کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔

حضرت علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے "شرح المواہب" میں "الفتح" کے حوالہ سے لکھا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ خصوصیت بھی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کے معجزات سے زیادہ ہیں۔ کہا گیا ہے کہ قرآن مجید کے علاوہ ان کا شمار ایک ہزار ہے اور بعض علماء نے ان کی تعداد تین ہزار بتائی ہے صرف قرآن پاک میں ایک ہزار معجزات ہیں۔ حضرت علامہ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ ان معجزات میں کثرت کے علاوہ اور بھی کئی خصوصیات ہیں۔ ان معجزات میں سے بعض ایسے بھی ہیں جن کی مثال دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کے معجزات میں نہیں ملتی یہ صرف ہمارے آقا و مولا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ خاص ہیں۔ اسی طرح کم کھانے کا زیادہ ہونا، گوشت کھجور اور پانی کا زیادہ ہونا وغیرہ۔ "مواہب" میں لکھا گیا ہے کہ جب تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات میں غور و فکر کرے گا تو پائے گا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات عالمِ بالا اور عالمِ سفلی، خاموش و ناطق، ساکن اور متحرک، مائع اور جامد، غائب و حاضر، باطن و ظاہر، سبقت اختیار کرنے اور بعد میں آنے والے سب کو شامل ہیں اور شیاطین کو شہاب ثاقب مارے جانا، پتھر کا سلام کرنا، درخت کا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام کرنا۔

ان کا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی گواہی دینا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو "سَیِّدَنَا" کہہ کر عرض کرنا، کھجور کے تنے کا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فراق میں رونا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست اقدس سے پانی کا رواں ہونا، آنکھ کا اپنی جگہ پر لوٹا دینا، اونٹ بھیڑیے اور ہرنی کا ہم کلام ہونا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور مبارک کا آدم علیہ السلام سے لے کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد محترم رضی اللہ عنہ کی پیشانی مبارک تک منتقل ہونا اور ان کے علاوہ بھی بہت سے معجزات ہیں جن کو راویوں نے روایت کیا ہے۔ اگر ہم اپنے آپ کو ان معجزات کے شمار کرنے میں مشغول کریں تو یقیناً سیاہی تو ختم ہو جائے گی لیکن یہ معجزات نہیں گنے جاسکیں گے اور اگر اوّل و آخر تمام لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شمائل اور محاسن کو شمار کرنے کی از حد کوشش کریں تو وہ ان محامد اور اوصاف کو شمار کرنے سے عاجز آجائیں گے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو عطا فرمائے ہیں۔ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات کے بحر بے کراں کے ساحل پر ہی تھک کر رہ جائیں گے۔

حضرت علامہ القسطلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات کی تین اقسام ہیں:

۱:۔ وہ معجزات جن کا تعلق ماضی کے ساتھ ہے۔ جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری سے قبل ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فضیلت کا ڈنکا ہر سُو بج چکا تھا۔

۲:۔ وہ معجزات جن کا مستقبل کے ساتھ تعلق ہے جس طرح وہ معجزات جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد رُونما ہوئے۔

۳:۔ وہ معجزات جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت سے

لے کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال تک رُونما ہوئے۔

حضرت سید محمد مرتضیٰ رحمۃ اللہ علیہ "شرح الاحیاء" میں لکھتے ہیں:

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات بے شمار ہیں۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے باقی فضائل سے زیادہ عام، اکمل اور ہمہ رنگی والے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سب سے اہم ترین معجزہ قرآن مجید ہے۔ بعض اور معجزات کے ساتھ چیلنج متصل ہے۔ چیلنج سے مراد مقابلہ کا تقاضا کرنا ہے اور بعض معجزات کے ساتھ چیلنج متصل نہیں ہے لیکن ہم ان کو بھی معجزہ ہی کہیں گے کیونکہ ان کے چیلنج کی شرط اس کی مجموعی حیثیت سے ہے۔ ان معجزات کی جزئیات میں یہ شرط نہیں ہے۔ پھر یا تو معجزات کا ظہور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے پہلے ہوا ہو گا جیسا کہ اصحاب فیل کا قصہ، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کے وقت ایسے نور کا نکلنا جس میں شام کے محلات نظر آئے حتیٰ کہ نور سے بصریٰ میں اونٹوں کی گردنیں نظر آئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ کے قلب مبارک کو پرندہ کا چھونا تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی وجہ سے انہیں درد نہ ہو۔ آفاق میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سیر کرانا، ایران کے آتشکدے کی آگ کا بُجھ جانا، ایوان کسریٰ کے کنگروں کا گر جانا، بحیرہ ساوہ کا خشک ہو جانا، موبذان کا خواب دیکھنا، غیب کی آواز کا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف بیان کرنا، تمام بتوں کا منہ کے بل گر پڑنا حالانکہ انہیں دھکا دینے والا موجود نہ تھا۔ اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کے ایام کے معجزات، رضاعت اور اس کے بعد کے معجزات حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت کا تاج سجایا۔ اسی طرح سفر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بادلوں کا سایہ فگن ہونا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا شق صدر ہونا۔ یا پھر وہ معجزات جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال

کے بعد ظہور پذیر ہوں گے۔ اللہ رب العزت نے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت کے اولیاء کاملین کو کرامات عطا فرمائیں وہ درحقیقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کے معجزات ہیں۔ کیونکہ ان کرامات کا سبب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات بابرکات ہی ہے۔ اور وہ معجزات جن کا تعلق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے لے کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال تک ہے ان کی تعداد بے شمار ہے۔"

حضرت علامہ السید احمد وحلان علیہ الرحمۃ نے "سیرۃ النبویہ" میں تحریر فرمایا ہے:

"حضور مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کے دلائل بے شمار ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ اقدس کے متعلق روایات مشہور ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف اور محاسن تورات، انجیل اور دیگر الہامی کتب میں موجود ہیں اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت اور بعثت کے وقت عجیب وغریب واقعات رونما ہوئے مثلاً اصحابِ فیل کا قصہ، آتشکدۂ ایران کا بجھ جانا وہ آتشکدہ جس میں لوگ آگ کی پوجا کرتے تھے ایک ہزار سال سے اس میں مسلسل آگ جل رہی تھی، ایوانِ کسریٰ کے چودہ کنگروں کا گر جانا، بحیرۂ ساوہ کا خشک ہو جانا، موبذان کے خواب، جنات کا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف بیان کرنا۔ اسی طرح وہ واقعات جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت مبارکہ کے وقت کے مشہور ہیں۔ رضاعت شریف میں رونما ہونے واقعات اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت تک کے معجزات مشہور ومعروف ہیں۔ جو شخص بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام معجزات، عمدہ سیرت، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم کی وسعت اور عقل کا کمال، حلم کی انتہا اور دیگر تمام خصائل میں غور وفکر کرتا ہے

اُس کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کی صداقت میں ذرہ بھر بھی شبہ نہیں رہتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانۂ اقدس کے بہت سے لوگوں نے انہی اشیاء پر اکتفا کیا اور وہ مسلمان ہو گئے۔ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی کا پٹہ اپنے گلے میں ڈال لیا۔ انہیں معلوم ہو گیا کہ نبی کے علاوہ کوئی دوسرا آدمی ان صفات سے متصف نہیں ہو سکتا۔ حضرت ابن رواحہ رضی اللہ عنہ نے کیا خوب فرمایا ہے:

"اگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں دیگر واضح نشانیاں نہ بھی ہوتیں پھر بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حسن وجمال ہی تجھے بتا دیتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے سچے رسول ہیں۔"

اس کے باوجود کہ مالکِ کون ومکاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس مال ودولت کے انبار نہ تھے جن کی طرف لوگوں کے دل مائل ہوتے نہ ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس وہ قوت تھی جس کی وجہ سے لوگوں پر غلبہ پایا جا سکتا۔ نہ ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معاونین تھے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین کی طرف دعوت دیتے اور اس کو غلبہ عطا کرتے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کفارِ مکہ کے دلوں میں محبت ڈال دی۔ ان کے خیالات کو یکجا کر دیا حتیٰ کہ ان کی آراء آپس میں متفق ہو گئیں ان کے دلوں نے ایک دوسرے کی تصدیق کی حتیٰ کہ وہ لوگ حضور مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد کرنے میں یکجا ہو گئے۔ ان کی نظریں ہمیشہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طلعتِ زیبا پر رہتی تھیں تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہر اُس چیز کا دفاع کریں جس کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ناپسند کریں اور ہر اس کام میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اعانت کریں جس کا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارادہ فرمائیں۔ انہوں نے اپنے وطن اور شہروں کو خیرباد کہا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں اپنی

قوم اور اپنے قبیلے سے جنگ لڑی۔ اپنی ارواح کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کی مدد کے لئے صرف کیا۔ تیروں تلواروں اور نیزوں کے لئے
اپنے چہرے پیش کر دئے تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین کو غلبہ
نصیب ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کلمۂ حق بلند ہو۔

انہی معجزات میں سے یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت
کے وقت شیاطین کو آسمان پر جانے سے روک دیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم کا شق صدر رہوا۔ آپ کے دل کے مقابل آپ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کی پشت مبارک پر مہر نبوت لگائی گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
ایک ہزار نام ہیں جو اللہ تعالیٰ کے اسماء مبارکہ سے مشتق ہیں۔ آپ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ستر (۷۰) اسماء گرامی اللہ تعالیٰ کے اسماء مقدسہ
کی طرح ہیں۔ ملائکہ سفر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سایہ کرتے تھے اور
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از روئے عقل تمام انسانوں سے کامل ترین ہیں۔
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حسن کامل عطا کیا گیا جبکہ یوسف علیہ السلام کو
حسن کا کچھ حصہ ملا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السلام
کو اُن کی اصلی شکل میں دیکھا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کے
بعد شیاطین اور جنات کو پوشیدہ باتیں سننے سے روک کر آسمانوں کو
اُن سے محفوظ کر دیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری کے بعد
کہانت ختم ہو گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کریمین کو زندہ کیا
گیا حتیٰ کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے (اس سے پہلے وہ
صرف توحید پر قائم اور اصحاب فطرت میں سے تھے) (رضی اللہ عنہما) حضور
اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنات کے، ملائکہ کے غرضیکہ تمام کائنات کے
رسول ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں یعنی آپ پر نبوت و
رسالت کا دروازہ ہمیشہ کے لئے بند کر دیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اُمّی (اَن پڑھ، یعنی بندوں میں سے آپ کا کوئی اُستاد نہیں تھا) ہونے
کے باوجود ایک عظیم الشان کتاب قرآن مجید لے کر آئے۔ اللہ تعالیٰ
نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا۔ حتیٰ کہ آپ کفار
کے لئے بھی رحمت ہیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل اُن سے
بھی دُنیوی عذاب مؤخر کر دیا گیا جبکہ دیگر انبیاء علیہم السلام کو جھٹلانے
والی قوموں پر فوراً عذاب نازل ہو گیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو
لامکاں کی سیر کرائی گئی جہاں تک کسی نبی مرسل یا فرشتے کی رسائی نہ ہو
سکی۔ آپ کے لئے تمام انبیاء علیہم السلام کو حیات نو سے نوازا گیا۔ آپ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی امامت فرمائی۔ پھر آپ تمام ملائکہ کرام
علیہم السلام کے بھی امام بنے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کا
دیدار کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کتاب قرآن مجید آپ کا سراپا
معجزہ ہے۔ یہ کتاب اُن تمام امور پر مشتمل ہے جن پر دیگر انبیاء کرام علیہم
السلام کی کتب مشتمل تھیں بلکہ اُن سے بھی زیادہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کو تمام انبیاء علیہم السلام سے فضائل و خصائص عطا فرمائے گئے جو دیگر
انبیاء علیہم السلام کو علیحدہ علیحدہ دئے گئے۔ کسی اور نبی کے لئے ایسے معجزات
نہیں مثلاً انگلیوں سے پانی رواں ہونا، پتھر کا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
بارگاہ میں سلام عرض کرنا۔ کھجور کے تنا (استن حنانہ) کا آپ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے فراق میں رونا۔ چاند کا شق ہونا یہ ایسے معجزات ہیں جو کسی اور
نبی کے لئے ثابت نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت قیامت
تک باقی رہے گی، یہ اپنے سے پہلی تمام شریعتوں کو منسوخ کرنے والی ہے۔
اگر دیگر انبیاء کرام علیہم السلام حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ اطہر
کو پا لیتے تو اُن پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع واجب ہو جاتی۔
اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام لے کر پکارنے کو حرام فرمایا

ہے جبکہ دیگر انبیاء علیہم السلام کی اُمتیں اُنہیں نام لیکر پکارتی تھیں یہ سب کچھ قرآن میں مذکور ہے۔ قبر میں مُردہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں سوال ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ملک الموت نے صرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہی اجازت طلب کی۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام لے کر نہیں پکارا بلکہ یَاأَیُّهَا النَّبِیُّ یَاأَیُّهَا الرَّسُولُ کہہ کر پکارا ہے۔ ایک ماہ کی مسافت آگے سے اور ایک ماہ کی مسافت پیچھے سے دشمن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مرعوب ہو جاتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زمین کے خزانوں کی کنجیاں دی گئیں۔ آپ تمام انبیاء کرام علیہم السلام اور ملائکہ علیہم السلام سے اعلیٰ و افضل ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے نبوت اور سلطنت کو جمع کیا گیا۔ "الاحیاء" میں مذکور ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبوّت، ملک اور سلطنت کے جمع ہونے کی وجہ سے تمام انبیاء کرام علیہم السّلام سے افضل ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے اللہ تعالےٰ نے دنیا اور دین کی اصلاح فرمائی۔ تلوار اور سلطنت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ کسی اور نبی کو عطا نہیں ہوئی۔ آپ پر تمام اُمت پیش کی گئی حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام اُمت کو دیکھ لیا قیامت تک آپ کی امت میں جو کچھ ہونے والا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے صرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" عطا فرمائی۔ وہ زمین کا ٹکڑا جس میں آپ مدفون ہیں وہ تمام روئے زمین بلکہ کعبہ اور عرش اعظم سے بھی افضل ہے۔ اللہ تعالےٰ نے چار وزراء سے میری تائید فرمائی ہے۔ میرے دو وزیر آسمانوں پر، دو وزیر زمین پر ہیں۔ آسمانوں پر حضرت جبرائیل و میکائیل اور زمین پر حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو سات رفیق اور مجھے چودہ (۱۴) رفیق عطا فرمائے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے

پوچھا گیا وہ چودہ (۱۴) رفیق کون ہیں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں، اور میرے بیٹے (حسن وحسین) حمزہ، جعفر، عقیل، ابوبکر صدیق، عمر فاروق اور عثمان، مقداد، سلمان، عمّار، طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہم۔

طبرانی علیہ الرحمۃ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس کے تین بیٹے ہوئے اُس نے اُن میں سے ایک کا نام بھی مُحمّد نہ رکھا تو اُس نے جاہلوں جیسا کام کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات کی تعداد اتنی زیادہ ہے کہ انسان اُن کا احاطہ نہیں کر سکتا۔ اس کے باوجود ان تمام پہ ایمان لانا واجب ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے "کوئی نبی ایسا نہیں گزرا مگر اُسے ایسے معجزات عطا کئے گئے جن پر انسان زیادہ ایمان لاتا ہے اور جو مجھے عطا کیا گیا وہ وحی ہے جو مجھ پہ کی گئی۔" علّامہ ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "معجزہ سے مراد وہ امر ہوتا ہے جو مُدّعیٔ نبوت کے ہاتھ پہ خلاف عادت ظاہر ہوتا ہے۔ یہ واقعہ اُسی وقت رُونما ہوتا ہے جب منکرین چیلنج کرتے ہیں لیکن منکرین اس جیسا واقعہ پیش کرنے سے قاصر ہوں۔ حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ ملائکہ کو حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم اس لئے دیا گیا تھا کیونکہ نورِ محمّدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی میں چمک رہا تھا۔" (حجۃ اللہ علی العالمین)

بھوک اور پیاس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے استغاثہ

شریف ابو محمد عبدالسلام ابن عبدالرحمان حسینی علیہم الرحمۃ فرماتے ہیں: میں تین دن تک مدینہ منوّرہ میں اقامت گزیں رہا۔ اس تمام عرصے میں مجھے کھانے پینے کے لئے کچھ نہ ملا۔ میں منبر

رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا، دو رکعت نماز ادا کی اور پھر بارگاہِ رسالت میں یُوں عرض گذار ہوا: اے نانا محترم! میں بھوکا ہوں، میں آپ صلی اللہ علیک وسلم سے ثرید کا طلب گار ہوں۔ پھر مجھ پر نیند غالب آگئی اور میں وہیں سوگیا۔ ابھی تھوڑی ہی دیر گذری تھی کہ ایک شخص نے مجھے جگایا اس کے پاس لکڑی کا پیالہ تھا، جو ثرید، گھی، گوشت اور مصالحہ سے لبریز تھا۔ اس نے مجھ سے کھانے کی درخواست کی۔ میں نے اس سے سوال کیا، آپ یہ کھانا کہاں سے لائے ہیں؟ اس شخص نے جواب دیا: میرے معصوم بچے تین دن سے اس کھانے کی خواہش کر رہے تھے۔ آج اللہ تعالیٰ نے سامان مہیا کر دیا جس سے میں اپنے بچوں کو یہ کھانا کھلا سکوں، جب یہ کھانا تیار ہوا تو میں سو گیا۔ خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میری مسجد میں تمہارا ایک بھائی سویا ہوا ہے۔ اس کو اس کھانے کی ضرورت ہے۔ اسے یہ کھانا فوراً پیش کرو۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم پہ یہ کھانا لے کر تمہارے پاس آیا ہوں۔

بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دُودھ ملنا

حضرت شیخ ابو عبداللہ بن ابی الامان رحمۃ اللہ فرماتے ہیں میں مدینہ طیبہ میں محرابِ فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا۔ اس وقت شریف مکثر القاسمی تہہ محراب سو رہے تھے۔ کچھ دیر بعد وہ بیدار ہوئے۔ بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئے۔ سلام عرض کیا اور مسکراتے ہوئے ہماری طرف آئے۔ روضۂ اطہر کے خادم شمس الدین صواب نے مسکراہٹ کا سبب پوچھا۔ شیخ علیہ الرحمۃ نے فرمایا: میں بھوکا تھا گھر سے نکلا اور کاشانۂ فاطمۃ الزہراء کی طرف آیا۔ میں نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ

علیک وسلم، میں بھوکا ہوں۔ پھر میں وہیں سوگیا۔ خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دیدار ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے دُودھ کا پیالہ عطا فرمایا جسے میں نے خوب سیر ہوکر پیا۔ جب شیخ نے اپنا لعاب اپنی ہتھیلی پر رکھا تو وہاں دُودھ ہی دُودھ تھا اور ان کے منہ میں ابھی تک دودھ کے اثرات عیاں تھے۔

ابن سعد، امام احمد، امام الطبرانی، امام البیہقی اور ابونعیم رحمہم اللہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق پہلی خبر جو مدینہ طیبہ میں پہنچی وہ یہ تھی کہ مدینہ طیبہ کی ایک عورت تھی ایک جن اس کا تابع تھا ایک دن وہ جن ایک پرندے کی شکل میں آیا اور اس عورت کے گھر کی دیوار پر بیٹھ گیا۔ اس عورت نے اس جن سے کہا "نیچے آجاؤ۔" اس نے جواب دیا نہیں، اب نیچے نہیں آؤں گا مکہ مکرمہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہو چکے ہیں۔ انہوں نے ہمیں شہر میں قیام کرنے سے منع فرما دیا اور ہم پہ زنا اور بدکاری کو حرام قرار دیا ہے۔

جن بارگاہِ رسالت میں

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ طیبہ کی بلند جگہ پہ تشریف فرما تھے میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر تھا۔ ہم نے دیکھا کہ ایک بوڑھا اپنے عصا پہ ٹیک لگاتا ہوا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سمت بڑھ رہا ہے۔ اسے دیکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی چال کو دیکھ کہ یہ جنات میں سے معلوم ہوتا ہے۔ کچھ دیر بعد بوڑھا بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہو گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام عرض کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی آواز

سن کر فرمایا کہ اس کی آواز بھی جنوں جیسی ہے۔ اس بوڑھے نے کہا، یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ نے صحیح فرمایا ہے میرا تعلق جنوں سے ہی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو کون سے جنات میں سے ہے؟ اس نے عرض کی میرا نام ہامہ بن لاقیس بن ابلیس ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تیرے اور شیطان کے درمیان صرف دو باپوں کا فرق ہے۔ اس نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ نے صحیح فرمایا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "تیری عمر کتنی ہے؟" اس نے عرض کی میری عمر اس دنیا سے تھوڑی ہی کم ہے۔ جس رات قابیل نے ہابیل کو قتل کیا اس رات میں چند سال کا بچہ تھا۔ میں ٹیلوں پر سے جھانکتا تھا۔ اس وقت میں اُلو کا شکار کرتا تھا اور لوگوں کے درمیان چغل خوری کرتا تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا "تیرے عمل کتنے بُرے تھے۔" اس جن نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! مجھ پر عتاب نہ فرمائیں میں اُن خوش نصیبوں میں سے ہوں جو حضرت نوح علیہ السلام پر ایمان لائے تھے۔ میں نے حضرت ہُود علیہ السلام سے بھی ملاقات کا شرف حاصل کیا ہے۔ اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام سے بھی ملاقات کی ہے جب انہیں منجنیق میں بٹھا کر آگ میں پھینکا گیا تو میں ان کے اور زمین کے درمیان تھا۔ جب وہ آگ میں جلوہ فرما تھے تو میں اس وقت بھی ان کے ساتھ تھا۔ جب حضرت یوسف علیہ السلام کو کنویں میں پھینکا گیا تو میں ان کے ساتھ تھا اور میں ان سے قبل کنویں کی گہرائی میں چلا گیا تھا۔ میں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام ابن عمران سے شرف لقاء حاصل کیا ہے۔ میں حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کی معیت میں بھی رہا ہوں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا تھا کہ اگر تم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم سے ملاقات کا شرف حاصل کرو تو میری طرف سے انہیں صلوٰۃ وسلام عرض کرنا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ان پر بھی سلام ہو اور تجھ پر بھی! اب بتاؤ تجھے مجھ سے کیا حاجت ہے۔ اس بوڑھے جن نے کہا: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مجھے تورات کی تعلیم دی تھی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مجھ کو انجیل سکھائی تھی آپ صلی اللہ علیک وسلم مجھے قرآن مجید کی تعلیم دیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس جن کو قرآن پاک کی تعلیم دی پھر آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال مبارک ہو گیا اس کے بعد وہ جن ہمارے پاس نہ آیا نہ ہم نے اس کو کہیں دیکھا اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ وہ مر چکا ہے یا زندہ۔ روایت میں آیا ہے نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو سورۃ واقعہ، سورۃ عَمَّ یَتَسَآءَلُوْنَ، اِذَا الشَّمْسُ کُوِّرَتْ، اَلْکَافِرُوْنَ، اِخْلَاص اور سُورۃ فلق اور سورۃ ناس کی تعلیم دی تھی۔

انہی بشارات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوئے اس وقت میں شام میں تھا۔ میں کسی ضرورت کے لئے شہر سے باہر نکلا۔ شہر سے باہر ہی رات کی تاریکی چھا گئی، میں نے کہا "میں اس وادی کے عظیم جن کی پناہ میں ہوں۔" جب میں نے وہاں لیٹ کر سونے کا ارادہ کیا تو ایک ندا دینے والے نے یوں ندا دی: "اللہ رب العزت سے پناہ حاصل کرو جن اللہ کے خلاف کسی کو پناہ نہیں دے سکتے۔" میں نے اس ہاتف غیبی سے کہا "تیرا اس قول سے مقصد کیا ہے؟" اُس نے کہا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ظہور ہو چکا ہے ہم نے مقامُ الحجون" میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اقتدار میں نماز ادا کی ہے ہم نے اسلام قبول کیا

ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کی ہے۔ اب جنات کا مکر و
فریب ختم ہو گیا ہے۔ اب انہیں آگ کے انگاروں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔
محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام
ہو جاؤ۔ صبح کے وقت میں نے ایک راہب کو تمام صورت حال بتائی،
تمام واقعہ سن کر راہب نے کہا اس نے تیرے ساتھ سچ بولا ہے۔ ہم اپنی
کتب میں بھی ان کا تذکرہ پاتے ہیں، ایک حرم (مکہ معظمہ) سے ان کا ظہور
ہوگا اور دوسرا حرم (مدینہ منورہ) ان کی ہجرت گاہ ہوگا۔ وہ تمام انبیاء کرام
علیہم السلام سے بہترین ہیں۔ ان سے آگے ہرگز نہ بڑھنا" حضرت تمیم داری
رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مکہ معظمہ آیا اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم پوشیدہ تبلیغ فرماتے تھے، میں حاضر ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر
ایمان لے آیا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے ارشاد فرمایا: اَلحَلُّ وَالرِّحلَة "بہترین اعمال ہیں" صحابہ رضی اللہ
عنہم نے عرض کی" یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم: اس سے کیا مراد ہے؟
فرمایا: "اس سے مراد قرآن مجید کو ختم کرنا اور پھر نئے سرے سے اسے شروع
کرنا ہے۔"

ابوالقاسم البغوی رحمۃ اللہ علیہ نے سعید بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ
سے روایت کیا ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال مبارک ہوا
تو ذوالقربات الحمیری جو یہود کا سب سے بڑا عالم تھا، سے سوال ہوا: "اے
ذوالقربات! محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بعد ان کا خلیفہ کون ہوگا؟
اس نے کہا ان کے بعد "الامین" ان کا خلیفہ ہوگا۔ اس سے مراد حضرت
ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ پھر اس سے پوچھا گیا ان کے بعد کون خلیفہ
ہوگا؟ اس نے کہا "قَرنٌ مِن حَدِید" یعنی حضرت عمر فاروق رضی اللہ

عنہ خلیفہ بنیں گے۔ پوچھا گیا، ان کے بعد کون خلیفہ ہوں گے؟ تو اس
نے کہا "الازہر" یعنی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ۔ پھر پوچھا گیا کہ ان
کے بعد خلافت کسے ملے گی؟ اس نے کہا: الوضاح المنصور یعنی مولا
علی رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوں گے۔ ذوالقربات نے جس جس کا نام لیا وہی
خلیفہ بنا۔ (رضی اللہ عنہم)

سواد بن قارب رضی اللہ عنہ

حضرت سواد بن قارب رضی اللہ عنہ کا تعلق حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی قوم
سے تھا وہ کاہن بھی تھے اور شاعر بھی، پھر آپ نے اسلام قبول کر لیا۔ محمد
بن کعب القرظی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت عمر رضی اللہ
عنہ کے پاس بیٹھے تھے کہ ایک شخص وہاں سے گذرا۔ آپ رضی اللہ عنہ سے
عرض کیا گیا اے امیر المومنین! کیا آپ اس شخص کو جانتے ہیں؟ آپ نے
پوچھا، یہ آدمی کون ہے؟ بتایا گیا کہ یہ حضرت سواد بن قارب رضی اللہ
عنہ ہیں، یہ وہ شخص ہیں جن کے پاس ان کا تابع ایک جن آیا تھا جس نے
حضرت سواد بن قارب رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
ظہور کی بشارت دی تھی۔

اس کے بعد ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ منبر پر تشریف لائے
اور لوگوں کو مخاطب کر کے کہا: "لوگو! تم میں سواد بن قارب رضی اللہ عنہ
موجود ہیں؟" کسی نے جواب نہ دیا۔ دوسرے سال حج کا مہینہ آیا، دور دراز
سے لوگ مکہ مکرمہ بیت اللہ کی زیارت کے لئے حاضر ہوئے تو آپ نے پھر
فرمایا کیا تم میں سواد بن قارب رضی اللہ عنہ موجود ہیں؟ سواد بن قارب
رضی اللہ عنہ بارگاہ فاروقی میں حاضر ہو گئے اور کہا "میں سواد بن قارب
ہوں" حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا جن تمہارے پاس
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظہور کی بشارت لے کر آیا تھا۔ سواد

رضی اللہ عنہ نے جواب دیا "ہاں میرے پاس جن خوشخبری لے کر آیا تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ظہور ہو چکا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سواد رضی اللہ عنہ سے کہا اے سواد (رضی اللہ عنہ) اپنے اسلام لانے کا واقعہ بیان کرو۔ حضرت سواد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک رات میں نیند اور بیداری کی حالت میں تھا تو میرے پاس میرا جن آیا اس نے مجھے اپنی ٹانگ ماری اور کہا اے سواد (رضی اللہ عنہ) اٹھو! میری بات غور سے سنو اور عقل کے مالک ہو تو اس کو سمجھنے کی کوشش کرو، بلاشبہ قبیلہ بنی لوئ بن غالب میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہو چکے ہیں اور وہ اللہ کی عبادت کی دعوت دیتے ہیں۔ تین رات تک مسلسل جن مجھے یہ پیغام دیتا رہا۔ تیسری رات میں اپنے جن کا پیغام سن کر اٹھ کھڑا ہوا میں نے سوچا اللہ نے میرے دل کو تقوے کے لئے چن لیا ہے۔ میں اپنی اونٹنی پہ سوار ہو کر مکہ مکرمہ آ گیا۔ میں نے دیکھا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اردگرد حلقہ بنائے بیٹھے ہیں۔ جب سرورِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر مبارک مجھ پہ پڑی تو فرمایا "اے سواد بن قارب! میں تمہیں خوش آمدید کہتا ہوں، ہمیں یہ بھی معلوم ہے کہ تمہیں کون یہاں لے کر آیا ہے"۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں نے آپ کی توصیف میں چند اشعار لکھے ہیں اگر اجازت ہو تو عرض کروں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اجازت مرحمت فرمائی۔ ترجمہ اشعار:

"رات کے وقت نیند کے بعد میرے پاس میرا جن آیا، میں نے اس جن کو کئی بار آزمایا تھا وہ جھوٹا نہیں تھا۔ تین رات برابر وہ جن میرے پاس آتا رہا اور کہتا رہا کہ قبیلہ لوی بن غالب میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لا چکے ہیں۔ میں نے اپنے ازار کا پہلو اٹھایا اور تیز رفتار

اونٹنی مجھے بیابان کے درمیان لے گئی۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور آپ ہر قسم کے علم غیب کے امین ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کی بارگاہ میں وسیلہ کی رو سے تمام مرسلین کرام علیہم السلام سے بالاتر ہیں۔ اے معزز ترین اور پاکیزہ ترین افراد کے نورِ نظر! اے خیر الانبیاء (صلی اللہ علیک وسلم!) اس پیغام کا ہمیں حکم دیجئے جو آپ کے پاس آیا ہے اگرچہ وہ پیغام اپنی شدت کے لحاظ سے بالوں کو سفید کرنے والا ہو اس دن میری شفاعت فرمائیں جس دن آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے سوا کوئی شفاعت کرنے والا نہ ہو گا۔ آپ کے علاوہ وہ سواد کی کفایت کرنے والا کوئی نہیں"۔

میرا یہ کلام سن کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کبار رضی اللہ عنہم بہت خوش ہوئے۔ ان کے چہروں پر فرحت کے آثار نمایاں تھے۔ اس دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھلکھلا کر ہنس دئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "اے سواد! تو دنیا و آخرت میں کامیابی پا گیا ہے"۔ یاد رہے جب سواد بن قارب بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئے تھے اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ وہاں موجود نہیں تھے۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ حضرت سواد رضی اللہ عنہ سے جدا نہ ہوتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سواد رضی اللہ عنہ سے فرمایا میں آپ سے یہ حدیث سننے کا بہت خواہشمند تھا۔ پوچھا، کیا اب بھی تمہارے پاس وہ جن آتا ہے؟ سواد رضی اللہ عنہ نے کہا جب سے میں نے قرآن پاک پڑھنا شروع کیا ہے اس وقت سے میرے پاس جن نہیں آتا۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امام زہری رحمۃ اللہ علیہ سے

روایت کیا ہے کہ بنو ہوازن کا ایک وفد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
پاس حاضر ہوا اس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک رضاعی چچا بھی
تھا جس کا نام ابو ثروان تھا۔ اُس نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک
وسلم میں نے آپ کا بچپن دیکھا لیکن کسی بچے کو آپ سے بہتر نہ دیکھا۔ میں
نے آپ کا لڑکپن دیکھا کسی لڑکے کو آپ سے بہتر نہ دیکھا۔ میں نے آپ
کا عالمِ شباب دیکھا لیکن کسی نوجوان کو آپ صلی اللہ علیہ علیک وسلم سے
بہتر نہ دیکھا۔ آپ کے اندر بھلائی کی تمام خصلتیں بدرجۂ اتم پائی جاتی
ہیں۔ آپ کی رضاعی بہن شیما آپ کو اس طرح لوریاں دیا کرتی تھیں:۔

ترجمہ: ”اے میرے رب! میرے بھائی محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو
ہمارے لئے سلامت رکھ کہ ہم آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو جوان گبھرو دیکھیں
یہاں تک کہ ہم آپ کو اپنی قوم کا سردار دیکھیں جن کی اطاعت تمام لوگ کر
رہے ہوں۔ اے میرے مولا! ان کے دشمنوں اور حاسدوں کو ذلیل اور
رسوا کر اور انہیں وہ عزت عطا فرما جو تا ابد باقی رہے۔“

حضرت علامہ ازدوی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ دعا کتنی عمدہ تھی جو
درِ اجابت پر قبول ہوئی۔ آپ صرف ایک قوم کے سردار نہ بنے بلکہ اللہ
تعالیٰ نے تمام انبیاء علیہم السلام پر بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سیادت
عطا فرمائی۔ (حجۃ اللہ علی العالمین)

اللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ
وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ بِعَدَدِ کُلِّ شَیْءٍ مَّعْلُوْمٍ لَّکَ ○ (اوراد فتحیہ)

عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ نے بروایت سعید بن مسیب رضی اللہ
عنہ نقل کیا ہے کہ کوئی دن ایسا نہیں کہ صبح و شام امت کے اعمال نبی کریم
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پیش نہ کئے جاتے ہوں لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم ان اعمال کو اور خود ان کو اُن کے چہروں سے پہچانتے ہیں اسی واسطے

آپ ان پر گواہی دیں گے۔

ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں ابوالعالیہ رضی اللہ عنہ سے
روایت کیا ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا مانگی:
رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ (البقرہ ۱۲۹) تو اُن سے کہا گیا کہ خدا
تعالیٰ کی بارگاہ میں آپ کی دعا قبول ہوگئی ہے، وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم آپ کی آل سے آخری زمانہ میں تشریف لائیں گے۔ امام شافعی رحمہ اللہ
سے روایت ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا گیا کہ آپ کی نسل سے کئی
قبائل ہوں گے حتیٰ کہ اُن میں نبی اُمی خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ظہور
ہوگا۔ محمد بن کعب القرظی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ جب حضرت
ہاجرہ رضی اللہ عنہا مکہ میں اپنے بیٹے (حضرت اسماعیل علیہ السلام) کے ساتھ
سکونت پذیر ہوئیں تو ایک ملاقات کرنے والے نے اُن سے کہا: اے
ہاجرہ! بلاشبہ آپ کا یہ فرزند کئی قبائل کا باپ ہوگا اور نبی اُمی کا ظہور انہی
کی قوم سے ہوگا اور وہ حرم میں رہنے والے ہوں گے اللہ تعالیٰ نے آپ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہترین زمانہ میں بہترین اصحاب میں اور بہترین
شہر میں مبعوث فرمایا۔ سابقہ اُمتیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ
سے دعا مانگ کر فتحیاب ہوتیں۔

ابن ابی الدنیا رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق
رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا گیا تو پوچھا گیا کہ آپ کہا کرتے تھے کہ اس
زبان نے مجھے ہلاکت میں ڈالا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیسا
سلوک کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا میں اس زبان سے لا الٰہ الا اللہ کہا کرتا
تھا اللہ تعالیٰ نے اسی کے طفیل مجھے جنت عطا فرما دی۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضرت
عثمان رضی اللہ عنہ نے صبح کے وقت خواب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم کی خواب میں زیارت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "اے عثمان! تم ہمارے ساتھ روزہ افطار کرو گے۔" اُسی روز آپ رضی اللہ عنہ کو روزہ کی حالت میں شہید کر دیا گیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو برزخ کے احوال سے آگاہ فرمایا کرتے تھے۔ ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ جس چیز کے متعلق میت خواب میں خبر دیتی ہے وہ سچ ہوتی ہے۔ کیونکہ میت اس وقت سچائی کے گھر میں ہوتی ہے۔

حفص بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے فرماتے ہیں میں نے ابو زرعہ رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا کہ وہ آسمان دنیا میں فرشتوں کی امامت فرما رہے ہیں۔ میں نے پوچھا آپ نے یہ مقام کیسے حاصل کیا؟ فرمایا میں نے اپنے ہاتھ سے ایک لاکھ احادیث لکھیں، میں نے جب بھی نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم مبارک لکھا تو ساتھ "صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" ضرور لکھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔

صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا ○

اختلافِ اُمت باعثِ رحمت

ائمہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کا اختلاف اُمت کے لئے رحمت کا باعث ہے۔ ہر امام کے پاس اپنی دلیل کی قوت و طاقت ہے تم جس امام کی چاہو بغیر حرج و تنگی کے تقلید کر لو، جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اِخْتِلَافُ اُمَّتِیْ رَحْمَۃٌ "میری اُمت کا اختلاف باعثِ رحمت ہے۔" (بیہقی)

علامہ مناوی علیہ الرحمۃ اپنی شرح "الکبیر" میں فرماتے ہیں ائمہ کرام کا یہ اختلاف اُمت کی سہولت کے لئے ہے۔ یہ مذاہب اربعہ اسی طرح ہیں

جس طرح ایک منزل کے کئی راستے ہوں۔ ان تمام مذاہب کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوئے ہیں۔ اس اختلاف کے رونما ہونے کی خبر دے دی گئی تھی۔ یہ بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات میں سے ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوّت کی صداقت کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے شریعت محمدیہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو محفوظ کرنے کا اہتمام کیا کہ اُسے بیدار مغز امام ائمہ کرام عطا فرمائے اسی طرح اُس نے فقہ کے لئے ائمہ مجتہدین علیہم الرحمۃ پیدا فرمائے۔ علم میں اُن کا مرتبہ محدثین سے بالاتر ہے۔ ان ائمہ کرام علیہم الرحمۃ نے فقہ کے لئے اجتہاد کیا۔ اس کے رموز و اسرار سے نقاب کشائی کی اس کے پوشیدہ معانی ظاہر فرمائے اور اپنے اپنے مذہب کے مطابق لوگوں کے لئے صراطِ مستقیم واضح فرمایا۔ محدثین کے رتبہ سے بلند تر رتبہ سوائے نبوت کے اور کوئی نہیں ہے۔ کیونکہ وہ شریعت کے حامل اور اس کی تبلیغ کے امین ہیں مگر ائمہ مجتہدین رحمہم اللہ کو محدثین کرام پر یک گونہ فضیلت حاصل ہے کیونکہ وہ حفظ اور دیگر اوصاف جمیلہ و جلیلہ میں تو ان محدثین کے ساتھ شریک ہیں مگر وہ اجتہادی قوت ادراک اور عقل و دانش کی کثرت کی وجہ سے اُن سے بلند مرتبہ ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں کتاب و سنت کی سمجھ عطا فرمائی ہے۔ سلف صالحین کے زمانہ میں ان ائمہ کرام علیہم الرحمۃ کی تعداد کثیر تھی مگر اللہ تعالیٰ کی مشیت یہی تھی کہ اس اُمت مرحومہ کو چار ائمہ کی تقلید میں جمع کر دیا جائے۔ ان میں سے ایک امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت الکوفی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ علمائے کرام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان کا مصداق آپ رضی اللہ عنہ کو ہی بتاتے ہیں کہ اگر علم ثریا ستارے پہ بھی ہوتا تو فارس کے بیٹے اسے حاصل کر لیتے۔ دوسرے امام مالک بن انس الاشجعی المدنی رحمۃ اللہ علیہ ہیں جن پہ علمائے کرام حضور صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان کو محمول کرتے ہیں: "عنقریب لوگ اپنے اونٹوں کے جگر پگھلا دیں گے لیکن انہیں مدینہ سے زیادہ علم والا نہ مل سکے گا۔" تیسرے امام محمد بن ادریس الشافعی رحمۃ اللہ ہیں جن پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان محمول کیا جاتا ہے، "عنقریب قریش کا ایک عالم روئے زمین کو علم سے بھر دے گا" اور چوتھے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ہیں وہ ایک بڑی مسند کے مؤلف ہیں اُن کے پاس سب سے زیادہ علم کا ذخیرہ تھا۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔ ان ائمہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنے اپنے فقہی مذاہب کو مدون فرمایا۔ لیکن ان کے علاوہ باقی ائمہ کرام کے فقہی مذاہب مدون نہ ہو سکے۔ اسلئے کہ انہیں ایسے شاگرد میسر نہ آئے جو ان کے مذاہب کی حفاظت کرتے اور نسل در نسل آگے منتقل کرتے جیسے ان چار ائمہ کو میسر آئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان چار ائمہ رحمہم اللہ کو بلند پایہ شاگرد عطا فرمائے جنہوں نے ان کے مذاہب کی تشریح و توضیح کی اور ان کے بعد اُن کی فقہ کو نسل در نسل منتقل کیا۔

حاصل کلام یہ ہے کہ یہ ائمہ کرام علیہم الرضوان جب کتاب اللہ سے احکام کو مستنبط نہ کر سکے تو سُنّتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے انہوں نے رہنمائی کی۔ یہ سُنّت بھی درحقیقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ ارشاد ربانی ہے: وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۝ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ۝ (النجم: ۳-۴)

"اور وہ تو بولتا ہی نہیں اپنی خواہش سے نہیں ہے یہ مگر وحی جو اُن کی طرف کی جاتی ہے" جس طرح کتاب اللہ کی صحیح تشریح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ اور کوئی نہ کر سکا اسی طرح کتاب وسنت کی تشریح اور احکام شرعیہ کے استنباط پر ائمہ مجتہدین رحمہم اللہ کے علاوہ اور کوئی شخص قدرت نہیں رکھتا۔ اللہ تعالیٰ نے ائمہ مجتہدین رحمہم اللہ کو ہی یہ توفیق عطا فرمائی کہ انہوں نے اپنی خداداد استعداد کے مطابق ——— کتاب وسنت کے معانی بیان کئے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں علوم عقلیہ ونقلیہ قوت ادراک اور

عقل و دانش کی فراوانی سے نوازا۔ ان تمام اوصاف کی بنیاد وہ تقویٰ تھا جس میں انہیں ایک ممتاز مقام حاصل تھا اور وہ نور ہے جس کے ساتھ اللہ رب العزت نے انہیں مخصوص فرمایا تھا۔ کیونکہ علم الٰہی میں تھا کہ وہ انہیں احکام شرعیہ کو سمجھنے اور قرآن وسنت میں سے احکام شرعیہ کے استنباط میں اُمت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا امام بنائے گا۔ ہر امام مجتہد علیہ الرحمۃ نے اپنی رائے کی دخل اندازی سے بیزاری کا اعلان کیا ہے۔ یہ انہی کا قول ہے کہ جب صحیح حدیث مل جائے تو میرے قول کو دیوار پہ دے مارو۔ قانون ساز تو صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی ہی ہے۔

(رحمۃ اللہ علی العالمین)

تواضع

ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہیبت سے اس کے بدن پر رعشہ ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: پُرسکون ہو جا میں کوئی بادشاہ نہیں ہوں میں تو قریش کی ایک عورت کا لڑکا ہوں جو سوکھا گوشت کھایا کرتی تھی: اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ اَللّٰهُمَّ اَعْطِ مُحَمَّدًا اَفْضَلَ مَا سَاَلَكَ لِنَفْسِهٖ وَاَعْطِ مُحَمَّدًا اَفْضَلَ مَا اَنْتَ مَسْئُوْلٌ لَهٗ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ط

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بچپن

ابن اسحاق رحمۃ اللہ نے روایت کیا ہے اور ابو نعیم رحمۃ اللہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے کہ ایک دفعہ حضرت ابو طالب بیر زمزم کو درست کر رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معصوم بچپن تھا آپ اپنے چچا کو پتھر لا کر دے رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تہبند اُتارا اور اس پر پتھر ڈھونا شروع کر دئے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عُریاں ہوئے تو فوراً بے ہوش ہو گئے۔ جب افاقہ ہوا تو چچا نے پوچھا: بیٹا!

کیا ہو گیا تھا۔ آپ نے فرمایا: چچا جان! میرے پاس ایک سفید کپڑوں والا آیا۔ اُس نے مجھ سے کہا: اپنے جسم کو ڈھانپ لو۔ پہلی چیز جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواب میں دیکھی وہ یہی تھی کہ آپ اپنی شرمگاہ کو چھپا لیں اس کے بعد ساری زندگی کسی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شرمگاہ کو نہیں دیکھا۔

نسطورا راہب ایمان لایا

جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا مالِ تجارت لے کر روانہ ہوئے آپ بصرہ کے بازار تک پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک درخت کے نیچے نزولِ اجلال فرمایا۔ اُس درخت کے قریب ہی نسطورا راہب کا کنیسہ تھا۔ نسطورا میسرہ سے واقف تھا اُس نے میسرہ سے (جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ بھیجا گیا تھا) پوچھا: اے میسرہ! یہ ہستی جو اس درخت کے نیچے آرام فرما ہیں، کون ہیں؟ میسرہ نے جواب دیا ان کا تعلق قریش سے ہے وہ حرم کے رہائشی ہیں۔ راہب نے کہا کہ اس درخت کے نیچے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد کسی نبی نے ہی کھڑا ہونا تھا۔ ایک روایت میں ہے کہ وہ راہب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب آیا اور اُن علامات کو جو اُن کی کتب میں مذکور تھیں پہچان لینے کے بعد اُس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سرِ مبارک اور قدمین شریفین کو بوسہ دیا اور کہا اٰمَنْتُ بِكَ وَاَشْهَدُ اَنَّكَ الَّذِيْ ذَكَرَهُ اللّٰهُ فِي التَّوْرَاةِ "میں آپ پر ایمان لاتا ہوں اور گواہی دیتا ہوں کہ آپ ہی وہ ذات ہیں جن کا ذکر اللہ نے تورات میں کیا ہے۔" اُس نے کہا میں نے آپ میں وہ تمام علامات آپ میں دیکھ لی ہیں صرف ایک علامت میں نے نہیں دیکھی۔ آپ میرے لئے اپنے شانہ مبارک کو عُریاں کیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے شانہ مبارک سے کپڑا ہٹایا اُس نے مُہرِ نبوت کو درخشاں

دیکھا وہ فوراً جھکا اور مُہرِ نبوت شریف کے بوسے لینے لگا اور اُس نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ہی اللہ کے رسول اور نبی اُمّی ہیں جن کی بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دی تھی انہوں نے کہا تھا میرے بعد اس درخت کے نیچے صرف رسول ہاشمی عربی مکی ہی تشریف فرما ہوں گے۔ اس درخت کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے لے کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ اطہر تک باقی رہنا بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معجزہ تھا وہ زیتون کا درخت تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ آج تک اس درخت کے نیچے کسی نے بھی قیام نہ کیا۔ اس درخت کا مقصد تھا کہ اس کے نیچے حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی تشریف فرما ہوں اور وہ آپ پر سایہ کناں ہو جائے اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ کسی اور شخص نے اس کے نیچے قیام نہ کیا۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ مجھے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ایک پڑوسی نے بتایا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے یہ کہتے ہوئے سُنا: "اے خدیجہ! (رضی اللہ عنہا) اللہ کی قسم! میں نہ کبھی لات کی عبادت کروں گا اور نہ عزیٰ کی۔"

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شادی سے قبل ایک دن حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں امید کرتی ہوں کہ آپ ہی وہ سعید ہیں جن کو اللہ تعالیٰ عنقریب نبی بنا کر مبعوث فرمائے گا جب آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو یہ منصب نصیب ہو تو میری قدر و منزلت کو ضرور پہچاننا اور میرے لئے خدا سے دعا مانگنا جو عنقریب آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو مبعوث فرمائے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ مجھ کو

وحی الٰہی سے سرفراز فرما کر تاجِ رسالت پہنائے گا تو اللہ کی قسم! میں تمہارے احسان کو کبھی فراموش نہ کروں گا۔"

اہلِ عرب کے بارے میں بخاری شریف میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کر عمرو بن عامر الخزاعی تک ان میں سے کسی ایک نے بھی کفر نہ کیا۔ عمرو بن عامر ہی وہ پہلا شخص تھا جس نے صنم پرستی کی اور دینِ ابراہیمی (علیہ السلام) کو تبدیل کیا۔ اسی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے اس حالت میں دیکھا کہ وہ اپنی انتڑیوں کو گھسیٹ کر آگ میں چل رہا تھا۔

ابن حبیب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "تاریخ" میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ عدنان، معد، ربیعہ، خزیمہ اور اسد ملتِ ابراہیمی (علیہ السلام) پر تھے، اس لئے ان کا ذکر ہمیشہ بھلائی کے ساتھ کرو۔ "دلائل النبوۃ" میں ابونعیم رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے کہ کعب بن لؤی نے اپنے بیٹے کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانے کی وصیت کی تھی۔ حضرت عبدالمطلب کے بارے میں قرینِ قیاس یہی ہے کہ وہ اہلِ فترت میں سے تھے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر مرہ بن کعب تک تمام مومن تھے۔ طبقات ابن سعد میں ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے نوح علیہ السلام کے زمانہ تک لوگ اسلام پر ہی رہے۔ جب نمرود بن کوش بادشاہ بنا تو اس نے بت پرستی کی ابتداء کی۔ سام بن نوح علیہ السلام کے متعلق روایت ہے کہ وہ پیغمبر تھے۔

امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ اور امام غزالی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا گیا۔ پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا۔ فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک کلمہ کے طفیل بخش دیا۔ وہ کلمہ جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پڑھتے تھے کہ جب آپ جنازہ دیکھتے تو پڑھتے: "سُبْحَانَ الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ"۔ (حجۃ اللہ علی العالمین)

الامام الحاکم اور امام بیہقی قدس سرہما نے "کتاب الرؤیۃ" میں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَنَا سَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فَخْرَ وَمَا مِنْ اَحَدٍ اِلَّا وَهُوَ تَحْتَ لِوَائِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَنْتَظِرُ الْفَرَجَ. (صفحہ ۳۲)

"اس میں کوئی فخر کی بات نہیں کہ میں قیامت کے دن سب لوگوں کا سردار ہوں گا اور اس دن ہر ایک میرے پرچم تلے ہوگا اور راحت کا منتظر ہوگا۔"

حضرت امام الائمہ احمد رضی اللہ عنہ، امام ابن شیبہ، امام ترمذی، حاکم، امام بیہقی رضی اللہ عنہم نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ كُنْتُ اِمَامَ النَّبِيِّيْنَ وَخَطِيْبَهُمْ وَصَاحِبَ شَفَاعَتِهِمْ غَيْرَ فَخْرٍ.

"میں بلا فخر فرماتا ہوں کہ میں قیامت کے دن سب نبیوں کا امام و خطیب اور ان کا شفیع ہوں گا۔"

امام ابونعیم قدس سرہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "میں تمام انسانوں تمام جنوں ہر سیاہ و سرخ کا رسول ہوں اور غنائم میرے لئے علاوہ دیگر انبیاء علیہم السلام کے حلال کی گئی ہیں، ساری روئے زمین میرے لئے مسجد و ذریعہ پاکیزگی بنا دی گئی ہے مجھے عرش کے خزانوں سے سورہ بقرہ کی آخری آیات دی گئی ہیں۔ ان میں صرف میری ہی خصوصیت رکھی گئی ہے۔"

☆ "میں ہر سرخ و سیاہ سبھی (یعنی عرب و عجم) کی طرف بھیجا گیا

ہوں جبکہ ہر نبی صرف اپنی ہی قوم کی طرف بھیجا جاتا تھا۔
٭ - ایک ماہ کی مسافت تک رعب سے میری مدد کی گئی۔
٭ - مجھے غنیمت کھلائی گئی۔
٭ - تمام روئے زمین میرے لئے مسجد بنائی گئی۔

امام بخاری اپنی تاریخ میں، امام طبرانی رضی اللہ عنہما "اوسط" میں اور امام بیہقی و حافظ ابونعیم قدس سرہما نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَنَا قَائِدُ الْمُرْسَلِیْنَ وَلَا فَخْرَ اَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا اَوَّلُ شَافِعٍ وَّاَوَّلُ مُشَفَّعٍ وَّلَا فَخْرَ (جواھر البحار)

"اس میں فخریہ نہیں کہہ رہا کہ میں ہی تمام رسولوں کا قائد ہوں، اور اس میں کوئی فخر نہیں کر رہا کہ میں ہی آخری نبی ہوں، یہ بھی فخر نہیں کہ سب سے پہلے شفاعت کرنے والا اور سب سے پہلا مقبول الشفاعت بھی میں ہی ہوں۔"

اَنَا اَکْرَمُ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ عَلَی اللّٰہِ وَلَا فَخْرَ۔ "اور یہ بھی بطور فخر نہیں کہتا کہ اگلوں پچھلوں میں اللہ مجدہ کے ہاں سب سے معزز و مکرم میں ہی ہوں۔"

اَنَا حَبِیْبُ اللّٰہِ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا حَامِلُ لِوَآءِ الْحَمْدِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ تَحْتَہٗ اٰدَمُ وَمَنْ دُوْنَہٗ وَلَا فَخْرَ۔

"اور اس میں بھی فخر سے نہیں کہتا کہ میں اللہ کا حبیب ہوں اور نہ فخر کرتا ہوں اس پر کہ روزِ قیامت حمد کا علم میرے ہاتھ میں ہو گا، آدم علیہ السلام اور ان کے علاوہ تمام لوگ اسی کے تلے ہوں گے۔"

٭ - حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ

میں اللہ عزوجل کا عبد ہوں اور میں اس وقت سے ہی خاتم النبیین ہوں جبکہ حضرت آدم علیہ السلام ابھی اپنے خمیر (پانی اور مٹی) میں تھے۔ اور میں ہی دعوت ابراہیم علیہ السلام اور نوید (بشارت) حضرت مسیح (عیسیٰ علیہ السلام) ہوں۔"

امام ابو محمد مکی اور فقیہ ابواللیث سمرقندی قدس سرہما اور ان کے علاوہ دوسرے ائمہ نے روایت کیا کہ جب حضرت آدم علیہ السلام سے لغزش ہوئی تو اس وقت انہوں نے یہ دعا فرمائی:

اَللّٰھُمَّ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ اِغْفِرْلِیْ خَطِیْئَتِیْ۔ "بارالٰہ! محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل میری لغزش سے درگذر فرما۔"

٭ - ایک روایت میں ہے کہ:

لَمَّا دَعَا اٰدَمُ قَالَ اللّٰہُ مِنْ اَیْنَ عَرَفْتَ مُحَمَّدًا فَقَالَ لَمَّا خَلَقْتَنِیْ رَفَعْتُ رَاْسِیْ اِلٰی عَرْشِکَ، فَاِذَا فِیْہِ مَکْتُوْبٌ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ، فَعَلِمْتُ اَنْ لَیْسَ اَحَدٌ اَعْظَمُ قَدْرًا عِنْدَکَ مِنْہُ حَیْثُ جَعَلْتَ اِسْمَہٗ مَعَ اِسْمِکَ فَاَوْحَی اللّٰہُ اِلَیْہِ اَنَّہٗ وَعِزَّتِیْ وَجَلَالِیْ لَاٰخِرُ النَّبِیِّیْنَ مِنْ ذُرِّیَّتِکَ وَلَوْلَاہُ مَا خَلَقْتُکَ۔ (جواھر البحار)

"حضرت آدم علیہ السلام نے جب دعا فرمائی تو اللہ عزوجل نے فرمایا: تم نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہاں سے پہچانا؟ تو حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا: خداوندا! جب تو نے مجھے پیدا کیا تو میں نے تیرے عرش بریں کی طرف سر اٹھایا تو اس پر میں نے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا پایا تھا جس سے مجھے معلوم ہو گیا کہ جب تو نے ان کے نام کو اپنے نام کے ساتھ ملایا ہے تو تیرے نزدیک ان سے بڑھ کر کوئی بھی قدر و منزلت والا نہیں۔ پھر اللہ مجدہ

نے حضرت آدم علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ اے آدم! (علیہ السلام) مجھے اپنی عزت و جلالت کی قسم! تمہاری اولاد میں سے یہ آخری نبی ہیں۔ اگر وہ نہ ہوتے تو میں تجھے بھی پیدا نہ فرماتا۔"

امام طرطوشی قدس سرہ نے لکھا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام روز جمعہ آخری گھڑی میں جو عصر سے غروب آفتاب تک ہے، پیدا ہوئے۔

بیٹا پیدا ہونے کے لئے عمل

جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کے ہاں بیٹا پیدا ہو، تو اسے چاہیئے کہ جب اس کی بیوی سو رہی ہو تو اپنا دایاں ہاتھ اس کے سینے پر رکھے اور حمل کے ابتدائی دنوں میں اس کی ناف پر ہاتھ رکھ کر تین بار پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتَ خَلَقْتَ خَلْقًا فِیْ بَطْنِ ھٰذِہِ الْمَرْاَۃِ فَکَوِّنْہُ ذَکَرًا وَّاِسْمُہٗ اَحْمَدُ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَیْرُ الْوَارِثِیْنَ ۝

(سعادت دارین)

الدمیری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا جو کوئی ہر فرض نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھے، اس کی روح اللہ تعالیٰ ہی قبض فرمائے گا۔

اوراد

یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ ایک ہزار بار پڑھ، حاجت پوری ہو۔ ہر حاجت کے لئے دعا مانگ اور بعد میں تین دفعہ درود پڑھ لے۔ اگر نفع حاصل کرنا چاہو اور ضرر کا دفاع، تو ہر نماز فرض کے بعد دس بار سورۂ فاتحہ پڑھو اور ہر بیمار کو سورۂ فاتحہ پڑھ کر دم کرو۔ جس کا منہ کڑوا ہو، حلق کے نیچے کچھ نہیں جاتا اور موذی جانور کے ڈنگ مارنے پر بھی فاتحہ اور سورۂ کافرون پڑھ کر پانی پر

دم کرو اور پلاؤ اور درد کی جگہ لگاؤ۔

رزق میں برکت

عشاء کی نماز کے بعد ایک ہزار مرتبہ یَا وَھَّابُ ہمیشہ ورد رکھو۔ گیارہ مرتبہ سورۂ مزمل وقت مقررہ پر بلا ناغہ پڑھیں۔

نویں ذوالحجہ کا روزہ دو سال کا کفارہ ہے

دسویں محرم کا روزہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سنت ہے اور گذشتہ سال کے گناہوں کا کفارہ ہے۔ یوم عرفہ (نویں ذوالحج) کا روزہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے اور یہ گذشتہ اور آئندہ سال کے گناہوں کا کفارہ ہے۔

حضرت خضر علیہ السلام

شیخ الاسلام حافظ ابن حجر رضی اللہ عنہ نے "الاصابہ" میں فرمایا کہ علامہ ابوحیان رضی اللہ عنہ نے اپنی تفسیر میں فرمایا: جمہور (ائمہ) کا مذہب ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نبی ہیں اور باطنی امور کی معرفت ہی ان کا علم ہے جو ان کی طرف وحی کیا گیا ہے اور ظاہری امور پر حکم لگانا حضرت موسیٰ علیہ السلام کا علم تھا۔ (جواہر البحار)

حکایت

امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے "اوسط" میں بروایت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نقل کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حرام کر دی گئی جنت تمام انبیاء علیہم السلام پر جب تک کہ میں داخل نہ ہو جاؤں اور حرام کر دی گئی ہے دوسری امتوں پر جنت کہ جب تک میری امت جنت میں داخل نہ ہو جائے۔

صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ وَاُمَّتِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔ (جواہر البحار)

سخاوت

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا انا اجود بنی آدم ۔ " ہم تمام بنی آدم سے زیادہ سخی ہیں۔ "

مسلم شریف میں ایک حدیث ہے : ما سُئِلَ من رسول اللہِ شیئاً اِلّا اعطاہُ فجاءَ رجلٌ فاعطاہُ غنماً بین جبلین فرجع الیٰ قومِہٖ فقال یٰقومِ اسلِموا فانّ محمداً یُعطی عطاءَ من لا یخافُ الفقرَ ۔ " حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسی نے کچھ مانگا مگر اسے عطا فرما دیا۔ ایک بار ایک شخص حاضر ہوا اور اس نے بکری طلب کی۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو پہاڑوں کے درمیان جس قدر بکریاں تھیں سب عطا فرما دیں۔ وہ جب اپنی قوم میں آیا تو پکارا۔ اے لوگو! مسلمان ہو جاؤ۔ اس لئے کہ وہ مُعطیٔ کونین اتنا عطا فرماتے ہیں جس کے بعد تنگدستی کا خطرہ نہیں رہتا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی بخاری شریف میں ہے، کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو اس قدر سونا چاندی عطا فرمایا کہ ان میں اٹھانے کی طاقت نہ تھی۔

عن ابنِ مسعودٍ رضی اللہُ عنہُ قال اذا اراد احدُکم ان یسئلَ فلیبدا بالمدحۃِ والثناءِ علی اللہِ بما ھو اھلُہٗ ثمّ لیُصلِّ علی النبیِّ صلّی اللہُ علیہِ وسلّمَ ثمّ لیسئلْ بعدُ فانّہٗ اجدرُ ان ینجحَ ۔ (طبرانی، المعجم الکبیر)

" حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب تم میں سے کوئی اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز مانگنا چاہے تو سب سے پہلے وہ اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کرے جس کا وہ اہل ہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجے پھر اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت مانگے تو زیادہ

اہل ہے کہ وہ کامیاب ہو۔ "

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زرہ مبارک چند کلو جو کے بدلے ایک یہودی کے ہاں رہن پڑی تھی، حالانکہ اس وقت پورا جزیرۂ عرب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زیر تصرف تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بڑے بڑے مالدار قبائل اور بڑے خزانوں کے مالک علاقوں کو فتح کیا لیکن شان استغنار کا یہ عالم تھا کہ ایک دینار یا ایک درہم بھی جمع نہ کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبیلۂ ہوازن سے درج ذیل مال غنیمت حاصل کیا :

(۱) چھ ہزار قیدی (۲) چوبیس (۲۴) ہزار اونٹ (۳) چالیس (۴۰) ہزار بکریاں (۴) چار ہزار اوقیہ چاندی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ تمام مال غرباء میں تقسیم فرما دیا اور خود خالی ہاتھ واپس آگئے۔ کیا پوری دنیا میں ایسے جود وکرم کی مثال موجود ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جود وسخا کا سمندر بے کراں تھا۔ کثیر لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیض کرم سے لطف اندوز ہوتے لیکن خود فاقوں کی تلخی برداشت کرتے اور ہر قسم کے حالات پر صبر فرماتے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور تصنیف " احیاء العلوم " میں فرماتے ہیں جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احوال کو دیکھے اور آپ کی ان احادیث مبارکہ کو غور سے سنے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق واحوال اور عادات وخصائل پر مشتمل ہیں۔ آپ کے اخلاق مقدسہ کو ملاحظہ کرے۔ حتیٰ کہ ایک اعرابی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ کر پکار اٹھتا ہے " اللہ کی قسم! اتنا حسین چہرہ کسی جھوٹے کا نہیں ہو سکتا "۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حسین صورت ہی دیکھ کر اسلام قبول کر لیتا ہے۔ یہ صرف اس شخص کی کیفیت تھی جس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم کی صرف ظاہری صورت مبارکہ دیکھی تھی۔ ذرا تصور کرو جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بلند اخلاق یا احوال کا مشاہدہ کر لیتا اُس کی کیا کیفیت ہوگی؟

امام ترمذی و ابن قانع وغیرہ رحمہم اللہ نے حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف لائے تو میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کے لئے حاضر ہوا۔ جب میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رُخِ انور کو دیکھا تو میں فوراً پکار اُٹھا "یہ کسی جھوٹے کا چہرہ نہیں ہو سکتا۔" ابو رمثہ التیمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے بیٹے کے ساتھ بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوا اور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارتِ اقدس سے مشرف ہوا۔ جب میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا تو میں نے فوراً کہا "یہ اللہ کے سچے نبی ہیں۔" (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "اگر نبی مکرم کی ذاتِ اقدس میں دیگر واضح معجزات کا ظہور نہ بھی ہوتا تو آپ کا حسنِ اطہر ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کی گواہی کے لئے کافی تھا۔"

صحیحین (بخاری و مسلم) میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے یہ روایت موجود ہے:

جَآءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ یَاخَیْرَ الْبَرِیَّۃِ! فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ذَاکَ اِبْرَاہِیْمُ

(ایک شخص بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوا اور عرض کی: یا خیر البریۃ (اے مخلوق میں سب سے بہتر شخصیت) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "یہ شان تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ہے۔" (مسلم، ترمذی))

جُود وسخا صحیح بخاری میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام لوگوں سے زیادہ جود و کرم والے تھے۔ نووی علیہ الرحمۃ نے تہذیب الاسماء واللغات میں بیان کیا ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پاس ہوتے ہوئے نہ دینے کا کبھی نہیں کہا۔ البتہ عذر خواہی کے طور پہ فرمایا ہے۔ "عوارف المعارف" میں ابن عیینہ رحمۃ اللہ سے مروی ہے کہ جب کوئی ایسی شے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مانگی جاتی جو آپ کے پاس نہ ہو تو سرکار وعدہ فرما لیا کرتے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ ہر شے کی ایک طہارت ہوتی ہے مضر اشیاء سے اور دلوں کی طہارت مجھ پہ درود پڑھنا ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہ درود وسلام پڑھنا دونوں جنت کی راہیں ہیں۔ یہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے۔

عقیقہ ۔ سباع بن ثابت رضی اللہ عنہ نے حضرت اُم کرز رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: لڑکے کی طرف سے ایک جیسی دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری۔ امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس کے بعد سر منڈایا جائے اور نام رکھا جائے۔

صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ

آپ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے بیٹے ہیں۔ بچپن ہی سے غیر معمولی طور پہ شجاع اور بہادر تھے۔ ایک دفعہ مکہ مکرمہ میں یہ افواہ اُڑی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مشرکین نے پکڑ لیا ہے۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے سُنا تو اُسی وقت تلوار ہاتھ میں لی اور آپ کی خدمت اقدس میں پہنچ گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کو اِس ہیئت میں دیکھ کر پوچھا: "مَا شَانُكَ" (کس طرح آئے ہو؟) "جس نے آپ کو گرفتار کیا تھا اُس کا سر اُتارنے آیا ہوں" حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت مسرور ہوئے اور فرمایا: "خدا کی راہ میں یہ پہلی تلوار اُٹھی ہے"۔ انتہائی تعجب کی بات یہ ہے کہ اس وقت حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی عمر صرف گیارہ سال تھی۔

ایک شخص نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو نہاتے ہوئے دیکھ لیا تو یہ دیکھ کر حیران ہو گیا کہ اُن کا سارا جسم زخموں کے نشانات سے بھرا پڑا ہے۔ جب اُس نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے ان کے بارے میں پوچھا تو فرمایا "یہ سارے کے سارے زخم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت میں جہاد کرتے ہوئے لگے ہیں۔"

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں دشمنوں نے دھوکے سے آپ کو شہید کر دیا۔ اُس وقت آپ کی عمر شریف ۶۴ سال تھی۔ (رضی اللہ عنہ) (مستدرک للحاکم ۳)

"روح البیان" نے اِس آیت "مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ" (احزاب ۴۰) میں لکھا ہے کہ ایاز کے لڑکے کا نام محمد تھا۔ سلطان محمود اُس کا نام ادب سے پکارتے تھے۔ ایک بار کہا کہ اے ایاز

کے بیٹے یہاں آ! ایاز نے عرض کیا کہ حضور آج کیا قصور ہوا کہ آپ نے اس کا نام نہ لیا؟ فرمایا "میں اُس وقت بے وضو تھا۔ اور یہ نام پاک میں بے وضو نہیں لیتا۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ اَفْضَلَ الصَّلَوَاتِكَ وَاَسْمَى الْبَرَكَاتِكَ وَاَزْكَى التَّحِيَّاتِكَ فِيْ جَمِيْعِ الْاَوْقَاتِ عَلٰى اَشْرَفِ الْمَخْلُوْقَاتِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ اَكْمَلِ اَهْلِ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتِ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ ۝

خلیل اور حبیب میں فرق؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص میں سے ہے کہ گزشتہ انبیاء علیہم السلام کو جو کچھ سوال کرنے اور مانگنے کے بعد عطا فرمایا وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بغیر مانگے اور بے سوال کیے مرحمت فرمایا۔ چنانچہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے عرض کیا وَلَا تُخْزِنِيْ يَوْمَ يُبْعَثُوْنَ "اور جس دن لوگ اُٹھائے جائیں گے مجھے رُسوا نہ کرنا۔" اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی اُمت کی شان میں فرمایا يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ "اُس دن اللہ رُسوا نہ فرمائے گا نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور اِن ایمان داروں کو جو آپ کے ساتھ ہیں۔" حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ "اے میرے رب! میرے سینہ کو کھول دے" اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں فرمایا: اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ "کیا ہم نے آپ کا سینہ نہیں کھولا۔" اللہ تعالیٰ نے سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مقامِ محبوبیت سے نوازا اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو مقامِ خلت عطا فرمایا۔ مقامِ خلت سے مقامِ محبوبیت

بالاتر ہے۔ خلیل کا فعل خدا کی رضا کے لئے ہوتا ہے اور حبیب کی رضا کے لئے خدا کا فعل ہوتا ہے۔ چنانچہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے: فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا "ضرور ہم آپ کو اسی قبلہ کی طرف پھیر دیں گے جس سے آپ راضی ہیں"۔ اور فرمایا: وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ "عنقریب آپ کا رب آپ کو اتنا دے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے"۔ خلیل وہ ہے جس نے کہا: وَاجْعَل لِّي لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْآخِرِينَ ۝ "اور بنا میرے لئے سچی زبان پچھلوں میں"۔ اور حبیب کے لئے فرمایا: وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ "ہم نے آپ کے لئے آپ کا ذکر بلند کیا"۔ خلیل نے کہا: وَاجْعَلْنِي مِن وَرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيمِ ۝ "اور بنا مجھے جنت نعیم کے وارثوں میں سے"۔ اور حبیب کے لئے فرمایا: إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ ۝ "ہم نے آپ کو کوثر عطا فرمایا"۔ خلیل نے کہا: وَاجْنُبْنِي وَبَنِيَّ أَن نَّعْبُدَ الْأَصْنَامَ ۝ "اور بچا مجھ کو اور میری اولاد کو بتوں کے پوجنے سے"۔ اور حبیب وہ ہے جسے فرمایا گیا:

إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ۝ (احزاب)

"اللہ تو یہی چاہتا ہے اے نبی کے گھر والو! کہ تم سے ہر ناپاکی دور فرمائے اور تمہیں پاک کر کے خوب ستھرا کر دے"۔

مروی ہے جب ملک الموت علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کی روح قبض کرنے کے لئے آئے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے توقف فرمایا اور کہا کہ پروردگار عالم سے دریافت کرو کہ آیا جلدی ہے یا کچھ توقف ہے، کیا حکم ہوتا ہے؟ لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اِخْتَرْتُ الرَّفِيقَ الْأَعْلَىٰ یعنی

میں نے رفیق اعلیٰ (حق تعالیٰ) کو اختیار کیا۔" آپ اپنی دعا میں کہتے: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ النَّظَرَ اِلٰی جَلَالِ وَجْهِكَ وَالشَّوْقَ اِلٰی لِقَائِكَ۔ "اے اللہ! میں تجھ سے وہ نظر مانگتا ہوں جو تیرے چہرۂ جلال کی طرف ہے اور وہ شوق جو تیرے دیدار کی طرف ہے"۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص میں سے ہے کہ آپ نفلی نماز جو بیٹھ کر ادا کریں تو آپ کے لئے اس کا ثواب کھڑے ہو کر نماز ادا کرنے کے برابر ہے بخلاف دوسروں کے کہ فرمایا: "مَنْ صَلّٰی قَاعِدًا فَلَهٗ نِصْفُ اَجْرِ الْقَائِمِ۔" "جو بیٹھ کر نماز پڑھے اس کے لئے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والے کے اجر کا آدھا ہے۔ اگرچہ اس حدیث کا ظاہر عام ہے لیکن حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس عموم سے مستثنیٰ اور مخصوص ہیں۔ صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث ہے کہ انہوں نے کہا، میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور حاضر ہوا تو میں نے آپ کو بیٹھ کر نماز پڑھتے دیکھا۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں نے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا ہے: صَلٰوةُ الرَّجُلِ قَاعِدًا عَلٰی نِصْفِ الصَّلٰوةِ قَائِمًا۔ "بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کی نماز کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والے کی نماز سے آدھی ہے"۔ اور اس وقت آپ بیٹھ کر نماز ادا فرما رہے ہیں؟ فرمایا: ہاں! میرا ارشاد یہی ہے۔ لیکن "لَسْتُ كَاَحَدٍ مِّنْكُمْ۔" "تم میں سے کوئی بھی میرے برابر نہیں"۔

انہی خصائص میں سے ہے کہ جو کچھ دنیا میں زمانۂ آدم علیہ السلام سے نفخۂ اولیٰ یعنی قیام قیامت ہے وہ سب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر منکشف ہو گیا۔ یہاں تک کہ آپ کو اگلوں پچھلوں

کے تمام احوال کا علم دیا گیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اِنَّ اُمَّتِیْ يُدْعَوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ غُرًّا الْمُحَجَّلِيْنَ مِنْ اٰثَارِ الْوُضُوْءِ "بے شک قیامت کے دن آثار وضو سے میری امت کے اعضاء روشن و تاباں ہوں گے" مسلم شریف کی ایک روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "یہ پیشانی کی تابانی اور چمک تمہارے سوا کسی میں نہیں ہوگی" (مدارج النبوت)

صاحب میزان جبریل علیہ السلام

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ روز قیامت صاحب میزان جبریل علیہ السلام ہوں گے اور وہی اس دن اعمال کا وزن کریں گے۔ (رواہ ابن جریر فی تفسیرہ) اور یہ میزان اور ہر احوال حساب وسوال سب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ہوگا اور خلاصی اور رہائی سب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت اور رعایت سے ہوگی۔ لیکن حوض پر آنا اور پانی پینا ظاہر ہے کہ شدت وقوف، سوال وحساب کے خاتمہ اور صراط پر سے گذر جانے اور ہول و وحشت اور آفتوں سے نجات کے بعد ہو گا۔ اس کے بعد جنت کا داخلہ ہو گا اور سب سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنت میں داخل ہوں گے جیسا کہ فرمایا: اَنَا اَوَّلُ مَنْ قَرَعَ بَابَ الْجَنَّةِ "میں سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھٹکھٹاؤں گا اور جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنت میں داخل ہو جائیں گے تو خازن جنت کے دروازوں کو کھول کر کھڑا ہو جائے گا جس طرح کہ بادشاہوں کے سامنے خدام کھڑے ہوا کرتے ہیں اور عرض کرے گا

مجھے حکم تھا آپ سے پہلے کسی کے لئے جنت کا دروازہ نہ کھولوں اور نہ آپ کے بعد کسی اور کی خدمت کے لئے کھڑا ہو جاؤں۔ (مدارج)

قبر انور کی زیارت شفاعت کی سند ہے

حدیث: عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ زَارَ قَبْرِيْ وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِيْ. ترجمہ: "حضرت نافع رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جس شخص نے میری قبر کی زیارت کی اس پر میری شفاعت لازم ہوگئی" (الوفاء)

میری قبر کی زیارت میری زیارت ہے

حدیث: عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَنْ حَجَّ فَزَارَ قَبْرِيْ بَعْدَ وَفَاتِيْ كَانَ كَمَنْ زَارَنِيْ فِيْ حَيَاتِيْ۔

(طبرانی۔ خلاصۃ الوفاء۔ راحۃ القلوب)

ترجمہ: "حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے میری وفات کے بعد حج کیا اور میری قبر کی زیارت کی وہ ایسے ہی ہے جیسے اس نے میری زندگی (ظاہری) ہی میں میری زیارت کی۔"

محبوب ترین کھجور عجوہ ہے: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَ اَحَبَّ التَّمْرِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

عَلَيْہِ وَسَلَّمَ الْعَجْوَۃَ ۔ ترجمہ: ابنِ عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ محبوب کھجور عجوہ تھی "عجوہ" مدینہ منورہ کی سب سے قیمتی کھجور ہے اور عجوہ کھجور جنت کا پھل ہے

(ابن حبان بحوالہ خلاصۃ الوفاء)

حدیث: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو لوگ اللہ کا ذکر کرتے ہیں انہیں فرشتے اپنے پروں سے ڈھانپ لیتے ہیں اور رحمتِ الٰہی انہیں گھیر لیتی ہے۔ (مسلم شریف)

حدیث: بہترین عمل یہ ہے کہ انسان کی زبان اللہ کے ذکر سے تر رہے اور اسی حال میں دنیا سے جائے۔ (احمد و ترمذی)

بارگاہِ رسالت میں استغاثہ

ابن الجلاء رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شہر اقدس (مدینہ منورہ) میں پہنچا تو میں فاقے سے تھا۔ تو میں قبرِ انور کے پاس پہنچا اور عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کا مہمان ہوں۔ مجھے اونگھ آگئی تو خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے ایک روٹی عطا فرمائی۔ میں نے آدھی کھالی اور بیدار ہوا تو دوسری آدھی روٹی میرے ہاتھ میں تھی۔

حضرت ابن المنکدر رحمہ اللہ کا استغاثہ

حضرت محمد بن المنکدر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میرے والد کے پاس ایک شخص نے اسّی (۸۰) دینار بطور امانت رکھے اور خود جہاد کو چلا گیا۔ جاتے وقت میرے والد سے کہا۔ اگر آپ کو ضرورت ہو تو میری واپسی تک انہیں استعمال کر سکتے ہیں۔ اتفاق سے لوگ مہنگائی کا شکار ہوگئے تو میرے والد نے وہ دینار خرچ کر دیئے۔ اسی دوران وہ شخص واپس آگیا اور اپنا مال مانگا۔ میرے والد نے کہا کل میرے پاس آنا۔ چنانچہ میرے والد نے رات مسجد میں گذاری۔ کبھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبرِ انور کے پاس گڑگڑاتے اور کبھی منبر کے پاس۔ انہیں روضۂ اطہر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس فریاد کرتے ہوئے صبح ہونے کو آئی۔ یکایک دیکھا کہ اندھیرے میں ایک آدمی دکھائی دیا جو کہہ رہا تھا اے محمدؐ! ادھر آؤ۔ چنانچہ میرے والد نے ہاتھ آگے کیا تو دیکھا کہ ایک تھیلی تھی جس میں اسّی (۸۰) دینار تھے۔ صبح ہونے پر وہ آدمی آ گیا تو انہوں نے اُسے اسّی دینار دے دیئے۔ (یہ واقعہ کئی معتبر کتابوں میں درج ہے) (وفاء الوفاء)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعوت ولیمہ کی

ابو نعیم اور ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا تو مجھ سے میری والدہ نے کہا اے انس (رضی اللہ عنہ) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عروسی کی حالت میں صبح کی ہے اور میرا خیال ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں ناشتہ نہیں ہوگا۔ لہٰذا تم گھی کی پیپہ اور کھجوریں اٹھا لاؤ تاکہ میں مل کر حلیس تیار کر لوں۔ پھر کہا اس حلیس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی زوجہ مطہرہ کے پاس لے جاؤ۔ تو میں اسے پتھر کے ایک طباق میں لایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اسے حجرے کے ایک کونے میں رکھ دو اور تم جا کر حضرات ابوبکر و عمر، عثمان و علی اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو بلا لاؤ۔ پھر مسجد میں جتنے لوگ موجود ہوں اور جو راستے میں ملیں انہیں بھی ساتھ لیتے آؤ۔ اور میں کھانے کی کمی اور لوگوں کی کثرت پر تعجب کر رہا تھا۔ یہاں تک کہ گھر اور حجرہ آدمیوں سے بھر گیا۔ پھر فرمایا اے انس! اسے اٹھا لاؤ۔ تو میں اس طباق کو لے آیا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس میں تین انگلیاں داخل کیں اور وہ حلیس بڑھتا گیا اور لوگ کھا کر جا رہے تھے، یہاں تک کہ وہ سب فارغ ہو گئے اور طباق میں وہ جوں کا توں باقی رہا۔ فرمایا اسے زینب (رضی اللہ عنہا) کے آگے رکھ دو۔ ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا تمہارے خیال میں وہ کتنے لوگ تھے جنہوں نے کھایا۔ فرمایا وہ بہتر (۷۲) نفوس تھے۔ (الخصائص الکبریٰ)

کھانے میں برکت

ابن سعد رحمۃ اللہ نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے انہوں نے فرمایا: ایک رات ہم نے بغیر کھائے گذاری۔ صبح ہوئی تو میں تلاش روزگار میں نکلا اور مجھے اتنی روزی مل گئی کہ ایک درہم سے گوشت اور آٹا خرید لیا۔ پھر لے کر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا۔ انہوں نے روٹی پکا کر اور فارغ ہو کر کہا کاش! آپ میرے اباجان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جاتے اور آپ کو میرے پاس لے آتے۔ تو میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ آپ آرام فرما رہے تھے اور "اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الْجُوْعِ" فرما رہے تھے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلک وسلم! ہمارے پاس طعام ہے آپ تشریف لے چلیں۔ آپ اس حال میں تشریف لائے کہ ہانڈی جوش مار رہی تھی۔ آپ نے فرمایا: عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے لئے ایک پیالہ میں نکال لو۔ تو انہوں نے ایک پیالے میں نکال لیا۔ پھر فرمایا ایک پیالہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے لئے نکال لو۔ انہوں نے نکال لیا حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے نو (۹) ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے لئے نکلوایا۔ پھر فرمایا اپنے والد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور شوہر (کرم اللہ وجہہ الکریم) کے لئے نکال لو، تو انہوں نے نکالا۔ پھر فرمایا اپنے لئے نکال لو اور کھاؤ۔ تو انہوں نے نکالا اور کھایا۔ پھر جو ہانڈی کو اٹھایا تو وہ ویسی ہی لبریز تھی۔

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا

عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمٖ

گستاخ رسول ﷺ واجب القتل ہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک نابینا کی لونڈی اُمِّ ولد تھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سب و شتم کرتی تھی۔ اندھے نے اُسے روکا۔ وہ باز نہ آئی۔ اندھے نے اُسے جھڑکا وہ نہ رُکی۔ ایک رات وہ لونڈی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بے ادبی کرنے لگی تو اندھے نے مغول (ہلاک کرنے کا ایک ہتھیار، لمبا پیکار، چھتی ایک قسم کی تلوار) لایا اور اس عورت کے پیٹ میں رکھا اور خود اُس کے اوپر چڑھ گیا۔ اس عورت کو قتل کر دیا۔ جب صبح ہوئی، حضور سرورِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں یہ واقعہ ذکر کیا گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو جمع فرمایا اور ارشاد فرمایا: میں اس مرد کو قسم ڈالتا ہوں کہ وہ کھڑا ہو جائے جس نے کیا جو کچھ کیا میرا اس پر حق ہے کہ میری اطاعت کرے) تو وہ اندھا کھڑا ہو گیا۔ لوگوں کو پھاندتا ہوا اس حال میں آیا کہ خوف سے کانپتا تھا۔ حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آگے بیٹھ گیا۔ عرض کرنے لگا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم اس لونڈی کا مالک میں ہوں اور میں نے اس کا کام تمام کیا ہے۔ وہ آپ (صلی اللہ علیک وسلم) کو گالیاں دیتی تھی۔ میں نے اُسے روکا نہ رُکی اور اُسے جھڑکا وہ باز نہ آئی۔ اس سے میرے دو بیٹے ہیں موتیوں جیسے۔ اور وہ میری رفیقہ تھی۔ گذشتہ رات آپ کی گستاخی میں شروع ہوئی میں نے مغول (تلوار) اُٹھائی اور اُس کو اس کے پیٹ میں رکھا اور خود اُوپر چڑھ گیا حتیٰ کہ اُسے قتل کر دیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا (اے حاضرینِ مجلس) خبردار تم گواہ ہو جاؤ اس عورت کا خون رائیگان ہے۔ (یعنی نابینا نے ٹھیک کیا۔ موذی رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) قتل کر دینے ہی کے قابل ہے۔ اس کے خون کا بدلہ نہیں لیا جائے گا اور

اس ملعونہ کا خون ضائع جائے گا۔) (مقامِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم / سُنن ابی داؤد، کتاب الحدود باب الحکم سبّ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم / سُنن نسائی جلد ۲)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ سَبَّ الْاَنْبِیَاءَ قُتِلَ وَمَنْ سَبَّ اَصْحَابِیْ جُلِدَ۔ (رواہ الطبرانی فی الکبیر/ فتح الکبیر/ الجامع الصغیر للسیوطی) (جس نے انبیاء علیہم السلام کو سب بکا وہ قتل کیا جائے گا اور جس نے میرے اصحاب (رضی اللہ عنہم) کو سب بکا اُسے کوڑے لگائے جائیں گے)

حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابو رافع کے ہاں چند انصاری نوجوانوں (رضی اللہ عنہم) کو بھیج کر اسے قتل کرایا۔ کیوں، اس لئے کہ:

کَانَ اَبُوْ رَافِعٍ یُؤْذِیْ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

(ابو رافع حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا دیتا تھا۔) (صحیح بخاری ۲)

معجزہ "مواہب اللدنیہ" میں امام فخر الدین رازی
"دلائل النبوۃ" میں یہ قصہ نقل فرماتے ہیں کہ ایک
نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کی کہ میں
وقت ایمان لاؤں گا جب آپ میری مری ہوئی لڑکی کو دوبارہ زندہ
دیں گے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی قبر پہ کھڑے ہو کر اسے
آواز دی: "اے فلاں"! اسی وقت لڑکی قبر سے نکل کر کہنے لگی، لَبَّیْكَ
وَسَعْدَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ (صلی اللہ علیك وسلم) آخر حدیث
تک) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مُردوں کو زندہ فرمانا متعدد
بار واقع ہوا ہے۔ نیز پتھروں اور کنکریوں کا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے دستِ اقدس پہ تسبیح کرنا اور حجر اسود کا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کو سلام کرنا اور استنِ حنانہ (ستون) کا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فراق
میں رونا مُردوں کے کلام سے زیادہ اتم و ابلغ ہے۔ رہا حضرت عیسٰی علیہ
السلام کا آسمان پہ اٹھایا جانا، تو ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو
شبِ معراج میں اُس سے کہیں زیادہ بالاتر مقامات اور عرش پہ لے جایا
گیا۔ الحاصل تمام انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کو جتنے فضائل اور
کمالات و معجزات دیے گئے تھے وہ تمام حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
ذاتِ ستودہ صفات میں بدرجہ اتم موجود ہیں۔

معجزہ گوہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اصحاب
رضی اللہ عنہم میں جلوہ افروز تھے کہ ایک اعرابی جو بنی سلیم سے تھا اپنی
آستین میں ایک گوہ شکار کر کے لایا کہ اُسے گھر لے جا کر بھون کر کھائے
جب اُس نے اس جماعت کو دیکھا تو پوچھا: "یہ شخص کون ہیں؟" صحابہ

کرام رضی اللہ عنہم نے بتایا کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں"۔ اس
اعرابی نے اپنی آستین سے سوسمار (گوہ) کو نکال کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے آگے ڈال دیا اور کہا قسم ہے لات و عزیٰ کی کہ ایمان نہ لاؤں
گا جب تک یہ گوہ ایمان نہ لے آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا: "یا ضَبّ": اس نے صاف زبان سے کہا: لَبَّیْكَ وَسَعْدَیْكَ
یَا زَیْنَ مَنْ وَّافَی الْقِیَامَۃِ" سب نے اُس کی آواز کو سُن لیا۔ پھر حضور
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "کون عبادت کیے جانے کے قابل اور
معبودِ برحق ہے؟" سوسمار (گوہ) نے کہا "وہ جس کا آسمانوں پر عرش ہے
اور زمین میں اُس کی سلطنت اور دریا میں اُس کی راہ ہے اور جنت
میں اُس کی رحمت ہے اور دوزخ میں اُس کا عذاب ہے۔ پھر آپ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "میں کون ہوں"؟ گوہ نے کہا آپ رسول
رب العالمین اور خاتم النبیین ہیں۔ (صلی اللہ علیك وسلم) فلاح پائی
جس نے آپ کی تصدیق کی، اور بے نصیب ہوا جس نے تکذیب کی
آپ کی۔ وہ اعرابی اُسی وقت مسلمان ہو گیا۔ وہ غریب اور مفلوک الحال
تھا۔ رحمتِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو
اُس کی مدد کرنے کو کہا۔ (نزہۃ المجالس)

حدیث عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ زَیِّنُوْا مَجَالِسَکُمْ
بِالصَّلٰوۃِ عَلَیَّ فَاِنَّ صَلٰوتَکُمْ نُوْرٌ لَّکُمْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ۔
حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم نے فرمایا تم اپنی مجلسوں کو مجھ پہ دُرود کے ذریعے سجایا کرو۔ یہ
تمہارا مجھ پہ دُرود بھیجنا قیامت کے دن بے شک نور کا باعث ہو گا۔
(دیلمی، مسند الفردوس)

رکانہ پہلوان کا اسلام لانا

روایت ہے کہ رکانہ نامی پہلوان مکہ معظمہ کا اکفر تھا جو کہ فن پہلوانی کا ماہر تھا۔ دُور دُور سے لوگ اُس کے پاس کشتی سیکھنے آتے اور بڑے بڑے بوجڑ بندھتے۔ اس کی طاقت کا یہ عالم تھا کہ وہ جانور کی کھال پر کھڑا ہو جاتا اور دس آدمی مل کر بھی کھال اُس کے پاؤں کے نیچے سے نہیں کھینچ سکتے تھے۔ ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ کی گھاٹی سے تشریف لے جارہے تھے کہ رکانہ نظر آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یَا رُکَانَۃُ اَلَا تَتَّقِی اللّٰہَ وَتَقْبَلُ مَا اَدْعُوْکَ اِلَیْہِ "اے رکانہ! کیا تو اللہ سے ڈر کر وہ دعوت قبول نہیں کرتا جس کی طرف میں تجھے بلاتا ہوں" رکانہ نے عرض کیا یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ھَلْ مِنْ شَاھِدٍ عَلٰی صِدْقِکَ "اے محمد! آپ کی نبوت پہ کوئی شاہد ہے؟" حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر میں تجھے پچھاڑ دوں تو کیا تو ایمان لا سکتا ہے؟ چونکہ رکانہ کو اپنی قوت پہ بڑا ناز تھا فوراً کہنے لگا، اگر آپ مجھے پچھاڑ دیں تو بے شک میں مانوں گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پھر کشتی کے لئے تیار ہو جا۔ اور آپ اُس کے پاس تشریف لے گئے اور اسے ایک ہی پکڑ میں چت کر دیا۔ رکانہ متعجب ہوا اور دوبارہ کشتی کے لئے عرض کی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسے دوبارہ گرا دیا۔ اب نے تیسری بار عرض کی تو آپ نے اس بار بھی اُسے پچھاڑ دیا۔ رکانہ بڑا سخت متعجب ہو کر رہ گیا اور یہ کہتا ہوا چل دیا۔ اِنَّ شَانَکَ عَجَبٌ "آپ کی بھی عجب شان ہے" کہ کسی فن میں کسی سے کم نہیں۔

(رواہ المستدرک والحاکم)

دل کی بات پر مطلع ہونا

خطیب وابن عساکر رحمہ اللہ علیہما نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایک ایسی عورت دیکھنے کے لئے بھیجا جسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نکاح کا پیغام دیا تھا۔ اُس کو دیکھنے کے بعد حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی مجھے تو وہ سود مند نظر نہیں آئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ! رضی اللہ عنہا تم نے اس کے رخسار پر ایک تل دیکھا جس سے تیری مینڈھیاں کانپ گئیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی بات پوشیدہ نہیں رہ سکتی۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی حَبِیْبِکَ وَنَبِیِّکَ رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ شَفِیْعِ الْمُذْنِبِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَزْوَاجِہِ الطَّاھِرَاتِ اُمَّھَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ بِعَدَدِ رَمْلِ الصَّحَارٰی وَالْقِفَارِ وَبِعَدَدِ اَوْرَاقِ النَّبَاتَاتِ وَالْاَشْجَارِ وَبِعَدَدِ قَطَرَاتِ الْاَمْطَارِ وَبِعَدَدِ کُلِّ ذَرَّۃٍ وَّوَرَقَۃٍ وَّقَطْرَۃٍ مِائَۃَ اَلْفِ اَلْفِ مَرَّۃٍ فِیْ کُلِّ وَقْتٍ وَّحِیْنٍ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ ۝

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں یمن کی طرف بھیجا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وصیت فرماتے ہوئے آگے تشریف لے گئے۔ معاذ رضی اللہ عنہ سوار تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیادہ چل رہے تھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وصیت سے فارغ ہوئے تو فرمایا: اے معاذ (رضی اللہ عنک) قریب کہ تو مجھے نہ ملے گا میرے اس سال کے بعد اور شاید تو میری مسجد اور میری قبر پہ گذرے۔ یہ سن کر حضرت معاذ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فراق میں رونے لگے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ادھر سے التفات کر کے مدینہ طیبہ کی طرف منہ کر کے فرمایا، "میرے قریب ہیں وہ لوگ جو متقی ہوں اور جہاں ہوں۔"

(رواہ احمد فی مسندہ جلد ۵/ مشکوٰۃ کتاب الرقاق فصل ۳)

حدیث بالا سے کئی مسئلے معلوم ہوئے:

(۱) حضور فخر عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انکساری (۲) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی وفات شریف کا علم ہونا (۳) حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی زندگی کا علم (۴) حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مزار پُر انوار شریف پہ حاضر ہونے کا علم۔ درج ذیل مبارک احادیث سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حاضر و ناظر ہونا ثابت ہے:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے: اَنَا اَوْلٰی بِکُلِّ مُؤْمِنٍ مِّنْ نَّفْسِہٖ۔ "میں ہر مومن سے اس کی جان کی نسبت زیادہ قریب ہوں۔"

(اخرجہ احمد و ابوداؤد و ابن مردویہ و در منثور)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مَا مِنْ مُّؤْمِنٍ اِلَّا وَ اَنَا اَوْلَی النَّاسِ بِہٖ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ۔ (اخرجہ البخاری جلد اوّل و در منثور) (کوئی مومن نہیں مگر میں دنیا اور آخرت میں تمام لوگوں کی نسبت اس سے زیادہ قریب ہوں)

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ (پ ۲۱۔ س احزاب)
(نبی مسلمانوں کی جان سے بھی زیادہ اُن سے قریب ہیں۔)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بار بار فرمایا:
سَلُوْنِیْ۔ "(جو چاہو) مجھ سے پوچھو"۔ (بخاری عن انس جلد ۱)

ہر چیز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظر میں

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
مَا مِنْ شَیْءٍ لَّمْ اَکُنْ اُرِیْتُہٗ اِلَّا رَاَیْتُہٗ فِیْ مَقَامِیْ ھٰذَا حَتَّی الْجَنَّۃَ وَالنَّارَ۔ (صحیح بخاری جلد ۱۔ ص ۱۸) (جو جو اشیاء مجھے نہیں دکھائی گئی تھیں وہ سب چیزیں میں نے یہاں دیکھ لیں۔ یہاں تک کہ جنت اور دوزخ کو دیکھ لیا۔)

زمین و آسمانوں کی ہر اک چیز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم میں

حضرت عبدالرحمن بن عائش رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

فَوَضَعَ كَفَّهُ بَيْنَ كَتِفَيَّ فَوَجَدْتُ بَرْدَهَا بَيْنَ ثَدْيَيَّ فَعَلِمْتُ مَا فِي السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ۔ الحديث. (رواه الدارمي مرسلا (والمرسل حجة عند الحنفية وجمهور المحدثين) والترمذي نحوه عنه وابن عباس جامع ترمذی ج ۲ صفحہ ۱۵۵ ومعاذ بن جبل. مشکوٰۃ ج ۱ باب المساجد) ترجمہ: "اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت والی ہتھیلی میرے دونوں کندھوں کے درمیان رکھی جس کی ٹھنڈک میں نے اپنے سینہ میں پائی۔ تو جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے میں نے جان لیا۔"

کُل شے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لئے روشن ہے اور ہر شے کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پہچانتے ہیں۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:
وَضَعَ كَفَّهُ بَيْنَ كَتِفَيَّ حَتّٰى وَجَدْتُ بَرْدَ اَنَامِلِهِ بَيْنَ ثَدْيَيَّ فَتَجَلّٰى لِيْ مَا فِي السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ[2]
"اللہ تعالیٰ نے اپنا دستِ قدرت میرے کندھوں کے درمیان رکھا تو میں نے اس کی ٹھنڈک اپنے سینہ میں پائی اور میرے لئے زمین و آسمان کی ہر چیز روشن ہو گئی۔"

[1] قال السیوطی واخرجه عبد الرزاق واحمد وعبد بن حمید والترمذی وحسنه ومحمد بن نصر فی کتاب الصلوٰۃ ولفظهم "فَعَلِمْتُ مَا فِي السَّمٰوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ" دُرِّ منثور، جلد ۵ صفحہ ۳۱۹۔ وقال السیوطی رواه ابن جریر (جلد ۷ صفحہ ۱۶۲) وابن مردویه والبیهقی فی الاسماء والصفات
[2] تفسیر دُرِّ منثور جلد ۳ صفحہ ۲۴۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: مَنْ اَحَبَّ اَنْ يَّسْاَلَ عَنْ شَيْءٍ فَلْيَسْاَلْ فَلَا تَسْئَلُوْنِيْ عَنْ شَيْءٍ اِلَّا اَخْبَرْتُكُمْ۔ (صحیح بخاری جلد ۱) "جو شخص جو شے پوچھنا چاہتا ہے پوچھے۔ تم مجھ سے جو بھی پوچھو گے وہ تمہیں بتاؤں گا۔" (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وصحبہٖ وسلم بقدر سعۃ علمہٖ دائما ابدا)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے عبداللہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا اپنی بیوی کو طلاق دے۔ انہوں نے انکار کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے عرض کر دی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے عبداللہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: "يَا عَبْدَ اللّٰهِ طَلِّقْ اِمْرَاَتَكَ وَاَطِعْ اَبَاكَ۔" (اے عبداللہ اپنی بیوی کو طلاق دے اور اپنے والد کی فرمانبرداری کر") (رواه الحاکم عن ابن عمر منتخب کنز العمال، رواه ابوداؤد وترمذی والنسائی و ابن ماجه فی صحیحه قال ترمذی حدیث حسن)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ہمارے والدین سے زیادہ اپنی اُمت پہ حکومت واختیار اور حقِ تصرف حاصل ہے۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کسی کو طلاق کا حکم دیں تو اس اُمتی پر لازم ہے کہ فوراً بیوی کو طلاق دیدے۔

"پیغمبر نزدیک تر است بمومناں از ذات ہائے ایشاں۔"
(مدارج النبوت جلد ۱)
("حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مومنوں سے بہ نسبت اُن کی ذات کے بھی زیادہ نزدیک ہیں۔")

علامی رحمۃ اللہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد میں سب سے پہلے حضرت قاسم رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے پھر حضرت زینب رضی اللہ عنہا پیدا ہوئیں۔ پھر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ جنہیں طیب وطاہر بھی کہا جاتا ہے۔ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا سے۔ جبکہ باقی سب اولاد پاک حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے ہوئی۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: علم کی فضیلت عبادت کی فضیلت سے زیادہ اچھی ہے اور دین کا بہترین عمل پرہیزگاری ہے۔

(حجۃ اللہ علی العالمین)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ آپ پر ایمان لائیں

بیہقی نے بطریق زہری ابن کعب رضی اللہ عنہ بن مالک سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب حج سے فارغ ہوئے تو حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف روانہ فرمایا۔ اور وہ یمن سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس اُس وقت آئے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وصال فرما چکے تھے۔ بیہقی نے ایسی سند کے ساتھ جس میں کئی مجہول راوی ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں حجۃ الوداع کا حج کرایا اور میرے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عقبۃ الحجون تشریف لے گئے اس وقت آپ رو رہے تھے اور مغموم تھے۔ جب وہاں سے واپس

تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوش تھے۔ میں نے اس بابت پوچھا تو فرمایا: میں اپنی والدہ کی قبر پر گیا تھا اور میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ انہیں زندہ کر دے۔ لہٰذا وہ زندہ ہوئیں اور مجھ پر ایمان لائیں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے انہیں دوبارہ سُلا دیا۔

(الخصائص الکبریٰ جلد ۲)

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ۔

حدیث حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: رزق بندے کو یوں تلاش کرتا ہے جیسے اُس کی موت اُسے ڈھونڈھ لیتی ہے۔ فرمایا کوئی جان ہرگز نہ مرے گی جب تک اپنے حصے کا رزق پورا نہ کر لے گی اگرچہ اس میں دیر لگے۔ حدیث شریف میں ہے ہر چیز کی زکوٰۃ ہے اور مکان کی زکوٰۃ مہمان خانہ ہے۔ اور جو شخص دسترخوان میں گری پڑی چیز اُٹھا کر کھائے یا حفاظت کرے خدا اُسے بخش دیتا ہے اور جو ایسا کرتا ہے خدا اُسے جذام، برص اور فالج سے بچائے رکھتا ہے۔ نیز فرمایا کھانا کھا کر خلال کرو۔ خلال کے ذریعے جو چیز نکلے اسے پھینک دو اور جو زبان کے ذریعے نکلے اُسے نگل لینا چاہیے۔ (سنن دارمی)

ایک اعرابی بارگاہ نبوی میں (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

دارمی، ابویعلیٰ، بزار، طبرانی، ابن حبان، بیہقی اور ابونعیم رحمہم اللہ نے بسند صحیح حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما یہ روایت کی کہ ایک سفر میں ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تھے کہ ایک اعرابی سامنے آیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسے فرمایا کہاں جا رہے ہو؟ اُس نے کہا اپنے گھر جانے کا ارادہ ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا تمہیں اس سے بہتر راہ نہ

بتاؤں ؟ اُس نے پُوچھا وہ کیا ہے ؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا : تم گواہی دو کہ اللہ وحدہٗ لاشریک کے سوا کوئی معبود نہیں اور
یہ کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اُس کے بندے اور رسول ہیں، اُس
اعرابی نے کہا جو کچھ آپ فرما رہے ہیں اس پر کوئی شہادت ہے ؟ تو
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا " وہ درخت " پھر آپ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے اُس درخت کو آواز دی ۔ وہ وادی کے کنارے کھڑا
تھا زمین کو چیرتا ہوا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے آکر کھڑا ہو
گیا ۔ آپ نے درخت کو کلمہ شہادت پڑھنے کو کہا ۔ اُس نے وہی کہا
جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ۔ اس کے بعد درخت اپنی جگہ
واپس چلا گیا ۔ اس کے بعد وہ اعرابی اپنی قوم کی طرف گیا اور کہا اگر
قوم نے میرا کہا مانا تو میں انہیں لیکر آپ کی خدمت میں حاضر ہوں گا
ورنہ خود آکر آپ کی خدمتِ اقدس میں رہوں گا ۔ صَلَّی اللّٰہُ عَلَی
النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ۔

زہری رَحمہ اللہ بیان کرتے ہیں : جبریل علیہ السلام نے یہ کہا،
رُوئے زمین میں دس گھروں پر مشتمل جو بھی بستی ہے میں نے سب کا
جائزہ لیا، اُن میں سے کسی شخص کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
زیادہ مال اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والا نہیں دیکھا ۔

یہودی کے بال سیاہ ہوگئے

بیہقی نے بسند ثمامہ رضی اللہ عنہ حضرت انس رضی اللہ
عنہ روایت کی ہے کہ ایک یہودی نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
لئے اونٹنی کا دودھ دوہا ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسے دُعا دی ؛
" اَللّٰھُمَّ جَمِّلْہُ " ۔ تو اُس کے بال سیاہ ہوگئے ۔ اور وہ بال سیاہی میں
حد سے بڑھ گئے ۔ معمر نے کہا کہ میں نے قتادہ رضی اللہ عنہ کے سوا کئی

لوگوں سے بھی سُنا ہے وہ کہتے ہیں کہ وہ یہودی نوّے سال کا ہوگیا،
مگر بال سفید نہ ہوئے ۔ اِسے ابن ابی شیبہ اور ابوداؤد نے " المراسیل "
میں اور بیہقی رحمہم اللہ نے روایت کیا ہے اور کہا کہ یہ حدیث پاک
مرسل ہے ۔

بیہقی وابن عساکر رحمہما اللہ نے وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے
روایت کی انہوں نے کہا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مصافحہ
کرتا، میرا جسم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم مبارک کے کسی حصہ سے
چھو جاتا تو میں اپنے ہاتھ میں تین دن تک مُشک سے زیادہ خوشبو
پایا کرتا ۔

گنجے کے سر کے بال اُگ آئے

ابن سعد رحمہ اللہ نے طبقات میں کہا کہ
ہلب بن یزید بن عدی رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
دربار میں قاصد بن کر آئے اور وہ گنجے تھے ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے ان کے سر پر اپنا دستِ مبارک پھیرا تو ان کے بال اُگ آئے اسی
بنا پر اُن کا نام ہلب (رضی اللہ عنہ) رکھا گیا ۔

ابو نعیم رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا
ہے کہ ان کے گھر میں ایک کنواں تھا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے اپنا لعاب مبارک اُس میں ڈالا ۔ اس لعاب کی برکت سے اس
کنویں کا پانی اتنا میٹھا تھا کہ مدینہ کا کوئی پانی اس سے زیادہ شیریں
نہیں تھا ۔

ابن السبع رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی خصوصیت ہے کہ جس جانور پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوار ہوئے
وہ ہمیشہ اپنی اُسی حالت میں رہا ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت

سے وہ بوڑھا یا ناتواں نہیں ہوا۔

ابن السکن رحمہ اللہ نے حضرت ہمام بن نفید السعدی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ فرماتے ہیں میں بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ہم نے ایک کنواں کھودا ہے لیکن اس کا پانی نمکین ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے ایک برتن عطا فرمایا جس میں پانی تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اس پانی کو اپنے کنویں میں انڈیل دو۔" جب میں نے وہ پانی اپنے کنویں میں پھینکا تو اس کا پانی یمن کے تمام کنوؤں سے زیادہ شیریں ہو گیا۔

امام بخاری و مسلم رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی کہ میں آپ سے احادیث سنتا ہوں لیکن وہ احادیث مجھے بھول جاتی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اپنی چادر کو پھیلاؤ۔ میں نے چادر پھیلائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر اپنا دستِ اقدس پھیرا۔ پھر مجھے فرمایا اسے اٹھا لو۔ میں نے چادر کو اٹھا لیا۔ اس کے بعد مجھے ایک حدیث بھی نہیں بھولی۔

امام طبرانی اور ابن السکن رحمہما اللہ نے حضرت مالک بن عمیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے سر اور چہرے پر اپنا دستِ اقدس پھیرا۔ وہ کافی عمر رسیدہ ہو گئے لیکن ان کے سر اور چہرے کے وہ بال جن پر دستِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لگا تھا وہ ساری زندگی سیاہ رہے۔

ابن عساکر اور مدائنی رحمہما اللہ نے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت اُسید بن ابی ایاس رضی اللہ عنہ

کے چہرے پر اپنا دستِ اقدس پھیرا اور اُن کے سینے پر بھی اپنا مبارک ہاتھ پھیرا۔ اس کے بعد حضرت اسید رضی اللہ عنہ جس تاریک گھر میں داخل ہوتے وہاں اُجالا ہو جاتا۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک کنویں سے ایک ڈول پانی نکالا گیا۔ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس ڈول میں کُلّی فرمائی پھر اس پانی کو دوبارہ کنویں میں پھینک دیا گیا۔ صرف اس کُلی کی برکت سے کنویں سے کستوری جیسی خوشبو آتی تھی۔ (حجۃ اللہ علی العالمین)

امام بیہقی رحمۃ اللہ نے حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ سے "شعب الایمان" میں روایت کیا۔ حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ایک سو چار کتابیں نازل فرمائیں اور اُن سب کے علوم چار کتابوں توراۃ، زبور، انجیل اور قرآن کریم میں رکھے۔ پھر توراۃ زبور و انجیل کے تمام علوم قرآن کریم میں جمع فرمائے اور اللہ جل مجدہٗ نے فرمایا: اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝ "بے شک ہم نے یہ قرآن اتارا ہے اور ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔"

عَنْ مَعْرُوْفِ الْكَرْخِيِّ قَالَ مَنْ قَالَ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ عَشْرَ مَرَّاتٍ اَللّٰهُمَّ اَصْلِحْ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ فَرِّجْ عَنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُتِبَ مِنَ الْاَبْدَالِ۔ (رواہ فی الحلیۃ کذا فی المواہب زرقانی ص۲۳) "جو شخص ہر روز دس بار یہ دعا پڑھے: "اے اللہ! اُمتِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اصلاح فرما۔ اے اللہ! اُمتِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے غم دُور کر۔ اے اللہ اُمتِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحم کر" تو وہ ابدال میں لکھا جائے گا۔"

ابن اسحاق رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اصحاب رسول رضی اللہ عنہم نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم: وہ کون سی حجت تھی جو اللہ تعالیٰ نے آپ کے بارے میں کسریٰ کو دکھائی تھی؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ بھیجا۔ اس فرشتہ نے اپنا ہاتھ اس کمرے کی دیوار میں سے نکالا جس میں کسریٰ موجود تھا۔ اس ہاتھ کے نور سے سارا کمرہ جگمگا اٹھا۔ جب بادشاہ نے اُسے دیکھا خوفزدہ ہو گیا۔ فرشتے نے کہا اے کسریٰ ڈرنے کی ضرورت نہیں! اللہ رب العزت نے ایک رسول مکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) مبعوث کیا ہے۔ ان پر اپنی لاریب کتاب نازل کی ہے۔ تو ان کی اتباع کر، دنیا و آخرت میں سلامت رہے گا۔ یہ سُن کر کسریٰ نے کہا میں عنقریب اس میں غور و فکر کروں گا۔

ابو سعد اور ابو نعیم رحمہما اللہ نے ایک سند کے ساتھ روایت کیا ہے کہ عبداللہ بن ساعدہ الہندی نے اپنے والد گرامی قدر سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں میں اپنے بُت کے پاس بیٹھا ہوا تھا، میں نے اس کے پیٹ سے آواز سنی۔ وہ اس طرح آواز لگا رہا تھا: "جنات کے مکر و فریب ختم ہو گئے اور آسمان کا تحفظ کر دیا گیا ہے۔ اس نبی مکرم کا ظہور ہو گیا ہے جن کا اسم مبارک احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔" میں اس بُت کے سامنے سے اُٹھ کر چلا آیا۔ راستے میں مجھے ایک شخص ملا، جس نے مجھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ کی نبوت کی بشارت دی۔

(حجۃ اللہ علی العالمین)

کھجور کی شاخ منور ہو گئی

حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت میں انہوں نے عشاء کی نماز پڑھی۔ وہ رات بہت تاریک تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کو کھجور کی ایک شاخ عطا فرمائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس کو ساتھ لے جاؤ۔ یہ دس ہاتھ تمہارے سامنے اور دس ہاتھ تمہارے پیچھے روشنی کرے گی۔ اور جب تم اپنے گھر میں داخل ہو جاؤ تمہیں کوئی کالی چیز نظر آئے تو اسے مارنا اور اسے گھر سے نکال دینا کیونکہ وہ شیطان ہو گا۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ چل پڑے اور وہ کھجور کی شاخ منور ہو گئی حتیٰ کہ آپ اپنے گھر میں داخل ہو گئے۔ انہوں نے اپنے گھر میں ایک سیاہ چیز دیکھی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اُسے مار کر باہر نکال دیا۔ (اس حدیث کو ابو نعیم علیہ الرحمۃ نے روایت کیا)

عمرو بن شیبہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس کتابت کے معجزہ ہونے پر محدثین کی پوری ایک جماعت قائل ہے جیسے ابوالفتح نیشاپوری، قاضی ابو ولید لخمی، قاضی ابو جعفر سمنانی اصولی رضی اللہ عنہم ہیں۔

عمرو بن شیبہ نے اپنی تالیف "کتاب الکتاب" میں روایت کیا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے "حدیبیہ" کے دن اپنے دست مبارک سے تحریر فرمایا۔ جہاں "رسول اللہ" لکھا تھا وہاں "محمد" (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تحریر فرما دیا۔ باوجودیکہ آپ اچھی طرح کتابت نہ جانتے تھے۔ ابو مسعود

دمشقی قدس سرہ کے اوراق میں بھی صلحنامہ والی حدیث میں دستِ اقدس سے لکھنے والا یہ واقعہ تحریر ہے۔ (جواہر البحار)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم و توقیر

حدیث: امام ترمذی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اصحاب مہاجرین و انصار کے پاس تشریف لاتے اور وہ بیٹھے ہوتے۔ ان میں ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما بھی ہوتے تو ان سب صحابہ میں سے کوئی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف آنکھ اُٹھا کر بھی نہ دیکھتا سوائے ابُوبکر و عمرُ رضی اللہ عنہما کے۔ صرف یہی دو صاحبان حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف دیکھتے۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ کر تبسم کرتے، اور آپ اُن سے مُسکراتے۔ (ترمذی)

حدیث: حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا۔ حضور کے ارد گرد صحابہ رضی اللہ عنہم تھے۔ ایسے ادب سے بیٹھے تھے کہ ایسا معلوم ہوتا تھا گویا اُن کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں (بالکل نہ ہلتے تھے)

اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صفت والی حدیث میں ہے: جب آپ کلام فرماتے، حاضرین اپنے سر جھکا لیتے، جیسا کہ ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ حجام آپ کے بال مبارک مونڈ رہا تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارد گرد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پھر رہے تھے۔ ہر بال کسی نہ کسی کے ہاتھ آجاتا۔ (نسیم الریاض جلد ۳)

حدیث: مغیرہ میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کمال

ادب و احترام کی وجہ سے آپ کا دروازہ ناخنوں سے بجاتے تھے۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں ارادہ کرتا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فلاں امر کے متعلق پوچھوں، لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہیبت اور تعظیم کی وجہ سے کئی سال تک سوال مؤخر کرتا رہا۔

بارہ انبیائے کرام علیہم السلام نے تمنا کی کاش! ہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت میں سے ہوتے۔ (سبع سنابل، نسیم الریاض)

حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ و حضرت عیسیٰ علیہم الصلوٰۃ والسلام نے عرض کی اے اللہ! ہمیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت بنا۔

مقامِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: حضرت انس رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ حضور سید المرسلین، خاتم النبیین، رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"اِنَّ الرِّسَالَۃَ وَالنُّبُوَّۃَ قَدِ انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُوْلَ بَعْدِیْ وَلَا نَبِیَّ بَعْدِیْ۔" (ترجمہ) "بے شک اب رسالت اور نبوت یقیناً منقطع ہو گئی، میرے بعد کسی قسم کا رسول نہیں اور نہ میرے بعد کوئی نبی ہے۔"

(رواہ الترمذی والحاکم باسناد الصحیح۔ زرقانی جلد ۵)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لَآ اُقْسِمُ بِھٰذَا الْبَلَدِ وَاَنْتَ حِلٌّ بِھٰذَا الْبَلَدِ ط

(پ ۳۰، البلد)

"مجھے اس شہر کی قسم اے محبوب! تم اس شہر میں تشریف فرما ہو۔" (صلی اللہ علیہ وسلم)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام (بظاہر) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے کے نبی ہیں نہ یہ کہ وہ نزول کے بعد نبی بنیں گے یا اپنی شریعت کی طرف بلائیں گے۔ بلکہ وہ ایک اُمتی کی حیثیت سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت کے مُتبع و ناشر ہوں گے اور آپ ہی کی شریعت

کی طرف بلائیں گے اور دعوت دیں گے ۔

علامہ علی قاری رحمۃ اللہ فرماتے ہیں :

وَدَعْوَی النُّبُوَّةِ بَعْدَ نَبِیِّنَا صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کُفْرٌ بِالْاِجْمَاعِ ۔ (شرح فقہ اکبر ص۲۰۲)

"اور نبوت کا دعوی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد باجماع کفر ہے ۔"

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

اَلَا وَاَنَا حَبِیْبُ اللّٰهِ ۔ (رواہ الترمذی / مشکوٰۃ)

"خبردار ! (میرے غلامو سن لو) میں اللہ تعالی کا محبوب ہوں ۔"

امام بیہقی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا : اللہ تعالی نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا اور موسیٰ علیہ السلام کو کلیم بنایا اور مجھے اپنا محبوب بنایا ۔ پھر اللہ تعالی نے فرمایا مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم ! میں اپنے محبوب کو اپنے خلیل پر ترجیح دوں گا ۔ (مواہب وزرقانی)

" نمازی نماز میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خطاب کرتا اور پکارتا ہے "اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ ۔" (مواہب وزرقانی جلد ۵)

حجۃ الاسلام امام محمد غزالی قدس سرہ کا ارشاد ہے :

وَاَحْضِرْ فِیْ قَلْبِكَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَشَخْصَهُ الْکَرِیْمَ وَقُلْ سَلَامٌ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ ۔ (احیاء العلوم جلد ۱ ۔ مرقاۃ)

"التحیات پڑھتے وقت تو السلام علیک ایھا النبی پر پہنچے تو اپنے دل میں نبی پاک کی ذات بابرکات کو حاضر سمجھ اور پھر عرض کر سَلَامٌ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ

(ترجمہ) "اے (غیب کی خبریں دینے والے) نبی آپ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکات ہوں ۔"

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حاضر وناظر ہونے کا ثبوت آیت قرآنی سے ملاحظہ فرمائیں :

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ ۔ (پارہ ۲۱ / احزاب : رکوع ۶)

"نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مومنوں کی جانوں سے بھی زیادہ ان کے قریب ہیں ۔"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا :

مَا مِنْ مُؤْمِنٍ اِلَّا وَاَنَا اَوْلَی النَّاسِ بِهٖ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ ۔ (اخرجہ البخاری ، جلد ۱)

"کوئی مومن نہیں مگر میں دنیا و آخرت میں تمام لوگوں کی بہ نسبت اس کے زیادہ قریب ہوں ۔"

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

اَنَا اَوْلٰی بِکُلِّ مُؤْمِنٍ مِنْ نَفْسِهٖ ۔ اخرجہ احمد وابوداؤد / درمنثور ، جلد ۵

"میں ہر مومن سے اس کی جان کی نسبت زیادہ نزدیک ہوں ۔"

قراءت خلف الامام

امام بیہقی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نماز ظہر پڑھائی ۔

فَقَرَأَ رَجُلٌ مِّنَ النَّاسِ فِیْ نَفْسِهٖ فَقَالَ هَلْ قَرَأَ مَعِیَ اَحَدٌ مِّنْکُمْ قَالَهٗ ثَلَاثَةً ۔ فَقَالَ الرَّجُلُ نَعَمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنَا کُنْتُ اَقْرَءُ

"تو ایک آدمی نے اپنے دل میں قرارت کی ۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا : کہ تم میں سے کسی نے میرے ساتھ

فَقَالَ اَقُوْلُ مَالِیْ اُنَازَعُ الْقُرْاٰنَ
اَمَا یَکْفِیْ اَحَدُکُمْ قِرَاۃُ اِمَامِہٖ
اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِیُؤْتَمَّ بِہٖ
فَاِذَا قَرَاَ فَانْصِتُوْا ۔"
(بیہقی)

قرأت کی؟ تین بار فرمایا۔ ایک شخص نے عرض کی، میں نے قرأت کی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں بھی کہتا تھا کہ قرآن میں جھگڑا کیا جا رہا ہوں۔ کیا تمہیں امام کی قرأت کفایت نہیں کرتی؟ امام اس لئے بنایا جاتا ہے کہ اس کی اقتدا کی جائے۔ جب وہ قرأت کرے تو تم چپ رہو۔"

اس حدیث سے واضح ہوا کہ سری نماز میں بھی مقتدی خاموش رہیں۔ نیز جس شخص نے قرأت خلف الامام کی تھی اس نے اپنے جی میں کی تھی۔ تو اس حدیث سے امام کے پیچھے جی میں بھی پڑھنے کی ممانعت واضح ہوئی۔ "وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَہٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝" یہاں "اَنْصِتُوْا" پر عمل ہوگا۔ امام چونکہ سری وجہری نماز میں قرأت کرتا ہے۔ لہٰذا مقتدی کے لئے تمام نمازوں میں خاموش رہنا ہوگا۔

خُلق عظیم

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں، میں نے نو (۹) سال نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کا شرف حاصل کیا۔ آپ نے کبھی کسی چیز کے لئے مجھے یہ نہیں فرمایا کہ تو نے برا کیا اور نہ یوں فرمایا کہ جو تو نے کیا برا ہی کیا۔ اور جب مجھ سے کوئی چیز ٹوٹ جاتی تو فرماتے اس کی مدت پوری ہوگئی تھی۔ اگر کبھی میں نے کوئی کام چھوڑ دیا تو یہ نہیں فرمایا کہ یہ کام تو نے کیوں چھوڑا؟ نہ ہی کبھی مجھے مارا، نہ جھڑکا اور نہ ہی کبھی ترش روئی اختیار کی۔ اگر آپ کے گھر والوں میں سے کوئی مجھے ملامت کرتا تو فرماتے "اسے چھوڑ دو، اگر کسی چیز پہ قادر ہوتا تو کر لیتا۔ از روئے اخلاق نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام لوگوں سے

بہترین تھے۔ میں نے کبھی کوئی کستوری یا عطر نہیں سونگھا جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پسینے سے زیادہ خوشبودار ہو۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر کوئی خُلق والا نہ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی بھی ساتھی یا آپ کے کسی بھی گھر والے نے آپ کو پکارا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "میں حاضر ہوں"۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی: وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ ۝ "اور بے شک آپ خُلق عظیم کے درجے پر فائز ہیں۔" (القلم: ۴) (شمائل بغوی)

نماز باجماعت ادا کرو

حضرت سعید ابن مسیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "جس نے پانچوں نمازیں باجماعت ادا کیں، اس نے دو خشکیاں اور دو سمندر عبادت سے بھر لئے۔ انسان کو چاہیئے کہ نماز کے وقت پہلے ہی سے ہر نماز کے لئے وضو کرے۔ اس میں اس کی حفاظت اور حسن معاملہ ہے۔" (قوت القلوب)

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نے اللہ کی قسم کھاتے ہوئے فرمایا: "اللہ تعالیٰ کو تین اعمال سب سے زیادہ محبوب ہیں:
(۱) صدقہ کا حکم دینا۔ (۲) نماز باجماعت کی جانب قدم اٹھانا۔ (۳) لوگوں میں اصلاح کرنا۔

روزانہ صدقہ کرو

حدیث میں آتا ہے: "ہر آدمی قیامت کے روز اپنے صدقہ کے سایہ میں ہوگا۔"

بندے کو چاہیئے کہ ہر دن اور رات کچھ نہ کچھ صدقہ کرتا رہے چاہیے ایک لقمہ یا ایک کھجور کے برابر ہی صدقہ کرے اور اللہ تعالیٰ مسلسل صدقہ وخیرات پر انعام دیتا ہے۔ اور قبول کرتا ہے چاہے کم ہو۔ (قوت القلوب)
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "سائل کا حق ہے چاہے

گھوڑے پر سوار ہو کر آتے اور چاندی کی لگام ہو۔" اور فرمایا "سائل کو خالی واپس نہ کرو چاہے جلا ہوا کھُر دو۔" کیونکہ صدقہ بلائیں اور بیماریاں دُور کرتا ہے۔" (قوت القلوب)

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ۝

(پارہ ۶ - المائدہ : ع ۳)

"بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نُور آیا (یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور روشن کتاب۔"

اس آیت میں نُور سے مُراد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات با برکات ہے۔[1]

حدیث : ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يَرٰى فِى الظُّلْمَاءِ كَمَا يَرٰى فِى الضَّوْءِ ۔ (اخرجہ ابن عدی والبیہقی وابن عساکر و الخصائص الکبریٰ جلد ۱ ص ٦١)

"حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اندھیرے میں ایسے دیکھتے تھے جیسا کہ روشنی میں دیکھا کرتے تھے۔" (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روشنی و اندھیرے میں یکساں دیکھتے تھے)۔

حدیث : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

هَلْ تَرَوْنَ قِبْلَتِىْ هٰهُنَا وَاللّٰهِ مَا يَخْفٰى عَلَىَّ رُكُوْعُكُمْ وَلَا خُشُوْعُكُمْ وَاِنِّىْ لَاَرَاكُمْ وَرَآءَ ظَهْرِىْ ۔ (رواہ البخاری جلد ۱)

"تم یہ سمجھتے ہو کہ میرا رُخ اس طرف ہے اللہ کی قسم نہ تمہارا رکوع مجھ پر مخفی ہے اور نہ تمہارا خشوع (جو دل کی کیفیت ہے اور سینہ کا راز)

[1] یہ قول کہ نُور اور کتاب دونوں سے مراد قرآن ہے امام رازی فرماتے ہیں، ھٰذا ضعیف "یہ ضعیف ہے"۔ (تفسیر کبیر جلد سوم، ص ۵٦٦)

ہے مجھ سے پوشیدہ۔ اور بے شک میں تمہیں اپنی پیٹھ پیچھے سے دیکھتا ہوں۔"

شیخ ابوالعباس مرسی قدس سرہٗ نے فرمایا :

لِىْ اَرْبَعُوْنَ سَنَةً مَا حُجِبْتُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَوْ حُجِبَ عَنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَرْفَةَ عَيْنٍ مَا عَدَدْتُ نَفْسِىْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۔

(الطبقات الکبریٰ للشعرانی جلد ۲ جامع کرامات الاولیاء للنبہانی جلد ۱ صفحہ ۵۲)

"مجھے چالیس سال ہو گئے کہ میں ایک لمحہ کے لئے بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اوجھل نہ ہوا ہر وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھتا ہوں۔ اور اگر پلک جھپکنے کے برابر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اوجھل ہو جاؤں تو میں اپنے آپ کو مسلمانوں میں شمار نہ کروں۔"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا : "اے حبیب! (صلی اللہ علیہ وسلم) جس نے میرا ذکر کیا اور تیرا ذکر نہ کیا اس کا جنت میں کوئی حصہ نہیں"۔ (در منثور جلد ٦)

اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر بلند کیا ہے۔ جب بھی اذان ہوتی ہے یا خطبہ اور التحیات میں جب ذکرِ خدا ہوتا ہے تو ذکرِ مصطفےٰ بھی ساتھ ہوتا ہے۔ حضور علیہ السلام کی شفاعت سے جنتیوں کے مرتبے بلند ہوں گے اور کوئی اُمتی دوزخ میں نہ رہے گا۔ (کشف الغمہ)

موقف میں آپ کی شفاعت سے حساب میں تخفیف ہو گی۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرۂ انور اور سرِ اقدس کے ہر بال سے نور کا ظہور ہو گا۔ (کشف الغمہ)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت اور آلِ اطہار رضی اللہ عنہم میں سے کوئی دوزخ میں نہیں جائے گا۔

(کشف الغمہ / فتوحاتِ مکیہ / جواہر البحار جلد ۱)

تمام اہل محشر کو حکم ہوگا کہ آنکھیں بند کرلیں تاکہ قاسم جنّت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی سیّدہ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا پل صراط سے گذریں۔ چنانچہ آپ گذریں گی اور آپ کے کندھے پر حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا خون آلود کپڑا ہوگا۔ یہاں تک کہ ربّ کریم کے حضور حاضر ہوں گی۔ پھر رب تعالیٰ فیصلہ فرمائے گا جو چاہے گا۔ (کشف الغمہ/ تفسیر عزیزی)

صدقہ کا ثواب میّت کو پہنچتا ہے

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ایک آدمی نے حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام سے پوچھا میری ماں کا اچانک انتقال ہوگیا اور میرا خیال ہے کہ اگر انہیں بات کرنے کا موقع ملتا تو وہ کچھ نہ کچھ خیرات کرتیں۔ اگر میں اُن کی طرف سے کچھ خیرات کر دُوں تو کیا انہیں اس کا ثواب ملے گا؟ ارشاد فرمایا "ہاں اُسے ثواب ملے گا۔" (بخاری)

احادیث نبویہ : حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو اوّلین و آخرین کا علم ہے۔

حضور سرورِ عالم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم تسلیماً کے علمِ غیب سے متعلق شیخ الحدیث حضرت علّامہ مولانا منظور احمد فیضی صاحب دامت برکاتہم العالیہ اللہ تعالیٰ اُن کا سایۂ عاطفت ہمیں نصیب کرے اور اُنکے فیوض و برکات اور تصانیف و تعلیمات سے مستفید فرمائے۔ آمین : آپ کی مایۂ ناز، مستند، مدلّل اور قابلِ فخر تصنیف "مقامِ رسول" (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے چند احادیث اور واقعات من وعن پیش کرتا ہوں :

حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے

فَاَوْرَثَنِیْ عِلْمَ الْاَوَّلِیْنَ وَ الْاٰخِرِیْنَ وَعَلَّمَنِیْ عُلُوْمًا شَتّٰی فَعِلْمٌ اَخَذَ عَلٰی کِتْمَانِہٖ

"مجھے اوّلین و آخرین کے علم کا وارث بنایا اور مجھے مختلف علوم کی تعلیم دی۔ ایک علم وہ ہے جس کا چھپانا مجھ پر لازم

اِذْ عَلِمَ اَنَّہٗ لَا یَقْدِرُ عَلٰی حَمْلِہٖ غَیْرِیْ وَعِلْمٌ خَیَّرَنِیْ فِیْہِ وَعِلْمٌ اَمَرَنِیْ بِتَبْلِیْغِہٖ اِلَی الْعَامِ وَالْخَاصِ۔

(تفسیر روح البیان جلد ۳ صفحہ ۲۴۲)

قرار دیا کیونکہ وہ ایسا علم ہے کہ جس کو میرے بغیر کوئی نہیں اُٹھا سکتا۔ دوسرا وہ علم ہے کہ جس کے بتانے اور چھپانے کا مجھے اختیار دیا گیا۔ تیسرا وہ علم ہے جس کے بارے میں عوام و خواص کی تبلیغ کا حکم دیا گیا۔

زیرآیت سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ "فَعَلِمْتُ عِلْمَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ"۔ (تفسیر روح البیان جلد ۳ صفحہ ۴۵۳)

حضرت سواد بن قارب رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام سے عرض کیا تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکار نہ فرمایا۔ ملاحظہ ہو:

"فَاَشْہَدُ اَنَّ اللّٰہَ لَا رَبَّ غَیْرُہٗ وَاَنَّکَ مَاْمُوْنٌ عَلٰی کُلِّ غَائِبٍ۔

(عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری جلد ۱۷ صفحہ ۸)

"میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی رب نہیں۔ اور بے شک (یارسول اللہ) آپ ہر غیب پر امین ہیں" (مقامِ رسول)

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اس حدیث کے بہت سے طرق ہیں۔ بیہقی، بزار سے۔ ابن شاہین انس رضی اللہ عنہ سے، ابن سفیان ابن عبدالرحمن سے، بخاری تاریخ میں اور بغوی و طبرانی سعید بن جبیر سے، ابن سفیان اور ابو یعلی اور حاکم اور بیہقی اور طبرانی محمد بن کعب قرظی وغیرہ اس حدیث کے مخرج ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا :

فَوَضَعَ یَدَہٗ بَیْنَ ثَدْیَیَّ وَبَیْنَ

"اللہ تعالیٰ نے (قدرت والا) ہاتھ

كَتِفَيَّ فَوَجَدْتُ بَرْدَهَا بَيْنَ ثَدْيَيَّ فَعَلَّمَنِي كُلَّ شَيْءٍ۔

(الحدیث: اخرجہ الطبرانی فی السنۃ والشیرازی فی الالقاب وابن مردویہ، دُرِّ منثور جلد ۵ صفحہ ۳۲۰)

"میرے سینہ اور میرے دونوں کندھوں کے درمیان رکھا۔ میں نے اُس کی ٹھنڈک سینہ میں پائی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے ہر چیز کا علم دے دیا۔"

زمین و آسمان کی ہر چیز حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام پر روشن ہو چکی۔

یہی مضمون حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مرفوعًا مروی ہے:

فَتَجَلّٰى لِي بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ

(اخرجہ ابن نصر والطبرانی فی السنۃ) / دُرِّ منثور جلد ۵ صفحہ ۳۲۰

"جو کچھ زمین و آسمان میں ہے میرے لئے روشن ہو گیا۔"

حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو مَا کَانَ وَ مَا یَکُوْنُ کا علم ہے

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا:

لَيْلَةَ الْمِعْرَاجِ قُطِرَتْ فِي حَلْقِي فَعَلِمْتُ مَا كَانَ وَمَا سَيَكُوْنُ

(تفسیر روح البیان) زیرِ حدیث: "علمت ما کان و ما سیکون"۔

"شبِ معراج میرے حلق میں قطرہ ڈالا گیا تو میں نے جان لیا جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ ہو رہا ہے اور جو ہو گا۔"

(تفسیر روح البیان جلد ۵، صفحہ ۶۲۵ زیر آیت: "وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ")

بعض ضدّی لوگ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو عالمِ مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ کے منکر ہیں۔ حالانکہ بھیڑیے تک اس کے قائل ہیں۔ منکر بھیڑیے سے بھی بدتر ہیں۔ ملاحظہ ہو:

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

ایک بھیڑیا بکریوں کے چرواہے کے پاس آیا اور ان بکریوں سے ایک بکری لے گیا۔ چرواہا بھاگا یہاں تک کہ بکری بھیڑیے سے چھڑا لایا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ پھر بھیڑیا ایک ٹیلے پر چڑھا اور دُم دبا کر بیٹھ گیا۔ اور کہنے لگا "میں نے روزی کا قصد کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے روزی دی میں نے اُسے لیا۔ (پھر اے چرواہے!) تو میرا رزق مجھ سے چھین لے گیا"۔ تو چرواہے نے کہا: "اللہ کی قسم! میں نے آج جیسا دن نہ دیکھا کہ بھیڑیا باتیں کرتا ہے"۔ بھیڑیے نے کہا: "اس سے عجیب تر یہ ہے کہ دو سنگستان کی کھجوروں میں (مدینہ منورہ میں) ایک مرد ہیں (یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کہ

يُخْبِرُكُمْ بِمَا مَضٰى وَمَا هُوَ كَائِنٌ بَعْدَكُمْ۔

"جو کچھ گذر چکا اور جو تمہارے بعد ہونے والا ہے اس کی بھی تمہیں خبر دیتے ہیں۔"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ وہ (چرواہا) یہودی تھا۔ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ سلم کو مذکورہ واقعہ عرض کیا اور ایمان لے آیا۔ حضور نے اس چرواہے کے (اس) واقعہ کی تصدیق کی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا "یہ باتیں علاماتِ قیامت سے ہیں۔ قریب ہے کہ مرد اپنے گھر سے نکلے گا تو وہ نہ لوٹے گا، مگر اس کی جوتیاں اور اس کا کوڑا اس کے جانے کے بعد والے گھریلو واقعات بیان کر دیں گے۔" (رواہ البغوی فی شرح السنۃ / مشکوٰۃ باب المعجزات فصل ۲، صفحہ ۵۴۱)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَامَ فِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَامًا مَا تَرَكَ شَيْئًا

"ہم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے قیام فرمایا۔ اس جگہ قیام

يَكُوْنُ فِيْ مَقَامِهٖ ذٰلِكَ إِلٰى قِيَامِ السَّاعَةِ إِلَّا حَدَّثَ بِهِ الْحَدِيْثَ ۔ (بخاری، مسلم ۔ جلد ۲ ۔ صفحہ ۲۹۰ / مشکوٰۃ ۔ کتاب الفتن حدیث ۱ ص ۴۶۱)

قیامت تک ہونے والی کسی شے کو نہ چھوڑا ۔ اور سب چیزوں کو بیان فرما دیا ۔"

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا :

إِنَّ اللّٰهَ زَوٰى لِيَ الْأَرْضَ فَرَأَيْتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا (صحیح مسلم جلد ۲ صفحہ ۳۹۰ / مشکوٰۃ باب فضائل سید المرسلین ، فصل ۱)

"بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے لئے زمین سمیٹ دی ۔ پس میں نے زمین کے مشرقوں اور مغربوں کو دیکھ لیا ۔"

حضور جمیع مخلوقات کے احوال سے باخبر ہیں اسی لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ابتدا مخلوق سے لیکر انتہائے مخلوق تک ہر ہر چیز کی خبر دے دی ۔

فاروق اعظم حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ہم میں ایک جگہ قیام فرمایا :

فَأَخْبَرَنَا عَنْ بَدْءِ الْخَلْقِ حَتّٰى دَخَلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ مَنَازِلَهُمْ وَأَهْلُ النَّارِ مَنَازِلَهُمْ ۔ (صحیح بخاری جلد ۱ صفحہ ۴۵۳ کتاب بدء الخلق پ ۱۳ / مشکوٰۃ باب بدء الخلق جلد ۲)

"پس ہم کو ابتدا الخلق سے خبر دی یہاں تک کہ جنتی لوگ اپنی منزلوں میں پہنچ گئے اور جہنمی اپنی منزلوں میں ۔ یعنی روز اول سے دخول جنت و دوزخ تک کے تمام تفصیلی حالات بیان فرما دئے ۔"

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر تم میری رحمت چاہتے ہو تو میری مخلوق پر رحم کرو ۔ (ابن حبان والدیلمی)

معجزاتِ اقدس (۱) ۔ کنویں میں تیر ڈال کر اس کا پانی بڑھا دیا ۔

(۲) ۔ غروب شدہ سورج کو واپس لوٹایا ۔ (شفا شریف)

(۳) ۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے باغ میں قدم مبارک رکھا وہ سال میں دوبار پکنے لگا ۔ (مشکوٰۃ شریف)

(۴) ۔ دو دفعہ چاند کو انگلی سے چیر دیا ۔ (قرآن مجید / صحیح بخاری / صحیح مسلم عن انس / بیہقی)

(۵) ۔ کھجور کی ٹہنی کو تلوار بنا دیا ۔

(۶) ۔ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کوڑا منور کر دیا ۔

(۷) ۔ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حمزۃ الاسلمی کی انگلیوں کو روشن کر دیا ۔

(۸) ۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کی آنکھ جو نکل چکی تھی لعاب مبارک لگا کر جوڑ دی ۔ اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی آنکھ بھی درست کر دی ۔ (مقام رسول)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ایک دن خطبہ دیا ۔ ایک شخص آپ کے پیچھے شکل بگاڑ کر آپ کی نقلیں اتارنے لگا ۔ کُنْ فَیَکُوْن کے مالک حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا : "كُنْ كَذٰلِكَ" ۔ ایسا ہی ہو جا ۔ تو وہ بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑا ، اس کو گھر والے اٹھا کر لے گئے ۔ بے ہوشی سے افاقہ ہونے پر منہ اسکا اسی طرح بگڑا ہوا تھا جیسا کہ نقل اتارتے وقت تھا ۔ (اخرجہ بیہقی / خصائص الکبریٰ) ۔

حکم بن عاص نے بطور تمسخر حضور اقدس صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے چلنے کی نقل اتاری ۔ حضور نے فرمایا : "ایسا ہی ہو جا" ۔ تو اس کو رعشہ ہو گیا ۔

حضرت مقاتل بن حیان سے "یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ" کی تفسیر یوں
مروی ہے کہ "اقامت صلوٰۃ" سے مراد اس کی محافظت کرنا، اُسے وقت
پر ادا کرنا۔ اس میں قیام، رکوع اور سجود کرنا ہے اور آخری تشہد میں
نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہ درود پڑھنا ہے۔ یہ روایت بیہقی نے
قوی سند کے ساتھ "الخلافیات" میں تخریج کی ہے۔ شعبی نے بیہقی
سے یہ بھی روایت کیا ہے کہ جس نے تشہد میں درود شریف نبی کریم علیہ
الصلوٰۃ والسلام پہ نہ پڑھا اُسے نماز لوٹانی چاہیے۔ اس کی نماز نہیں ہوئی۔

حدیث : حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔
فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا۔
کہ "لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِطُھُوْرٍ وَّ بِالصَّلٰوۃِ عَلَیَّ۔" وضو اور مجھ پہ درود
پڑھے بغیر نماز نہیں ہوتی۔" (القول البدیع)

خوش خلقی کی حدیث : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ و
سلم نے فرمایا ہے: "جب دو مسلمان آپس میں ملاقات کریں تو ان پر اللہ
کی رحمت کے سو (۱۰۰) حصے نازل ہوتے ہیں جن میں نوے (۹۰) اُس کے
لئے ہوتے ہیں جو زیادہ شگفتہ روئی اور خندہ پیشانی اور تپاک سے ملتا
ہے اور دس حصے اُس کے لئے جو کم شگفتہ رُو ہو۔"

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بن عبداللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "ہر نیکی صدقہ ہے اور یہ بھی صدقہ ہے کہ
تم اپنے بھائی سے خندہ پیشانی کے ساتھ ملاقات کرو اور یہ بھی نیکی ہے کہ
تم ڈول میں سے اپنے بھائی کے برتن میں پانی ڈال دو۔"

شریفانہ اخلاق کی نشانی یہ ہے کہ تم اُسے معاف کر دو جو تم پر ظلم و
زیادتی کرے اور جو تم سے قطع تعلق کرے، اس کے ساتھ میل جول رکھو،

اور جو تمہیں محروم کرے اس کے ساتھ بخشش کرو۔"

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "صلہ رحمی کرنے والا وہ
نہیں جو کسی کا بدلہ دے بلکہ وہ ہے کہ اگر تم اس سے قطع تعلق کرو تو صلہ رحمی
کو برقرار رکھے۔"

شیخ فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے "جوانمردی یہ ہے کہ
بھائیوں کی لغزشوں کو معاف کیا جائے۔"

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور نبی کریم
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جبرائیل امین نے یہ بات میرے دل میں ڈالی
کہ کوئی جان اُس وقت تک نہیں مرتی جب تک وہ اپنی مقررہ روزی کو
ختم نہ کرلے۔ لہذا اللہ تعالی سے ڈرو اور حلال رزق حاصل کرو۔"

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: "دو بھوکے کبھی سیر نہیں
ہوتے۔ علم کا بھوکا اور دولت کا بھوکا۔"

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔"روز قیامت ہر امیر اور غریب
(فقیر) یہ آرزو کرے گا کہ کاش دنیا میں اُسے معمولی غذا میسر آتی۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حرص اور دنیا کی بہت زیادہ
جستجو کرنے سے منع فرمایا ہے اور فرمایا" اے لوگو! بہتر طریقے سے رزق حاصل
کرو اس لئے کہ بندہ کو وہی کچھ ملتا ہے جو اس کے مقدر میں لکھ دیا جاتا ہے۔
اور کوئی انسان دنیا سے اپنا رزق ختم کئے بغیر کوچ نہیں کرے گا۔"

حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔ سخاوت جنت
کے درختوں میں سے ایک درخت ہے جس کی شاخیں زمین تک لٹک
رہی ہیں جس نے ان میں سے ایک کو تھام لیا وہ شاخ اسے جنت میں
لے جائے گی۔

حضرت مقدام بن شریح رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد سے اور وہ اپنے

جدِ امجد کے حوالے سے روایت کرتے ہیں کہ اُن کے دادا نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے کوئی عمل بتا دیجئے جو مجھے جنت میں لے جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کھانا کھلانا، سلام کرنا اور خوش اخلاقی سے پیش آنا مغفرت کے اسباب میں سے ہے۔ (مکاشفۃ القلوب)

حدیث مبارک میں آتا ہے۔ ایک روز حضرت جبرئیل علیہ السلام حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کی، میں نے ایک ایسا فرشتہ آسمانوں پہ دیکھا جو تخت پر بیٹھا ہوتا تھا اور اس کی خدمت میں ستر ہزار فرشتے صف باندھے حاضر تھے۔ اللہ تعالیٰ اُس کے ہر سانس سے ایک فرشتہ پیدا فرماتا ہے۔ میں نے ابھی شکستہ پروں کے ساتھ کوہ قاف میں روتے ہوئے دیکھا ہے۔ اس نے مجھے دیکھا تو کہا کہ تم بارگاہ الٰہی میں میری سفارش کرو۔ میں نے دریافت کیا کہ تمہارا کیا قصور ہے؟ اس نے جواب دیا۔ شبِ معراج جب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سواری گزری تو میں تخت پہ بیٹھا رہا اور تعظیم کے لئے کھڑا نہ ہوا۔ جس کی وجہ سے پروردگارِ عالم نے مجھے اس جگہ پہ عذاب میں ڈال رکھا ہے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا میں نے بارگاہِ الٰہی میں رو رو کر اس کی سفارش کی، تو اللہ ربّ العزت نے مجھ سے فرمایا کہ تم اُسے کہہ دو کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہ دُرود بھیجے۔ چنانچہ اس فرشتہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہ دُرود شریف پڑھا تو اللہ تعالیٰ نے اُسکا قصور معاف فرما دیا اور اُس کے پر بھی پیدا فرما دئے۔ (مکاشفۃ القلوب)

حضرت مالک بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ بنی سلمہ کے ایک آدمی نے عرض کی یا رسول اللہ کوئی ایسی نیکی ہے جو والدین کی وفات کے بعد کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہاں۔ اُن کے لئے اللہ تعالیٰ

کے ہاں دُعائے مغفرت مانگو۔ اُن کے وعدے پورے کرو۔ ان کے والدین دوستوں کی عزت کرو اور اُن کے رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرو۔ (مکاشفۃ القلوب)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے جس شخص نے اس حال میں صبح کی کہ اس کے ماں باپ اُس سے خوش ہوں، اس کے لئے جنت کے دو دروازے کھول دئے جاتے ہیں۔ اگر ماں باپ میں سے ایک زندہ ہے تو ایک دروازہ کھولا جاتا ہے اور جو اسی حال میں شام کرتا اسی طرح اس کے لئے بھی دو دروازے کھولدئے جاتے ہیں۔ اگر ماں باپ میں سے ایک زندہ ہے تو ایک دروازہ کھولا جاتا ہے اگرچہ ماں باپ زیادتی کریں۔ اگرچہ ماں باپ زیادتی کریں۔ اگرچہ ماں باپ زیادتی کریں اور جس نے اس حال میں صبح کی کہ اُس پہ اس کے ماں باپ خفا ہوں تو اُس کے لئے دوزخ کے دو دروازے کھولدئے جاتے ہیں اگر ماں باپ سے ایک زندہ ہو تو ایک دروازہ کھُلتا ہے اگرچہ ماں باپ زیادتی کریں۔ اگرچہ وہ زیادتی کریں۔ اگرچہ وہ زیادتی کریں۔

سیّدنا رسول کریم علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کا ارشاد ہے کہ نماز، روزہ، صدقہ، حج، زکوٰۃ، عمرہ اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے سے افضل ماں باپ کے ساتھ نیکی (حُسنِ سلوک) کرنا ہے۔ (مکاشفۃ القلوب)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کوئی نیا کپڑا پہنتے تو جمعۃ المبارک کے دن پہنتے۔ (اس حدیث کی سند میں ایک راوی عنبہ ضعیف ہے۔)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اعمال پیر اور جمعرات کے دن اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں پیش کئے جاتے ہیں۔ تو میں یہ پسند کرتا ہوں کہ میرے اعمال اس

حالت میں پیش کیے جائیں کہ میں نے روزہ رکھا ہوا ہو۔ (شمائل بغوی)
حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث الطبرانی نے نقل کی ہے
اور اسی طرح حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا میں ہے کہ ساتوں آسمانوں میں قدم بھر، بالشت اور ہتھیلی کی مقدار کوئی ایسی جگہ نہیں ہے جہاں کوئی فرشتہ قیام یا رکوع یا سجود میں نہ ہو۔ یہ چیز نص قرآنی سے معلوم ہے کہ تمام فرشتے جہاں بھی ہیں آقا و مولا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں۔ یہ وہ خصوصیت ہے جس کے ساتھ تمام انبیاء و مرسلین میں سے صرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے خاص فرمایا ہے۔

حدیث: ایک شخص نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم قیامت کب آئے گی؟ آپ نے فرمایا۔ تو نے اس کے لئے کیا تیار کیا ہے؟ عرض کی: میں نے تو اس کے لئے نہ زیادہ نمازیں پڑھی ہیں اور نہ زیادہ روزے اور نہ زیادہ صدقہ۔

وَلٰكِنِّيْ اُحِبُّ اللهَ وَرَسُوْلَهٗ قَالَ اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ۔ (صحیح بخاری جلد ۲۔ صحیح مسلم جلد ۲)

"ہاں اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "تو اپنے محبوب کے ساتھ ہوگا۔"

حدیث: حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَدِّبُوْا اَوْلَادَكُمْ عَلٰى ثَلَاثِ خِصَالٍ حُبِّ نَبِيِّكُمْ وَحُبِّ اَهْلِ بَيْتِهٖ وَقِرَاءَةِ الْقُرْاٰنِ۔ رواہ ابو نصر الشیرازی فی فوائدہ والدیلمی فی مسند الفردوس و

"اپنی اولاد کو تین خصلتوں کی تعلیم دو:
۱۔ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کی تعلیم۔
۲۔ اہلبیت نبی رضی اللہ عنہم کی محبت کی تعلیم۔

ابن النجار جامع الصغیر جلد ۱ ص)

حدیث: حضرت صفوان رضی اللہ عنہ ہجرت کر کے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پہنچے۔ عرض کی یا رسول اللہ! اپنا دست مبارک دیں۔ صفوان کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا ہاتھ مبارک مجھے دیا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:

اِنِّیْ اُحِبُّكَ قَالَ الْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ۔ (شفا شریف جلد ۲۔ رواہ الترمذی و النسائی۔)

"میں آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے محبت کرتا ہوں۔ فرمایا محب اپنے محبوب کے ساتھ ہوگا۔ (قیامت کے روز)

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

مَنْ اَحَبَّنِیْ كَانَ مَعِیَ فِی الْجَنَّةِ۔ (رواہ الترمذی مشکوٰۃ جلد ۱)

"جسے میرے ساتھ محبت ہے وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔"

امام قسطلانی کا نورانی بیان

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی مثل کہنے والو اور ہمسری کا دعویٰ کرنے والو اسے غور سے پڑھو:

اِعْلَمْ اَنَّ مِنْ تَمَامِ الْاِیْمَانِ بِهٖ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْاِیْمَانُ بِاَنَّ اللهَ تَعَالٰی جَعَلَ خَلْقَ بَدَنِهِ الشَّرِیْفِ عَلٰی وَجْهٍ لَمْ یَظْهَرْ قَبْلَهٗ وَلَا بَعْدَهٗ خَلْقُ آدَمِیٍّ مِثْلَهٗ

"جاننا چاہیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانے کی تکمیل سے ہے کہ اس بات پر ایمان ہو کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بدن شریف کی پیدائش اس طریقہ پر

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔
(زرقانی علی المواھب جلد ۴۔
ص۸۸/جواھر البحار جلد ۲ ص۱۶۴
ناقلہ عن المناوی/المواھب ص۱۵)

"حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرۂ اقدس اللہ تعالیٰ کے جمال کا آئینہ ہے اور اللہ تعالیٰ کے غیر متناہی انوار کا مظہر ہے۔"
(مدارج النبوت جلد ۱)

"کسی کو رسولِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بلند مرتبہ اور مقامِ اقدس کو پالینے اور دریافت کر لینے کی طاقت نہیں۔"

نیز امام محدث مناوی فرماتے ہیں کہ:
"تکمیلِ ایمان سے ہے یہ ایمان لانا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسد شریف کو اس طرح پیدا کیا کہ ان سے پہلے اور ان کے بعد ان کی مثل ظاہر نہ ہوا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بقدر حُسنہ وجمالہ۔"
(فیض القدیر)

ہوئی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے اور آپ کے بعد کسی آدمی کی خلقت اس طرح ہوئی۔" (حضور خِلقتاً بے مثل ہیں)

"مسلمانوں کا حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں یہ اعتقاد ہونا چاہئے کہ مرتبۂ اُلوہیت کے سوا جتنے کمالات اور کرامات ہیں، وہ سب حضور کے حق میں ثابت ہیں۔"

"بے شک تجھ پر یہ واجب ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانے کی تکمیل سے ہے یہ ایمان لانا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کے بدنِ مبارک کی پیدائش کو اس طرح کیا کہ حضور اوّلین وآخرین میں بے مثل ہیں" (جواہر البحار ۲)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ تلاوتِ قرآن کیا کرو یہ قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کی سفارش کرے گا۔ (صواعق محرقہ)

شیخ نور الدین ابن الجزار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:
"جو شخص حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے افعال، اقوال، احوال اور کمالات ومعجزات کے حصر وشمار کا ارادہ کرے اور اُن کے لئے سمندر کو سیاہی کرے اور درختوں کو قلمیں اور اللہ تعالیٰ اس کو اتنی لمبی عمر عطا کرے تو فضائل سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احاطہ میں قلمیں اور سیاہی ختم ہو جائے گی لیکن آپ کے فضائل کا احاطہ نہ ہو سکے گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فضل وسیع ہے اور اس کے عطیات بہت ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان دونوں (فضل مواہب) سے اپنے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو اتنا عطا فرمایا کہ نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سُنا اور نہ کسی بشر کے دل میں اس کا خیال گزرا۔" (جواہر البحار جلد ۳)

امام بدر الدین حسن بن عمر بن حبیب متوفی ۷۷۹ھ فرماتے ہیں:
"اے فضلِ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حصر وشمار میں رغبت رکھنے والے اپنے آپ پہ آسانی ونرمی کر کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل کا شمار نہیں ہو سکتا۔ اگر تو کہے کہ ریت کے ذرّوں کے برابر یا سنگریزوں کے برابر یا بارشوں کے قطروں کے برابر، ہم کہیں گے آپ کے فضائل اس سے بھی زیادہ ہیں۔" (جواہر البحار جلد ۳)

امام بدر الدین فرماتے ہیں: "اے تعریفِ احمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے حصر کا ارادہ کرنے والے ہوش میں آ۔ وہ ایسا سمندر ہے جس کے جواہر بے شمار ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اتنے معجزات ہیں کہ ان کے حصر وشمار میں ہر مؤرخ، محدث، قصاص حیران ہو گیا۔ قلمیں تو آپ کی فضیلت کو بیان نہیں کر سکتیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیبِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اتنے ظاہری وباطنی نعمتوں کے تحفے دئے کہ جن کا حصر واحصا نہیں ہو سکتا۔" (جواہر البحار جلد ۳)

علامہ شامی کے بھتیجے احمد عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:
"عبارت کے قصور کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصف ناممکن ہے۔ امام سبکی اپنے قصیدہ تائیہ کے آخر میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مخاطب ہیں۔ اللہ کی قسم اگر تمام سمندر میرے لئے سیاہی ہو جائیں اور تمام درخت قلمیں ہو جائیں (اور حضور کی تعریف لکھتا رہوں سمندر اور درختوں کی قلمیں ختم ہو جائیں گی) لیکن یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم آپ کے فضائل کا دسواں حصہ بھی بیان نہ ہوگا جو روشن ستاروں سے زائد ہیں۔ حضور کی شان عظیم ہے، مرتبہ جسیم ہے۔ آپ کی قدر و منزلت کا کوئی اندازہ نہیں لگا سکتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اتنے معجزات ہیں جن کا شمار نہیں۔"

شامی مذکور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کف شریف کے بارے میں لکھتے ہیں:

علامہ داؤدی نے فرمایا: "مجھے اپنی عمر کی قسم، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہتھیلی شریفہ کی اتنی صفات ہیں جو حصر اور شمار سے باہر ہیں۔ اور اتنے معجزات کثیرہ ہیں۔ بے حد و بے شمار ہیں جیسا کہ یہ بات ہر موافق و مخالف کے نزدیک مسلّم ہے۔"

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "تمام اوصاف میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کمال بے نظیر ہے۔ تو کوئی مرد نہ حضور کی مثل ہے اور نہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب۔ فقیر ولی اللہ کہتا ہے کہ حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح اور آپ کے مناقب کی اشاعت اور دلائل نبوت کا ذکر کرنا بلاشبہ سبب برکات اور موجب درجات ہے۔"

امام ابراہیم بیجوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں فَلَا یَعْلَمُ اَحَدٌ

حَقِیْقَۃَ وَصْفِہٖ اِلَّا خَالِقُہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ "حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حقیقت وصف اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔"
(مقام رسول / المواہب صفحہ ۱۹)

"مواہب اللدنیہ" میں بیان کیا گیا ہے۔ عبدالرحمٰن بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا کہ قیامت کے دن میں سید البشر ہوں مگر ایک مرد کا سیّد (سردار) نہیں ہوں کہ وہ میری ذریت (اولاد) سے ہیں اور انبیاء علیہم السلام میں سے ایک نبی ہیں (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور اُن کا نام احمد ہے۔ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) دو خصلتوں کی وجہ سے اُن کو مجھ پر فضیلت دی گئی ہے، اُن کی زوجہ (رضی اللہ عنہا) نے اُن کی اعانت کی پس اُن کی زوجہ اُن کے لئے عون تھی (قبل بعثت کے اور بعد بعثت کے بھی) اور میری زوجہ مجھ پر عون تھی۔ (کہ شجر کھانے کی اس نے ترغیب دی تھی)

اور اللہ نے اُن نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے شیطان پر اُن کی مدد کی، وہ شیطان مسلمان ہوگیا۔ (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہمزاد مسلمان ہوگیا۔) اور میرا شیطان ابلیس لعین کافر ہو گیا۔ (یعنی میرا ہمزاد) اس حدیث کی روایت دولابی نے کی ہے۔ جیسا کہ اس کو طبرانی نے ذکر کیا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اپنے وقت کی بہترین عورت مریم بنت عمران (علیہا السلام) تھیں اور اپنے وقت کی بہترین عورت خدیجہ ہیں۔ (رضی اللہ عنہا)

امام قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں فرماتے ہیں:

وَفَضْلٌ مِّنْ ذَالِكَ مَا أُطْلِعَ عَلَيْهِ مِنَ الْغُيُوْبِ وَمَا يَكُوْنُ وَالْأَحَادِيْثُ فِيْ هٰذَا الْبَابِ بَحْرٌ لَا يُدْرَكُ قَعْرُهٗ وَلَا يُنْفَدُ غَمْرُهٗ۔ (شفا شریف جلد ۱ صفحہ ۲۸۲ / شرح شفا۔ المفاجی والمقاری جلد ۳ صفحہ ۱۵۰)

"اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص وکرامات اور فضائل میں سے ایک فضیلت یہ بھی ہے کہ حضور زمانہ مستقبل کے واقعات اور غیوب پر مطلع کیے گئے۔ اس بارے میں حدیثوں کا ایسا سمندر ہے جس کی گہرائی کا ادراک نہیں ہو سکتا۔ اور جس کا وافر پانی فنا نہیں ہو سکتا۔"

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا فرمان:

"اما وجہ شریف وے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مرآت جمال الٰہی است ومظہر انوار نامتناہی وے بود۔ (مدارج النبوت جلد ۱ صفحہ ۴)

"حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ شریف اللہ تعالیٰ کے جمال کا آئینہ ہے اور اللہ تعالیٰ کے غیر متناہی انوار کا مظہر ہے۔"

شیخ محقق فرماتے ہیں:

"حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اتنے فضائل وکمالات ہیں کہ اگر تمام انبیائے کرام علیہم السلام کے سب فضائل جمع کر کے حضور کے فضائل کے پہلو میں رکھیں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل ان سب پر راجح ہوں گے۔" (شرح سفر السعادت۔ صفحہ ۴۴۲)

حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہر اندر آنے والے پر رُعب ہوتا ہے۔ پس تم اُسے مرحبا کہتے ہوئے ملو اور سلام میں پہل کر کے

اُس کی حوصلہ افزائی کرو۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ احسان کرو خواہ ناشکرے پر ہو۔ کیونکہ وزن میں شکرگزار کے احسان سے بڑھ کر ہوگا۔

حضرت ربیع بن خیثم رحمۃ اللہ علیہ کسی سائل کو روٹی کا ٹکڑا یا کوئی ٹوٹی ہوئی چیز یا مستعمل کپڑا نہ دیتے۔ اور فرماتے "مجھے شرم آتی ہے کہ میرا اعمالنامہ اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہو اور ردی اشیاء پڑی ہوں، جو اُس کی راہ میں دی گئی ہوں۔"

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں "مہمان کے لئے کشادہ خرچ کرنا اسراف (فضول خرچی) نہیں ہے۔"

رحم دلی

فاتح مصر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے خیمہ میں ایک کبوتر نے گھونسلہ بنا لیا۔ کوچ کے وقت فراش کو حکم دیا کہ خیمہ بدستور چھوڑ دیا جائے تاکہ بھولا بھالا جانور بے آرام نہ ہو۔ اس رحم دلی کی یادگار آج تک اس جگہ "فسطاط" نامی شہر آباد ہے۔ "فسطاط" عربی میں خیمہ کو کہتے ہیں۔

حضرت لقمان علیہ السلام نے فرمایا ہے: "کوئی چیز تیرے نزدیک حصولِ نعمتِ آخرت سے محبوب تر نہ ہو۔"

حضرت لقمان علیہ السلام نے ہی فرمایا ہے: "نماز میں قلب کی حفاظت کر، مجلس میں زبان کی، غضب میں ہاتھ کی اور دسترخوان پر شکم کی حفاظت کر۔ کثیر الفہم اور کم سخن بن رہ۔ اور کوئی کام کسی کے سپرد کرے تو دانا کے سپرد کر۔ اگر دانا میسر نہ ہو تو خود کر ورنہ ترک کر دے۔"

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم غیب کا منکر کافر ہے۔ (درمنثور) آیت کا ایک شان نزول یہ بھی ہے کہ امام ابوبکر بن ابی شیبہ (استاذ امام بخاری ومسلم وغیرہ ائمہ محدثین) اپنے مصنف وابن المنذر وابن ابی

حاتم وابو شیخ و ابن جریر اپنی اپنی تفاسیر میں امام مجاہد شاگرد خاص حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا:

فی قولہ " وَلَئِنۡ سَاَلۡتَهُمۡ لَيَقُوۡلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوۡضُ وَ نَلۡعَبُ " قال قَالَ رَجُلٌ مِّنَ الۡمُنَافِقِيۡنَ يُحَدِّثُنَا مُحَمَّدٌ (صلی اللہ علیہ وسلم) اَنَّ نَاقَةَ فُلَانٍ بِوَادِيۡ كَذَا وَ كَذَا فِيۡ يَوۡمِ كَذَا وَكَذَا وَمَا يُدۡرِيۡهِ بِالۡغَيۡبِ۔

"کسی شخص کی اونٹنی گم ہو گئی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اونٹنی فلاں جنگل میں فلاں جگہ ہے۔ اس پر ایک منافق بولا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) غیب کی خبر کیا جانیں؟ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ اتاری۔ کہ ان سے فرما دیجئے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور اس کی آیتوں سے ٹھٹھا کرتے ہو۔ بہانے نہ بناؤ تم مسلمان کہلا کر ایسے لفظ بولنے سے کافر ہو گئے۔" (تفسیر دُرِّ منثور، للامام السیوطی جلد ۳ صفحہ ۲۵۴ / تفسیر امام ابن جریر طبری جلد ۱ / تفسیر حسینی صفحہ ۳۹۹) (مقامِ رسول)

" خداوند تعالیٰ کے نزدیک عقل سے بہتر کوئی چیز نہیں"۔ "جس حالت میں رہے اللہ تعالیٰ پر راضی و شاکر رہے"۔ "حاجت مند بشرطِ موجودگی اس کے دروازے سے محروم نہ جائے"۔ "صحتِ جسمانی سے بہتر کوئی تونگری نہیں"۔ "وہ بات جو دشمن سے پوشیدہ رکھے دوست سے بھی پوشیدہ رکھ۔ ممکن ہے یہ بھی کسی دن دشمن بن جائے"۔ "جس مجلس میں ذکرِ خدا ہو رہا ہو بیٹھ جائے، شاید اس رحمت سے تجھے بھی حصہ مل جائے"۔ "جس نعمت پر شکر ادا کرو گے اس کو زوال نہیں"۔ "کسب نہ کرنا محتاجی لاتا ہے"۔
(حضرت لقمان حکیم علیہ السلام)

حق تعالیٰ کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر کی قسم فرمانا

لَعَمۡرُكَ اِنَّهُمۡ لَفِيۡ سَكۡرَتِهِمۡ يَعۡمَهُوۡنَ ○ جمہور مفسرین کا یہ مذہب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدتِ حیات و بقا کی قسم یاد فرمائی۔ اس میں انتہائی تعظیم اور غایت درجہ احسان و بزرگی ہے جس طرح محب اپنے محبوب کی قسم کھاتے وقت کہتا ہے تیرے سر کی قسم، تیری زندگی کی قسم وغیرہ۔

سیدنا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اللہ تبارک و تعالیٰ کے نزدیک کوئی ذات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ گرامی تر پیدا نہیں فرمائی گئی۔ کیونکہ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیاتِ طیبہ کی قسم یاد فرمائی ہے جب کہ کسی اور کی ذات اور حیات کی قسم یاد نہ فرمائی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ گرامی اللہ کے نزدیک ساری مخلوق سے بزرگ تر اور افضل ہے۔

شہرِ حرام کی قسم

علمائے کرام فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں کسی نبی کی رسالت کی قسم یاد نہ فرمائی بجز نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور سورۂ مبارکہ لَاۤ اُقۡسِمُ بِهٰذَا الۡبَلَدِ وَاَنۡتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الۡبَلَدِ ○ (قسم ہے اس شہر کی کیونکہ آپ اس شہر میں تشریف فرما ہیں)۔ اس آیت میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم و تکریم کی زیادتی ہے کہ حق تعالیٰ نے قسم کو اس شہر سے جس کا نام بلدِ حرام اور بلدِ امن ہے، مقید فرمایا ہے اور جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شہر مبارک میں نزول فرمایا تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ شہر معزز و مکرم ہو گیا اور اسی مقام

سے یہ مثل مشہور ہوئی کہ "شَرَفُ الْمَكَانِ بِالْمَكِيْنِ" یعنی مکان کی بزرگی رہنے والے سے ہے۔ "وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى" "عنقریب آپ کا رب آپ کو اتنا دے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔" "شفا شریف" میں بعض اہلِ بیتِ نبوّت سلام اللہ علیہم اجمعین سے منقول ہے کہ قرآن کریم میں اس آیت سے زیادہ کوئی آیت موجبِ رضا نہیں ہے۔ اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس وقت تک راضی نہ ہوں گے جب تک کہ اپنے ایک بھی اُمتی کو دوزخ سے نہ نکال لیں گے۔ حق تعالیٰ اپنے اس وعدہ کے مطابق جو دُنیا میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے راضی کرنے کا دیا ہے شفاعت کا اِذن اور رضا مرحمت فرمائے گا۔

زُہد

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے پُوری جمیک دمک کے ساتھ لائی گئی اور پے در پے فتوحات ہوئیں مگر جب وصال مبارک کا وقت آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زرہ مبارک ایک یہودی کے پاس گروی تھی جس سے اپنے اہل وعیال کے نفقہ کے لئے روپیہ حاصل کیا تھا۔ وصال کے وقت تک اس زرہ کو نہ چُھڑایا جاسکا۔ اور یہ سب کچھ زہد وسخاوت اور ایثار کی وجہ سے تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی مسلسل تین دن شکم سیر ہو کر روٹی نہ کھائی۔ دوسری حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل وعیال نے کبھی گندم کی روٹی سیر ہو کر نہیں کھائی یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وصال بحق ہوئے۔

احادیث میں مذکور ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے دریافت فرمایا کہ کیا تمہیں بھی میری رحمت

کا کچھ حصہ ملا ہے؟ عرض کیا، ہاں! میں خوفزدہ رہتا تھا اپنے انجام سے، ابلیس کا حال دیکھ کر۔ مگر اب میں پُرامید ہو گیا ہوں اور میرا وہ خوف جاتا رہا۔ کیونکہ حق تعالیٰ نے اپنے ارشاد میں (جو کہ آپ پر نازل ہوا) میری تعریف فرمائی ہے۔ فرمایا "ذِيْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِيْنٍ ۝ مُطَاعٍ ثَمَّ اَمِيْنٍ ۝" "قوت والا عرش کے پاس مقیم، اطاعت گذار، امانت دار۔" اور جبرائیل علیہ السلام کا یہ خوف بارگاہِ قدس کی شانِ بے نیازی کی وجہ سے ہے جو کہ مقربانِ بارگاہ سے کبھی جدا نہیں ہوتا۔

درد کے لئے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا جسم میں جس جگہ درد ہو "اَذْهِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِيْ لَا شِفَآءَ اِلَّا شِفَآؤُكَ شِفَآءً لَّا يُغَادِرُ سَقَمًا" پڑھ کر دم کرے۔ (رواہ ابوداؤد)

حفظ وعصمت سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزاتِ عظیمہ کے ظہور کے بارے اللہ تعالیٰ کی جانب سے آپ کو لوگوں کے شر اور کفار کے مکر وفریب سے حفاظت فرماتا ہے۔ مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ایک سفر میں درخت کے نیچے قیام فرما تھے۔ اور عادت کریمانہ تھی کہ جب کوئی منزل پہ آتی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کے لئے کوئی درخت پسند کرتے تاکہ اس کے سایہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم قیلولہ (دوپہر کا سونا) فرمالیں۔ ایک کافر اعرابی آیا اور تلوار سونت کر آپ سے کہا کون ہے جو تم کو مجھ سے بچائے؟ فرمایا اللہ! اس پر اعرابی کانپنے لگا اور تلوار ہاتھ سے گر پڑی اور وہ اس کے سر پہ پڑی جس سے اُس کا بھیجا

کھل گیا۔ اُسی وقت یہ آیت نازل ہوئی : وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ط " اور اللہ آپ کو لوگوں کے شر سے بچائے گا۔" اور یقیناً یہ قصہ صحیح حدیث میں مروی ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُس اعرابی کو معاف فرما دیا۔ وہ اپنی قوم میں جا کر کہنے لگا۔ میں تمہارے پاس بہترین قوم کے سامنے سے ہو کر آیا ہوں۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُس کے ہاتھ سے تلوار چھین کر فرمایا کہ تجھے میرے ہاتھ سے کون بچائے گا تو وہ آپ کے قدموں پہ گر پڑا۔ (مدارج النبوّت)

آیاتِ شفاء

(۱) وَيَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ ۙ (۲) وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ ۙ (۳) يَخْرُجُ مِنْۢ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ (۴) وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۙ (۵) وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ ۝ (۶) قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَآءٌ ۝ امامِ طریقت ابو القاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے وہ فرماتے ہیں کہ اُن کا ایک بچہ بیمار ہو گیا حتیٰ کہ وہ موت کے قریب پہنچ گیا۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خواب میں دیکھا اور آپ کی خدمت میں بچے کا حال پیش کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا تم آیاتِ شفاء سے کیوں دور ہوتے ہو؟ اور شفاء نہیں مانگتے؟ میں خواب سے بیدار ہو گیا اور اس پہ غور کرنے لگا تو میں نے ان آیاتِ شفاء کو کتاب الٰہی میں چھ جگہ پایا۔ صاحبِ بیضاوی رحمۃ اللہ نے بھی اپنی تفسیر میں قولِ باری تعالیٰ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ کا ذکر کیا ہے اور حلبی رحمۃ اللہ نے ان آیات کی تعیین کی ہے۔ اور امام

قشیری رحمۃ اللہ کی یہ حکایت "مواہب لدنیہ" میں بیان کی گئی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سند میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خوف و پریشانی و بے خوابی کے ازالہ کے لئے یہ کلمات تلقین فرمائے تھے اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِهٖ وَعِقَابِهٖ وَشَرِّ عِبَادِهٖ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَاَنْ يَّحْضُرُوْنِ ۝ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بڑے بچوں کو یہ کلمات سکھاتے اور چھوٹے بچوں کو کاغذ پہ لکھ کر ان کی گردن میں لٹکاتے۔ (تعویذ کے طور پہ) تعویذ کے معنی اللہ عزّ و جلّ سے شرّ و خوف سے پناہ مانگنا ہے۔ (مدارج النبوّت)

معجزہ ہرنی

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس سے ایک آدمی گزرا جس کے پاس ایک مادہ ہرن تھا جس کو اُس نے شکار کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اُسے قوّتِ گویائی عطا فرمائی۔ ہرنی نے عرض کیا : یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم۔ میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں جنہیں میں دودھ پلاتی ہوں، اب وہ بھوکے ہوں گے اس آدمی کو حکم دیں کہ مجھے چھوڑ دے تاکہ میں اپنے بچوں کو جا کر دُودھ پلاؤں پھر میں واپس آجاؤں گی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا اگر تُو واپس نہ آئی تو پھر؟ ہرنی نے عرض کی حضور! (صلی اللہ علیک وسلم) اگر میں واپس نہ آؤں تو مجھ پہ اُس شخص کی طرح لعنت ہو جو آپ صلی اللہ علیک وسلم کا ذکر سنے اور آپ صلی اللہ علیک وسلم پہ دُرود نہ پڑھے، یا اُس آدمی کی طرح مجھ پہ لعنت ہو جو نماز پڑھے اور دُعا نہ مانگے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے شکاری کو ہرنی آزاد کرنے کا حکم دیا اور فرمایا میں اس کا ضامن ہوں۔ ہرنی دُودھ پلا کر واپس آگئی۔ جبرائیل علیہ السلام اسی وقت بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کی : یا محمد! صلی اللہ علیک وسلم۔ اللہ تعالیٰ آپ کو سلام فرماتا ہے اور ارشاد فرماتا

ہے مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم میں تمہاری اُمت پر اس سے بہت زیادہ مہربان ہوں جتنا کہ ہرنی اپنے بچوں پر مہربان ہے، میں انہیں تمہاری طرف لوٹاؤں گا جیسے یہ ہرنی تمہارے پاس لوٹ کر آئی ہے۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ۔ (ابونعیم سے حلیۃ الاولیاء)

استغاثہ

ابوسعد السمعانی رَحِمَہُ اللّٰہُ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں، جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دفن مبارک ہوئے تین دن بیت گئے، تو ایک اعرابی آیا اس نے اپنے آپ کو قبر انور کے اوپر گرا لیا اور اپنے سر پر مٹی ڈالنے لگا۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم، ہم نے آپ کے فرمان کو سنا اور اسے یاد کیا۔ یہ آیت مبارکہ بھی آپ پر ہی اللہ نے نازل فرمائی ہے: وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا (النساء)

"اور اگر یہ لوگ جب ظلم کر بیٹھے تھے اپنے آپ پر حاضر ہوتے آپ کے پاس اور خود مغفرت طلب کرتے نیز مغفرت طلب کرتا ان کے لئے رسول (کریم) بھی تو وہ ضرور پاتے اللہ تعالیٰ کو بہت توبہ قبول کرنے والا بڑا رحم کرنے والا۔"

یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) میں نے اپنی جان پر بہت ظلم کیا ہے، میں آپ صلی اللہ علیک وسلم کی بارگاہِ اقدس میں اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیک وسلم میرے لئے مغفرت کی دعا فرمائیں۔ اُسی وقت قبر انور سے آواز آئی: قَدْ غُفِرَ لَكَ۔ "اے اعرابی تیرے گناہ بخش دیے گئے۔"

حضرت شیخ عتبی رَحِمَہُ اللّٰہُ تعالیٰ قبر انور کے قریب بیٹھے تھے انہیں اونگھ آگئی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوگئی۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اے عتبی (رضی اللہ عنہ)! اعرابی کو مغفرت کی خوشخبری سُنا دو"۔ (ابن عساکر دمشقی / حافظ اسمٰعیل بن کثیر تفسیر ابن کثیر طبع مصر)

زائر روضۂ اطہر کے پاس قبر انور کی طرف منہ کر کے ستر (۷۰) بار یوں عرض کرے: صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔

بعض قدیم علماء سے یہ روایت پہنچی ہے کہ اس وقت ایک فرشتہ ندا کرتا ہے: صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا فُلَانُ لَمْ تَسْقُطْ لَكَ الْيَوْمَ حَاجَةٌ۔ "اے فلاں! تجھ پر بھی اللہ کی طرف سے سلام ہو آج تیری تمام حاجات پوری کر دی گئیں۔"

امام نووی رَحِمَہُ اللّٰہُ نے "المناسک" میں لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضۂ اطہر کی زیارت کرنے والا کم از کم یوں کہے: اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ وَسَلَّمَ۔ (افضل الصلوٰۃ / مدارج النبوت)

آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عِلْمِيْ بَعْدَ وَفَاتِيْ كَعِلْمِيْ فِيْ حَيَاتِيْ۔ "یعنی میرا علم بعد وفات کے مثل اس علم کے ہے جو میری حیات (ظاہری) میں تھا۔"

بیہقی رحمہ اللہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور تصحیح کرتے ہیں کہ اَلْاَنْبِيَاءُ لَا يُتْرَكُوْنَ فِيْ قُبُوْرِهِمْ

بَعْدَ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً وَلٰكِنَّهُمْ يُصَلُّوْنَ بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ حَتّٰى يُنْفَخَ فِي الصُّوْرِ۔ ترجمہ: انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں چھوڑے جاتے ہیں بعد چالیس دن کے لیکن وہ نماز پڑھتے ہیں اللہ کے سامنے یہاں تک کہ صُور پھونکا جائے۔" مراد یہ ہے کہ قبر میں انبیاء علیہم السلام کی حیات دائمی ہے لیکن چالیس دن تک نماز اور ان کی عبادت ظاہر نہیں ہوتی۔

مفاخر الاسلام بیان کرتے ہیں: حدیث میں آیا ہے: مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ يَوْمَ الْخَمِيْسِ مِائَةَ مَرَّةٍ لَمْ يَفْتَقِرْ اَبَدًا۔ ترجمہ: "جو شخص سو مرتبہ مجھ پر جمعرات کے دن درود شریف پڑھے وہ کبھی محتاج نہ ہو۔" (جذب القلوب)

معجزہ: اُستُن حنانہ (تنا) ابن ابی الزناد وغیرہ کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمعہ کے دن مسجد میں ایک تنے کے سہارے خطبہ فرماتے تھے۔ اس کی جگہ اس استوانہ مخلقہ کے پاس تھی جو قبر انور کے قریب تھا جو اس استوانہ کے بائیں جانب تھی جس کے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھتے اور جو صندوق ہی تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، کھڑا ہونا میرے لئے دشوار ہو گیا ہے، پھر پاؤں میں تکلیف کا ذکر فرمایا۔ کہتے ہیں اس پر تمیم داری رضی اللہ عنہ نے عرض کی (وہ فلسطین کے قبیلہ لخم سے تھے) یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں آپ کے لئے ویسا منبر بنا لاتا ہوں جیسے میں نے شام میں بنے دیکھے ہیں۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مشورہ کے لئے رائے دینے کے لئے لوگوں کو اکٹھا کیا تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میرے پاس ایک غلام ہے

جس کا نام کلاب ہے وہ لکڑی کا کام کرتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اُسے بنانے کا کہہ دو۔ انہوں نے غلام کو اثلہ درخت کی طرف بھیجا اس نے اسے کاٹا اور دو سیڑھیاں بنا دیں اور ایک جگہ بیٹھنے کے لئے بنائی۔ پھر وہ منبر لے کر آیا اور وہاں رکھ دیا جہاں آج موجود ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوش ہوئے اور جمعہ کے دن منبر پہ بیٹھنے کے لئے اُس تنے سے آگے گذرے تو وہ تنا اتنا رویا کہ اور تین مرتبہ رویا، لگتا تھا جیسے بیل رو رہا ہے۔ لوگ ڈر گئے اور کئی بھاگ گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس کی طرف متوجہ ہوئے اور دست مبارک لگایا تو وہ چُپ ہو گیا اس کے بعد نہیں رویا۔ آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دوبارہ منبر کی طرف تشریف لے گئے اور اس پر کھڑے ہو گئے۔ چنانچہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے دور میں یونہی ہوتا رہا۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں مسجد کو شہید کر کے توسیع کا حکم دیا تو تنے کے بارے اختلاف ہوا۔ ایک نے کہا اُسے اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ نے لے لیا ہے اور وہ انہی کے پاس رہا حتیٰ کہ اسے مٹی کھا گئی۔ اور ایک نے کہا کہ وہ اپنی جگہ پہ ہی دفن کر دیا گیا تھا۔ (دفا الوفا)

حضرت عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تنا رونے کی حدیث مشہور ہے یہ خبر متواتر ہے اور اسے دس صحابہ رضی اللہ عنہم نے روایت کیا ہے۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو کچھ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا فرمایا ہے وہ کسی اور نبی (علیہ السلام) کو نہیں دیا۔ عمر بن سواد نے عرض کی کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تو مُردہ زندہ کرنے کی شان دی تھی۔

اس پر انہوں نے کہا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ کمال عطا فرمایا کہ بے جان تنا اسقدر رونے لگا کہ لوگوں نے اس کی آواز سنی۔ یہ اس سے بھی بڑا کمال ہے۔

حکایت

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ اسلام لانے سے قبل بُت کی پرستش کیا کرتے تھے اور سفر و حضر میں اسے ہمیشہ ساتھ رکھتے۔ ایک روز سفر میں قضائے حاجت کے لئے گئے تو بُت سے کہا اے بُت! ذرا میرے اسباب کی حفاظت کرنا۔ جب چلے گئے تو ایک لومڑی آئی اور اس نے بُت پر پیشاب کر دیا۔ ابوذر رضی اللہ عنہ لوٹ کر آئے دیکھا تو بُت بھیگا ہوا تھا۔ کہنے لگے بارش تو ہوئی نہیں یہ کیسے بھیگا۔ اس کے بعد لومڑی پر نظر پڑی۔ تب انہوں نے آسمان کی طرف منہ کر کے کہا کیا ایسا بھی خدا ہے جس پر لومڑیاں پیشاب کر دیں۔ اگر یہ خدا ہوتا تو اپنے آپ کو لومڑی کے پیشاب سے بچا لیتا۔ اور کہا میں اس خدا پر ایمان لاتا ہوں جو نہایت غالب ہے۔

حدیث مبارکہ سے لفظ "مصطفٰے" کی معنوی تائید

یہ روایت شیخ عبداللہ بن ابی حمزہ رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "بہجۃ النفوس" میں منقول ہے اور اسے امام ابن سبع "شفاء الصدور" میں کعب احبار رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے بشریت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تخلیق کرنے کا ارادہ فرمایا تو جبریل امین علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ زمین کے دل اور سب سے اعلیٰ مقام کی مٹی لے آئے تاکہ اسے نور سے مصفا اور مجلا کیا جائے۔

فَھَبَطَ جِبْرِیْلُ فِی الْمَلٰٓئِکَۃِ الْفِرْدَوْسِ وَمَلٰٓئِکَۃِ الرَّفِیْعِ الْاَعْلٰی فَقَبَضَ قَبْضَۃَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ مَوْضِعِ قَبْرِہِ الشَّرِیْفِ وَھِیَ بَیْضَآءُ مُنِیْرَۃٌ بِمَآءِ التَّسْنِیْمِ فِیْ مَعِیْنِ اَنْھَارِ الْجَنَّۃِ حَتّٰی صَارَتْ کَالدُّرَّۃِ الْبَیْضَآءِ لَھَا شُعَاعٌ عَظِیْمٌ ○

پس جبریل علیہ السلام مقام فردوس اور رفیع الاعلیٰ کے ملائکہ کے ساتھ اُترے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مزار اقدس کی جگہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشریت مطہرہ کے لئے خاک اٹھا حاصل کی وہ سفید رنگ کی اور چمکدار تھی۔ پھر اُسے جنت کی رواں نہروں کے اُجلے اور دُھلے پانی سے گوندھا گیا اور اُسے اس قدر صاف کیا گیا کہ وہ سفید موتی کی طرح چمکدار بن گئی اور اس سے نور کی عظیم کرنیں پھوٹنے لگیں گویا وہ مٹی مٹی نہ رہی بلکہ سراسر نور ہو گئی۔ پھر اس نور کی جوہر سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشریت مقدسہ کا پیکر تشکیل دیا گیا۔ (شفا شریف)

غزوہ بنی المصطلق

مدینہ منورہ سے تقریباً نو میل کے فاصلے پر ایک کنواں تھا جس کا نام مریسیع تھا اس کے کنارے مشرکین کا ایک قبیلہ آباد تھا۔ جس کو بنی المصطلق کہا جاتا تھا۔ سردار قبیلہ حارث مسلمانوں کا بڑا دشمن تھا اور چاہتا تھا کہ بھرپور حملہ کر کے مسلمانوں کا خاتمہ کر دے۔ اس مقصد کے لئے اس نے اپنے قبیلے کو اُکسانا اور اہل ایمان کے خلاف جنگ کی ترغیب دینی شروع کر دی۔ قبیلے نے اس کی پکار پر لبیک کہا اور جنگ کی تیاریاں شروع کر دیں۔

سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اطلاع ملی تو آپ نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کو تحقیق کے لئے بھیجا۔ انہوں نے آ کر بتایا کہ خبر درست ہے اور وہ لوگ زبردست جنگی تیاریوں میں مصروف ہیں۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلا تاخیر ان کے مقابلہ کے لئے تیار

ہو گئے۔ ۲ شعبان ۵ ہجری کو یہ لشکر بنی المصطلق کی طرف روانہ ہوا
بنی المصطلق نے مسلمانوں کو آتا دیکھ کر تیر اندازی شروع کر دی جواب میں
مسلمانوں نے بھی تیر برسائے۔ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے بھرپور حملہ کرنے کا حکم دیا۔ بنی المصطلق مقابلے کی تاب نہ لا سکے
ان کے دس آدمی مارے گئے، باقی گرفتار کر لیے گئے۔ اس فتح مبین
میں دو ہزار اونٹ اور پانچ ہزار بکریاں مسلمانوں کو دستیاب ہوئیں
اس کے علاوہ دو سو (۲۰۰) گھرانے قید ہوئے جن میں مرد بھی تھے اور
عورتیں بھی۔ عورتیں لونڈیاں قرار دے کر مجاہدین میں تقسیم کر دی گئیں
ان میں ایک حسینہ وجمیلہ خاتون "جویریہ" بھی تھی، جو سردار کی بیٹی تھی۔
وہ حضرت ثابت رضی اللہ عنہ کے حصے میں آئی۔ مگر اس کی غیرت نے
غلامی کی ذلت برداشت کرنا گوارا نہ کیا اور حضرت ثابت رضی اللہ
عنہ سے التجا کی کہ آپ مجھ سے پیسے لے لیں اور مجھے آزاد کر دیں۔ حضرت
ثابت رضی اللہ عنہ رضامند ہو گئے۔ مگر جویریہ (رضی اللہ عنہا) پیسے
کہاں سے لاتی وہ تو خود اس وقت گرفتار تھی۔ چنانچہ اسی بارگاہ عالیہ
دے بے کس پناہ میں حاضر ہوئی جہاں سے کوئی سائل مایوس واپس نہیں
لوٹتا۔ عرض کی:

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! مجھ پر جو مصیبت ٹوٹی ہے
وہ آپ جانتے ہی ہیں براہ مہربانی میری امداد فرمائیے تاکہ میں رقم ادا
کر کے آزادی حاصل کر سکوں۔"

ایک معزز سردار کی بیٹی کا اس طرح عاجزانہ انداز میں سائل ہو
کر آنا آپ کی طبع مبارک پر اثر انداز ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے اس کے دکھوں کا مداوا کرنے کا تہیہ کر لیا اور فرمایا:

"میں تمہارے سامنے اس سے بہتر تجویز پیش کرتا ہوں اگر

تمہیں پسند ہو تو؟"

"وہ کیا ہے یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)" جویریہ (رضی اللہ
عنہا) نے عرض کی۔

"یہ کہ میں تیری طرف سے رقم ادا کر دوں اور تجھے آزاد کر کے اپنی
بیوی بنا لوں۔"

حضرت جویریہ (رضی اللہ عنہا) کے لئے اس سے بڑا اعزاز اور
سعادت کیا ہو سکتی تھی۔ انہوں نے بخوشی اجازت دے دی اور
سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ثابت رضی اللہ عنہ کو
مقررہ رقم ادا کر کے حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کو ام المومنین بنا دیا۔

جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو پتہ چلا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا سے شادی فرمائی ہے تو انہوں
نے بنی المصطلق کے تمام قیدیوں کو خواہ مرد ہوں یا عورتیں یہ کہہ کر رہا
کر دیا کہ جس قبیلے کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رشتہ
داری قائم ہو گئی ہے اس کے کسی فرد کو ہم اپنا غلام نہیں بنا سکتے۔
کیسے باادب لوگ تھے (رضی اللہ عنہم) اس طرح دو سو گھرانے
طوق غلامی سے آزاد ہو کر حریت کی نعمت سے مالا مال ہو گئے کتنا
مبارک ثابت ہوا حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے عقد مبارک میں آنا۔

امام بیہقی نے خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ سے شعب الایمان میں روایت کیا کہ انہوں
نے فرمایا "اللہ تعالیٰ نے ایک سو چار کتابیں نازل فرمائیں ان سب کے علوم تورات
زبور، انجیل اور قرآن کریم میں رکھے پھر تورات، انجیل و زبور کے علوم قرآن کریم
میں رکھے اور اللہ مجدہ نے فرمایا: إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ
"بیشک ہم نے یہ قرآن اتارا ہے اور ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔"

امام نسائی، امام ترمذی، الحاکم، امام بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک نابینا شخص بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم دُعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بصارت عطا فرمائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسے فرمایا جاؤ وضو کرو۔ پھر دو رکعتیں نماز ادا کر کے یہ دُعا مانگو: "اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ وَاَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ نَّبِیِّ الرَّحْمَۃِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ اَتَوَجَّہُ اِلٰی رَبِّکَ اَنْ یَّکْشِفَ عَنْ بَصَرِیْ اَللّٰھُمَّ شَفِّعْہُ فِیَّ۔" اے مولا! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری بارگاہ بے کس پناہ میں تیرے پیارے نبی حضرت محمد مصطفےٰ نبی الرحمن صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وسیلہ جلیلہ پیش کرتا ہوں اے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آپ کی بارگاہ عالیہ میں اللہ تعالیٰ کا واسطہ پیش کرتا ہوں کہ مجھے بصارت عطا ہو۔ اے بارِ الٰہ میرے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت قبول فرما!"

ابھی لوگ اپنی جگہ پر بیٹھے ہوئے تھے کہ وہ آدمی آیا اللہ تعالیٰ نے اُسے بصارت عطا فرمائی۔

حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ اور ان کے بیٹے لوگوں کو اُن کی ضرورت اور حاجت کے وقت یہی دُعا سکھاتے تھے۔ لوگ یہ دُعا مانگتے۔ اللہ تعالیٰ اُن کی حاجات کو پورا فرما دیتا۔

سات جگہ درود پڑھنا مکروہ ہے

(۱) جماع کے وقت (۲) پیشاب پاخانہ کے وقت (۳) تجارت کے سامان کو شہرت دینے کے لئے (۴) پھسلتے وقت (۵) ذبح اور (۷) چھینک کے وقت۔

صدقہ لوگوں کا مَیل ہے

امام مسلم قدس سرہٗ نے حضرت مطلب بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "بے شک یہ صدقات لوگوں کا مَیل ہیں اور یہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور اُن کی اولاد کے لئے حلال نہیں ہیں۔"

ائمہ کرام نے فرمایا: صدقہ جب لوگوں کا میل ہے اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منصب عالی کو اس سے دُور رکھا گیا ہے۔

امام ابن سعد قدس سرہٗ نے حضرت امیر المومنین حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اللہ جلّ مجدہٗ نے مجھ پر اور میرے اہل بیت کرام پر صدقہ حرام فرما دیا ہے۔"

امام الائمہ حضرت امام احمد رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جب کوئی کھانا آپ کے رشتہ داروں کے علاوہ کوئی اور پیش کرتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے بارے میں دریافت فرماتے۔ اگر بتایا جاتا کہ ہدیہ ہے تو تناول فرما لیتے۔ اور اگر صدقہ ہوتا تو نہ کھاتے تھے۔

صدقہ کے بارے میں یہ حدیث امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کی ہے:

ایک مرتبہ کھجوریں اتارنے کے موسم میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں کھجوریں پیش کی جا رہی تھیں۔ ہر شخص اپنے حصے کی زکوٰۃ

یا عشر کے مطابق لے کر آرہا تھا۔ یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کھجوروں کا ڈھیر لگ گیا۔ حضرت امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما اُن کھجوروں کے ساتھ کھیل رہے تھے۔ دونوں میں سے کسی ایک نے ایک کھجور مُنہ میں ڈالی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر پڑی تو آپ نے اُن کے مُنہ سے کھجور نکالتے ہوئے فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور اُن کی آل پر صدقہ کھانا حرام ہے۔ اسی روایت کو امام مسلم نے بھی روایت کیا ہے مگر ان کی روایت کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے الفاظ یہ ہیں: اِنَّا لَا تَحِلُّ لَنَا الصَّدَقَةُ۔ (ہمارے لئے صدقہ (کھانا) حلال نہیں ہے۔" (جلاء الافہام)

معجزہ

ایک دفعہ رات کو مشرکین کھجور کی چند گٹھلیاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لے کر حاضر ہوئے اور کہا کہ اگر آپ یہ گٹھلیاں ابھی لگا دیں اور صبح کو یہ کھجوروں کے درخت مع پھل تیار ہو جائیں تو ہم آپ پر ایمان لے آئیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن سے گٹھلیاں لے کر زمین میں گاڑ دیں۔ رات کے اندھیرے میں مشرکین نے وہ گٹھلیاں نکال لیں۔ صبح ہوئی انہوں نے دیکھا کہ اُن گٹھلیوں کی جگہ پر کھجور کے درخت مع پھل لہرا رہے ہیں۔ انہوں نے کھجوریں کھائیں تو گٹھلیاں ندارد۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور کہا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اِن میں گٹھلیاں نہیں ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وہ تو تم لوگ رات کے اندھیرے میں نکال کر لے گئے تھے۔ مشرکین یہ سُن کر ششدر رہ گئے۔ (الترغیب والنزھیب)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال شریف کے بعد جب حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما حضرت اُویس قرنی رضی اللہ عنہ سے ملاقات کے لئے اُن کے آبائی وطن قرن پہنچے، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان سُنایا۔ اثنائے گفتگو میں حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ تم نے فخرِ موجودات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دیدار کیا ہے؟ انہوں نے اثبات میں جواب دیا تو مُسکرانے لگے اور فرمایا:

لَنْ تَرَیَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَّا ظِلَّہٗ۔

(جواھر البحار)

"تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حُسن کا ایک پرتو دیکھا ہے۔"

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ پاک ہے: تین چیزوں کو خاص سننے کی طاقت دی گئی ہے، جنت جنتیوں کی آواز سُنتی ہے، جہنم جہنمیوں کی اور میرے مقرر شدہ فرشتہ۔ پس میری اُمت کا کوئی آدمی جب یہ کہتا ہے کہ الٰہی! میں تجھ سے جنت مانگتا ہوں تو جنت کہتی ہے الٰہی! اس کو میرے اندر سکونت عطا فرما اور جب میری اُمت کا کوئی آدمی کہتا ہے الٰہی! مجھے آگ سے بچا تو دوزخ کہتی ہے الٰہی! اُس کو مجھ سے بچانا۔ اور جب میرا کوئی اُمتی مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو میرے سرہانے پر موجود فرشتہ کہتا ہے یا محمد صلی اللہ علیک وسلم یہ فلاں آدمی نے سلام عرض کرتا ہے۔ پس آپ بھی اُس کو سلام کے جواب سے نوازیں۔" (اس کو ابن بشکوال رحمہ اللہ نے بیان کیا۔)

امام المحدثین مُناوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ یہاں مبالغہ بھی تقصیر کا حکم رکھتا ہے:

"کُلُّ غُلُوٍّ فِیْ حَقِّہٖ تَقْصِیْرٌ فَلَا یُمْکِنُ حَدُّ الْاِحَاطَۃِ بِھَا بَلْ بِبَعْضِھَا مِنْ حَیْثُ الْحَقِیْقَۃِ وَالْکَمَالِ.

(شرح شمائل ۲)

"حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں مبالغہ بھی تقصیر کا درجہ رکھتا ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام شمائل تو کجا بعض کا احاطہ بھی ممکن نہیں۔"

مشہور محدث امام عبد الرؤف المناوی رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں:

وَقَدْ صَرَّحُوْا بِاَنَّ کَمَالَ الْاِیْمَانِ اِعْتِقَادُ اَنَّہٗ لَمْ یَجْتَمِعْ فِیْ بَدَنِ اِنْسَانٍ مِّنْ مَّحَاسِنِ الظَّاھِرَۃِ مَا اجْتَمَعَ فِیْ بَدَنِہٖ.

(شرح الشمائل برحاشیہ جمع الوسائل)

"تمام علماء نے تصریح کی ہے کہ اس وقت تک کسی انسان کا ایمان تکمیل نہیں پا سکتا جب تک کہ وہ یہ اعتقاد نہ رکھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجودِ اقدس میں پائے جانے والے محاسن کسی دوسرے میں نہیں ہیں۔ امام مناوی رحمۃ اللہ علیہ دوسرے مقام پہ لکھتے ہیں۔

مِنْ تَمَامِ الْاِیْمَانِ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ الْاِیْمَانُ بِہٖ بِاَنَّہٗ سُبْحَانَہٗ خَلَقَ جَسَدَہٗ عَلٰی وَجْہٍ لَمْ یَظْھَرْ قَبْلَہٗ وَلَا بَعْدَہٗ مِثْلُہٗ۔ (فیض القدیر)

"تکمیلِ ایمان کے لئے اس بات پر ایمان لانا ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جسدِ اطہر حسن و جمال میں بے نظیر پیدا فرمایا ہے۔"

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے ابو الزبیر رحمۃ اللہ کی سند سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے دونوں کندھوں کے درمیان "محمد رسول اللہ خاتم النبیین" لکھا ہوا تھا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی پہ "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ" لکھا ہوا تھا۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی کا نگینہ آسمان سے بھیجا گیا تھا۔ وہ نگینہ انہوں نے اپنی انگوٹھی میں لگا لیا۔ اُن کی سلطنت کے معاملات اسی نگینہ کی وجہ سے درست ہوتے تھے۔ اس نگینہ پہ یہ عبارت لکھی تھی "اَنَا اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ عَبْدِیْ وَرَسُوْلِیْ"۔ آپ بیت الخلاء میں جاتے وقت انگوٹھی اُتارتے جس سے آپ علیہ السلام کی کیفیت تبدیل ہو جاتی۔

بارگاہِ رسالت میں استغاثہ

ابو عبیدہ سالم فرماتے ہیں میں نے خواب دیکھا کہ میں بحر نیل کے جزیرے میں ہوں اور ایک مگرمچھ دیکھا جو مجھے نگل لینا چاہتا تھا۔ میں خوفزدہ ہو گیا۔ اچانک ایک خوبرو شخص ظاہر ہوا مجھے یقین ہو گیا کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ آپ نے فرمایا: اِذَا کُنْتَ فِیْ شِدَّۃٍ فَقُلْ اَنَا مُسْتَجِیْرٌ بِکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ وَسَلَّمَ "جب تو کسی مشکل میں پڑ جائے تو کہا کر "یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں۔"

علی بن مصطفےٰ العسقلانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ہم عازمِ سفر تھے راستہ میں ہمیں طوفان نے آ گھیرا۔ ہم نے بارگاہِ رسالت میں استغاثہ کرنا

شروع کیا۔ ہماری زبان پہ یا محمد صلّی اللہ علیک وسلّم کے کلمات تھے۔ ایک ساتھی زیارتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشرّف ہوا۔ اُس نے آپ سے مدد کی درخواست کی۔ آپ نے فرمایا تمہارا جہاز سلامتی کے ساتھ خشکی پر اُتار دیا گیا ہے۔ (حجۃ اللہ)

ابونعیم رحمۃ اللہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب موسیٰ علیہ السلام پہ تورات نازل ہوئی، انہوں نے تورات کو پڑھا اور اُس میں اِس اُمّت کا ذکر دیکھا تو عرض کی اے مولا! میں نے الواح میں ایسی اُمّت کا ذکر پایا ہے جو سب سے بعد آئے گی لیکن جنّت میں سب سے پہلے جائے گی۔ اے اللہ! اُس اُمّت کو میری اُمّت بنا دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ تو احمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی اُمّت ہے۔

بہترین درود | اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِہٖ وَسَلِّمْ

درود خضری | صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَسَلَّمْ

(حوالہ: دلائل الخیرات)

معجزہ رجعتِ شمس (سورج کا پلٹنا)

ابن مندہ، ابن شاہین اور طبرانی نے ایسی سندوں کے ساتھ جو بعض شرطِ صحیح پہ ہیں، حضرت اسمار رضی اللہ عنہا سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہ وحی نازل ہو رہی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سرِ اقدس حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی آغوش مبارک میں تھا اور حضرت رضی اللہ عنہ نے نمازِ عصر نہیں پڑھی تھی، یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو گیا۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا کی۔ "اے خدا! علی رضی اللہ عنہ تیری اطاعت اور تیرے رسول کی اطاعت میں تھے تو اُن پہ آفتاب کو واپس کر دے۔" اسمار رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے آفتاب کو غروب ہوتے دیکھا تھا۔ غروب ہونے کے بعد اسے واپس ہوتے دیکھا ہے۔ اور طبرانی کی روایت اس طرح ہے کہ اُن پہ آفتاب طلوع ہو گیا یہاں تک کہ اس کی روشنی پہاڑوں اور زمین پہ پھیل گئی اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اُٹھ کر وضو کیا اور نمازِ عصر پڑھی۔ اس کے بعد آفتاب غائب ہو گیا۔ یہ واقعہ منزل صہبا کا ہے جو خیبر اور مدینہ کے درمیان ہے۔ طبرانی نے بسند حسن حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آفتاب کو حکم دیا اور وہ دن کی ایک گھڑی تک ٹھہرا رہا۔ (خصائص الکبریٰ ۲)

قیامت تک جو بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمّت میں ہونے

والا تھا سب کچھ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پیش کیا گیا۔ بلکہ تمام اُمتیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پیش ہوئیں جیسے حضرت آدم علیہ السلام کو تمام ناموں کا علم سکھایا گیا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد انبیا کرام علیہم السلام کی تعداد کے قریب ہے۔ (یعنی ایک لاکھ چوبیس ہزار)
(زرقانی جلد ۵ / کشف الغمہ)

قاضی ابوبکر ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ فائدہ درود شریف کا درود شریف پڑھنے والے کی طرف رجوع ہوتا ہے بسبب خلوص عقیدت اور اظہار محبت اور مداومت طاعت اور معرفت حق اور احترام حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حقیقت میں دُعا ہے خلق کے لئے۔
(مدارج النبوت جلد دوم)

"فتوحات الہیہ" میں اور "تفسیر کبیر" میں ہے کہ اگر کوئی کہے کہ جب اللہ جل شانہٗ اور اس کے فرشتے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں تو کونسی حاجت رہی ہمارے درود بھیجنے کی؟

جواب اس کا یہ ہے کہ درود بھیجنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اس واسطے نہیں ہے کہ آپ کو اس کی حاجت ہے۔ انہیں تو فرشتوں کے درود بھیجنے کی بھی حاجت نہ تھی جب اللہ جل جلالہٗ ہی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجتا ہے۔ بلکہ غرض اس سے اظہار تعظیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے اور عود کرنا فائدہ اس درود کا ہماری طرف ساتھ ثواب اور قرب کے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جیسا واجب کیا ہے اللہ جل شانہٗ نے ذکر اپنا ہمارے اوپر باوجودیکہ اُس کو اس کی کچھ حاجت نہیں ہے اور غرض اس سے اظہار کرانا تعظیم اپنی کا ہے ہم سے ازراہِ شفقت کے ہم پر تا ثواب بخشے ہم کو اس پر۔

سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے بڑھ کر خندہ رُو اور خوش اخلاق تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دستِ اقدس میں چھڑی لے کر چلا کرتے اور فرمایا کرتے تھے۔ ہاتھ میں چھڑی لے کر چلنا انبیائے کرام علیہم السلام کا طریقہ ہے۔

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس حال میں تشریف لائے کہ آپ کے چہرۂ اقدس پر خوشی و مسرت نمایاں تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پُر مسرت تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم آج رُخ انور میں خوشی و مسرت کی لہر تاباں ہے۔ اس کا سبب کیا ہے؟ فرمایا جبرائیل علیہ السلام آئے اور انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! کیا آپ کو یہ پُر مسرت نہیں بناتا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے آپ کی اُمت میں جو بندہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایک بار درود بھیجتا ہے میں اُس پر دس مرتبہ صلوٰۃ وسلام بھیجتا ہوں۔ ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "جو بندہ مجھ پر صلوٰۃ وسلام بھیجتا ہے، حق تعالیٰ اُس پر اُس وقت تک صلوٰۃ وسلام بھیجتا ہے جب تک وہ مجھ پر صلوٰۃ وسلام بھیجتا رہے۔ اب بندے کو اختیار ہے کہ وہ کم بھیجے یا زیادہ۔"
ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ حق تعالیٰ اور اُسکے فرشتے ستر گنا صلوٰۃ بھیجتے ہیں۔ لہٰذا بندہ کی مرضی ہے کہ کم کرے یا زیادہ۔
(مدارج النبوت: ۱)

امام ابن عساکر قدس سرہٗ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
اِنَّ اللّٰہَ اَعْطٰی مُوْسٰی الْکَلَامَ | "بے شک اللہ تعالیٰ نے موسیٰ

وَاَعْطَانِي الذُّرِّيَّةَ، وَفَضَّلَنِي بِالْمَقَامِ الْمَحْمُوْدِ وَالْحَوْضِ الْمَوْرُوْدِ. (صفحہ ۲۸۹)

علیہ السلام کو اپنی ہمکلامی سے نوازا اور مجھے (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنے دیدار سے سرفراز فرمایا۔

اور (نیز) مقام محمود اور حوض مورود (کوثر) سے مجھے (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) برتری عطا فرمائی۔"

اللہ جل مجدہ نے فرمایا: "میں نے دنیا اور دنیا والوں کو صرف اس لئے بنایا تاکہ میرے ہاں آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا جو مرتبہ و مقام اور شرافت و بزرگی ہے وہ انہیں بتا دوں۔ اور میرے ہاں مخلوق میں سے کوئی بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر معزز و مکرم نہیں۔ ان کے علاوہ یہ خوبیاں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دی گئی ہیں:

"میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حوض کوثر، شفاعت عظمیٰ، شاخ، اونٹنی، تاج شجاعت، حج، عمرہ اور برکات ماہ رمضان بھی مرحمت فرمائے۔ شفاعت سب کی سب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ہے۔ (یعنی شفاعت کی کل اقسام کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی مالک ہوں گے۔ حتیٰ کہ قیامت میں میرے عرش کا سایہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہی پھیلا ہوگا اور سبھی خوبیوں کا تاج آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کے سر ہوگا۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم گرامی اپنے نام کے ساتھ ملایا۔ جہاں میرا ذکر ہوگا وہیں میرے ذکر کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھی ذکر ہوگا: وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ آپ کے لئے نبوت کب واجب ہوئی؟ فرمایا: بَيْنَ خَلْقِ آدَمَ وَنَفْخِ الرُّوْحِ فِيْهِ۔ "جب حضرت آدم علیہ السلام

سو رہے تھے اور ان میں روح پھونکی جا رہی تھی۔"

عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں میں نے سنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے:

- "اِنِّي عِنْدَ اللهِ مَكْتُوْبٌ لَخَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ وَاِنَّ آدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِيْ طِيْنَتِهِ۔" "بے شک میں اللہ کے ہاں خاتم النبیین لکھا ہوا تھا، جب حضرت آدم علیہ السلام اپنی مٹی میں گوندھے جا رہے تھے۔"

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے آباء و اجداد میں کبھی کوئی مرد و عورت زنا پر جمع نہیں ہوئے۔"

- ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت قرآنیہ وَتَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِيْنَ (اور ہم آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو سجدہ کرنے والوں کی پشتوں میں منتقل کرتے رہے ہیں) کی تفسیر میں روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اصلاب انبیاء میں منتقل ہوتے رہے ہیں۔ تاآنکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ نے آپ کو جنم دیا۔

علاوہ ازیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں میں پاک پشتوں اور پاکیزہ رحموں میں منتقل ہوتا رہا ہوں۔ جبکہ ارشاد خداوندی ہے: اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ۔ "بے شک مشرکین ناپاک ہیں۔"

و حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں جب بھی نسل انسانی دو حصوں میں بٹی میں بہتر حصے میں آیا۔ (دلائل النبوۃ۔ ص ۸۰)

و اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم) جس نے میرا ذکر کیا اور تیرا ذکر نہ کیا اس کا جنت میں کوئی حصہ نہیں۔

(در منثور، جلد ۶، ص ۱۰۴ / مقام رسول صلی اللہ علیہ وسلم)

و حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال مبارک کے وقت

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم انبیائے کرام علیہم السلام کی تعداد کے مطابق ایک لاکھ چوبیس ہزار موجود تھے۔ (نسیم الریاض جلد ۲)

- حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات اور بنات طیبات رضی اللہ عنہن تمام جہان کی عورتوں سے افضل ہیں۔ (کشف الغمہ ج ۲)
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام جہان والوں سے افضل ہیں۔ (کشف الغمہ جلد ۲)
- حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ستر ہزار فرشتوں کے جھرمٹ میں پُر انوار سے تشریف لائیں گے۔ (کشف الغمہ جلد ۲ / مقام رسول صلی اللہ علیہ وسلم / تفسیر عزیزی)
- حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میدان محشر میں براق پر تشریف لے جائیں گے۔
- موقف میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جنت کی پوشاکوں میں سے اعلیٰ ترین پوشاک پہنائی جائے گی۔ (مقام رسول)
- قیامت کے دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عرش کے دائیں جانب قیام فرما ہوں گے۔ (کشف الغمہ جلد ۲ / تفسیر عزیزی پ ۳: ص ۱۱۹)
- ملک الموت علیہ السلام نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے قبض روح کے لئے اجازت طلب کی۔ (کشف الغمہ / مقام رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)
- جنت میں سب سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم داخل ہوں گے۔ آگے حضرت بلال رضی اللہ عنہ ہوں گے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سب سے پہلے حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا جنت میں داخل ہوں گی۔ (کشف الغمہ جلد ۲ / جواہر البحار جلد ۱ ص ۳۲۲ / خصائص کبریٰ)

- قیامت کے دن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نبیوں کے امام، قائد اور خطیب ہوں گے۔ (مقام رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم / کشف الغمہ جلد ۲ / تفسیر عزیزی پ)
- حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت سے بہت سے گنہگار اور مستحقین نار دوزخ میں نہ جائیں گے۔ (کشف الغمہ جلد ۲، ص ۴۷)
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت سے بہت سی قومیں بغیر حساب بہشت میں داخل ہوں گی۔ (کشف الغمہ جلد ۲ / مدارج النبوۃ جلد ۱، ص ۱۴۳)
- حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت سے جنتیوں کے درجے بلند ہوں گے اور کوئی اُمتی دوزخ میں نہ رہے گا۔
- موقف میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اسم پاک کا اعلان ہوگا۔
- موقف میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت سے حساب میں تخفیف ہوگی۔ (کشف الغمہ جلد ۲)
- قیامت کے دن سب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی اللہ تعالیٰ کا دیدار کریں گے۔
- قیامت کے دن سب سے پہلے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سجدہ کرنے کی اجازت ملے گی۔ اور سب سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سجدہ سے سر اٹھائیں گے۔ (کشف الغمہ جلد ۲، ص ۴۷ / مقام رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جود و سخا میں بھی بے مثال تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس درجہ سخی تھے کہ آپ کسی سائل کا سوال رد نہ فرماتے۔ اگر موجود ہوتا اسی وقت عطا فرما دیتے ورنہ پھر عنایت فرماتے، محروم نہ رکھتے۔ اپنے

ہی ہیں۔ (مُلّا علی قاری) (دلائل الخیرات / خیر کثیر، ص ۱۶)

ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کو گالی نہ دو۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر تم میں سے کوئی کوہ اُحد برابر سونا راہ خدا میں خرچ کرے تو اُن کی کسی ایک فضیلت کو نہ پائے گا۔ اور نہ اُن کی آدھی فضیلت کو۔

عبد بن حمید رضی اللہ عنہ نے اپنی مسند میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کی مثال ستاروں کی مانند ہے جن سے لوگ رستہ کے لئے رہنمائی حاصل کرتے ہیں تو جس کسی صحابی رضی اللہ عنہ کے قول کے ساتھ تم لوگ عمل کروگے ہدایت پاؤگے۔

● ابن عساکر رضی اللہ عنہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی ہرگز اپنی جگہ سے نہ کھڑا ہو، مگر (امام) حسنؓ (امام) حسین رضی اللہ عنہما یا اُن دونوں کی اولاد کے لئے۔ (الخصائص الکبریٰ ۲)

ابو محمد جبر رحمہ اللہ نے عبداللہ بن عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کیا ہے: کہا جاتا ہے "جس نے قرآن پڑھا اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھا اور دُعا مانگی تو یقیناً اُس نے ہر مقام سے بھلائی سمیٹ لی۔" اس کی نسبت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی طرف کی گئی ہے۔

● "القول البدیع" میں ابو غسان کا یہ قول نقل کیا گیا ہے کہ جو شخص دن میں سو مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دُرود بھیجے وہ اس آدمی کی طرح ہے جو مدّت دراز تک رات دن عبادت میں مصروف رہا۔

ابو القاسم التیمی قدّس سرّہٗ نے ترغیب میں حضرت علی بن حسین بن علی رضی اللہ عنہم سے روایت کیا۔ فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کثرت سے دُرود بھیجنا اہل سُنّت کی علامت ہے۔

اللہ تعالیٰ نے مکہ مکرمہ کی قسم کھائی لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ۔ کہ جائے پیدائش ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مکہ معظمہ اللہ تعالیٰ نے کمال بزرگی اس شہر کو عنایت فرمائی۔ اور احادیث صحیحہ میں وارد ہے کہ ایک روزہ رکھنا مکہ میں برابر لاکھ روزوں کے ہے۔ ایک نماز لاکھ نمازوں جتنی اور ایک روپیہ خیرات کرنا لاکھ روپوں کے برابر۔ غرضیکہ مکہ مکرمہ میں ہر ایک نیکی برابر لاکھ نیکیوں کے ہے۔ (مدارج)

حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو مسلمان مکہ میں مرے گا قیامت کے دن پیغمبروں کے گروہ میں اُٹھے گا۔ اور جو شخص مکہ میں مرا وہ آسمان دنیا میں مرا۔ (دلائل الخیرات / خیر کثیر)

● حدیث میں ہے کہ جب کرب یا شدت نازل ہو تو اُسے چاہیئے کہ اذان کا جواب دے۔ اس واسطے کہ اس وقت آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں اور دُعا قبول ہوتی ہے۔

اس طرح کہ جب مؤذن اللہ اکبر کہے۔ تم بھی اللہ اکبر کہو۔ اسی طرح ساری اذان مؤذن کے ساتھ ساتھ پڑھتے جاؤ۔ اذان کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ کی دُعا مانگو اور درود شریف پڑھو۔ پھر اپنے لئے دُعا مانگو۔ انشاء اللہ قبول ہوگی۔ مشہور دُعا:

اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ "تا آخر"

علّامہ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ مرفوع حدیث ذکر کی ہے: حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ کی زبانی ہے کہ "تمہارے دنوں میں سب سے افضل دن جمعہ کا ہے۔ اس میں آدم علیہ السلام پیدا

ہوئے۔ اسی میں ان کی رُوح قبض کی گئی، اسی میں صُور پھُونکا جائے
گا اور اسی میں لوگ بے ہوش ہوں گے۔ لہٰذا اس دن کثرت سے
مجھ پر دُرود پڑھا کرو۔ کیونکہ تمہارا دُرود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ صحابہ نے
عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم ہمارا دُرود آپ پر کیسے پیش
ہوگا جبکہ آپ وصال فرما چکے ہوں گے؟ ارشاد فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے
انبیاء علیہم السلام کے جسموں کو کھانا زمین پر حرام کر دیا ہے۔" پھر بیہقی نے
یہ حدیث ذکر کی ہے: اللہ تعالیٰ کے سیر کرنے والے فرشتے ہیں جو میری
اُمت کا سلام لاکر مجھ پر پیش کرتے ہیں۔ علامہ منذری کے مطابق ابن
ماجہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے دُرود پڑھا
کرو کیونکہ یہ مشہود کہا گیا ہے کہ فرشتے اس میں اُترتے ہیں۔ کوئی مجھ پر
دُرود پڑھتا ہے تو فارغ ہونے سے پہلے اس کا دُرود مجھ تک پہنچا دیا جاتا
ہے۔ (وفاء الوفاء۔ حصہ چہارم)

مُردوں کو زندوں کا ثواب پہنچتا ہے

امام طبرانی قدس سرہٗ نے "اوسط" میں حضرت انس رضی اللہ عنہ
سے روایت کیا ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُمَّتِیْ اُمَّۃٌ مَرْحُوْمَۃٌ تَدْخُلُ قُبُوْرَھَا بِذُنُوْبِھَا وَتَخْرُجُ مِنْ قُبُوْرِھَا لَا ذُنُوْبَ عَلَیْھَا تُمَحَّصُ عَنْھَا بِاسْتِغْفَارِ

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میری اُمت مغفورہ ہے یہ اپنی قبروں میں تو گنہگار داخل ہو گی مگر جب اپنی قبروں سے باہر آئے گی تو اس پر کوئی گناہ نہ ہوگا۔

الْمُؤْمِنِیْنَ کہا۔ اس لئے کہ ان کے لئے ایمانداروں
کا دُعائے مغفرت کرتے رہنے سے ان کے گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں۔"
ابن ماجہ رحمۃ اللہ اور امام بیہقی قدس سرہٗ نے "بعث" میں حضرت
انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
ارشاد فرمایا:
"یہ اُمت بخشی ہوئی ہے کہ اُن کی سزا اُن کے سامنے ہی ہو گی۔ وہ
اس طرح کہ قیامت کے دن ایک ایک مشرک، ایک ایک مومن کے حوالے
کرنے کے بعد اس سے کہا جائے گا: یہ دوزخ کی سزا کے بدلہ میں تیرا فدیہ ہے۔"
حضرت امام بخاری و حضرت امام مسلم قدس سرہما نے حضرت ابوہریرہ
رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
"میرا حوض، ایلہ عدن سے بھی زیادہ لمبا ہے۔ میں اس سے (غیر
متعلق) لوگوں کو اس طرح بھگاؤں گا جیسے کوئی آدمی اپنے حوض سے
پرائے اونٹوں کو بھگاتا ہے۔"
عرض کیا گیا "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! تو کیا آپ ہمیں
پہچان لیں گے؟" فرمایا ہاں: (کیسے نہ پہچانوں گا جبکہ) تم وضو کے اعضاء
کے روشن و تاباں نشانات لے کر میرے پاس آؤ گے۔ یہ نشانی صرف تمہاری
ہی ہے۔ (تمہارے سوا اور کسی میں نہیں ہے) (جواہر البحار دوم ص ۶۵۲)
امام ترمذی قدس سرہٗ نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت
کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے
ہوئے سُنا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے پروردگار
جل مجدہٗ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ میری اُمت کے ستر ہزار بلاحساب
وبلاپرسش جنت میں داخل فرمائے گا اور ہر ہر ہزار کے ہمراہ ستر ستر ہزار
ہوں گے۔ علاوہ ازیں میرے پروردگار عزاسمہٗ کے تین لپ میں جتنے

بھی سنا جائیں گے۔ امام ترمذی نے فرمایا یہ حدیث حسن ہے۔

(جواہر البحار حصہ دوم)

ہر آدمی کے دونوں ہونٹوں پر دو فرشتے مؤکل ہیں اُن کا اور کچھ کام نہیں، اس آدمی کے صرف درُود کے نگہبان ہیں۔

(سیرت محمدیہ / دلائل الخیرات / خیر کثیر)

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ حق تعالیٰ نے لوح محفوظ کو پیدا کیا سفید چاندی سے کہ صفحے اس کے یاقوت سُرخ کے ہیں اور قلم اُس کا نور کا ہے اور تحریر اس کی نوری ہے۔ (دلائل الخیرات صفحہ ۲۰)

(خیر کثیر)

فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِىْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝ یعنی کچھ تر و خشک نہیں مگر کتاب مبین (لوح محفوظ) میں موجود ہے۔" (کتاب سے مُراد لوح محفوظ ہے۔)

فرمایا اللہ تعالیٰ نے مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ ۝ یعنی کوئی بولنے والا کوئی لفظ نہیں کہتا مگر اس کے ساتھ ایک نگہبان سخت ہے۔" (یعنی کراماً کاتبین فرشتے جو بندوں کے نیک و بد اعمال و افعال و اقوال لکھتے ہیں۔)

امام احمد، دارمی، طبرانی اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جب سُورت اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَ الْفَتْحُ نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کو بُلایا اور فرمایا میں تم کو اپنی رحلت کی خبر دیتا ہوں۔ یہ سُن کر وہ رونے لگیں۔ آپ نے فرمایا صبر کرو اور تم ہی میرے اہلبیت رضی اللہ عنہم میں سے سب سے پہلے ملنے والی ہو۔ پھر وہ ہنسنے لگیں۔

(الخصائص الکبریٰ دوم، ص ۵۰)

قاضی اسمٰعیل نے سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ ہر وہ دُعا جس کے اوّل میں درُود نہ پڑھا جائے وہ آسمان اور زمین کے درمیان معلق رہتی ہے۔ (الخصائص الکبریٰ ۱)

بیہقی اور ابن عساکر نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جب آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو انہیں ان کی اولاد دکھائی گئی تو انہوں نے ایک کو دوسرے پر صاحبِ کرامت و فضیلت دیکھا۔ پھر انہوں نے اُن کے درمیان ایک چمکتا ہوا نور دیکھا۔ اس پر انہوں نے عرض کیا: اے میرے رب: یہ نور کس کا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "یہ تمہارے فرزندِ جلیل احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہیں۔ اور یہی سب سے پہلے شفاعت کرنے والے ہیں۔ (الخصائص الکبریٰ حصہ اوّل)

کہا گیا ہے کہ درُود شریف قبول نہیں ہوتا جب تک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل پاک پر درُود نہ بھیجا جائے۔ (دلائل الخیرات خیر کثیر کراچی)

(تفسیر احمدی)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ وَ عِتْرَتِهٖ بِعَدَدِ كُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّكَ ۔

خواب میں زیارت

سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بحالتِ خواب زیارت کرنا برحق ہے۔ امام بخاری و مسلم قدس سرہما نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ رَاٰنِىْ فِى الْمَنَامِ فَقَدْ رَاٰنِىْ حَقًّا فَاِنَّ الشَّيْطٰنَ لَا
"جس نے مجھے خواب میں دیکھا بے شک اُس نے مجھے ہی دیکھا

يَتَمَثَّلُ بِي ۔ کیونکہ شیطان میری صُورت کی طرح نہیں بن سکتا۔"

اللہ جل مجدہ نے فرمایا :

اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۔

"بے شک اللہ تعالیٰ اور اُس کے فرشتے دُرود بھیجتے ہیں اُس غیب بتانے والے (نبی) پر۔ اے ایمان والو! اُن پر دُرود اور خوب سلام بھیجو۔"

حضرت امام مسلم قدس سرہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ وَاحِدَةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ عَشْرًا ۔

"جس نے مجھ پر ایک مرتبہ دُرُود پڑھا اللہ تعالیٰ اُس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔"

(جواہر البحار حصہ دوم)

امیرالمومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "مجھے جبرائیل امین آکر کہنے لگے جو شخص آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایک بار دُرود شریف پڑھتا ہے تو اللہ جل مجدہ اُس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے اور اُس کے دس درجے بلند فرما دیتا ہے۔ (جواہر البحار حصہ دوم)

آلِ اطہار : آل میں اختلاف ہوا ہے کہ آل سے کون مُراد ہیں؟ بعضوں نے کہا کہ آل سے وہ لوگ مُراد ہیں جن پر زکوٰۃ لینا حرام ہے۔ جیسے بنی ہاشم، بنی مطلب حضرت فاطمۃ الزہراء، امام حسن و حسین اور حضرت علی رضی اللہ عنہم اجمعین اور اُن کی اولاد۔

اور بعضوں نے کہا جو مومن متقی پرہیزگار ہے وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل ہے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن آل میں داخل ہیں اور آل کے معنی متبعین کے بھی آتے ہیں۔ (مدارج النبوت)

علامات محبت سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کثرت سے دُرود شریف اور ذکر شریف کرنا آپ کا ہے۔ اس واسطے کہ کثرت ذکر کی لوازم محبت سے ہے کہ مَنْ اَحَبَّ شَيْئًا اَكْثَرَ ذِكْرَهٗ وارد ہے واقعی جب دن رات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر شریف میں گزرے گا، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متخلق باخلاق اللہ ہیں، بقتضیہ فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ اپنے ذاکر کو بھی یاد فرمائیں گے۔ اور دُرود شریف کہ اقرب وسائل سے ہے جز و اس ذکر شریف کا ہے۔ اور علامات محبت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے دل و جان توقیر و تعظیم کرنا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے۔ اور بوقت ذکر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خشوع و خضوع اختیار کرنا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرح جن کے بباعث تعظیم و توقیر اور ہیبت رونگٹے کھڑے ہو جاتے تھے۔ (مدارج النبوت ۲)

سبحان اللہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رحمۃ للعالمین ہونے کی ایسی شان ہے کہ ابولہب جیسے کافر کے بھی عذاب میں ہر دوشنبہ (پیر) کی رات کو تخفیف ہوتی ہے یعنی میان انگشت شہادت اور وُسطیٰ سے کچھ پانی چوسنے کو مل جاتا ہے۔ بسبب اس کے کہ اپنی لونڈی ثویبہ کو انگلی کے اشارے سے آزاد کیا تھا۔ جبکہ اُس نے ابولہب کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی بشارت دی تھی۔ (احیاء العلوم)

حدیث : روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، حق تعالیٰ کا ارشاد ہے، اے ابن آدم! قسم کھاتا ہوں میں اپنی عزت و جلال کی کہ اگر تُو راضی ہو جائے گا اس پر جو میں نے تیری قسمت

میں لکھ دیا ہے تو میں تجھے خوش کر دوں گا اور تو محمود ہو گا۔ اور اگر تو راضی نہ ہو گا اس پر جو تیری قسمت میں لکھ دیا تو میں دنیا کو وسیع کر دوں گا تجھ پر دُنیا کو کہ دوڑا پھرے گا تو اس کے اندر مثل جانور وحشی کے، پھر نہ ملے گا تجھے مگر وہی جو میں نے تیری قسمت میں لکھ دیا ہے۔

حدیث : اور روایت ہے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے: "سعادت ہے ابن آدم کی یہ ہے کہ راضی ہو جائے اس پر جو خدا نے اُس کی قسمت میں لکھ دیا ہے۔" (حیوۃ الحیوان / دلائل الخیرات / خیر کثیر)

عمر بن شیبہ قدس سرہٗ نے اپنی تالیف "کتاب الکتاب" میں روایت کیا کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے "حدیبیہ" کے دن اپنے دستِ اقدس سے تحریر فرمایا جبکہ اس سے قبل آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم لکھتے نہ تھے۔ اور یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات سے ہے۔

● ابو مسعود دمشقی قدس سرہٗ کے اوراق میں صلح نامہ حدیث میں یہ واقع ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے وہ معاہدہ اپنے دستِ اقدس میں لیا اور جہاں "رسول اللہ" (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) لکھا ہوا تھا وہاں "محمد" (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) تحریر فرما دیا۔ باوجودیکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اچھی طرح کتابت نہ جانتے تھے۔ اور یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے معجزات سے ہے۔ سبحان اللہ وبحمدہٖ۔

● ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "الوفاء" میں حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے سنداً روایت کیا ہے، فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا تو جبرائیل علیہ السلام کو حکم دیا جس کے نتیجے میں وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی قبر مبارک والی جگہ سے مٹھی بھر سفید مٹی لے آئے جسے تسنیم کے پانی سے گوندھا گیا تھا پھر اُسے جنت کی نہروں میں باری باری ڈبویا گیا، اسے

آسمانوں اور زمینوں میں گھمایا گیا تو فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے ہی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پہچان کر لی۔

حضرت یزید جریری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے ابن سیرین علیہ الرحمہ سے سنا۔ فرماتے تھے: "اگر میں قسم کھا کر یہ بات کہوں تو سچی ہو گی اور اس میں شک نہیں ہو گا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو ایک ہی مٹی سے پیدا فرمایا تھا! اور پھر اسی مٹی کی طرف لوٹا دیا۔ (وفاء الوفاء)

عالم قدس سرہٗ حضرت اُم المومنین اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے راوی ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب یہ آیہ کریمہ:

اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰہُ لِیُذۡھِبَ عَنۡکُمُ الرِّجۡسَ اَھۡلَ الۡبَیۡتِ وَیُطَھِّرَکُمۡ تَطۡھِیۡرًا ؒ	"اللہ تو یہی چاہتا ہے اے نبی کے گھر والو! تم سے ہر ناپاکی دُور کر دے اور تمہیں خوب ستھرا فرما دے۔"

میرے گھر پر نازل ہوئی تو سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت علی مرتضیٰ، سیدہ فاطمہ زہراء اور ان کے دونوں صاحبزادوں حضرت حسن، حضرت حسین رضی اللہ عنہم اجمعین کو بُلا بھیجنے کا پیغام ارسال فرمایا۔ تو اُن کے آنے پر فرمایا "یہ میرے اہلبیت ہیں"۔

ابن النجار کی کتاب سے ہمیں حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ یہ حدیث ملتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: "مدینہ میری ہجرت کا مقام ہے۔ اسی میں میری جائے دفن ہے اور یہیں سے مجھے اٹھنا ہے۔ میری اُمت پر لازم ہے کہ وہ میرے پڑوسیوں کی حفاظت کریں جب تک کہ وہ کبیرہ گناہوں سے بچے رہیں، جو اُن کی حفاظت کرے گا میں قیامت کے دن اُس کا گواہ ہوں گا یا اس کی شفاعت کروں گا۔ اور جو اُن کی حفاظت نہیں کرے گا اُسے دوزخ کی پیپ پلائی جائے گی۔" (وفاء الوفاء)

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے غنیہ میں ذکر کیا ہے
کہ جب بندہ نماز پڑھ کر واپس جاتا ہے اور دعا میں حاضر نہیں رہتا تو
فرشتے کہتے ہیں "اس بندے کو دیکھو خدا سے مستغنی بنتا ہے۔"

معجزہ: حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی حضرت ابودجانہ
رضی اللہ عنہ جب صبح کی نماز پڑھ لیتے تو جلدی مسجد سے نکل جاتے اور
دعا میں موجود نہ رہتے۔ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان
سے اس کا سبب دریافت فرمایا۔ انہوں نے کہا میرے پڑوسی کے
گھر کھجور کا درخت ہے۔ رات کو ہوا سے اس کی کھجوریں گر کر میرے گھر
میں پڑتی ہیں۔ میں اپنے بچوں کے جاگنے سے پہلے جا کر انہیں پڑوسی
کے گھر پھینک دیتا ہوں۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس
کھجور کے مالک سے فرمایا اپنی کھجور کو میرے ہاتھ جنت کے دس کھجور
کے درختوں کے عوض جن کی رگیں طلائے سرخ اور زبرجد سبز کی ہوں گی
اور شاخیں مروارید سفید کی۔ بیچ ڈال۔ وہ کہنے لگا (اور وہ منافق تھا)
"میں حاضر کو غائب کے عوض نہیں بیچتا"۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ
عنہ نے اسے کہا "میں نے فلاں مقام پر جو دس کھجور کے درخت ہیں ان کے
عوض میں تجھ سے وہ کھجور کا درخت خرید لیا۔" اس پر وہ منافق مان گیا۔
اور کھجور کا درخت حضرت ابودجانہ رضی اللہ عنہ کو دے دیا۔ اور اپنی بیوی
سے کہا میں نے یہ درخت ابوبکر (صدیق رضی اللہ عنہ) کے ہاتھ دس کھجور
کے درختوں کے عوض جو فلاں مقام پر ہیں بیچ دیا ہے۔ اور یہ درخت
تو میرے ہی گھر میں ہے۔ اس کے مالک کو تھوڑی سی کھجوریں دے
دیا کرنا۔ اسی رات کو جو سو کر اٹھا تو کیا دیکھا کہ وہ درخت ابودجانہ
رضی اللہ عنہ کے گھر میں موجود تھا۔ (یہ واقعہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کا اعلیٰ ترین معجزہ ہے)۔ (الخصائص الکبریٰ)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جنات پر تصرف

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے
روایت ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا آج رات ایک بہت بڑا
خبیث جن مجھ پر حملہ آور ہوا تاکہ میری
نماز میں خلل انداز ہو۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس پر اختیار دیا اور میں نے
اسے دبوچ لیا اور چاہا کہ اسے مسجد کے ستون سے باندھ دوں تاکہ صبح
تم لوگ اسے دیکھ سکو۔ مگر مجھے اپنے بھائی سلیمان علیہ السلام کی یہ دعا یاد
آئی رَبِّ اغْفِرْ لِي وَهَبْ لِي مُلْكًا لَّا يَنبَغِي لِأَحَدٍ مِّن
بَعْدِي "(اے پروردگار! مجھے بخش دے اور مجھے ایسی حکومت عطا
فرما جو میرے بعد کسی اور کو نہ ملے)" تو اس دعا کو ذہن میں لا کر اسے
میں نے چھوڑ دیا اور وہ ناکام لوٹ گیا۔ (یعنی حضرت سلیمان علیہ
السلام کو اللہ تعالیٰ نے ان کی اس دعا کے بعد جنات پر قبضہ عطا فرمایا
تھا اور وہ جنوں کو سرکشی پر سزا دیتے تھے۔)

گمشدہ چیز کے لیے

زید بن یحییٰ رضی اللہ عنہ نے عتبہ
بن غزوان رضی اللہ عنہ سے اور
انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی۔ آپ نے فرمایا
جب تم میں سے کسی کی کوئی چیز گم ہو جائے اور کسی امداد کی ضرورت
ہو اور تم کسی ایسی جگہ ہو جہاں تمہارا کوئی یار و مددگار نہ ہو تو تم پکارو:
یَا عِبَادَ اللہِ اَعِیْنُوْنِی۔ (تین بار کہو) "اے اللہ کے بندو! میری مدد
کو پہنچو" اور وہ مدد کو پہنچتے ہیں۔ صاحب "حصن حصین" نے اس
عمل کو مجرب بتایا ہے۔ یہ حدیث ابن عباس اور ابن مسعود رضی اللہ
عنہم نے بھی روایت کی ہے۔ حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ حرز ثمین
میں فرماتے ہیں یہ حدیث مرفوع ہے اور صحیح ہے۔ اور کئی مشائخ نے

اس کا تجربہ کیا ہے۔ امام نووی رحمۃ اللہ نے اپنی دعوات میں ایک امام سے بیان کیا ہے کہ ہمارے شیخ کبیر ایک دفعہ جنگل میں سفر کر رہے تھے کہ اُن کا خچر جنگل میں بھاگ گیا۔ وہ اس کے پیچھے دوڑے لیکن وہ دُور نکل گیا۔ انہوں نے اس حدیث پر عمل کیا تو کوئی چیز خچر کو گھیر کر آپ کے پاس لے آئی۔

رجال الغیب

حضرت امام نووی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں یہ اللہ کے بندے رجال الغیب ہیں جو اولیاء، اوتاد کا رتبہ رکھتے ہیں۔ یہ ہماری نظروں میں نہیں آتے یہ بندوں کی دُور و نزدیک سے آوازیں سنتے ہیں اور مدد کو پہنچتے ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "حجۃ اللہ البالغہ" میں لکھا ہے کہ یہ رجال الغیب" ملائکہ کی طرح خاص مراتب پہ فائز ہوتے ہیں اور مومنوں کے کام کرتے ہیں۔ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں اور انہوں نے اس حدیث کی سند حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اور فرمایا یہ حضرات ہزارہا مقامات پر تصرف کرتے ہیں۔ (شفاء القلوب)

ابدال

حدیث مرفوع میں بروایت سیدنا انس رضی اللہ عنہ ہے کہ ابدال چالیس مرد و زن ہیں۔ جب اُن میں سے کوئی مرجاتا ہے تو اللہ تعالےٰ اُس کے بدلے کسی دوسرے کو اس کا بدل فرما دیتا ہے۔ اسی وجہ سے ان کا نام "ابدال" ہے۔ ابن عدی علیہ الرحمۃ "کامل" میں نقل کرتے ہیں کہ ان چالیس ابدال میں سے بائیس افراد ملکِ شام کے ہوتے ہیں اور اٹھارہ افراد عراق سے۔

ابو نعیم علیہ الرحمۃ نے "حلیہ" میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: خیارِ امت

پانچ سو افراد ہیں اور ابدال چالیس، یہ تمام روئے زمین میں ہوتے ہیں اور فرمایا میری اُمت میں چالیس مرد ایسے ہیں جن کے دل حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دل پر ہیں اللہ تعالیٰ اُن کی برکت سے خلق کو بلاؤں سے محفوظ رکھتا ہے انہیں ابدال کہا جاتا ہے۔ انہوں نے یہ درجہ سخاوت اور مسلمانوں کی خیر خواہی سے پایا۔

منقول ہے کہ ابدال کی نشانی یہ ہے کہ ان سے اولاد پیدا نہیں ہوتی اور وہ کسی چیز پر لعنت نہیں کرتے۔ زید بن ہارون علیہ الرحمۃ سے مروی ہے کہ ابدال اہل علم ہیں۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابدال اگر محدثین نہ ہوں گے تو اور کون ہوگا؟

خطیب رحمۃ اللہ علیہ نے "تاریخ بغداد" میں نقل کیا ہے۔ فرمایا: "نقباء" تین سو ہیں اور "نجباء" ستر، "ابدال" چالیس، "اخیار" سات "عمد" چار اور "غوث" ایک ہے۔ نقباء کا مسکن مغرب، نجباء کا مسکن مصر، ابدال کا مسکن شام اور اخیار زمین میں سیاح ہیں۔ "عمد" زمین کے گوشوں میں ہیں اور غوث کا مسکن مکہ مکرمہ ہے اور جب کوئی امرِ عام عارض ہوتا ہے تو نقباء دُعا کرتے ہیں اور اُس حاجت کے پُوری ہونے کے لئے وہ عاجزی کرتے ہیں۔ اُن کے بعد نجباء، اُن کے بعد ابدال، اُن کے بعد اخیار، پھر عمد، اگر ان کی دُعائیں قبول ہو جائیں تو فبہا ورنہ غوث عاجزی کرتے ہیں اور سوال کے تمام ہونے سے پہلے غوث کی دُعا قبول کرلی جاتی ہے۔ (مدارج النبوّت)

حضرت جعفر طیّار رضی اللہ عنہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں نے جعفر طیار رضی اللہ عنہ کو (جو غزوۂ موتہ میں شہید ہوئے تھے) فرشتوں کے ایک مجمع کے ساتھ پرواز کرتے ہوئے دیکھا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے

روایت ہے کہ ایک دن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی مجلس میں حاضر تھے۔ حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی بیوی اسماء رضی اللہ عنہا بھی پاس ہی پردے میں بیٹھی تھیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کسی غائبانہ سلام کا جواب فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بی بی اسماء رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے سلام بھیجا ہے وہ حضرت جبرائیل و میکائیل علیہما السلام کے ساتھ سیر کر رہے ہیں۔ مجھے جعفر رضی اللہ عنہ بتا رہے تھے کہ میدان جنگ میں مجھے ستر زخم سینے پر لگے تھے اور میرے بازو بھی کٹ گئے تھے پھر میں نے جھنڈا گردن میں بلند کیا۔ اللہ کو میری یہ ادا پسند آئی۔

جامع کمالات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم انبیاء علیہم السلام

علامہ ملا علی قاری حنفی قدس سرہٗ متوفی ۱۰۱۶ھ کے فرمودہ جواہر سے ان کا "شرح شفا" کے دوسرے باب کے شروع میں کہنا ہے کہ علامہ تلمسانی قدس سرہٗ نے فرمایا:

اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَاذَ خِصَالَ الْاَنْبِیَاءِ کُلِّھَا وَاجْتُمِعَتْ فِیْہِ اِذَا ھُوَ عُنْصُرُھَا وَمَنْبَعُھَا۔

"سید عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے کمالات کے جامع تھے اور ان کی وہ سبھی خوبیاں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم میں مجتمع تھیں، کیونکہ ان سب کی اصل اور منبع آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہی ہیں۔"

چنانچہ سید عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو حضرت آدم علیہ السلام کا خُلق، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی معرفت، حضرت نوح علیہ السلام کی

شجاعت، حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خُلّت، حضرت اسماعیل علیہ السلام کی زبان (یعنی فصاحت و بلاغت) حضرت اسحاق علیہ السلام کی رضا، حضرت صالح علیہ السلام کی فصاحت، حضرت لوط علیہ السلام کی حکمت، حضرت یعقوب علیہ السلام کی بشارت، حضرت یوسف علیہ السلام کا جمال، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شدت، حضرت ایوب علیہ السلام کا صبر، حضرت یونس علیہ السلام کی اطاعت، حضرت یوشع علیہ السلام کا جہاد، حضرت داؤد علیہ السلام کی آواز، حضرت دانیال علیہ السلام کی محبت، حضرت الیاس علیہ السلام کا وقار، حضرت یحییٰ علیہ السلام کی عصمت، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ترک دنیا (رہبانیت) دیا گیا۔

سید عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تمام کمالات انبیاء علیہم السلام کے جامع اس لئے تھے تاکہ وہ سبھی اپنا اپنا کمال آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہی سے حاصل کریں۔

امام سبکی قدس سرہٗ متوفی ۷۵۶ھ نے اپنی کتاب "التعظیم والمنۃ" کے باب خصائص میں اللہ جل مجدہٗ کے اس ارشاد گرامی:

لَتُؤْمِنُنَّ بِہٖ وَلَتَنْصُرُنَّہٗ[1] ("تم تو ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا") کی تفسیر میں فرمایا: مخفی نہ رہے کہ اس آیہ کریمہ میں سید عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی وہ قدر و منزلت اور عظمت ثابت ہے، جس کا اندازہ ناممکن ہے۔ اس کے باوجود اس آیت کریمہ میں یہ امر بھی عیاں ہے کہ بالفرض اگر سید عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم انبیائے کرام علیہم السلام کے زمانہ میں تشریف لاتے تو آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ان سبھی کے رسول ہوتے۔

[1] پارہ ۳، سورۂ آل عمران، آیت ۸۱

ﷺ۔ لہذا از آدم علیہ السلام تا روزِ قیامت سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت و رسالت تمام مخلوق کو شامل ہے۔ اور تمام پہلی اُمتیں اور پہلے انبیاء علیہم السلام سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اُمتی ہی ہیں۔

ﷺ۔ اور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد "بُعِثْتُ اِلَى النَّاسِ كَافَّةً" (میں تمام لوگوں کی طرف مبعوث ہوں) میں صرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تا یوم قیامت کے لوگوں کی تخصیص نہیں ہے بلکہ اس میں ان سے پہلے تمام لوگ بھی شامل ہیں۔

ﷺ۔ اور اسی سے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد گرامی کی بھی وضاحت ہو جاتی ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "كُنْتُ نَبِيًّا وَّاٰدَمُ بَيْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ" (میں اُس وقت بھی نبی تھا جبکہ آدم علیہ السلام ہنوز جسم و رُوح کے مابین تھے)

ﷺ۔ اور جس نے اس ارشاد کی تفسیر یہ کی ہے کہ اللہ جل علمہٗ کے علم میں تھا کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عنقریب پیغمبر ہوں گے تو وہ اس ارشاد کے مقصد کو نہ پہنچ سکا۔ اس لئے کہ اللہ جل مجدہٗ کا علم تو تمام اشیاء کو محیط ہے اور اس وقت جبکہ آدم علیہ السلام ابھی خمیر میں تھے اُسی وقت سے اللہ جل مجدہٗ نے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وصفِ نبوت سے متصف فرما دیا تھا۔ لہذا اس ارشاد کا یہ مطلب لینا ہی بہتر ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے اس وقت نبوت ثابت تھی۔ یہی وجہ تھی کہ حضرت آدم علیہ السلام نے (بعد از تخلیق) سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی "مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ" صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عرش پہ لکھا ہوا پایا۔ لہذا بداہۃً ثابت ہوا کہ اُسی وقت سے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت ثابت تھی۔

اور اگر اس سے مُراد صرف یہی ہو کہ جب آدم علیہ السلام جسم و

رُوح کے مابین تھے تو اس وقت اللہ جل مجدہٗ کے علم میں صرف یہ تھا کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مستقبل میں نبی ہوں گے تو پھر سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیت کہاں ہوتی۔ کیونکہ جب آدم علیہ السلام جسم و رُوح کے درمیان تھے اس وقت نبی ہونا سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیت ہے۔

ﷺ۔ اِس لئے کہ اُس وقت تو اللہ جل مجدہٗ کو تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی نبوت کا بھی تو علم تھا۔ (کہ یہ سب مستقبل میں نبی ہوں گے) بلکہ اس سے پہلے بھی علم تھا۔ لہذا اس وقت سے ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نبی ہونے کی خصوصیت کا ماننا ضروری ہے۔

سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِسی خصوصیت کی بناء پر اپنے اس وصف سے اپنی اُمت کو آگاہ کرتے ہوئے بتا دیا تھا کہ اللہ جل مجدہٗ کے ہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قدر و منزلت کا عرفان حاصل ہونے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خیر و صلاح کی دولت حاصل ہوتی رہے۔

وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ الْخَلْقِ فَلَا كَمَالَ لِمَخْلُوْقٍ اَعْظَمُ مِنْ كَمَالِهٖ وَلَا مَحَلَّ اَشْرَفُ مِنْ مَحَلِّهٖ۔

"اور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام مخلوق سے برتر ہیں۔ لہذا اب نہ تو کسی مخلوق کا کمال سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کمال سے بڑھ کر ہے۔ اور نہ ہی کوئی محل سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محل سے بزرگ تر ہے)

اور حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے بھی پہلے اللہ جل مجدہٗ کی طرف سے اس کمال کا ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاصل ہونا ہمیں خبر صحیح سے معلوم ہوا ہے۔ اور اللہ جل مجدہٗ نے سیدِ عالم صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کو اُسی وقت نبوت عطا فرما کر پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے انبیاء کرام علیہم السلام سے عہد و پیمان لیا: تاکہ انہیں معلوم ہو جائے کہ یہ ہستی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اُن سے پہلے کی ہے۔ اور نیز یہ ان کے نبی و رسول ہیں "صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم"۔ اور ان سے عہد لینے کا مطلب ان سے قسم لینا ہے۔ اسی لئے لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ میں لام قسم داخل ہے۔ (فائدہ) خلفاء کی بیعت کرتے وقت جو قسم لی جاتی ہے اس کا ماخذ شاید یہی آیت ہے۔

وَلَوِ اتَّفَقَ مَجِيْئُهٗ فِىْ زَمَنِ اٰدَمَ وَنُوْحٍ وَّاِبْرَاهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰى وَجَبَ عَلَيْهِمْ وَعَلٰى اُمَمِهِمُ الْاِيْمَانُ وَنُصْرَتُهٗ وَبِذٰلِكَ اَخَذَ اللّٰهُ الْمِيْثَاقَ عَلَيْهِمْ۔ (جواہر البحار)

(بالفرض حضرت آدم، حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ علیہم السلام کے وقت میں سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری کا اتفاق ہو جاتا تو اُن سب پر اور اُن کی تمام اُمتوں پر سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانا اور ان کی تائید و امداد کرنا واجب ہو جاتی۔ اور اسی پر اللہ جل مجدہ نے ان سے عہد و پیمان لیا تھا)

لہٰذا سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سب انبیاء علیہم السلام اور اُن کی اُمتوں کا رسول و نبی ہونا سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے حقیقتاً ثابت ہے۔ ہاں نبوت کا حکم سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ ان کے اجتماع پر موقوف ہے اور یہ ایک ایسے امر کی وجہ سے متاخر ہے جو ان کے وجود کی طرف راجع ہے۔ یہ نہیں کہ وہ اس کے مقتضا سے ہی موصوف ہیں۔

ث۔ پس بالفرض اگر سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انبیاء علیہم السلام کے زمانہ میں موجود ہوتے تو بلا ریب ان سب پر سیدِ عالم صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم کی اتباع فرض تھی۔ یہی وجہ ہے کہ آخری زمانہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی نبوت پر فائز ہوتے ہوئے بھی سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کی شریعت کے متبع ہو کر تشریف لائیں گے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی روایت

ابن شاہین رحمۃ اللہ علیہ اپنی سند کے ہمراہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں کہ میں نے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے، مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ كُنْتُ شَفِيْعَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (جو شخص مجھ پر درود بھیجے گا میں روزِ قیامت اس کی شفاعت کروں گا)

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا قول

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا مَنْ صَلّٰى عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ كِتَابٍ صَلَّتْ عَلَيْهِ الْمَلٰٓئِكَةُ غُدْوَةً وَّرَوَاحًا مَا دَامَ اِسْمُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِى الْكِتَابِ۔ (جو شخص کسی تحریر میں درود شریف لکھتا ہے جب تک اللہ تعالیٰ کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا اسمِ مبارک اس تحریر میں موجود رہتا ہے فرشتے صبح و شام اس شخص کے لئے دعائے رحمت کرتے رہتے ہیں) صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ۔

امام باقر رضی اللہ عنہ کی روایت

ابن ابی عاصم رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "الصلوٰۃ علی النبی" میں اپنی سند کے ہمراہ جعفر بن محمد رضی اللہ عنہ کے واسطے سے اُن کے والد حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهٗ فَنَسِىَ الصَّلٰوةَ عَلَيَّ اَخْطَأَ طَرِيْقَ الْجَنَّةِ۔ (جس شخص کے سامنے میرا

ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود بھیجنا بھول جائے وہ جنت کے راستے بھٹک گیا)

درود خواں کو جنت کی بشارت

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت منقول ہے کہ ابن شاہین علیہ الرحمۃ نے اپنی سند کے ہمراہ نقل کیا ہے، مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ فِیْ یَوْمٍ اَلْفَ مَرَّۃٍ لَمْ یَمُتْ حَتّٰی یَرٰی مَقْعَدَہٗ مِنَ الْجَنَّۃِ (جو شخص روزانہ مجھ پر ایک ہزار مرتبہ درود بھیجے گا وہ اس وقت تک نہیں مرے گا جب تک جنت میں اپنا ٹھکانہ نہ دیکھ لے۔")

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک اور روایت ہے جسے امام ابو یعلیٰ الموصلی رضی اللہ عنہ نے اپنی سند کے ہمراہ نقل کیا ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: مَا مِنْ عَبْدَیْنِ مُتَحَابَّیْنِ یَسْتَقْبِلُ اَحَدُھُمَا صَاحِبَہٗ وَیُصَلِّیَانِ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَّا لَمْ یَتَفَرَّقَا حَتّٰی تَغْفِرَ لَھُمَا ذُنُوْبُھُمَا مَا تَقَدَّمَ مِنْھَا وَمَا تَاَخَّرَ۔ (جب ایک دوسرے سے محبت کرنے والے دوست ایک دوسرے سے ملیں اور وہ اُس ملاقات کے دوران نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجیں تو اُن کے جدا ہونے سے پہلے اُن کے سابقہ اور آئندہ تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے")

بھول جانا

ابو موسیٰ مدنی اپنی سند کے ہمراہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں اِذَا نَسِیْتُمْ شَیْئًا صَلُّوْا عَلَیَّ تَذْکُرُوْہُ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ۔ (جب تم کوئی چیز بھول جاؤ تو مجھ پہ درود بھیجو، انشاء اللہ وہ چیز تمہیں یاد آجائے گی")

اللہ اور حضور علیہ السلام کے ناموں کا اتصال

کلمہ طیبہ پہ ایک نظر ڈالیئے اور دیکھیے کہ جہاں اللہ کی "ہ" ختم ہوتی ہے وہیں سے محمد کی "میم" شروع ہو جاتی ہے درمیان میں واوِ عاطفہ تک نہیں رکھی گئی۔ یعنی یہ نہیں کہا گیا "وَمُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ" جس کی وجہ یہ ہے کہ واوِ عاطفہ کے درمیان میں آنے سے بُعد اور فاصلہ پیدا ہو جاتا ہے اور اللہ رب العزت یہ چاہتا ہے کہ میرے نام کے فوراً بعد میرے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام آئے جو میری توحید و یکتائی کی سب سے بڑی دلیل ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ زمین پر میرا نام "محمد" (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور آسمانوں پہ میرا نام "احمد" ہے۔ "احمد" کا ذکر قرآن مجید میں صرف ایک موقع پہ آیا ہے۔ یعنی عیسےٰ علیہ السلام اپنی قوم کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد سے آگاہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُہٗ اَحْمَدُ۔ (الصّف)

" اور میرے بعد جو ایک رسول آنے والے ہیں اُن کا نام احمد ہو گا میں اُن کی بشارت دینے والا ہوں۔"

یہاں یہ اشکال پیدا ہو سکتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اہلِ زمین کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد کی خبر دے رہے ہیں انہیں اس موقع پہ زمین والے نام یعنی "محمد" کا ذکر کرنا چاہیئے تھا نہ کہ آسمان والے کا:

مختصر جواب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام گو زمین میں پیدا ہوئے، زمین والوں میں رہے اور یہیں زندگی بسر کی، مگر فی الواقع اُن کی پیدائش سے لے کر رفعِ سماوی تک اُن کے بہت سے احوال آسمان والوں سے مشابہ تھے۔ اُن کی پیدائش مروّجہ انسانی طریقوں سے

سے ہٹ کر ہوئی۔ آسمان کے ایک جلیل القدر فرشتے حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور مریم علیہا السلام کے دامن پر پھونک ماری اسی کے اثر سے اُن کی پیدائش ہوئی۔" نزہۃ المجالس جلد ۲ کے مطابق عیسیٰ علیہ السلام ناف سے پیدا کیے گئے۔ پھر مختصر سی زندگی بسر کرنے کے بعد دوبارہ ان کا عروج آسمان پر ہو گیا۔ گویا آغاز اور اختتام کے اعتبار سے اُن کی حیات آسمانی مخلوق سے مشابہت رکھتی ہے۔ اسی بنا پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس اسم مبارک "احمد" سے آگاہ تھے جس سے آپ کو آسمانوں پر پکارا جاتا تھا۔ یہ آسمانی دنیا سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی واقفیت اور اُن کی من جانب اللہ غیر معمولی خلقت کی زبردست شہادت ہے۔

مستدرک حاکم میں سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے حوالے سے مروی ہے کہ سیدنا آدم علیہ السلام نے اللہ رب العزت کی بارگاہ میں ان الفاظ کے ساتھ توبہ کی:

یَارَبِّ اَسْئَلُکَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ

"اے میرے رب! میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ سے تیری بارگاہ میں دعا کرتا ہوں تو مجھے معاف فرما دے۔"

اس پر اللہ رب العزت نے حضرت آدم علیہ السلام سے پوچھا:

یَا اٰدَمُ کَیْفَ عَرَفْتَ مُحَمَّدًا وَلَمْ اَخْلُقْہُ؟

"اے آدم! (علیہ السلام) تجھے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بارے میں کیسے معلوم ہو گیا حالانکہ میں نے انہیں پیدا بھی نہیں فرمایا۔"

حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کی: ترجمہ "اے میرے رب! جب

تو نے مجھے پیدا فرمایا اور میرے اندر رُوح پھونکی اور میں نے سر اُٹھایا تو مجھے عرش کے چاروں اطراف پر یہ کلمہ لکھا ہوا نظر آیا: لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اس اتصال سے میں نے جانا کہ یہ نام اللہ تعالیٰ کو تمام مخلوق سے زیادہ پسند ہے۔ (المستدرک ۲)

وَصَفَ الْاِلٰہُ نَبِیَّہٗ بِالْاَوَّلِ ‏ شَرَفًا وَقَدْ سَمَّاہُ بِاسْمِ الْاٰخِرِ

وَاشْتَقَّہَا مِنْ وَصْفِہٖ لِیُجِلَّہٗ ‏ وَکَذَا اَتٰی عَنْہُ بِوَحْیٍ ظَاہِرٍ

"اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی تعریف اُن کی بزرگی کے پیشِ نظر اول سے کی اور اسی سے آپ کا نام آخر رکھا اور بزرگی دیتے ہوئے اُن کی اولیت کو اپنی صفت (اولیت) سے مشتق فرمایا اور یونہی واضح وحی کے ذریعے آپ سے ثابت ہے۔"

اور حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

وَشَقَّ لَہٗ مِنِ اسْمِہٖ لِیُجِلَّہٗ ‏ فَذُو الْعَرْشِ مَحْمُوْدٌ وَّھٰذَا مُحَمَّدٌ

"اللہ تعالیٰ نے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا نام اپنے نام سے مشتق کیا تاکہ اس کو بزرگی دے۔ پس عرش والا محمود ہے اور یہ محمد ہیں۔ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)"

پس "محمد" "محمود" سے مشتق ہوئے اور وہ اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے اور وہ خود "حمد" سے مشتق ہے۔ پس اللہ کریم دنیا و آخرت میں آسمانوں اور زمین والوں کا محمود ہے (جس کی تعریف کی جائے) اب اُس نے اپنے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر کرم فرمایا اور اُن کا نام اپنے نام کے ساتھ لکھ کر تمام انبیاء کرام علیہم السلام پر فضیلت بخشی۔

درود شریف پڑھنے سے حاجتیں پوری ہوتی ہیں

سیدنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ شیرِ خدا نے فرمایا جس کسی کو کوئی حاجت درپیش ہو تو وہ ہزار مرتبہ پوری توجہ کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر درود پاک پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ حاجت پوری ہوگی۔ (حجۃ اللہ علی العالمین صفحہ [illegible])

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے مجھے خواب میں دیکھا وہ عنقریب مجھے بیداری میں بھی دیکھے گا۔ گویا اس نے مجھے بیداری میں دیکھا۔

جس نے آپ کو خواب میں دیکھا وہ دنیا میں آپ کو بیداری میں حقیقتاً دیکھے گا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے گفتگو کرے گا۔ کیونکہ صالحین کی ایک جماعت سے منقول ہے کہ انہوں نے خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بیداری میں دیکھا۔ اور جن چیزوں کے متعلق اُن کو خدشات تھے اُن کے بارے میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سوالات کیے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان امور میں ان صالحین کی عقدہ کشائی کی۔

حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں: "ائمہ تعبیر نے بیان کیا ہے کہ خواب دیکھنے کے آداب میں سے یہ ہے کہ خواب دیکھنے والا صادق القول ہو اور باوضو دائیں کروٹ سوئے اور سونے سے پہلے سورۃ والشمس، واللیل، والتین، اخلاص اور معوذتین (سورۃ فلق سورۃ والناس) کی تلاوت کرے اور یہ دعا مانگے "اے اللہ! میں تجھ سے بُرے خوابوں سے پناہ مانگتا

ہوں اور نیند اور بیداری میں شیطان کے فتنوں سے پناہ مانگتا ہوں۔ اے اللہ! میں تجھ سے سچے اور صالح خواب کا سوال کرتا ہوں جو مجھے نفع دینے والا ہو، جو مجھے یاد رہے، نسیان نہ ہو۔ اے اللہ! مجھے خواب میں وہ چیز دکھا جو مجھے پسند ہو۔" اپنا خواب کسی عورت، بچے، جاہل، دشمن سے بیان نہ کرے۔ تعبیر بیان کرنے کا وقت طلوعِ شمس ہے۔ غروبِ آفتاب، زوال اور رات کے وقت تعبیر بیان نہ کرے۔

ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے جب کوئی شخص یہ بیان کرتا کہ اس نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے تو وہ اس سے کہتے کہ مجھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفات بیان کرو۔ اگر وہ آپ کی کوئی ایسی صفت بیان کرتا جو اُن کے علم میں نہ ہوتی تو کہتے تم نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہیں دیکھا۔ ایک حدیث میں ہے "مومن کا خواب نبوت کے اجزاء میں سے چھیالیسواں جزو ہے۔"

ایک حدیث میں ہے: "میانہ روی، آہستگی اور اطمینان سے کام کرنا اور اچھا راستہ اختیار کرنا نبوت کے پچیس اجزاء میں سے ایک جزو ہے۔"

حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں علامہ حلیمی نے بیان کیا ہے کہ نبوت کے چھیالیسویں اجزاء سے مراد نبوت کے چھیالیس (۴۶) خصائص ہیں اور سچا خواب ان خصائص میں سے ایک خصوصیت ہے۔ نبوت کے چھیالیس (۴۶) خصائص حسب ذیل ہیں:

(۱)۔ اللہ تعالیٰ سے بلا واسطہ کلام کرنا۔

(۲)۔ الہام بلا کلام یعنی حواس اور استدلال کے واسطہ کے بغیر اپنے دل میں کسی چیز کے حصول کا علم۔

(۳)۔ فرشتہ کو دیکھ کر اور اس سے ہمکلام ہو کر وحی کا حصول۔

(۴)۔ فرشتہ کا آپ کے دل میں وحی القاء کرنا۔

۵ - عقل کامل ہونا۔ حتیٰ کہ اُسے عارضہ لاحق نہ ہو۔

۶ - قوتِ حافظہ کا کمال۔ حتیٰ کہ ایک طویل سورت کو سُنتے ہی یاد کرلینا بایں طور کہ اس کا کوئی حرف بھولنے نہ پائے۔

۷ - اجتہادی خطا سے محفوظ ہونا۔

۸ - عقل وفہم کی غیر معمولی ذکاوت، جس کی وجہ سے انہیں استنباطِ مسائل کی مہارت ہوتی ہے۔

۹ - غیر معمولی قوتِ بصارت جس کی وجہ سے زمین کے ایک کونے میں کھڑے ہوکر دوسرے کونے کی اشیاء دیکھ لیتے ہیں۔

۱۰ - غیر معمولی قوتِ سامعہ، جس کی وجہ سے وہ دُور دراز کی اُن آوازوں کو سُن لیتے ہیں جن کو دوسرے نہیں سُن سکتے۔

۱۱ - غیر معمولی قوتِ شامہ، جیسے حضرت یعقوب علیہ السلام نے مُسافتِ بعیدہ سے حضرت یوسف علیہ السلام کی خوشبو سونگھ لی۔

۱۲ - غیر معمولی جسمانی قوت، حتیٰ کہ وہ ایک رات میں تین راتوں کی مسافت طے کرلیتے ہیں۔

۱۳ - آسمانوں کی طرف عروج کرنا۔

۱۴ - گھنٹی کی آواز کی طرح وحی کا نزول۔

۱۵ - بجریوں کا ان سے باتیں کرنا۔

۱۶ - درختوں کا ان سے باتیں کرنا۔

۱۷ - ستون کا آپ سے کلام کرنا۔

۱۸ - پتھروں کا آپ سے بات کرنا۔

۱۹ - بھیڑیئے کا آپ سے کلام۔

۲۰ - اونٹ کا آپ سے بولنا۔

۲۱ - متکلم کو بغیر دیکھے اس کا کلام سُننا۔

۲۲ - جنات کا مشاہدہ کرنا۔

۲۳ - اشیاءِ معینہ کو آپ کے لئے متمثل کرنا جیسا کہ معراج شریف کے موقع پر بیت المقدس کی مثال آپ کے سامنے حاضر کی گئی۔

۲۴ - کسی حادثہ کے اسرار کو جان لینا، جیسا کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر آپ نے اونٹنی کے بیٹھنے کی جگہ جان لی۔

۲۵ - کسی کے نام سے کسی چیز پر استدلال کرنا، کیونکہ جب سہیل بن عمرو آیا تو آپ نے فرمایا: اللہ نے تمہارے لئے معاملہ سہل کردیا۔

۲۶ - کسی آسمانی چیز کو دیکھ کر زمین کے وقوعہ پر استدلال کرنا جیسا کہ آپ نے فرمایا: "یہ بادل بنی کلب کے لئے برس رہا ہے۔"

۲۷ - پس پُشت دیکھنا۔

۲۸ - مرنے والے کے متعلق کسی چیز کی خبر دینا جیسا کہ آپ نے فرمایا: حنظلہ رضی اللہ عنہ کو فرشتے غسل دے رہے ہیں۔ وہ حالتِ جنابت میں شہید ہوئے تھے۔

۲۹ - کسی چیز سے مستقبل کی فتح پر استدلال کرنا۔ جیسا کہ یومِ خندق میں ہُوا۔

۳۰ - دنیا میں جنت ودوزخ کا دیکھنا۔

۳۱ - فراست۔

۳۲ - درخت کا آپ کی اطاعت کرنا حتیٰ کہ آپ کے حکم سے درخت جڑوں کو کھینچتا ہوا ایک جگہ سے دوسری جگہ آیا اور پھر واپس چلا گیا۔

۳۳ - ہرن کا آپ سے شکایت کرنا۔

۳۴ - خواب کی ایسی صحیح تعبیر بیان کرنا جس میں خطا کا احتمال نہ ہو۔

۳۵ - اندازے سے بتا دینا کہ اس درخت پر اتنے وسق کھجوریں ہوں گی۔

۳۶ - احکام کی ہدایت کرنا۔

۳۷ - دین اور دُنیا کی سیاست کی ہدایت دینا۔

۳۸ - عالم کی ہیئت اور ترکیب کی ہدایت دینا۔
۳۹ - طبی اعتبار سے اصلاحِ بدن کی ہدایت دینا۔
۴۰ - عبادت کے طریقوں کی ہدایت دینا۔
۴۱ - مفید صنعتوں کی ہدایت دینا۔
۴۲ - مَا یَکُوْن (مستقبل کے واقعات) پر مطلع ہونا۔
۴۳ - مَا کَان (گزشتہ زمانوں کے اُن واقعات) کی خبر دینا جن پر مطلع ہونے کا کوئی معروف ذریعہ نہ تھا۔
۴۴ - لوگوں کے دلوں کی باتوں اور پوشیدہ امور پر مطلع ہونا۔
۴۵ - استدلال کے طریقوں کی تعلیم دینا۔
۴۶ - حُسنِ معاشرت کے طریقوں پر مطلع ہونا۔

(شرح صحیح مسلم، کتاب الرؤیا)

● ابنِ سعد نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں ہر اس شخص کا رسول ہوں جس کو میں نے زندگی میں پایا اور وہ جو میرے بعد پیدا ہوگا۔

مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، میں تمام انبیاء علیہم السلام سے تبعین میں زیادہ ہوں۔

بزار نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا روزِ قیامت میری اُمت میرے ساتھ سیلِ رواں کی مانند آئے گی جس طرح رات چھا جاتی ہے اسی طرح میری امت لوگوں پر چھا جائے گی۔ اُس وقت فرشتے کہیں گے کہ تمام نبیوں کیساتھ جتنی اُمتیں ہیں اُن سب سے زیادہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت ہے۔

ابو نعیم نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور میرے ہاتھ میں ایک کتاب تھی جو کسی اہلِ کتاب نے مجھے دی تھی۔ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر آج حضرت موسیٰ علیہ السلام ہوتے تو ان کے لئے کوئی گنجائش نہ تھی بجز اس کے کہ وہ میری اِتباع کرتے۔

حدیث شریف میں آیا ہے جو شخص اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ دن میں دس مرتبہ پڑھ کر شیطان لعین سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کو شیطانوں سے بچانے کے لئے ایک فرشتہ مقرر فرما دیتا ہے۔

حصن حصین کے مصنف علامہ محمد بن محمد بن محمد ابن الجزری الشافعی رحمۃ اللہ علیہ نے تعوذ کے بارے میں یہ حدیث نقل کی ہے مَنِ اسْتَعَاذَ بِاللّٰہِ فِی الْیَوْمِ عَشْرَ مَرَّاتٍ مِّنَ الشَّیْطٰنِ وَکَّلَ اللّٰہُ بِہٖ مَلَکًا یَّرُدُّ عَنْہُ الشَّیَاطِیْنَ ○ (حصن حصین)

عشاء کی نماز صرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پڑھی اور کسی نبی نے نہیں پڑھی۔

امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے عبید اللہ بن حمز بن عائشہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ جب آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی تو صبح کا وقت تھا انہوں نے دو رکعت نماز پڑھی اس پر نمازِ فجر فرض ہوئی۔ اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کا فدیہ ظہر کے وقت دیا گیا تو ابراہیم علیہ السلام نے چار رکعت نماز پڑھی تو اس طرح ظہر کی نماز فرض ہوئی۔ حضرت عزیر علیہ السلام کو جب سو (۱۰۰) سال بعد اٹھایا گیا تو عصر کا وقت تھا تو انہوں نے چار رکعت نماز ادا کی اس پر عصر کی نماز فرض ہوئی۔ حضرت داؤد علیہ السلام

کی مغفرت مغرب کے وقت ہوئی تو وہ اُٹھے اور چار رکعت نماز کا ارادہ کیا مگر مشقت کی بنا پر تیسری رکعت پر قعدہ کر لیا اس طرح مغرب کی نماز تین رکعتیں فرض ہوئیں۔ اور سب سے پہلے جس نے عشاء کی نماز پڑھی وہ ہمارے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

ابو داؤد اور ابن ابی شیبہ نے المصنف میں اور بیہقی نے سنن میں معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ایک رات رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز عشاء میں تاخیر فرمائی۔ یہاں تک کہ لوگوں نے گمان کیا کہ شاید آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز پڑھ لی ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں تشریف لائے اور فرمایا۔ اس نماز میں تم تاخیر کیا کرو۔ کیونکہ تم اس نماز کے ساتھ تمام اُمتوں پر فضیلت دئیے گئے ہو اور تم سے پہلے کسی اُمت نے یہ نماز نہیں پڑھی۔

طبرانی نے اوسط میں معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہود نے مسلمانوں پر ان تین چیزوں سے افضل شے پر حسد نہیں کیا۔ ایک سلام کا جواب دینا۔ دوسرا صفوں کا قائم کرنا اور تیسرا مسلمانوں کا (فرض نمازوں میں) اپنے امام کے پیچھے آمین کہنا ہے۔

بیہقی نے سُنن میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، یہود نے ہماری کسی چیز پر اتنا حسد نہیں کیا جتنا ہماری ان تین چیزوں پر انہوں نے حسد کیا۔ ایک سلام کہنا، دوسرے آمین کہنا، تیسرے اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ کہنا ہے۔

دار قطنی و طبرانی نے اوسط میں بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھ

پر ایک ایسی آیت نازل فرمائی کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے بعد میرے سوا کسی نبی پر نازل نہ ہوئی۔ اور وہ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ہے۔

ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کی، انہوں نے کہا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چار ایسی آیتیں دی گئی ہیں جو کہ موسیٰ علیہ السلام کو عطا نہ ہوئیں وہ "لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ" آخر سورۃ بقرہ تک جو کہ تین آیات ہیں۔ اور ایک آیۃ الکرسی ہے۔

امام احمد و طبرانی اور بیہقی نے شعب الایمان میں حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا آخری سورۃ بقرہ کی آیات عرش کے نیچے کے خزانے سے مجھے عطا ہوئیں، جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو عطا نہ ہوئیں۔

طبرانی نے عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: ——— سورۃ بقرہ کی آخری دو آیتوں کو جو کہ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ سے آخر سورۃ تک ہیں بار بار پڑھو اور غور و فکر کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کیساتھ برگزیدہ فرمایا ہے۔

محمّد اور احمد نام کے لوگ جنّتی ہیں

حضرت حافظ ابوطاہر سلفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حافظ ابن بکیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، سیدنا حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وبارک وسلّم نے فرمایا، قیامت کے دن دو بندے دربارِ الٰہی میں کھڑے کیے جائیں گے اُن میں سے ایک کا نام محمدؐ اور دوسرے کا نام احمد ہوگا، اللہ تعالیٰ جلّ جلالہٗ کی طرف سے حکم ہوگا کہ ان دونوں کو جنّت لے جاؤ۔ وہ دونوں عرض کریں گے یا اللہ جلّ جلالہٗ ہم کس عمل کی وجہ سے جنّت کے حقدار ہوئے ہیں حالانکہ ہم نے تو کوئی عمل جنّتیوں والا نہیں کیا اس پر اللہ جلّ مجدہٗ الکریم فرمائے گا۔ "تم دونوں جنّت میں جاؤ کیونکہ میں نے اپنی ذات پر قسم کھائی ہے کہ جس کا نام محمد یا احمد ہوگا وہ دوزخ میں نہیں جائیگا۔"

(زرقانی علی المواہب ص۳۰۱-۵) (البرہان ص۲۳۵)

سیدنا امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں جس قدر احادیث مبارکہ اس باب میں آئیں یہ سب میں بہتر ہے اور اس کی سند حسن ہے۔

جس مومن کا نام محمّد ہو اُس پر دوزخ حرام ہے

سیدنا حضرت نبیط (صحابی) رضی اللہ تعالیٰ عنہ، راوی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وبارک وسلّم نے فرمایا اللہ تعالیٰ جلّ جلالہٗ کا فرمان ہے مجھے اپنے عزت وجلال کی قسم جس کا نام تمہارے (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وبارک وسلم) نام پر ہوگا۔ اُسے عذاب نہ دوں گا۔

(زرقانی علی المواہب ص۳۰۲)

صلی اللہ علیٰ حبیبہٖ محمد وآلہٖ وسلم

جس گھر میں محمّد نام کا کوئی فرد ہو اُس گھر کا پہرہ فرشتے دیتے ہیں

علامہ حلبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سیرتِ حلبیہ میں فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ عزّوجلّ کے کچھ فرشتے ایسے ہیں جو زمین پر چکر لگاتے رہتے ہیں ان کی ڈیوٹی یہ ہے کہ جس گھر میں کوئی محمد نام والا ہو اس گھر کا پہرہ دینا۔ (سیرتِ حلبیہ ص۷۹)

جس گھر میں کوئی مُحمّد نام والا ہو اُس گھر میں برکت زیادہ ہوتی ہے

سیدنا حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے فرمایا یعنی جس گھر میں کوئی محمد نام والا ہو اس گھر میں برکت زیادہ ہوتی ہے۔

تنبیہہ: علماء کرام اور محدثین عظام فرماتے ہیں یہ ساری بہاریں اُس شخص کے لیے ہیں جو کہ سُنّی صحیح العقیدہ ہو ورنہ بے ادب، گستاخ کے لیے کسی قسم کی رعایت نہ ہوگی۔ (زرقانی علی المواہب ص۳۰۲)

مُحمّد نام والے شخص کی وجہ سے گھر میں اللہ عزّوجلّ کی رحمت کا نزول

ابن عدی کامل اور ابوسعید نقاش بسند صحیح اپنے معجم شیوخ میں راوی ہیں کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وبارک وسلّم نے فرمایا۔

"جس دستر خوان پر لوگ بیٹھ کر کھانا کھائیں اور ان میں کوئی محمد نام کا ہو، وہ لوگ ہر روز دو بار مقدس کیئے جائیں گے۔" (مواھب لدنیہ)

دورانِ حمل بچے کا نام محمدؐ رکھنے کی نیت کرنے سے ان شاء اللہ تعالیٰ لڑکا ہی پیدا ہوگا۔

پیارے آقا سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وبارک وسلم کے لاڈلے شہزادے سیدنا حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ، بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وبارک وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کی بیوی کے حمل ہوا اور وہ یہ نیت کرے کہ وہ اس ہونے والے بچے کا نام "محمد" رکھے گا تو چاہے وہ بچہ لڑکی ہی کیوں نہ ہو اللہ جل جلالہٗ اس کو لڑکا بنا دیتا ہے۔ ؎ (سیرت حلبیہ جلد اول صہ ۲۸۴)

جو شخص اپنے بیٹے کا نام محمدؐ رکھے وہ باپ بیٹا دونوں جنتی ہیں

سیدنا حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وبارک وسلم نے کہ جس کے ہاں لڑکا پیدا ہوا اور وہ میری (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) محبت اور میرے (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) نام پاک سے برکت کے لیئے اس کا نام محمد رکھے تو وہ اور اس کا لڑکا دونوں جنت میں جائیں گے۔

(زرقانی علی المواہب صہ ۳۱۰)

؎ اس حدیث مبارک کے راویوں میں سے ایک نے کہا کہ میں نے اپنے یہاں سات مرتبہ یہ نیت کی اور سب کا نام "محمد" ہی رکھا (یعنی ہر مرتبہ اس حدیث مبارک کی سچائی کا تجربہ ہوا کہ لڑکا ہی پیدا ہوا) اور میں نے نیت کے مطابق ہر ایک کا نام "محمد" رکھا۔

نامِ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی برکت قیامت تک جاری

ابن ابی عاصم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ابن ابی فدیک جہم بن عثمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے انہوں نے ابن جنیب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وبارک وسلم سے روایت کی۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وبارک وسلم نے فرمایا کہ جس نے میرے (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وبارک وسلم) نام پر اپنا نام رکھا اور مجھ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وبارک وسلم) سے برکت کی اُمید رکھی تو اس کو برکت حاصل ہوگی اور وہ برکت قیامت تک جاری رہے گی۔ (سبحان اللہ)

(خصائص الکبریٰ جلد دوم صہ ۳۳۴)

گھر میں نام محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) سے تنگ دستی دُور

نزہۃ المجالس میں حضرت علامہ عبدالرحمٰن صفوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے کتاب "البرکۃ" میں نبی مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ و بارک وسلم کی ایک روایت دیکھی کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وبارک وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ جس گھر میں میرا (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وبارک وسلم) نام ہو اس میں تنگدستی نہ آئے گی۔ (نزہۃ المجالس جلد دوم صہ ۲۱۸)

لہٰذا اس حدیث مبارک کی روشنی میں ہم اپنے مکانوں اور دوکانوں میں اس پیارے پیارے شان وعظمت والے مقدس نام مبارک محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وبارک وسلم کے طغرے سجا کر اس نام پاک کی رحمتوں اور برکتوں سے مالا مال ہو سکتے ہیں۔

اگر بچّے کا نام مُحمّد رکھو تو پھر اُس کی تعظیم کرو

مولیٰ علی شیرِ خُدا رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسُول اللّٰہ صلّی اللّٰہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وبارک وسلّم کا ارشادِ گرامی ہے۔ جب لڑکے کا نام محمّد رکھو تو اس کی عزت کرو، اور مجلس میں اُسکے لیے جگہ کشادہ کرو، اسے بُرائی کی طرف نسبت نہ کرو۔ یا اس پر بُرائی کی دُعا نہ کرو۔ (زرقانی علی المواہب صـ۳۱۲)

جو اپنے بیٹے کا نام مُحمّد نہ رکھے وُہ جاہل ہے

سیّدنا حضرت ابنِ عبّاس رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ، راوی ہیں کہ رسُول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وبارک وسلّم نے فرمایا یعنی جس کے تین لڑکے پیدا ہوئے اور اس نے کسی کا نام محمّد نہ رکھا وہ جاہل ہے۔

(سیرتِ حلبیہ صـ۷۹)

مُحمّد اور احمد نام والے پر اللّٰہ عزّوجلّ کی رحمت

حضرت علامہ قاضی ابو الفضل عیاض رحمۃ اللّٰہ تعالیٰ علیہ کتاب الشفاء میں فرماتے ہیں "اللّٰہ تعالےٰ اور اُس کے فرشتے بخشش ورحمت کرتے ہیں اس پر جس کا نام "محمّد" یا "احمد" ہو"۔ (اطیب الوردہ شرح قصیدہ بردہ شریف صـ۲۸۰)

مُحمّد نام والے لڑکے کو نہ مارو نہ محرُوم کرو

بزار مسند میں سیّدنا حضرت ابو رافع رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے رسُول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وبارک وسلّم فرماتے ہیں۔

"جب لڑکے کا نام محمّد رکھو تو اسے نہ مارو نہ محروم کرو" (احکامِ شریعت صـ۱۰۳)

دُرود شریف لکھنے کیلئے جمعرات اور جمعہ کے دن خاص فرشتے اترتے ہیں،

سیّدنا حضرت امام جعفر صادق رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں (یعنی جمعہ کے دن دُرود شریف پڑھنے کے سلسلے میں جو حدیث شریف ہے یہ اُس کی وضاحت ہے) کہ "جب جمعرات کا دن آتا ہے تو عصر کے وقت اللّٰہ تعالیٰ آسمان سے فرشتے زمین پر اُتارتا ہے اُن کے پاس چاندی کے ورق اور سونے کے قلم ہوتے ہیں وہ جمعرات کی عصر سے لے کر جمعہ کے دن غروب آفتاب تک زمین پر رہتے ہیں اور وہ نبی اکرم شفیع اعظم صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم پر دُرود پڑھنے والوں کا دُرود پاک لکھتے ہیں"۔ (سعادۃ الدارین)

ماہِ رَجب المرجب میں دُرود شریف پڑھنے کی فضیلت

جو شخص اس ماہ مبارک میں جس میں شبِ معراج عظمت والی رات ہے دُرود شریف پڑھے اللّٰہ تعالیٰ اُس کے سارے گناہ حقوق اللّٰہ اور حقوق العباد سے مُعاف فرمادیتا ہے۔ سُبحان اللّٰہ۔

صلّی اللّٰہ علیٰ حبیبہٖ مُحمّد وآلہٖ وسلّم

شمائلِ مُبارکہ

(حُلیہ مبارک)

رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صُورت مبارکہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ ہی بہت لمبے تھے اور نہ چھوٹے قد کے (بلکہ درمیانہ قد والے) لمبائی کی طرف مائل تھے اور نہ ہی بہت سفید تھے اور نہ ہی گندم گوں۔ آپ کے بال مبارک نہ تو زیادہ گھنگھریالے تھے اور نہ بالکل سیدھے۔ آپ کی کلائیاں بڑی بڑی اور انگلیاں کشادہ تھیں۔ بازو انتہائی سفید تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چالیس سال کی عمر میں اعلان نبوت کا حکم فرمایا۔

مُہرِ نبوّت

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دونوں شانوں کے درمیان کبوتری کے انڈے کی طرح سرخ غدود دیکھی۔

مُوئے مبارک

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مُوئے مبارک (بال) کانوں کے نصف تک پہنچتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طہارت فرماتے کنگھی استعمال فرماتے اور جوتا پہننے میں دائیں طرف سے ابتدا فرماتے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تقریباً بیس بال سفید تھے۔ داڑھی مبارک گھنی تھی جو سینہ

کو ڈھانپ لیتی تھی۔

مہندی لگانا

حضرت عثمان بن موہب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے خضاب کے بارے پوچھا گیا۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ (کبھی کبھار) آپ سر میں درد کی وجہ سے مہندی لگاتے جس کو یہاں خضاب سے تعبیر کیا گیا۔

سُرمہ لگانا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: بے شک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سیاہ سُرمہ لگایا کرو کیونکہ وہ آنکھوں کو روشن کرتا ہے اور (پلکوں کے) بال پیدا کرتا ہے اور بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک سُرمہ دانی تھی اس میں سے آپ ہر رات تین مرتبہ ایک آنکھ میں اور تین مرتبہ دوسری آنکھ میں سُرمہ لگاتے تھے۔

قدم مبارک

امام بیہقی رحمۃ اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور ابن عساکر رحمۃ اللہ نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پورا قدم مبارک زمین پر رکھ کر چلا کرتے تھے اور آپ کا پورا قدم مبارک زمین پر لگتا تھا۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدم مبارک کی چھوٹی انگلی مبارک دوسری مبارک انگلیوں سے بلند تھی۔

حضُور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی قوّت مجامعت

حارث ابن ابی اسامہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھے گرفت اور مجامعت میں چالیس افراد کی قوت

عطا کی گئی ہے۔

فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ○ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ○ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ○

چہرہ مبارک

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ ان سے سوال کیا گیا، کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرۂ اقدس تلوار کی طرح تھا؟ انہوں نے کہا نہیں، بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرۂ مبارک سورج اور چاند کی طرح گول اور حسین تھا۔ پیشانی اطہر کشادہ تھی۔ سینہ مبارک اور شکم مبارک متناسب اور ہموار تھے۔

چشمانِ مبارک

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھیں مبارک بڑی، پلکیں دراز اور آنکھوں میں سُرخ ڈورے تھے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی محترم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرۂ اقدس کشادہ اور پلکیں طویل تھیں۔ جب آپ چلتے تو یوں لگتا جیسا کہ آپ کسی بلندی سے اتر رہے ہیں۔ (یعنی آپ میں کچھ خمیدگی ہے) حلق سے ناف تک بالوں کی لکیر ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ابرو مبارک ملے ہوئے ہیں پلکیں دراز تھیں۔ اعضائے مبارکہ مضبوط ہیں، سر مبارک بڑا ہے۔ بال مبارک سیاہ، پیشانی اطہر چوڑی اور شانوں کے درمیان کافی فاصلہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ٹخنے اور قدم مبارک گوشت سے بھرے ہوئے ہیں۔ میں نے آج تک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مثل کوئی نہیں دیکھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "میں

یمن میں خطبہ دے رہا تھا کہ اچانک ایک یہودی عالم نے مجھ سے کہا: ابوالقاسم محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے اوصاف بیان کریں۔ میں نے اس عالم سے یہ مذکورہ اوصاف بیان کیے۔ اس نے کہا یہ اوصاف تو مجھے زبانی یاد ہیں۔ اس کے ہاتھ میں ایک کتاب تھی اور وہ کہہ رہا تھا کہ اس کتاب میں نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور بھی اوصاف ہیں یہ میرے آباء واجداد کی کتاب میں مذکور ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حرم میں مبعوث ہوں گے، جہاں اللہ تعالیٰ کا گھر ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک ایسی جگہ ہجرت فرمائیں گے جسے آپ حرم قرار دیں گے۔ آپ کا یہ حرم اللہ تعالیٰ کے حرم کی طرح پاکیزہ ہوگا۔ عمرو بن عامر کے لوگ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے انصار ہوں گے۔ وہ کھجوروں والے اور زمین والے ہوں گے۔ وہاں پہلے یہود کی ملکیت ہوگی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا، یہ تمام اوصاف تو ہمارے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہیں۔ یہ سُن کر اس یہودی نے کہا کہ وہ نبی برحق ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں۔ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَی النَّبِیِّ الْمُخْتَارِ سَیِّدِ الْاَبْرَارِ زَیْنِ الْمُرْسَلِیْنَ الْاَخْیَارِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اِلٰی یَوْمِ الْقَرَارِ ○

ناک و بدن مبارک

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ناک مبارک باریک اور بلند تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بدن مبارک انتہائی چُست تھا۔ جب آپ پوشاک مبارک اتارتے تو بدن مبارک کی نورانیت نظر آتی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گردن مبارک انتہائی حسین تھی۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ

فرماتے ہیں، میں نے کسی کو نہیں دیکھا جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ حسین ہو. ایسا معلوم ہوتا کہ چہرۂ انور میں آفتاب رواں ہے. جب آپ مسکراتے تو دیواریں منور ہو جاتیں. ابن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرۂ مبارک ماہ کامل کی طرح درخشاں تھا.

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جو شخص حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اچانک ملتا وہ مرعوب ہو جاتا. اور آپ سے اکثر ملنے والا آپ کا مشتاق ہو جاتا. صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کے ہر وقت دیدار کے باوجود سیر نہیں ہوتے تھے.

امام مسلم اور امام بخاری رحمہما اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے فرمایا: اللہ کی قسم! مجھ سے نہ تو تمہارے رکوع پوشیدہ ہیں اور نہ ہی تمہارے سجدے مخفی ہیں. کیونکہ میں اپنی پشت (مبارک) کے پیچھے بھی تمہیں دیکھتا ہوں. ایک قول کے مطابق آپ کے دونوں شانوں کے درمیان سوئی کے ناکے برابر دو آنکھیں تھیں، آپ اُن کے ذریعہ مشاہدہ فرماتے تھے. کپڑا وغیرہ اُن کے لئے حجاب نہیں ہوا کرتا تھا.

ابن سعد نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے. فرماتے ہیں کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب سجدہ ریز ہوتے تو آپ کی بغلوں کی سفیدی نظر آتی تھی. علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ آپ کی بغلوں میں بال نہ تھے. علامہ طبری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ مبارک بغلوں کا سفید ہونا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص میں سے ہے. جبکہ دیگر لوگوں کی بغلوں کا رنگ متغیر ہو جاتا ہے.

زبانِ مبارک

ابو احمد الخطریف، ابن مندہ، ابو نعیم، ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ

سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں، میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم آپ ہم سب سے زیادہ فصیح کیوں ہیں؟ حالانکہ آپ کہیں بھی تشریف نہیں لے گئے. آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی لغت مٹ چکی تھی. حضرت جبرئیل علیہ السلام اس لغت کو میرے پاس لے کر آئے اور مجھے یاد کرا دی.

صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم ہم نے کوئی ایسا شخص نہیں دیکھا جو آپ سے زیادہ فصیح ہو. آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھے فصاحت و بلاغت سے کیا شے روک سکتی ہے جبکہ قرآن پاک مجھ پر عربی مبین میں نازل ہوا ہے. (بیہقی، ابن ابی الدنیا و خطیب و ابن عساکر)

آوازِ مبارک

امام بیہقی اور ابو نعیم رحمہما اللہ نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دن خطبہ ارشاد فرمایا حتیٰ کہ آپ کا یہ خطبہ پردہ نشین عورتوں نے بھی سنا.

نبی محترم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عقل مبارک

ابو نعیم نے حلیہ میں اور ابن عساکر نے وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، وہ فرماتے ہیں، میں نے اکہتر (۷۱) کتابیں پڑھیں. ان سب میں موجود تھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سب سے زیادہ عقل و دانش عطا فرمائی. آپ ساری دنیا کے لوگوں سے زیادہ عقلمند تھے. آپ کی عقل مبارک اور پوری دنیا کی عقل کے ساتھ وہی نسبت ہے جو ایک ذرۂ ریگ کو ریگستان کے ساتھ ہے. آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رائے اور عقل میں بے مثل تھے.

تاج الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پسینہ مبارک

امام مسلم رحمۃ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے گھر تشریف لائے۔ آپ وہیں استراحت فرما ہو گئے۔ کچھ دیر بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسد اطہر پر پسینے کے قطرات نمودار ہوئے۔ میری والدہ محترمہ ایک شیشی لے آئیں اور اس میں پسینہ مبارک کے قطرات جمع کرنے لگیں۔ اسی دوران حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیدار ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے ام سلیم! یہ تم کیا کر رہی ہو؟ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم یہ آپ کا پسینہ مبارک ہے جس کو ہم بطور خوشبو استعمال کریں گے۔ کیونکہ یہ تمام خوشبوؤں سے بڑھ کر عمدہ اور لطیف خوشبو ہے۔

ابزار اور ابو یعلی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ طیبہ کے راستوں میں سے گذرتے تو لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دلکش خوشبوئے محسوس کر کے کہتے کہ اس راستہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گذر ہوا ہے۔ آپ جس پتھر یا درخت کے پاس سے گذرتے وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے سجدہ ریز ہو جاتا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم اطہر کا سایہ نہ تھا

حکیم ترمذی رحمۃ اللہ نے حضرت ذکوان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ دھوپ یا چاندنی میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سایہ نظر نہیں آتا تھا۔ ابن سبع فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سایہ زمین پہ نہیں پڑتا تھا۔ اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نور تھے۔ جب آپ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم دھوپ یا چاندنی میں چلتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سایہ نظر نہیں آتا تھا۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ آپ کا سایہ نہ ہونے کی شاہد وہ حدیث بھی ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب سے دعا کی ہے: وَاجْعَلْنِیْ نُوْرًا "مولا مجھے سراپا نور بنا دے۔"

جسد اطہر پر مکھی کا نہ بیٹھنا

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے "شفاء" میں اور "العزفی" نے "مولد" میں ذکر کیا ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص میں سے ہے کہ آپ کے جسم اطہر پر مکھی نہیں بیٹھتی تھی۔ ابن سبع نے خصائص میں ذکر کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کپڑوں پر بھی نہیں بیٹھتی تھی اور نہ کھٹمل اور مچھر وغیرہ نے کبھی آپ کو اذیت دی۔

نیند مبارک

ابن سعد نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ان الفاظ میں نقل کیا ہے: ہم گروہ انبیاء علیہم السلام کی آنکھیں تو سو جاتی ہیں لیکن دل بیدار رہتے ہیں۔

پیشاب مبارک

حاکم وغیرہ نے ام ایمن رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ رات کے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیدار ہوئے اور اس پیالے کی طرف تشریف لے گئے جو گھر کے ایک کونے میں پڑا ہوا تھا۔ اس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیشاب فرمایا۔ رات کے وقت میں جاگی مجھے شدید پیاس لگی۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیشاب مبارک کو پی گئی۔ صبح کے وقت میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ بات بتائی۔ آپ مسکرائے اور فرمایا۔ "آج کے بعد تجھے کبھی پیٹ کے درد کی شکایت نہیں ہو گی۔"

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى حَبِيْبِكَ سَيِّدِ الْعَالَمِيْنَ

رُوئے مُبارک

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رُوئے مبارک جو جمالِ الٰہی کا آئینہ اور انوارِ تجلی کا مظہر تھا پُرگوشت اور کسی قدر گول تھا۔

مسلم نے ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک یہودی عالم آیا اور اس نے پوچھا: جس روز اس زمین کو دوسری زمین سے بدل دیا جائے گا اس وقت بنی آدم کہاں ہوں گے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: پل کے قریب ظلمت میں۔

اس نے پوچھا، سب سے پہلے پُل پر سے کن لوگوں کا گذر ہوگا؟

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: فقراء ومہاجرین!

اس نے پوچھا: جنت میں داخلہ کے بعد ان کے لئے سب سے پہلا تحفہ کیا ہوگا؟

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مچھلی کا جگر ہوگا۔

اس نے پوچھا: جنتیوں کا صبح کا کھانا کیا ہوگا؟

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ان کیلئے جنت کا وہ بیل ذبح کیا جائے گا جو جنت کی چراگاہوں میں آزادانہ چرتا پھرتا ہے۔

ابو امامہ ابن النقاس رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سبقت اور اُن کی تاثیر اوّل اسلام میں اور ان کا بوجھوں کا اُٹھانا اور اُن کا نصرت دینا اور اللہ تعالیٰ کے واسطے ان کا قیام دین میں اپنے نفس اور مال کے ساتھ، یہ جتنی باتیں ہیں ان میں نہ عائشہ رضی اللہ عنہا شریک ہوئیں نہ اور اُمہات المؤمنین ہیں

ہے کوئی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی شریک ٹھہری۔ پس اسی حدیث سے خدیجہ رضی اللہ عنہا افضل ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی تاثیر آخر اسلام میں ہوئی ہے۔ انہوں نے دین کا بوجھ اٹھایا ہے اور دین کی تبلیغ اُمت کو کی اور دین کے احکام کا ادراک احادیثِ نبویہ سے کیا ہے یہ وہ اُمور ہیں جن میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا شریک نہ ہیں اور نہ ان کا کوئی غیر شریک ٹھہرا۔ یہ امور اس قسم کے ہیں جن کے سبب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے غیر سے امتیاز کی گئی ہیں۔

ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا خدیجہ رضی اللہ عنہا افضل ہیں یا فاطمہ رضی اللہ عنہا؟ ابو داؤد نے جواب دیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "فاطمۃُ بضعۃٌ مِنّی۔" اسلئے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بضعہ کے ساتھ کسی کو برابر نہیں کروں گا۔

لیکن طبری کی یہ حدیث جو ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے "خیر النساء فی العالمین مریم بنت عمران ثم خدیجۃ بنت خویلد ثم فاطمۃ بنت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ثم آسیۃ امرأۃ فرعون۔" اس حدیث کا جواب ابن عماد نے اس طور دیا ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا پر فضیلت والدہ ہونے کے اعتبار سے ہے نہ سیادت کے اعتبار سے۔ اور اس خبر کی وجہ سے امام سبکی نے یہ اختیار کیا ہے کہ حضرت مریم سلام اللہ علیہا کی فضیلت میں علماء کا اختلاف ہے۔ امام سبکی نے درمیان حضرت مریم اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی تفضیل کے تعرّض نہیں کیا اور امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ

عنہا کو حضرت مریم سلام اللہ علیہا پر بمقتضائے دلائل فضیلت دی۔

طاؤس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا ہے کہ سات اعضاء پر سجدہ کیا جائے۔ نیز بالوں اور کپڑوں کو نماز پڑھتے ہوئے نہ سمیٹے۔ سات اعضاء یہ ہیں: پیشانی، دونوں ہاتھوں اور دونوں گھٹنوں، دونوں پیروں پر۔

ابو عثمان نہدی سے روایت ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے" مجھے میرے خلیل (رحمت عالم) صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین باتوں کی وصیت فرمائی ہے کہ مرتے دم تک انہیں ہرگز نہ چھوڑوں:

(۱)۔ ہر مہینے میں تین روزے رکھنا (۲) نماز چاشت پڑھنا۔ (۳) اور سونے سے پہلے وتر پڑھ لینا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے نماز فجر کے وقت فرمایا اے بلال! مجھے اپنا وہ اُمید افزا عمل بتاؤ جو تم نے دور اسلام میں کیا ہو۔ کیونکہ میں نے جنت میں تمہارے جُوتوں کی آواز سُنی ہے۔ عرض گزار ہوئے: "یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میرے نزدیک تو ایسا اُمید افزا کوئی عمل نہیں ہے۔ ماسوائے اس کے کہ رات دن میں کسی وقت بھی وضو کروں تو اس کے ساتھ نماز ضرور پڑھتا ہوں جس کا پڑھنا میرے لئے لکھا جا چکا ہے۔ امام ابو عبداللہ بخاری نے فرمایا: "دَفَّ نَعْلَيْكَ" سے جُوتوں کی حرکت مراد ہے۔"

(صحیح بخاری شریف)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلِّمْ

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سلطان الانبیاء آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں کتنے خوبصورت انداز میں آپ کی صفت و ثنا بیان کرتے ہیں: ؎

وَاَحْسَنُ مِنْكَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَيْنِيْ — وَاَجْمَلُ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ

خُلِقْتَ مُبَرَّاً مِنْ كُلِّ عَيْبٍ — كَاَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم۔ آپ جیسی باکمال ہستی میرے دیکھنے میں نہیں آئی اور کسی ماں نے آپ سا خوبصورت جنا ہی نہیں۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے بے عیب پیدا فرمایا۔ اور بے شک اللہ نے آپ کو اسی طرح تخلیق کیا جس طرح آپ نے چاہا۔"

جن حضرات نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حُلیہ مبارک بیان کیا ہے انہوں نے اگرچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف کے بیان میں حسب استطاعت بشری انواع بلاغت اور اکمل قوانین فصاحت سے کام لیا ہے مگر غایت جسے وہ پہنچے ہیں یہی ہے کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفات کی ایک جھلک کا ادراک کیا ہے اور حقیقت وصف کے ادراک سے عاجز رہ گئے۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حقیقی وصف کو خالق کائنات کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الصلوٰۃ میں کسی عارف کا کیا اچھا قول نقل[1] کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کامل حسن ہمارے لئے ظاہر نہیں ہوا۔ کیونکہ اگر ظاہر ہو جاتا تو ہماری آنکھیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیدار کی تاب نہ لا سکتیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حُسن کئی پردوں میں چھپا ہوا تھا۔ کیونکہ حقیقت میں مخلوقات میں سے کوئی شے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفات خلقیہ و خُلقیہ کے مماثل نہیں

[1] مواہب اللدنیہ

اہلسنّت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کمالِ خُلق کی طرح کمالِ خلقت میں بھی اللہ تعالیٰ نے کسی مخلوق کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مثل پیدا نہیں کیا اور نہ کرے گا۔

لَمْ یَخْلُقِ الرَّحْمٰنُ مِثْلَ مُحَمَّدٍ ابَدًا وَّعِلْمِیْ اَنَّہٗ لَا یَخْلُقُ "نہیں پیدا کیا اللہ نے مثل محمد کا کبھی اور مجھے علم ہے کہ وہ نہیں پیدا کرے گا۔

علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے "اربعین" امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث نمبر ۲۷ کی شرح میں اضعافِ کثیرہ پر طویل کلام فرمایا۔ تفصیل کے لئے اس کا مطالعہ کیجئے۔

علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے حاشیہ "الایضاح" میں اثنائے کلام یں فرمایا۔ اس حدیث سے بعض متاخرین نے یہ استنباط کیا ہے کہ قرأت کے بعد دعا مانگنا اس کے ثواب کو ہمارے آقا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے مختص کر دیتا ہے اور اس سے آپ کے شرف میں اضافہ کر دیتا ہے مطلب یہ کہ اس سے دعا قبول ہوتی ہے اور جب اُمت میں سے کسی کو اطاعت پر ثواب ملتا ہے تو اس کے معلّم کو اتنا ہی ثواب ملتا ہے اور یونہی اس کے معلّم کے معلّم کو اور اسی طرح یہ سلسلہ چلتا رہتا ہے اور سب کا سب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ عالیہ میں پہنچتا ہے اور کتاب "منہاج" کے متن میں ہے کہ میت کو صدقہ اور دعا سے فائدہ ہوتا ہے خواہ وارث کی طرف سے ہو یا اجنبی کی طرف سے۔ "تحفہ" میں کہا، اس پر اجماع ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص کوئی عبادت کر کے یوں کہے "الٰہی اس عبادت کا ثواب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچا دے تو یہ صحیح ہے۔ ہاں بغیر دعا کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایصالِ ثواب کی نیت کرتا ہے تو اس میں تفصیل ہے۔ اگر وہ صدقہ یا دعا ہے تو صحیح ہے ورنہ نہیں۔ یہی ہمارا راجح مذہب ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان: لَا یَصُوْمُ اَحَدٌ عَنْ اَحَدٍ وَّلَا یُصَلِّیْ اَحَدٌ عَنْ اَحَدٍ۔ "کوئی کسی کی طرف سے روزہ رکھے نہ نماز پڑھے۔" جب تک آدمی خود ادا نہ کرے اس فریضہ سے سبکدوش نہیں ہو سکتا۔ ہاں البتہ نفلی صدقہ، روزہ رکھا اور اس کا ثواب کسی دوسرے کو بخش دیا زندہ ہو یا میت جائز ہے اور اس کا ثواب اس کو پہنچتا ہے یہی مذہب اہلسنت وجماعت کا ہے۔ یہی مسئلہ بدائع میں لکھا ہے۔ علماء نے کہا ہے جب کسی نے نفل یا فرض نماز ادا کی اور اس کا ثواب کسی اور کو ہدیہ کر دیا تو یہ صحیح ہے۔ اس کے ذمہ وہ فرض باقی نہ رہا۔ اگر کوئی شخص کوئی نیک عمل کرے اور کہے الٰہی! اس کا ثواب فلاں کے لئے یا میرے والدین کے لئے کر دے تو ثواب پہنچ جاتا ہے۔ (سعادت دارین اول)

(۱) مَنْ اَحَبَّ سُنَّتِیْ فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَمَنْ اَحَبَّنِیْ کَانَ مَعِیَ فِی الْجَنَّۃِ۔ "جس نے دوست رکھا میری سنت کو (اور اس پر عمل کیا) تو اس نے مجھ کو دوست بنایا جس نے مجھ کو دوست بنایا وہ بہشت میں میرے ساتھ ہو گا۔ (ترمذی)

(۲) تَرَکْتُ فِیْکُمْ اَمْرَیْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّکْتُمْ بِہِمَا کِتَابَ اللّٰہِ وَسُنَّۃَ رَسُوْلِہٖ۔ (موطا امام مالک) "میں تم میں دو چیزیں چھوڑ رہا ہوں۔ جب تک تم انہیں مضبوط پکڑے رہو گے ہر گز گمراہ نہ ہو گے۔

روایت: ارشادِ مبارک: عقلمند وہ ہے جو اپنے نفس کو دیندار بنائے اور موت کے بعد فائدہ حاصل کرنے کے لئے عمل کرے اور عاجز وہ ہے جو اپنے نفس کو اپنی خواہش کے پیچھے رکھے اور اپنی آرزوؤں کو پوری ہونے کی اللہ سے تمنا کرے۔ (شداد بن اوس سے حاکم نے روایت کی)

ایک حدیث میں ہے کہ "آدمی کے لئے تو چند لقمے کافی ہیں جس سے اس کی قوتِ لایموت حاصل ہو۔" اور فرمایا: "دو آدمیوں کا کھانا تین کے لئے کافی ہے اور تین کا چار کے لئے کافی ہے۔"

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ "اگر آدمی نماز کے اندر زور کی ہنسی ہنس لے جس کو قہقہہ کہتے ہیں تو وضو ٹوٹ جاتا ہے۔"

بخاری و مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دعا کے وقت اس قدر ہاتھ اٹھاتے دیکھا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بغل مبارک کی سفیدی نظر آگئی تھی۔

حمیدی نے اپنی سند میں اور ابن منذر نے اپنی تفسیر میں اور بیہقی نے مجاہد سے آیت کریمہ الَّذِیْ یَرَاکَ حِیْنَ تَقُوْمُ وَ تَقَلُّبَکَ فِی السّٰجِدِیْنَ کی تفسیر میں بیان کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے پیچھے کی صفوں کو ایسے ہی دیکھتے جیسے اپنے سامنے کی طرف دیکھتے تھے۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی چشمِ پُشت سے مشاہدہ کرتے تھے جو اہلِ ایمان کی نظروں سے پنہاں تھی۔ ایک دوسرا قول یہ بھی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دونوں شانوں کے درمیان دو آنکھیں سوئی کے ناکے کے مانند تھیں اور ان کے عملِ دید میں کوئی کپڑا مانع نہ تھا نہ کوئی دوسری شے۔

ابو نعیم نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں اپنی پشت کی جانب سے

بھی تم کو دیکھتا ہوں۔

حاکم نے "المستدرک" میں وہب بن منبہ سے روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو اس کی شان کے ساتھ مبعوث فرمایا کہ ان کے داہنے ہاتھ میں مُہر نبوت ہوتی تھی بجز ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے، کہ آپ کی مُہر نبوت شریف دونوں شانوں کے درمیان تھی۔

ابو نعیم نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دونوں شانہ ہائے مبارک کے درمیان بیضۂ کبوتر کے مانند اُبھار تھا باطنی سطح پر "اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَمُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ" لکھا ہوا تھا اور اس کے ظاہر پر لکھا تھا "تَوَجَّہْ حَیْثُ شِئْتَ فَاِنَّکَ مَنْصُوْرٌ"

(الخصائص الکبریٰ اوّل)

عبداللہ بن امام احمد نے "زوائد المسند" میں اور ابن حاکم، ابن حبان، ابو نعیم، ابن عساکر نے "تہذیب" میں (رضی اللہ عنہم) بہ سند معاذ بن محمد بن معاذ بن ابی کعب سے روایت کی کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا "یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم: امورِ نبوت میں کیا بات سب سے پہلے آپ کو پیش آئی؟" ارشاد فرمایا: "میں دس برس کی عمر میں صحرا کی طرف جارہا تھا کہ یکایک دو اشخاص کو میں نے اپنے سر کے اوپر دیکھا۔ انہوں نے آپس میں پوچھا "یہ وہی ہیں؟" دوسرے نے کہا "ہاں"۔ تو اس نے مجھ کو پکڑ لیا۔ آہستگی سے لٹایا۔ پھر میرے بطن کو چاک کیا اور اس کو غسل دیا۔ پھر میرے سینے کو کھولا مگر مجھے قطعاً درد یا تکلیف نہ ہوئی پھر میرے قلب کو شگاف دیا گیا اور کہا اس کے اندر سے حسد اور کینہ کو نکال دو۔ پھر دوسرے شخص نے اس میں سے ایک لوتھڑا نکال پھینک دیا۔ آواز آئی رأفت و رحمت کو بھر دو۔ تو انہوں نے چاندی کی مانند کوئی شے داخل کی۔ پھر ایک سفوف اس پر چھڑک دیا۔ بعد ازاں میرے

انگوٹھے کو بجایا اور کہا جاؤ! چنانچہ میں اس حال میں واپس ہوا کہ بچپن میں میرے دل میں غایت درجہ رحمت اور بڑا ہونے کے بعد بجذبہ کمال رأفت کے جذبات موجود تھے۔ (الخصائص الکبریٰ اوّل)

ابن تیمیہ اپنی "الجواب الصحیح" میں تحریر فرماتے ہیں "حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاکیزہ سیرت، آپ کے معجزات، اقوال، افعال آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کی صداقت کی دلیل ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت آپ کا معجزہ ہے۔ آپ کی امت کے اولیاء کرام رحمہم اللہ کی کرامات بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے توراۃ میں بیان فرمایا کہ اولادِ اسمٰعیل رضی اللہ عنہم و علیہ السلام میں ایک عظیم الشان نبی ظاہر ہوں گے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علاوہ اولادِ اسمٰعیل علیہ السلام میں کوئی نبی ظاہر نہیں ہوا۔"

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا "جو ایک نیکی کرتا ہے اس کو اس کی مثل دس کا ثواب ملتا ہے۔" (قرآن)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ وَاحِدَةً صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ عَشْرًا۔ (امام مسلم، ابوداؤد، نسائی، ترمذی) "جس نے مجھ پر ایک بار درود بھیجا اللہ تعالیٰ سبحانہٗ اس پہ دس مرتبہ درود بھیجے گا۔"

مقامِ خلّت و محبّت

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو مقامِ خلّت عطا فرمایا اور ہمارے نبی سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مقامِ محبوبیّت مرحمت فرمایا۔ مقامِ محبوبیّت، مقامِ خلّت سے عالی تر ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ ہمارے نبی مکرّم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں مقامِ خلّت اور محبوبیّت دونوں جمع تھے۔ نیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقامِ خلّت حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مقامِ خلّت سے افضل و اکمل ہے۔

جو سُنّت کو لازم پکڑنے کی دعوت دے

حدایت: علاء بن عبدالرحمٰن کے والد ماجد نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو ہدایت کی طرف بُلائے تو اُسے بھی اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا اس پہ عمل کرنے والوں کو۔ اور اس سے اُن کے ثواب میں کوئی کمی نہیں آئے گی۔ اور جو گمراہی کی طرف بُلائے تو اسے بھی اُتنا ہی گناہ ہوگا جتنا اس پہ عمل کرنے والوں کو۔ اور اس سے اُن کے گناہوں میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔

حدیث: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تمام اعمال سے افضل اللہ کے لئے محبت کرنا اور اللہ کے لئے دشمنی کرنا ہے۔

عمامہ کا بیان

ابوالزبیر نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ فتح مکّہ کے وقت جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکّہ مکرّمہ میں داخل ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیاہ عمامہ باندھا ہوا تھا۔

سبز رنگ

احمد بن یونس، عبید اللہ بن ایاد سے روایت ہے کہ حضرت ابورمثہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اپنے والد ماجد کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوا تو میں نے آپ کے اوپر دو سبز چادریں دیکھیں۔

سفید کپڑوں کا بیان

سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "کپڑوں میں سے سفید کپڑے پہنا کرو کیونکہ یہ تمہارے کپڑوں میں بہتر ہیں اور ان میں اپنے مُردوں کو کفن دیا کرو۔ اور تمہارے سُرموں میں بہتر سُرمہ اثمد ہے، جو بینائی کو تیز کرتا ہے اور پلکوں کو اُگاتا ہے۔"

حدیث: سہل بن معاذ بن انس کے والد رضی اللہ عنہ نے اپنے والد محترم حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے کھانا کھایا اور پھر کہا اللہ کا شکر ہے، جس نے مجھے کھانا کھلایا اور میری طاقت و قوت کے بغیر مجھے روزی دی۔" تو اس کے اگلے پچھلے گناہ معاف فرما دیے جاتے ہیں۔ اور فرمایا: جس نے نیا کپڑا پہن کر کہا اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے یہ کپڑا پہنایا اور میری طاقت و قوت کے بغیر مجھے مرحمت فرمایا تو اس کے اگلے پچھلے گناہ معاف فرما دیے جاتے ہیں۔" (ابوداؤد شریف)

"فصول سبعین" میں لکھا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بہشت میں سب سے پہلے جسے بہشتی لباس پہنایا جائے گا وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہوں گے۔ پھر آپ کے لیے عرش کے دائیں جانب ایک کرسی بچھائی جائے گی آپ اس پر تشریف فرما ہوں گے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد مجھے نورانی لباس پہنایا جائے گا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم جس مقام پہ آپ جلوہ فرما ہوں گے کوئی دوسرا بھی وہاں آسکے گا؟" آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "ہاں، میرا وہ اُمتی جو ہر فرض نماز کے بعد دس بار درودِ پاک پڑھے، ایسے شخص کو بھی میری طرح بہشتی لباس پہنایا جائے گا۔ وہ مجھے دیکھے گا اور میں اُسے دیکھوں گا۔ اُس اُمتی کا چہرہ اس روز چودھویں کے چاند سے بھی زیادہ روشن ہوگا۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ "احیاء العلوم" میں فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے کائنات میں سیر کرتے رہتے ہیں اور اُن کے فرائض میں یہ بات شامل ہے کہ جب کوئی شخص حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہ درود پاک پڑھتا ہے تو وہ فرشتے فوراً حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کرتے ہیں۔ اور آپ کی اُمت میں سے کوئی شخص ایسا نہیں جو حضور کی ذات والا صفات پر درود پڑھے تو آپ کی روح و بدن سے اس کے سلام اور درود کا جواب نہ دیا جائے۔ لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا ہم آپ پر کن الفاظ میں درود پاک پڑھا کریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا یہ پڑھو: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّاتِہٖ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۝ (معارج النبوت اوّل)

حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو اُن کا قد ساٹھ ذراع (گز) تھا۔ پھر فرمایا کہ اُن فرشتوں کو جا کر سلام کرو۔ اور اُن کے جواب کو غور سے سنو۔ کیونکہ وہی تمہارا اور تمہاری اولاد کا سلام ہوگا۔ انہوں نے کہا "السلام علیکم"۔ تو فرشتوں نے جواب دیا: "وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ"۔ یعنی انہوں نے "رحمۃ اللہ" زائد کہا۔ پس جو شخص جنت میں داخل ہوگا وہ حضرت آدم علیہ السلام کی صورت پہ ہوگا۔ اُس وقت سے اب تک لوگوں کا قد برابر گھٹتا جا رہا ہے۔ (بخاری جلد ۲)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے
کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا بیشک سورج اور چاند اللہ
تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں۔ انہیں کسی کی موت یا
حیات کے باعث گرہن نہیں لگتا۔ جب تم گرہن دیکھو تو اللہ کا ذکر کرو
اور نماز پڑھا کرو۔" (بخاری جلد دوم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور اس کی تائید
ابو عاصم، ابن جریج، موسیٰ بن عقبہ، نافع رضی اللہ عنہم نے کی ہے
کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ کسی بندے
سے محبت کرتا ہے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام کو ندا کی جاتی ہے کہ
اللہ تعالیٰ فلاں بندے سے محبت کرتا ہے تم بھی اس سے محبت رکھو۔
پس جبرائیل علیہ السلام اُس سے محبت کرتے ہیں۔ پھر حضرت جبرائیل
علیہ السلام آسمانی مخلوق میں ندا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں بندے سے
محبت کرتا ہے لہٰذا تم بھی اس سے محبت کرو۔ پس آسمان والے اس سے
محبت کرتے ہیں۔ پھر زمین والوں (کے دلوں) میں اُس کی مقبولیت
رکھ دی جاتی ہے۔ (بخاری جلد ۲)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ
علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا: فرشتے باری سے زمین پر آتے ہیں۔ کچھ رات کے
فرشتے ہیں اور کچھ دن کے۔ اُن کا اجتماع نمازِ فجر اور نمازِ عصر کے وقت
ہوتا ہے۔ پھر وہ فرشتے آسمان پر جاتے ہیں جنہوں نے تمہارے ساتھ
رات گزاری ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اُن سے دریافت فرماتا ہے کہ میرے
بندوں کو کس حال میں چھوڑا؟ حالانکہ وہ بہتر جانتا ہے۔ فرشتے عرض
کرتے ہیں، جب ہم انہیں چھوڑ کر آئے تو وہ نماز پڑھ رہے تھے اور جب
ہم اُن کے پاس گئے تب بھی وہ نماز پڑھ رہے تھے۔ (صحیح بخاری ۲)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم
صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے رحم پر ایک فرشتہ مقرر
کیا ہوا ہے۔ وہ عرض کرتا رہتا ہے کہ یارب! یہ نطفہ ہے یارب! جما
ہوا خون ہے یارب! یہ گوشت کی بوٹی ہے۔ جب اُس کی تخلیق کا
وقت ہوتا ہے تو عرض کرتا ہے: یارب! یہ مرد ہے یا عورت؟ یہ شقی
(بدبخت) ہے یا سعید؟ (نیک بخت) اس کا رزق کتنا ہے؟ اس کی
عمر کتنی ہے؟ یہ سب کچھ لکھ دیا جاتا ہے۔ حالانکہ وہ ماں کے شکم
میں ہوتا ہے۔ (صحیح بخاری جلد ۲)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ ایک شخص لوگوں کو قرضے دیا کرتا تھا۔
پس اُس نے اپنے غلام سے کہہ دیا تھا کہ جب تو کسی غریب سے قرضہ
لینے جائے تو درگذر سے کام لینا۔ شاید اس کے باعث اللہ تعالیٰ ہم
سے درگذر فرمائے۔ جب وہ (مرکر) بارگاہِ الٰہی میں پیش ہوا تو اللہ تعالیٰ
نے اس سے درگذر فرمایا۔ (بخاری)

فائدہ: جو آدمی درود پڑھنے کے بعد کہتا ہے: یا اللہ! اس
کا ثواب میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی بارگاہ میں پیش کرتا ہوں اس
کے لئے یہ حدیث اصلِ عظیم ہے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: "بیشک اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک بندے کو اختیار دیا کہ جو کچھ دنیا میں ہے، یا جو اللہ کے پاس ہے ان دونوں میں سے ایک کو پسند کرے۔ پس اس بندے نے اُسے پسند کر لیا جو اللہ کے پاس ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رونے لگے۔ ہمیں ان کے رونے پر تعجب ہوا۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو کسی شخص کے متعلق خبر دے رہے تھے کہ اُسے اختیار دیا گیا۔ جب ہمیں معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ تو خود اپنے اختیار کے متعلق فرمایا تھا تو ہم پر یہ واضح ہو گیا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہم میں سب سے زیادہ علم والے ہیں۔

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بیشک اپنی صحبت اور اپنے مال کے ساتھ سب سے زیادہ احسان مجھ پر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کیا ہے۔ اگر میں خدا کے سوا کسی کو خلیل بناتا تو بیشک وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ہوتے لیکن اسلامی اخوت اور دوستی کا رشتہ موجود ہے۔ آئندہ مسجد میں کسی کا دروازہ کھلا نہ رکھا جائے سوائے دروازہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے۔ (صحیح بخاری شریف ۲)

حضرت موسیٰ علیہ السلام طویل القامت، گندم گوں اور بہت طاقت ور تھے۔ اور اُن کے جسم پر بہت بال تھے اور مضبوط بال تھے۔ اگر وہ قمیص پہنتے تو قمیص سے بھی بال باہر نکل آتے۔ اور جب آپ غصہ میں ہوتے تو بال آپ کی ٹوپی سے باہر نکل پڑتے۔ اور اکثر اوقات آپ کی ٹوپی غصہ سے جل جاتی۔ (تفسیر روح البیان / دلائل الخیرات)

حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان چھ سو پچاس برس کا زمانہ تھا۔ (تفسیر مدارک / دلائل الخیرات)

صحابہ کرام کی تعداد (رضی اللہ عنہم)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا زمانہ ابتدائے نبوت سے وفات آخری صحابی رضی اللہ عنہ تک ایک سو بیس برس رہا۔

کُل صحابہ رضی اللہ عنہم بمطابق تعداد انبیاء علیہم السلام کے، بعد وصال مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک لاکھ چوبیس ہزار تھے۔ (طحطاوی / دلائل الخیرات کراچی / خیر کثیر)

حُلیہ شریف (بصر)

بصر شریف: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کی تاریکی میں ایسا دیکھتے تھے، جیسا کہ دن کی روشنی میں دیکھتے تھے۔ اس حدیث کو بخاری نے روایت کیا ہے۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تاریکی میں ایسا دیکھتے تھے جیسا کہ دن کی روشنی میں دیکھتے تھے۔ اس حدیث کو بیہقی نے روایت کیا ہے اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ یہ گمان کرتے ہو کہ میری مواجہت اسی جگہ ہے کہ میں اسی جگہ تم کو نماز پڑھاتا ہوں، اللہ کی قسم! تم لوگوں کا رکوع اور سجود مجھ پر مخفی نہیں رہتا۔ میں تم لوگوں کو اپنی پیٹھ پیچھے سے دیکھتا ہوں۔ اس حدیث کو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔

ابنِ عساکر نے بسندِ کریب ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ اللہ تعالیٰ جلّ شانہٗ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ کا ذکر حضرت آدم علیہ السلام اور ان کے بعد مبعوث ہونے والے انبیاءِ کرام علیہم السلام سے فرماتا رہا۔ تمام سابقہ اُمتیں اپنے اپنے انبیاء سے بشارتِ ظہور سنتی رہیں اور آپ کے وسیلہ سے فتح وظفر مانگتی رہیں حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بہترین اُمت، بہترین زمانہ، بہترین صحابہ رضی اللہ عنہم اور بہترین شہر میں مبعوث فرمایا۔ آپ نے اس شہر میں جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا قیام فرمایا۔ یہ شہر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا حرم تھا۔ اس کے بعد حق تعالیٰ نے آپ کو ہجرتِ مدینہ کے لئے حکم فرمادیا۔ اس لئے وہ شہر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا حرم ہے تو گویا مقامِ بعثت اور مقامِ ہجرت دونوں حرمین ہیں۔ (خصائص کبریٰ ۱)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مدینہ منورہ میں نزول کی تاریخ ۸ ربیع الاوّل ہے۔ جب آپ نے نماز ادا فرما کر وہاں مسجد کی بنیاد ڈالی۔ مکہ مکرمہ سے روانگی کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عمر شریف ۵۲ سال تھی اور ۱۳ سال حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بعثت کو ہوچکے تھے۔ مدینہ منورہ میں آپ کے قیام کی مدت شریف ۸ ربیع الاوّل ۱۳؁ نبوی سنہ ہجری تا ۱۲ ربیع الاوّل ۱۱؁ ہجری یوم دوشنبہ ہے۔ یعنی کامل ۱۰ سال۔ اس طرح عمر شریف ۶۳ سال ہوتی ہے۔ آپ کی ولادت شریف، ہجرت اور وصالِ مبارک میں یوم دوشنبہ مشترک ہے۔

شیخین نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس جب کسی ایسے شخص کی میت لائی جاتی جس پر قرض ہوتا تھا، تو آپ دریافت فرماتے، کیا اس نے

ادائے قرض کے لیے کچھ مال چھوڑا ہے؟ اگر مال چھوڑا ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس کی نمازِ جنازہ پڑھتے ورنہ فرماتے "تم اپنے رفیق کی نمازِ جنازہ پڑھ لو۔ اور جب اللہ تعالیٰ نے آپ پر فتوحات کا سلسلہ جاری فرمادیا تو کھڑے ہوکر فرماتے "میں مسلمانوں کی اپنی جانوں سے زیادہ اولیٰ واحق ہوں۔ تو جو مسلمان فوت ہوجائے اور اُس نے قرض چھوڑا ہو تو اس کی ادائیگی میرے ذمہ ہے اور جو مال چھوڑا ہے وہ اس کے وارثوں کے لئے ہے۔" (الخصائص الکبریٰ ۲)

بیہقی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کبھی کوئی شعر مرتب نہیں فرمایا:

الاصبہانی نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا جو شخص کتاب میں مجھ پر درود لکھے گا، جب تک اس کتاب میں میرا نام رہے گا فرشتے اسکے لئے استغفار کرتے رہیں گے۔" نیز انہوں نے ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے اس طرح روایت کی ہے کہ وہ درود اُس کے لئے ہمیشہ جاری رہے گا۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلِّمْ

اصبہانی نے ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی کہ جب تم میں سے کوئی اپنے وضو سے فارغ ہو تو اسے چاہیے کہ "اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ" کی شہادت دے پھر مجھ پر درود بھیجے تو اُس کے لئے رحمت کے دروازے کھول دئے جائیں گے۔ (الخصائص الکبریٰ ۲)

حدیث: حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ دعا سے تقدیر بدل جاتی ہے اور نیکی کرنے سے عمر میں اضافہ ہوتا ہے۔ (ترمذی)

حدیث : حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ رشتہ داری کو قطع کرنے والا جنت میں نہیں جائے گا۔ (بخاری ومسلم)

حدیث : حضرت عبداللہ بن عُمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: خدا تعالیٰ کی عبادت کرو، بھوکوں کو کھانا کھلاؤ اور بلند آواز سے سلام کرو، جنت میں داخل ہوگے۔ (ترمذی)

حدیث : حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم: نجات کا ذریعہ کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اپنی زبان کو قابو میں رکھو، اپنے گھر میں پڑے رہو اور گناہوں پر روؤ۔

حدیث : حضرت انس رضی اللہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد پاک ہے۔ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کی روزی فراخ ہو اور موت میں تاخیر ہو (یعنی عمر لمبی ہو) وہ اپنے رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرے۔ (بخاری ومسلم)

ترمذی وحاکم نے ابن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وآلک وسلم: میں آپ پر بکثرت دُرود بھیجتا ہوں۔ لہٰذا میں اپنا دُرود کس تعداد میں رکھوں؟ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جتنا تم چاہو اور جتنا زیادہ کروگے تو تمہارے لئے اچھا ہے۔" میں نے عرض کیا "آدھا"۔ فرمایا "جتنا چاہو، اور اگر اس سے زیادہ کروگے تو تمہارے لئے اچھا ہے"۔ میں نے عرض کیا "دو تہائی"۔ فرمایا۔ "جتنا چاہو، اگر اس سے زیادہ کروگے تو وہ تمہارے لئے اچھا ہے"۔ میں نے عرض کیا "میں اپنا سارا وقت آپ پر دُرود پڑھوں گا"۔ فرمایا: "اُس وقت تمہاری ہمت تمہیں کفایت کرے گی۔

اور اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ بخش دے گا۔ (الخصائص الکبریٰ)

ابن ابی حاتم نے ابن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ کوئی امت قبولیتِ دُعا کے اندر اسلام میں اِس اُمت سے زیادہ نہیں ہوئی۔ اسی مقصد سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ"۔ (خصائص)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص میں سے یہ بھی ہے کہ آپ کی اُمت "خیر الاُمم" ہے اور یہ شرف آپ کی وجہ سے ہے اور گزشتہ اُمتوں کے اعمال دوسروں کے سامنے ظاہر کرکے رُسوا کیا جائے گا اور اس اُمت کو رُسوا نہ کیا جائے گا اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک کو سینوں میں محفوظ کرنا مسلمانوں کے لئے آسان کر دیا ہے۔ اور یہ کہ اس کا نام دو اسماءِ الٰہی سے مشتق کرکے رکھا گیا۔ ایک المسلمون دوسرے المومنون۔ اور یہ کہ ان کے دین کا نام اسلام رکھا گیا۔ اور اس وصف کے ساتھ بجز انبیاء کرام علیہم السلام کے کوئی موصوف نہ ہوا۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا "كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ"۔ تم بہترین امت ہو اُن میں جتنی اُمتیں ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ "ہم نے قرآن کو یاد کرنے کے لئے آسان کر دیا"۔

حدیث : حدیث شریف میں آتا ہے کہ "جس شخص نے اس حال میں صبح کی کہ اس کا بدن صحت مند ہے، گھر میں مامون ہے اور اس کے پاس آج کے دن کی خوراک ہے تو گویا اس کے لئے دنیا بہتات کیساتھ جمع کر دی گئی۔ (قوت القلوب)

علمائے اعلام نے فرمایا "حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں آپ صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلّم کو آپ کے اسمِ مبارک کے ساتھ نہیں پکارا بلکہ یَاۤ اَیُّھَا النَّبِیُّ، یَاۤ اَیُّھَا الرَّسُوْلُ، یَاۤ اَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ، یَاۤ اَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ فرمایا۔ بخلاف دوسرے تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے، کیونکہ اُنہیں اُن کے ناموں کے ساتھ پکارا۔ مثلاً ارشادِ باری تعالیٰ ہے: "یٰاٰدَمُ اسْکُنْ اَنْتَ وَ زَوْجُکَ الْجَنَّۃَ"۔ "یٰنُوْحُ اھْبِطْ"۔ "یٰۤاِبْرٰھِیْمُ اَعْرِضْ عَنْ ھٰذَا"۔ "یٰمُوْسٰۤی اِنِّی اصْطَفَیْتُکَ"۔ "یٰعِیْسَی اذْکُرْ نِعْمَتِیْ عَلَیْکَ"۔ "یٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰکَ خَلِیْفَۃً فِی الْاَرْضِ"۔ "یٰزَکَرِیَّاۤ اِنَّا نُبَشِّرُکَ"۔ "یٰیَحْیٰی خُذِ الْکِتٰبَ"۔

ابونعیم نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے خصائص میں سے یہ بھی ہے کہ آپ کی اُمّت پر حرام ہے کہ آپ کو آپ کے نام کے ساتھ پکارے۔ جبکہ تمام انبیاء علیہم السلام کو اُن کی اُمّتیں اُن کے نام سے پکارتی تھیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اُن اُمّتوں کی تمثیل میں فرمایا "قَالُوْا یٰمُوْسَی اجْعَلْ لَّنَاۤ اِلٰـھًا کَمَا لَھُمْ اٰلِھَۃٌ"۔ "لوگوں نے کہا اے موسٰی! ہمارے لئے کوئی معبود بنا دے جیسا کہ اُن کے لئے معبود ہیں"۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "لَعَمْرُکَ اِنَّھُمْ لَفِیْ سَکْرَتِھِمْ یَعْمَھُوْنَ" "قسم ہے آپ کی حیات کی یہ کافر یقیناً اپنے نشے میں بہکے ہوئے ہیں"۔

ابویعلی وابن مردویہ اور بیہقی اور ابونعیم اور ابن عساکر نے ابن عبّاس رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ نے کوئی مخلوق ایسی پیدا نہیں کی اور کوئی جان ایسی پیدا نہیں کی جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے زیادہ اُس کے نزدیک افضل ومکرّم ہو۔ اور اللہ تعالیٰ نے کبھی کسی کی حیات کی قسم نہیں کھائی مگر اس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی حیات کی قسم فرمائی۔ چنانچہ فرمایا: "لَعَمْرُکَ

اِنَّھُمْ لَفِیْ سَکْرَتِھِمْ یَعْمَھُوْنَ" یعنی "وَحَیَاتُکَ یَا مُحَمَّدُ" "آپ کی حیات کی قسم اے محبوب! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم)

بیہقی وابونعیم نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا: "دو باتوں میں مجھے حضرت آدم علیہ السلام پر فضیلت دی گئی" "میرا شیطان یعنی ہمزاد کافر تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر میری مدد فرمائی یہاں تک کہ وہ مسلمان ہو گیا اور دوسری بات یہ کہ میری تمام ازواج میرے لئے مددگار ہیں۔ حالانکہ حضرت آدم علیہ السلام کا شیطان کافر تھا اور اُن کی زوجہ اُن کی خطاء پر مددگار تھیں (الخصائص الکبریٰ ۲)

امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ ایک اثر نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں (جس اثر میں یہ بیان ہوا کہ عالم بالا میں ذرّہ ذرّہ پہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا اسمِ مبارک لکھا ہوا ہے)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم تمام انسانوں، جنّوں بلکہ حملۂ فرشتوں نباتات جمادات تمام مخلوق کے حتیٰ کہ عالمین کے ذرّے ذرّے کے رسول ہیں۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم۔ وَمَاۤ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ ہ "اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہانوں کے لئے"۔ (پارہ ۱۷۔ سورۃ الانبیاء رکوع ۷)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا: "اُرْسِلْتُ اِلَی الْخَلْقِ کَآفَّۃً"۔ (صحیح مسلم جلد ۱ صفحہ ۱۹۹) "میں ساری مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں"۔

امام رازی زیرِ آیت "تِلْکَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَھُمْ عَلٰی بَعْضٍ" فرماتے ہیں:

اِنَّہٗ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ بُعِثَ اِلٰی کُلِّ خَلْقٍ ۔

"حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ساری مخلوق کی طرف مبعوث ہوئے۔" (جواہر البحار، جلد ا)

علامہ علی قاری حنفی حدیث مسلم کے تحت لکھتے ہیں:

"حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں ساری مخلوق کا رسول ہوں، اس کا مطلب ہے کہ آپ تمام موجودات کے رسول ہیں۔ جن ہوں، انسان ہوں، فرشتے ہوں، جاندار چیزیں ہوں یا کہ جمادات ہوں۔" (مرقات شرح مشکوٰۃ جلد ۵ صفحہ ۳۶۱)

نیز امام رازی زیر آیت لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ ہ فرماتے ہیں: "اِنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَبْعُوْثٌ اِلٰی کُلِّ الْعَالَمِیْنَ" (تفسیر کبیر جلد ۳) "حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام جہانوں کی طرف مبعوث ہوئے۔"

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ کی اُمت کو قرآن کریم میں "یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا" کے خطاب کیساتھ مخاطب کیا گیا۔ جب کہ تمام امتوں کو اُن کی کتابوں میں "یٰٓاَیُّھَا الْمَسَاکِیْن" کے ساتھ پکارا گیا۔ اور یہ کہ آسمانوں میں فرشتے ان کی اذانوں کی آواز سنتے ہیں اور تلبیہ پڑھتے ہیں اور یہ کہ یہ اُمت ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی بہت حمد کرنے والی ہے اور ہر بلندی پر اللہ تعالیٰ کی کبریائی بولتے ہیں اور ہر نشیب میں اس کی تسبیح بیان کرتے ہیں اور یہ کہ ہر کام کے کرتے وقت "انشاء اللہ" کہتے ہیں (انشاء اللہ میں یہ کروں گا) اور جب غضبناک ہوتے ہیں تو تہلیل (لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ) کہتے ہیں اور جب جھگڑتے ہیں تو تسبیح (سُبْحَانَ اللّٰہِ) کہتے ہیں اور اُنکے سینوں میں قرآن ہے اور اُن کا ہر شخص رحمت کیا ہوا ہے اور وہ نماز

کے لئے آفتاب کی نگہداشت کریں گے۔

شیخین نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری اُمت کی ایک جماعت ہمیشہ حق پر رہے گی اور غالب رہے گی، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا حکم (قیامت) آجائے۔

رزق کے لئے وظیفہ:

(۱) اَللّٰھُمَّ وَسِّعْ رِزْقِیْ وُسْعَۃً لَّا اَحْتَاجُ اِلٰٓی اَحَدٍ مِّنْ خَلْقِکَ۔ (۷ بار)

(۲) صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ یَا مُحَمَّدُ بِحَقِّ یٰسٓ بحر منہ یٰسٓ و بحقِ اِسْلِکَ الْمُبِیْن۔ پھر یَا اَللّٰہُ یَا مَوْلَاہُ یَا غَوْثَاہُ۔ یَا صَمَدَاہُ یَا اَللّٰہُ سَخِّرْ لِیْ رِزْقَکَ وَخَلْقَکَ بِحُرْمَۃِ نَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

عصر کی سُنّتیں

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَحِمَ اللّٰہُ امْرَأً صَلّٰی قَبْلَ الْعَصْرِ اَرْبَعًا۔ (ترمذی شریف)

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اللہ تعالیٰ اُس شخص پر رحم کرے جو عصر سے پہلے چار رکعتیں (سُنّتیں) پڑھتا ہو۔"

ابو مسعود الانصاری البدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ صَلّٰی صَلٰوۃً لَمْ یُصَلِّ فِیْھَا عَلَیَّ وَعَلٰٓی اَھْلِ بَیْتِیْ لَمْ تُقْبَلْ مِنْہُ۔ (القول البدیع)

"جس نے نماز پڑھی مگر اس میں مجھ پر اور میرے اہل بیت رضی اللہ عنہم پر درود نہ پڑھا اس کی نماز قبول نہیں۔"

انگوٹھے چومنا

مفتی محمد امین صاحب دامت برکاتہم العالیہ، اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں کو ان کے علوم و اسرار و تجلیات الٰہیہ کے انوار سے منور کرے کی مستند اور علمی تصنیف "البرہان" سے اذان میں انگوٹھے چومنے کا ثبوت تبرکاً من وعن نقل کر رہا ہوں۔

اذان میں انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگانا

یہ سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی سنّت ہے

دیلمی نے فردوس میں صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ والی حدیث پاک ذکر کی ہے کہ انھوں نے جب مؤذن کو اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ پڑھتے سنا تو (صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ) نے اسی طرح کیا اور انگلیوں کو بوسہ دیکر آنکھوں پر لگایا یہ دیکھ کر رحمت والے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَنْ فَعَلَ مِثْلَ مَا فَعَلَ خَلِیْلِیْ فَقَدْ حَلَّتْ عَلَیْهِ شَفَاعَتِیْ - وَلَا یَصِحُّ -

(مقاصد حسنہ ص ۳۸۴)

یعنی جو کام میرے خلیل ابُوبکر نے کیا ہے جو مسلمان ایسا کرے گا اس کیلئے میری شفاعت حلال ہوگئی، اور اس کی سند درجۂ صحت

تک نہیں پہنچی -

مولای صلِّ وسلِّم دائمًا ابدًا
علیٰ حبیبک خیر الخلق کلّهم

(۲۴)

ولیوں کے ولی سیّدنا امام ربّانی مجدّد الف ثانی سرہندی قدس سرہٗ بھی اذان میں نام مبارک سن کر انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگاتے تھے

"جواہر مجدّدیہ" میں ہے (سیّدنا امام ربّانی قدّس سرّہٗ) جس وقت اذان سنتے اس کا جواب دیتے اور بوقت شہادۃ ثانیہ (اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ) تقبیل ابہامین (انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگاتے) اور قُرَّةُ عَیْنِیْ بِكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ - پڑھتے

(جواہر مجدّدیہ ص ۵۲، مصنفہ حضرت خواجہ احمد حسین نقشبندی قادری رحمۃ اللہ علیہ)

۱- اے میرے عزیز غور کر یہ امام ربّانی کون ہیں یہ وُہ ہیں جن کے متعلق پانچ سو سال پہلے غوثوں کے غوث محبوبِ سُبحانی قطبِ ربّانی غوثِ اعظم جیلانی قدّس سرّہٗ نے بشارت دی تھی، ہُوا یوں کہ ایک دن سیّدنا غوثِ اعظم جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کسی جنگل میں مراقبہ کر رہے تھے کہ یکایک ایک نُور آسمان سے نمودار ہُوا اس سے سارا جہان

منوّر ہوگیا اور الہام ہُوا کہ آپ سے پانچ سو سال بعد جب کہ جہاں میں شرک و بدعت پھیل جائے گی اس وقت ایک بزرگ پیدا ہوگا جو کہ وحیدِ اُمّت (یکتاءِ اُمّت) پیدا ہوگا وُہ دُنیا سے شرک اور گمراہی کو ملیا میٹ کر دے گا، دینِ مصطفٰے (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) کو نئے سرے سے تازگی بخشے گا اور اس کی صحبت کیمیا ہوگی، اس کے صاحبزادے اور خلفاء بارگاہِ صمدیت کے صدر نشین ہوں گے یہ سُن کر سیّدنا غوثِ اعظم بغدادی قدّس سرّہ نے اپنے خرقہ خاص کو اپنے کمالات (نسبتِ قادریہ) سے بھرپور کر کے اپنے صاحبزادہ تاج الدّین سیّد عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد کیا اور فرمایا کہ جب اس بزرگ کا ظہور ہو یہ خرقہ ان کے حوالے کر دینا اس وقت سے وُہ خرقہ خاص سیّد عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں یکے بعد دیگرے وصیّت کے مطابق سپرد ہوتا رہا حتّٰی کہ ۱۰۱۳ھ میں سیّدنا غوثِ اعظم محبوبِ ربّانی قدّس سرّہٗ کی اولادِ پاک میں سے سیّد سکندر شاہ کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ اسے کیتھل سے اُٹھا کر سرہند شریف لاتے اس وقت حضرت امام ربّانی مجدّدِ الف ثانی قدّس سرّہ مراقبہ میں تھے تو اچانک حضرت شاہ سکندر کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے اُوپر ڈال دیا جس سے آپ نسبتِ قادریہ کے فیض سے بہت زیادہ مسرور ہوئے۔

صاحبِ رُوح البیان کے نزدیک بھی اذان میں نام مبارک سُن کر انگوٹھوں کو بوسہ دے کر آنکھوں پر لگانا مستحب ہے

وَيُسْتَحَبُّ اَنْ يَّقُوْلَ عِنْدَ سَمَاعِ الْاُوْلٰى مِنَ الشَّهَادَةِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَعِنْدَ سَمَاعِ الثَّانِيَةِ قُرَّةُ عَيْنِيْ بِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ثُمَّ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنِيْ بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ بَعْدَ وَضْعِ ظُفْرَيِ الْاِبْهَامَيْنِ عَلَى الْعَيْنَيْنِ كَمَا فِيْ شَرْحِ الْقُهُسْتَانِيْ وَفِيْ تُحْفَةِ الصَّلٰوتِ لِلْكَاشِفِيْ صَاحِبِ التَّفْسِيْرِ نَقْلًا عَنِ الْفُقَهَاءِ الْكِبَارِ۔ (تفسیر رُوح البیان ص ۲۶۰ جلد ۲۴)

یعنی اذان میں جب پہلی بار سُنے اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تو مستحب ہے کہ سُننے والا کہے صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔ اور جب دُوسری بار سُنے تو کہے قُرَّةُ عَيْنِيْ بِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔ (آپ کی برکت سے میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے) جبکہ دونوں بار انگوٹھے چوم کر آنکھوں پہ لگائے۔

اذان میں نام پاک سُنکر انگوٹھے چُومنے اور آنکھوں پر لگانے سے اگلے پچھلے گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔

حضرت شیخ ابُوطالب مکّی رحمۃ اللہ علیہ نے قوت القلوب میں فرمایا:

روایت کردہ از ابن عینیہ کہ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بمسجد در آمد وابُوبکر رضی اللہ عنہ ظفر ابہامین چشم خود را مسح کردہ گفت قُرَّةُ عَیۡنِیۡ بِکَ یَارَسُوۡلَ اللہِ۔ و چوں بلال رضی اللہ عنہ از اذان فراغت روئے نمود حضرت رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمود کہ ابابکر ہر کہ بگوید آنچہ تو گفتی از رُوئے شوق بلقائے من وبکند آنچہ تو کردی خدائے درگزرد گناہاں ویرا آنچہ باشد نو وکہنہ خطا وعمد ونہاں وآشکارا در مضمرات بریں وجہ نقل کردہ۔

(حاشیہ تفسیر جلالین ص۳۵۷)

یعنی ابن عینیہ سے مروی ہے کہ حبیب خُدا صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن مسجد میں تشریف لائے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان کہی اور جب اَشۡھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوۡلُ اللہِ کہا تو حضرت صدّیق اکبر رضی اللہ عنہ نے انگوٹھے آنکھوں پر لگا کر پڑھا قُرَّةُ عَیۡنِیۡ بِکَ

یَارَسُوۡلَ اللہِ۔ اور جب حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان ختم کی، رسُولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابُوبکر جو کوئی یہ پڑھے جو تُونے پڑھا ہے از رُوئے شوق دیدار اور ایسے کرے جیسے تُو نے کیا ہے تو اللہ تعالیٰ جل جلالہ اس کے نئے پُرانے پوشیدہ اور ظاہر گناہ نیز خطا وعمد سب معاف فرمادے گا۔

اذان میں حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے اسمِ پاک کو سُن کر شہادت کی انگلیوں کو بوسہ دے کر آنکھوں پہ ملنا موجبِ شفاعتِ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور سببِ دخولِ جنّت ہے اور باعثِ کفارۂ گناہ اور نورِ بصر کی حفاظت کا علاج ہے۔ (قوت القلوب"/جلالین"/روح البیان")

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ
مِلۡءَ السَّمٰوٰتِ وَمِلۡءَ الۡاَرۡضِ وَمِلۡءَ مَاشِئۡتَ
مِنۡ شَیۡءٍ بَعۡدُ

جبرئیل علیہ السلام کی آمد نبیوں علیہم السلام پر

کہا ہے شیخ ابی عبد اللہ بن عمری نے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام حضرت آدم علیہ السلام کے پاس اکیس (۲۱) بار آئے اور نوح علیہ السلام کے پاس تیئس (۲۳) بار حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس اڑتالیس ۴۸ بار، حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس چار بار، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس اکتیس ۳۱ بار اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس چوبیس ہزار ۲۴۰۰۰ مرتبہ حاضر ہوئے۔

چھڑی پر ٹیک لگانا سُنّت ہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے کہ لکڑی پر ٹیک لگانا انبیاء کرام علیہم السلام کے اخلاق میں سے ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی لکڑی پر ٹیک لگاتے تھے اور دوسروں کو بھی اس کا حکم فرماتے تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ کا فرمان ہے کہ لکڑی رکھنا مومن کی علامت ہے اور انبیاء علیہم السلام کی سُنّت ہے حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے برچھی اور چھڑی میں آٹھ باتیں ہیں جو انبیاء علیہم السلام کی سُنّت ہیں: صُلحاء کی زینت ہیں۔ دشمن کیلئے ہتھیار ہیں۔ ضعفاء کا مددگار ہیں۔ ان کے رکھنے سے شیطان بھاگتا ہے۔ بدکار اس سے دبتا ہے۔ اور رکھنے والے کے لئے سترہ کا کام بھی دیتی ہے اور جب تھک جائے تو قوت دیتی ہے۔ اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے جو چالیس برس کا ہو کر بھی چھڑی نہ رکھے یہ اس کے کبر اور خود بینی سے شمار ہوتا ہے۔
نزہۃ المجالس

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی گستاخی کرنے والا خنزیر

علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے "زواجر" میں فرمایا کہ گستاخانِ صحابہ کی ایسی ایسی قباحتیں مشاہدہ میں آئی ہیں جو اُن کے خبثِ باطن پر دلالت کرتی ہیں اُن میں سے ایک یہ ہے کہ جب "ابن منیر" مرا تو حلب کے کچھ جوان خوشی کا اظہار کرنے لگے اور ایک دوسرے سے کہنے لگے، ہم نے سنا ہے کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو گالیاں بکنے والا کوئی بھی جب مرے تو اللہ تعالیٰ قبر میں اس کی شکل خنزیر سے بدل دیتا ہے اور یہ بات شک و شبہ سے بالاتر ہے کہ ابن منیر ہر دو حضرات (صحابہ رضی اللہ عنہما) کو گالیاں دیتا تھا۔ اب انہوں نے طے کر لیا کہ اس کی قبر پر جا کر اس کی قبر اکھاڑیں گے۔ چنانچہ قبر کو اکھاڑا اور دیکھا کہ اُس کا چہرہ واقعی خنزیر کا ہو چکا تھا اور چہرہ قبلہ کی بجائے شمال کو مُڑ چکا تھا۔ انہوں نے اسے قبر سے نکال کر کنارہ قبر پر ڈال دیا تاکہ لوگ دیکھیں اور عبرت پکڑیں۔ پھر اسے آگ میں جلا کر قبر میں پھینک دیا۔ (سعادت دارین ۲)

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا سَیِّدِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَ عَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ وَاَھْلِ بَیْتِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ۔

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا ھٰذَا فِیْ كُلِّ وَقْتٍ وَحِیْنٍ یَارَبَّ العالمین و الصَّلٰوۃ والسّلام علی حبیبہٖ ورسولہٖ ونور عرشہٖ وزینۃ فرشہٖ وقاسم رزقہٖ وسیّد خلقہٖ ومہبطِ وحیہٖ وعلٰی اٰلہٖ واصحابہٖ واھل بیتہٖ وبارِك وسَلِّم تسلیمًا كثیرًا كثیرًا ابدًا۔

ایک علوی عورت کا قصہ

"نزہت المجالس" میں یوں ہے کہ شہر بلخ میں کسی علوی کی وفات ہوگئی تو اُس کی زوجہ سمرقند چلی گئی اور جامع مسجد میں اپنے بچوں کو چھوڑ کر خود تلاشِ خوراک میں روانہ ہوئی۔ اس نے شہر کے ایک بڑے شخص کو دیکھا اس سے کہنے لگی میں ایک علوی عورت ہوں اور آپ سے اپنے بال بچوں کے لئے خوراک کی خواستگار ہوں۔ اُس نے کہا میرے پاس گواہ لاؤ کہ تم علوی ہو۔ عورت نے کہا کہ میرے پاس گواہ تو نہیں ہے۔ اُس آدمی نے اُس سے مُنہ پھیر لیا۔ اُس وقت اتفاقاً ایک مجوسی نے اس عورت کو دیکھا۔ عورت نے اُس سے اپنا ماجرا سُنایا۔ مجوسی نے اس پہ کرم کیا۔ رات ہوئی اُس مسلمان کو خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ آپ کے قریب ایک خوبصورت محل دیکھا۔ پوچھا: یارسول اللہ[1]! یہ محل کس کے لئے ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، ایک مسلمان کے لئے۔ اُس نے کہا میں مسلمان ہوں۔ آپ نے فرمایا، گواہ لاؤ۔ وہ شخص ششدر رہ گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تمہارے پاس ایک علوی عورت آئی تھی۔ تم نے اس سے کہا تھا کہ گواہ لاؤ؟ وہ شخص جاگ اُٹھا اور فوراً اُس مجوسی کے پاس گیا اور کہا میں اُس علوی عورت کو چاہتا ہوں اور تو مجھ سے ایک ہزار دینار لے لے۔ مجوسی نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کا محل ہزار دینار پر فروخت نہیں کرتا۔ اور گذشتہ شب میں معہ اپنے بال بچوں کے اسلام لانے کے بعد سویا ہوں۔ اور مجھ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو مع اپنے بال بچوں کے جنت میں ہے۔

۱ صلی اللہ علیہ وسلم

وُجوبِ مشورہ

حضور سیّدِ عالم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے خصائص میں سے ہے کہ (دینی و دنیوی اُمور میں) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے مشورہ لینا واجب تھا۔

اللہ جلّ مجدہٗ نے فرمایا: وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ "اور کاموں میں اُن سے مشورہ لو۔" (پ ۴؛ آلِ عمران)

امام بیہقی قدّس سرّہٗ نے "شعب الایمان" میں اور امام ابن عدی قدّس سرّہٗ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب یہ آیت کریمہ "وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ (اور کاموں میں اُن سے مشورہ لو) نازل ہوئی تو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا: "سنتے ہو، مشورہ لینے سے اللہ جلّ مجدہٗ اور اُس کا رسول صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم تو بے نیاز ہیں۔ مگر اُسے اللہ جلّ شانہٗ نے میری اُمت کے لئے (ذریعہ) رحمت بنایا ہے۔"

عارف باللہ حکیم ترمذی رضی اللہ عنہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے راوی ہیں کہ حضرت اُم المومنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا: حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا:

"مجھے اللہ جلّ مجدہٗ نے لوگوں سے مشورہ لینے کا اسی طرح حکم دیا ہوا ہے جیسے فرائض کے قائم کرنے کا۔"

امام ابن ابی حاتم قدّس سرّہٗ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم جس قدر اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ لیا کرتے تھے، میں نے

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے بڑھ کر کسی ایسے شخص کو نہیں دیکھا جو اپنے دوستوں سے اس قدر مشورہ لیتا ہو۔

حضرت حاکم رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ انہوں نے فرمایا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا: "میں بلا مشورہ اگر کسی کو اپنا نائب بناتا تو امِ معبد کے بیٹے (یعنی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) کو اپنا نائب بناتا۔"

وَقَدْ رَوَی التِّرْمِذِیُّ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْكَ وَسَلَّمَ) مَتٰی وَجَبَتْ لَكَ النُّبُوَّةُ، قَالَ وَاٰدَمُ بَیْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ۔

(ترمذی ص ۲۲۶)

امام الائمہ ترمذی قدس سرہٗ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ انہوں نے کہا: "میں نے عرض کی "یارسول اللہ! (صلی اللہ علیک وسلم) آپ کی نبوت کب سے ثابت ہے؟" فرمایا: "جبکہ آدم علیہ السلام رُوح اور جسم میں تھے" (یعنی میں اس وقت نبی تھا، جبکہ حضرت آدم علیہ السلام کی رُوح نے اُن کے جسم سے تعلق نہ پکڑا تھا.)

حضرت میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ مصنفِ "سیف الملوک" نے اسی مفہوم کا تخیل پیش کیا ہے ؎

نور محمدؐ روشن آہا آدم جدوں نہ ہویا۔ اوّل آخر دوہیں پاسیں اوہو مُکھ کھلویا
کُرسی، عرش نہ لوح قلم سی نہ سُورج چن تارے۔ تدوں وی نور محمدؐ والا دیندا سی چمکارے

سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

کُنْتُ نَبِیًّا وَّاٰدَمُ بَیْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ۔

"میں اُس وقت بھی نبی تھا، جبکہ آدم علیہ السلام ہنوز جسم و رُوح کے مابین تھے۔"

اللہ تعالیٰ کا علم تو تمام اشیاء کو محیط ہے اور اُس وقت جبکہ آدم علیہ السلام ابھی خمیر میں تھے اُسی وقت سے اللہ جلّ مجدہٗ نے حضور سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وصفِ نبوّت سے متّصف فرمایا۔ لہٰذا اس ارشاد کا یہ مطلب لینا ہی بہتر ہے کہ سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے اُس وقت نبوّت ثابت تھی۔ یہی وجہ تھی کہ حضرت آدم علیہ السلام نے (بعد از تخلیق) سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسمِ گرامی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عرش پہ لکھا ہوا پایا۔ لہٰذا بداہۃً ثابت ہوا کہ اُسی وقت سے سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوّت ثابت ہے۔

فضائل و خصائص النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

صاحب الصحاح حضرت رزین رحمۃ اللہ نے حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص میں ذکر کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی پتھر پر پاؤں مبارک رکھتے تو اس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاؤں مبارک کے نشانات پڑ جاتے تھے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا پتھر پر کھڑے ہو کر خانہ کعبہ کی تعمیر کرنا اور اُس پتھر پر آپ کے پاؤں مبارک کے نشانات پڑ جانا یہ ذکر قرآن پاک میں موجود ہے اور وہ پتھر آج بھی مسجد حرام میں موجود ہے جسے مقام ابراہیم کہتے ہیں۔

چٹان کا ٹکڑے ٹکڑے ہو جانا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم غزوہ خندق میں خندق کھود رہے تھے کہ ایک چٹان سامنے آگئی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی یہ ایک سخت چٹان ہے جو خندق میں آڑے آگئی ہے۔ چنانچہ آپ نے کدال اٹھایا اس پر مارا، وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی۔ اس کے علاوہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی چٹان پر چلتے تو وہ آپ کے قدموں تلے موم ہو جاتی اور جب آپ ریت پر چلتے تو اس میں پاؤں کے نشانات نہ پڑتے۔

علامہ مقری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے قاضی القضاۃ محمد بن ابراہیم مالکی مصری کی تحریر دیکھی جس کا مضمون یہ ہے کہ اگر کوئی شخص حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات میں سے درج ذیل دس معجزات لکھ کر اپنے گھر میں رکھے گا اس کا گھر آگ سے محفوظ رہے گا اور اگر لکھ کر آگ میں ڈالے گا تو آگ بجھ جائے گی:

۱۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زمین پر کبھی سایہ نہ پڑا۔
۲۔ آپ کا پیشاب کبھی زمین پر ظاہر نہ ہوا۔
۳۔ مکھی کبھی آپ کے جسم اطہر پر نہ بیٹھی۔
۴۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کبھی احتلام نہ ہوا۔
۵۔ آپ نے کبھی جماہی نہ لی۔
۶۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ختنہ شدہ پیدا ہوئے۔
۷۔ کبھی کوئی چارپایہ آپ کو دیکھ کر نہ بھاگا۔
۸۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھیں سوتی تھیں لیکن قلب انور نہیں سوتا تھا۔
۹۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس طرح سامنے دیکھتے تو ویسے ہی پیچھے بھی دیکھتے تھے۔
۱۰۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب لوگوں کے درمیان تشریف فرما ہوتے تو تمام لوگوں سے آپ کے کندھے مبارک بلند نظر آتے۔

امام حافظ مشہور سیاح ابو عبداللہ محمد بن رُشید الفہری المغربی المالکی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے سفرنامے میں جس میں انہوں نے مکہ اور مدینہ شریفین کے طویل سفر کی روئیداد قلمبند کی کہ دمشق میں جب میں دار الحدیث مدرسہ اشرفیہ میں داخل ہوا تو وہاں میں نے وہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نعل پاک کی زیارت کی جو مدرسہ کے وسط میں ایک مسجد کے اندر بڑی خوبصورتی کے ساتھ آبنوس کی ایک کرسی پر رکھا ہوا تھا۔ کہتے ہیں کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی متروکہ اشیاء میں سے ایک تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ محترمہ سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہا بنت الحارث کے پاس تھی۔ پھر ان کے بعد ان کے ورثاء کو منتقل ہوتی رہی۔ حتیٰ کہ "بنو الحدید" کے پاس آگئی۔ اُن

کے پاس اُس وقت تک رہی جب اُن کا آخری فرد انتقال کر گیا۔ اس آخری فرد نے ترکہ میں تیس ہزار روپیہ اور مذکورہ قدم مبارک چھوڑا۔ اور دو بیٹے چھوڑے۔ دونوں میں سے ایک نے کہا یا تم پورا مال (درہم) لے لو یا قدم مبارک؟ دونوں کی صُلح اس پہ ہوئی۔ ایک نے مال لیا دوسرے نے قدم مبارک۔ کچھ عرصہ تک لوگ اس قدم مبارک سے برکت حاصل کرتے رہے۔ بالآخر بادشاہ اشرف جو شام کا حکمران تھا اس نے وہ قدم مبارک خرید لیا اور دمشق کو اپنا مسکن بنایا۔ وہاں اس نے مدرسہ دارالحدیث کی تعمیر کی۔ جہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث پاک کی درس و تدریس کا انتظام کیا گیا۔

امام سدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نوح علیہ السلام سے لے کر آخر تک کوئی نبی نہیں مبعوث کیا گیا مگر یہ کہ اس سے اللہ تعالیٰ نے عہد لیا کہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ضرور ایمان لائے گا۔

امام سبکی علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب میں تصریح کی ہے کہ آپ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام انبیاء (علیہم السلام) کا بھی رسول بنایا گیا ہے۔ کُنْتُ نَبِیًّا وَّ اٰدَمُ بَیْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ وقولہٗ صلی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ بُعِثْتُ اِلَی النَّاسِ کَآفَّۃً "میں نبی تھا اس حال میں کہ آدم علیہ السلام ابھی رُوح اور جسم کے درمیان تھے اور مجھے تمام لوگوں کی طرف بھیجا گیا ہے۔" یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیائے کرام علیہم السلام سے پختہ وعدے لئے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کے لئے انبیاء علیہم السلام سے بیعت لی ہے۔

اسی طرح مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہ ایمان لاؤ اور جو آپ کے امتی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زمانہ پائیں اُن کو بھی حکم دیں کہ وہ محمد صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم پہ ایمان لائیں۔ فَلَوْلَا مُحَمَّدٌ مَا خَلَقْتُ اٰدَمَ وَلَا الْجَنَّۃَ وَلَا النَّارَ۔ "اگر محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نہ ہوتے تو میں نہ آدم (علیہ السلام) کو پیدا کرتا اور نہ جنت و دوزخ کو۔"

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی ہے کہ عرش پر، آسمان پر، جنت کے ہر دروازے پر، جنتی درختوں کے پتوں پر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ "لکھا ہے"۔

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تمام انبیاء علیہم السلام کا رسول ہونے کی وجہ سے ثابت ہو گیا کہ سلیمان بن داؤد علیہما السلام کی انگوٹھی کا نقش ہو گا "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ"۔

جب یہ ثابت ہو گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انبیاء علیہم السلام کے بھی نبی اور رسول ہیں اور ملائکہ علیہم السلام سے افضل ہیں تو ضروری ہوا کہ آپ ملائکہ کے بھی رسول ہیں اور ملائکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیروکار ہیں۔

جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معراج کرائی گئی تو ایک فرشتہ حجاب سے نکلا اور کہا اللہ اکبر اللہ اکبر اشہد ان محمد رسول اللہ تک یہاں تک ساری اذان مکمل کی۔ پھر فرشتہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بازو پکڑا اور مصلیٰ کی طرف آگے کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہلِ آسمان کی امامت فرمائی۔ اُس دن اللہ تعالیٰ نے محبوب کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے شرف کی تکمیل کی تمام آسمان و زمین والوں پہ۔ اس سلسلہ میں محمد بن حنیفہ رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے کہ جب فرشتہ نے حیّ علی الصلوٰۃ کہا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرے بندے نے سچ کہا اور میرے فرائض کی دعوت دی یہاں تک کہ اذان مکمل کہی پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا گیا آپ آگے تشریف لائیں۔ آپ آگے بڑھے

اور اہل سماء کو نماز پڑھائی۔ بعدازاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شرف تمام مخلوقات پر مکمل ہوگیا۔

امام سیوطی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں اس روایت میں چار وجوہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت ملائکہ کی طرف ثابت ہوتی ہے:

۱۔ فرشتے کا اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کہہ کر مطلق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی گواہی دینا۔

۲۔ فرشتے کی دعوت پر اللہ تعالیٰ کا فرمانا کہ اس نے میرے فرض کی طرف دعوت دی۔ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہ فریضہ زمین والوں کی طرح آسمان والوں پر بھی ہے۔

۳۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرشتوں کی امامت فرمانا اور تمام ملائکہ کا آپ کے پیچھے نماز ادا کرنا۔ اس طرح انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی اتباع کی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے اپنے رب کی جانب سے اس غایت درجہ تعظیم کو دیکھ کر میرے نبی، نبی الانبیاء ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کا ظہور آخر میں ہوا۔ تمام انبیاء کرام علیہم السلام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زیر لواء ہیں۔ اس لئے دنیوی زندگی میں شب معراج تمام انبیاء کرام علیہم السلام کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز پڑھائی اور اگر آپ آدم، نوح، ابراہیم، موسیٰ و عیسیٰ علیہم السلام کے زمانے میں تشریف لاتے تو ان پر واجب تھا کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائیں۔ آپ کی نبوت و رسالت کی تصدیق ان پر لازم تھی۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ملائکہ کے حوالہ سے کچھ ایسے امور عطا کئے گئے ہیں کہ کسی اور نبی کو نہ دئے گئے۔ ان امور میں ملائکہ کا آپ کے ہمراہ جہاد کرنا اور آپ کے خرام ناز کے وقت آپ کے پیچھے چلنا اور آپ کا یہ

فرمانا کہ اللہ تعالیٰ نے چار وزیروں سے میری مدد کی ہے۔ دو اہل آسمان سے ہیں جبرئیل و میکائیل اور دو اہل زمین میں سے ہیں ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما اور وزیر تو بادشاہوں کے ماتحتوں میں سے ہوتا ہے۔ جبرئیل و میکائیل آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آسمانی ملت کے سردار ہیں، ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما آپ کی انسانی ملت کے سردار ہیں۔ اور جب آپ کا وصال ہوا تو تمام ملائکہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز جنازہ پڑھی، کوئی ایک بھی پیچھے نہ رہا۔ آپ کے علاوہ کسی نبی کے لئے ایسا نہ ہوا۔ ملائکہ آپ کے بارے میں قبروں میں مُردوں سے سوال کرتے ہیں، آپ کے سوا کسی نبی کے لئے ایسا نہ ہوا۔ اور ملائکہ آپ کی اُمت کی نُصرت کے لئے آتے ہیں جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت دشمن سے جنگ کرتی ہے۔ یہ خصوصیت قیامت تک رہے گی۔

جبرئیل علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کے پاس تشریف لاتے ہیں تاکہ حالت نزع میں شیطان کو اُس سے دُور بھگا دیں۔ اور ہر سال لیلۃ القدر میں ملائکہ جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ آپ کی امت کے پاس آتے ہیں اور اُن کو سلام کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کتاب (قرآن مجید) میں سورۃ فاتحہ نازل کی گئی ہے جبکہ کتب سابقہ میں کوئی ایسی سورۃ نازل نہ کی گئی۔ ملک الموت نے آپ سے اجازت لی جبکہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے قبل آج تک کسی سے بھی اجازت نہیں لی۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور پر ایک فرشتہ مقرر ہے جو کہ آپ کو آپ کی اُمت کا درود و سلام ناموں کے ساتھ پیش کرتا ہے۔

آپ کی قبر اطہر پر ہر روز ستر ہزار فرشتے اُترتے ہیں جو آپ کی قبر پاک سے اپنے پروں کو مس کرتے ہیں اور قبر شریف کو گھیرے میں لے لیتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلوٰۃ و سلام پیش کرتے ہیں یہاں تک کہ

شام ہو جاتی ہے پھر وہ قدسی آسمان پر چلے جاتے ہیں اور دوسرے ستر ہزار
اُترتے ہیں۔ قیامت تک یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ جب قیامت قائم ہو جائے
گی تو آپ ستر ہزار نوری فرشتوں کے جھرمٹ میں گنبدِ خضریٰ سے باہر تشریف لائیں گے۔

حدیث عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جس
نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایک مرتبہ دُرود پڑھا اللہ تعالیٰ اور اس کے
فرشتے اس پر ستر مرتبہ دُرود بھیجتے ہیں۔ (رواہ احمد) اس حدیث کا حکم مرفوع حدیث
کی طرح ہے کیونکہ اس میں اجتہاد کی گنجائش نہیں۔

حدیث حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے حضور اکرم
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم جس جگہ بھی ہو مجھ پر دُرود پڑھا کرو کیونکہ تمہارا
دُرود مجھے پہنچتا ہے۔ (رواہ الطبرانی)

حدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے جمعہ کے دن مجھ پر اسّی مرتبہ دُرود پاک پڑھا اللہ
تعالیٰ اس کے اسّی سال کے گناہ معاف دے گا۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ
صلی اللہ علیک وسلم! آپ پر کیسے دُرود پڑھا جائے۔ فرمایا: اَللّٰھُمَّ صَلِّ
عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَنَبِیِّکَ وَرَسُوْلِکَ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم افضل الخلق ہیں

امام عارف شعرانی علیہ الرحمۃ اپنی کتاب "المنن الکبریٰ" میں
لکھتے ہیں خالق کائنات عزوجل نے اپنے فضل و کرم سے جو باتیں میرے
قلب میں القا فرمائی ہیں اُن میں سے ایک یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم علی الاطلاق تمام مخلوق سے بزرگ و برتر ہیں، زمین و آسمانوں
میں سے کوئی فرد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہم مرتبہ پیدا نہیں ہوا۔ اس کا
انکار وہی کرے گا جو بصیرت سے کورا ہو۔ اور اس کی نگاہیں چمگادڑ کی مانند ہیں
بدیں وجہ شریعت مصطفوی کا نور دوپہر کے وقت سورج کی روشنی

سے زیادہ واضح ہے۔ آپ کے فضل و کمال پر یہ دلیل ہی کافی ہے، ہر دور اور
ہر زمانے کے لوگوں کا اس پر اتفاق و اجماع ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
افضل الخلق ہیں۔ آقا علیہ السلام کا ارشاد ہے اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ
وَلَا فَخْرَ وَاَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَاَوَّلُ شَافِعٍ وَاَوَّلُ مُشَفَّعٍ۔" "
قیامت کے روز میں اولادِ آدم علیہ السلام کا سردار ہوں گا۔ پہلے میری ہی
قبر کھلے گی، سب سے پہلے میں ہی شفاعت کروں گا اور سب سے پہلے
میری ہی شفاعت قبول ہوگی۔" اس حدیث سے تمام مخلوق پر آپ کی
فضیلت عیاں ہو رہی ہے۔ حدیث شریف میں ہے اٰدَمُ فَمَنْ دُوْنَہٗ
تَحْتَ لِوَائِیْ "حضرت آدم علیہ السلام اور دوسرے میرے جھنڈے تلے
ہوں گے۔"

تمام کائنات کی اصل سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ گرامی ہے

خلاصۂ کلام یہ کہ سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم اطہر کی ظاہری صورت تمام
کمالاتِ حسیہ وجودیہ اور علوی و سفلیہ کی اصل ہے اور سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کی باطنی وجودی صورت تمام کمالاتِ باطنیہ علویہ و سفلیہ کی اصل
ہے۔ لہٰذا ہر وہ کمال جس کا تو کمالات میں مشاہدہ کرتا ہے تو وہ سیّدِ عالم
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ظاہری صورت کا فیض ہے اور ہر وہ کمال جس کا
تعلق معقولات سے ہے تو وہ سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احوالِ باطنی
کا فیض ہے۔ پس سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دنیا کے کمالاتِ ظاہرہ و
باطنہ میں معدن کی سی مثال ہے اسی لئے تمام محسوسات میں آپ کے ظاہر
کی فیض رسانی ہے جبکہ عالم معقولات آپ کے باطن کا فیض یافتہ ہے لہٰذا
سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صورت اور معانی وجودیہ کا مادہ ہیں۔ پس عالم
شہادت، سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظاہر کا فیض ہے اور عالم غیب

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے باطن کا پرتو ہے۔

سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رُوحِ اقدس کو پیدا فرمایا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے حدیث مروی ہے: سیدِ عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ رُوْحُ نَبِیِّكَ یَا جَابِرُ ثُمَّ خَلَقَ الْعَرْشَ مِنْہُ ثُمَّ خَلَقَ الْعَالَمَ بَعْدَ ذٰلِكَ مِنْہُ۔ "اے جابر! اللہ جل مجدہٗ نے سب سے پہلے تیرے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی رُوح (منوّر) کو پیدا فرمایا۔ پھر اُسی سے ساری کائنات کو پیدا فرمایا۔"

اسی لئے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احسن تقویم میں تخلیق ہوئی۔ یہی وجہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے حلیہ شریف میں اکمل و اجمل تھے۔ آپ جامع البیان اور فصیح اللسان تھے۔

حُلیہ مُبارک

سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حُسنِ صُورت: اعتدالِ خلقت، کمالِ اندام، تناسبِ اعضاء، نرم جلد، باریک انگلیاں، خوبرو و پُر رونق چہرہ، عمدہ آواز، سیاہ بال، سُرخ و سفید رنگ، فصاحتِ کلام، خوشبودار جسم، میانہ قد و قامت، مستحکم خلقت، سینے کے برابر رُستا ہوا شکمِ اقدس، فراخ کاندھے، رفتار پُر وقار، عمدہ توجہ، نیچی نظریں، فصیح و شائستہ گفتگو اور خلق و خُلق بیں باوقار تھے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میرے ماموں ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حُلیہ مبارک یُوں بیان کرتے ہیں کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرۂ انور پُر گوشت، کسی قدر گول اور بارُعب تھا اور آپ کا چہرہ مبارک چودھویں رات کے چاند کی مانند چمکتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ تو بہت دراز قد اور نہ پست

قامت تھے، سر مبارک بڑا، بال مبارک خمدار قدرے گھنگھریالے، کبھی بالوں کو دو حصوں میں تقسیم کرکے درمیان سے مانگ نکال لیتے تھے اور جب کٹواتے تو بال کانوں کی لو تک رہ جاتے تھے۔ رنگ مبارک روشن و تاباں پیشانی کشادہ بھویں مبارک دراز و باریک تھیں اور ایک دوسرے سے ملی ہوئی نہ تھیں۔ بینی مبارک خوبصورت و دراز تھی، درمیان میں اُبھار نمایاں تھا۔ بینی مبارک کی ابتدا پر ایک نُور درخشاں تھا۔ داڑھی مبارک گھنی اور سیاہ تھی۔ آنکھیں مبارک بڑی پلکیں دراز، آنکھوں کی سفیدی خوب تیز اور پُتلیاں مبارک سیاہ تھیں رخسار مبارک ہموار، منہ مبارک فراخ، دندان ہائے پیشین کشادہ اور روشن و تاباں گردن چاندی کی طرح صاف حلقوم مبارک سے ناف مبارک تک بالوں کی باریک سی ڈوری، بدن مبارک مستحکم بطن اقدس سے سینہ منوّر کے برابر سینہ مبارک چوڑا، شانے مبارک فراخ، جوڑ مبارک فربہ تھے۔ ناف کا زیریں حصہ بالوں سے صاف تھا، سینۂ اقدس وسیع، کاندھوں اور بازوؤں پر بال تھے۔ سینۂ اقدس اور شکم مبارک بالوں سے خالی تھا، لمبی کلائیاں، بھری ہوئی ہتھیلیاں ہاتھ مبارک اور پاؤں مبارک کی انگلیاں دراز، پُر گوشت تھیں، پنڈلیاں مبارک بھری ہوئی پاؤں مبارک کی تلیاں زمین سے اٹھی ہوئی، صاف و شفاف قدم مبارک جن سے پانی صاف بہہ جاتا تھا۔ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب چلتے تو قدم مبارک قوت، وقار اور تمکنت سے اُٹھاتے تھے۔ رفتار پوری توجہ سے ہوتی تھی جیسے اُوپر سے اُتر رہے ہوں اور چلتے ہوئے یوں محسوس ہوتا گویا زمین آپ کے لئے لپٹتی و سکڑتی جا رہی ہو۔ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی طرف متوجہ ہوتے تو پوری توجہ سے ہوتے۔ اکثر نگاہیں مبارک نیچی رہتی تھیں۔

بعض اوقات سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب لپٹے

صحابہ کرام کے ساتھ چلتے تو آپ انہیں آگے رکھتے تھے اور خود قصداً پیچھے چلتے تھے۔ جس آدمی سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملاقات ہوتی آپ اسے سلام کرنے میں پہل فرمایا کرتے تھے۔ بلا ضرورت کلام نہ فرماتے طویل السکوت تھے۔ کلام مبارک کی ابتدا، وانتہا بالوضاحت ہوتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم درشت خُو نہ تھے بلکہ انتہائی نرم مزاج تھے۔ کسی کی کبھی اہانت نہ فرمائی۔ سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی ذات کے لئے کبھی غصہ میں نہ آئے اور نہ ہی اپنی ذاتِ گرامی کے لئے کسی سے بدلہ لیا۔ بوقت فرحت آنکھ مبارک جُھکا لیتے۔ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زیادہ سے زیادہ ہنسنا تبسم ہوتا تھا۔ اور بوقتِ تبسم آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دہن اقدس قطرات باراں کی مانند کھلتا تھا۔ اور بوقتِ تبسم دندانِ مبارک سے نُور کی شعاعیں چھنتی تھیں اور بروایت امام بیہقی رحمہ اللہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تبسم فرماتے تو دیواریں روشن ہوجاتیں اور اس روشنی سے گمشدہ سُوئی مل جایا کرتی تھی۔

مختصراً حُلیہ مبارک درج کیا ہے اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کامل حُلیہ مبارک لکھنے لگیں تو کئی ضخیم جلدوں میں بھی نہ سما سکے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عقلاً، شرعاً، طبعاً اوصافِ حمیدہ کے جامع تھے۔ بلکہ آپ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام اوصاف کے کمال میں آخری حد پر تھے جیسا کہ حضرت علامہ امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے "قصیدہ تائیہ" کے آخر میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خطاب کرتے ہوئے عرض کیا ہے؛ ترجمہ: "میں قسم اُٹھاتا ہوں کہ اگر تمام دریا اور سمندر میری سیاہی ہوتے اور ہر درخت میرا قلم ہوتا اور میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر بھر نشانیاں (اوصاف) لکھتا تو اُن کا دسواں حصہ بھی نہ لکھ پاتا۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آیات و صفات ان چمکتے ہوئے ستاروں سے بھی زیادہ ہیں۔"

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح شریفہ میں علامہ امام بوصیری علیہ الرحمۃ نے کیا عجیب شعر کہا ہے:

إِنَّ مِنْ مُعْجِزَاتِكَ الْعِجْزُ عَنْ
وَصْفِكَ إِذْ لَا يَحُدُّهُ الْإِحْصَاءُ

"یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ کے معجزات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ کے وصف کو بیان کرنے سے ہر ایک عاجز ہے، اس لئے کہ گننے والے ان کی گنتی کر ہی نہیں سکتے۔" جو تعریف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خالق و مالک ربّ ذوالجلال نے آپ کے مواہب احمدیہ، اخلاق محمدیہ اور اوصافِ مصطفویہ کی کی ہے جس کے آپ مستحق ہیں تو اس کے سامنے اس تعریف کی کیا حیثیت ہے جو مخلوق کرتی ہے خواہ مدح و ثنا کرنے والا کسی قدر مبالغہ کرے۔

"شفا" کے شارح ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے "مواہب" کی شرح میں علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے "دیلمی" میں "مسندِ فردوس" میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت لکھی ہے فرماتے ہیں جب آیت وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ ۝ نازل ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اب میں اُس وقت تک راضی نہ ہوں گا جب میرا ایک امتی بھی آگ میں ہوگا۔"

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ اَبَدًا اَسَرْمَدًا۔

شیخ محمد اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر "روح البیان" میں حضرت ابن عطا رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے سورۃ فتح میں مختلف نعمتیں جمع فرمائیں۔ ایک فتح مبین ہے۔ یہ اجابت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ دوسری نعمت "مغفرت" ہے جو محبت کی نشانیوں میں سے ہے۔ تیسری نعمت "اتمام نعمت" ہے۔ یہ اختصاص کی نشانیوں میں سے ہے۔ چوتھی

نعمت "ہدایت" ہے جو تحقیق بالحق کی علامت ہے۔ پانچویں "نصر" ہے اور یہ ولایت کی نشانی ہے۔ پس "مغفرت" آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ذنب سے بری کرتی ہے اور "اتمام نعمت" درجہ تک پہنچاتی ہے اور "ہدایت" مخلوق کی دعوت ہے اور "نصرت" حق سے کل کو دیکھنا ہے۔ "اتمام نعمت" یعنی دین کی بلندی اور نبوت کے ساتھ حکومت کو ملا دینا اور ان دونوں نعمتوں کے علاوہ تمام دینی و دنیاوی نعمتیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمائیں یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ خاص ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ "وہ اللہ آپ پر اپنی نعمتوں کا اتمام فرمائے گا۔" کہا گیا ہے کہ اتمام نعمت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سید الاولین وسید الآخرین ہونا ہے۔ فتح مکہ اور اس پر مرتب دشمنوں پر کامیابیوں کو بھی "اتمام نعمت" کہا گیا ہے۔

علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: فَرَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ سَيِّدُ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ وَالْمَلٰٓئِكَةِ الْمُقَرَّبِيْنَ وَالْخَلَائِقِ اَجْمَعِيْنَ وَحَبِيْبُ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۝ "پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اولین وآخرین، مقرب فرشتوں اور تمام مخلوقات کے سردار اور رب العالمین کے حبیب ہیں۔" اس کی تشریح میں علامہ موصوف فرماتے ہیں وہ حضرات جن پر اللہ تعالیٰ کی بیش بہا نعمتیں نازل ہوئیں ان تمام میں سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہترین شخصیت ہیں۔ آپ کے اوصاف دائرہ امکان سے باہر ہیں۔ عبارت ان کو بیان کرنے سے قاصر ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جامع فضائل وکمالات ہیں۔ بیہقی نے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا اِنَّ اَكْرَمَ خَلِيْفَةُ اللّٰهِ عَلَى اللّٰهِ اَبُوالْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ "اللہ جل مجدہ کے نزدیک اس کے سب سے مکرم نائب

حضرت رسالت مآب ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی ہیں۔" (جواہر البحار)

تمام انبیاء کرام علیہم السلام میں سب سے پہلے تخلیق ہونے والے ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں جس طرح کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود فرمایا ہے، كُنْتُ اَوَّلُ الْاَنْبِيَاءِ خَلْقًا وَّاٰخِرُهُمْ بَعْثًا۔

کعب احبار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جسم اطہر پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا تو جبرائیل امین علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر کی جگہ سے صاف ستھری روشن اور سفید مٹی کی ایک مٹھی لائے۔ (اس وقت) وہ مٹی کعبہ کے مقام پر تھی۔ بعد ازاں اسے جنت کی نہروں میں دھویا گیا اور رحمت کے پانی میں گوندھا گیا اور عالم ملکوت کی سیر کرائی گئی۔ یہاں تک کہ ملائکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام پاک اور آپ کی نعت سے آدم علیہ السلام کا نام جاننے سے ہزار سال پہلے واقف ہو گئے تھے۔ اسی لئے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے: كُنْتُ نَبِيًّا وَّاٰدَمُ بَيْنَ الْمَآءِ وَالطِّيْنِ۔ "میں نبی تھا جبکہ آدم (علیہ السلام) ابھی مٹی اور پانی کے (مراحل کے) درمیان تھے۔"

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اجسام میں سب سے پہلے ایک چمکتے ہوئے جوہر کو پیدا فرمایا۔ اور ہمارے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خاک مقدس اسی جوہر میں سے تھی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے نظر ہیبت سے اس کی طرف دیکھا تو طینِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیبت کی وجہ سے پانی ہو گئی اور آسمانوں کی پیدائش سے پہلے اسی پانی پر عرش الٰہی تھا۔ پھر پانی موجدار ہو گیا اور اس سے زمین پیدا کی گئی اور تربت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور اہل آسمان کے لئے اسی طرح چمکتا تھا جس طرح اہل زمین کے لئے چاند، پھر زمین سے خاک آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور مبارک آدم علیہ السلام کی جبین

میں چمکتا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور مبارک اسمِ مبارک کے
ساتھ جنّت کی ہر شے میں موجود تھا۔ حورِ عین کے سینوں پر، ملائکہ کرام کی
جبینوں پر، ساقِ عرش اور آسمانوں کے دروازوں پہ آپ صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم کا اسمِ مبارک موجود تھا۔

اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَّاللہُ مُعْطِیْ۔ "بے شک میں تقسیم کرنے والا ہوں
اور اللہ تعالیٰ عطا کرنے والا ہے۔"

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "پس عرش و کرسی میرے نور
سے ہیں، ساتوں آسمانوں کے ملائکہ میرے نور سے ہیں، جنّت اور اس کی
نعمتیں میرے نور سے ہیں، سورج، چاند ستارے میرے نور سے ہیں، عقل، علم
اور توفیق میرے نور سے پیدا کئے گئے ہیں۔ انبیاء و رسل کی روحیں میرے نور
سے پیدا کی گئی ہیں، شہداء اور صالحین میرے نور سے ہیں۔ پس اس سے ثابت
ہوا کہ تمام ممکنات نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فیض رسانی سے وجود میں
آئے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات قاسم ہے اور فیضِ اول ادا قدس
سے مستفیض بھی ہے۔ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

حدیث شریف میں ہے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اَنَا مِنْ
نُّوْرِ اللہِ وَالْمُؤْمِنُوْنَ مِنْ نُّوْرِیْ۔ "میں اللہ کے نور کا پرتو ہوں اور مومنین
میرے نور سے ہیں۔" (جواہر البحار)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَعِتْرَتِهٖ بِعَدَدِ كُلِّ
مَعْلُوْمٍ لَّكَ۔

محمدؐ نام کے چار خوش نصیب محدّثین کرام

تیسری صدی ہجری میں مصر میں
چار محدّثین نے غیر معمولی شہرت حاصل کی اور خوش قسمتی سے چاروں کا اسمِ گرامی
"محمدؐ" تھا اور چاروں علمِ حدیث کے جلیل القدر ائمہ میں شمار ہوتے۔ اُن میں

سے ایک محمد بن نصر مروزی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ دوسرے محمد بن جریر طبری علیہ
الرحمۃ ہیں۔ تیسرے محمد بن المنذر رحمۃ اللہ علیہ اور چوتھے محمد بن اسحاق رحمۃ اللہ
علیہ بن خزیمہ ہیں۔ علم کی جستجو اور مفلسی ان چاروں خوش نصیبوں میں قدرِ
مشترک کی حیثیت رکھتی تھی۔ ان محدّثین کرام علیہم الرحمۃ کی خوش نصیبی پر
پر علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ مصر کے حکمران احمد بن طولون کو عالمِ
خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ آپ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم فرما رہے تھے "میرے ہم نام محدّثین کی خبر لو۔ (خبر گیری)" بعد از
بیداری ابن طولون نے مصر بھر میں ان محدّثین کو تلاش کروایا۔ ان کی مالی
معاونت کی اور علمِ حدیث کا ایک مرکز قائم کیا جہاں زندگی بھر یہ حضرات
خوش نصیب محدّثین علمِ حدیث کی ترویج میں مصروف رہے۔ (البدایہ والنہایہ)

صغر سنی میں چار بچوں نے کلام کیا

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے حدیث بیان کی ہے فرماتے ہیں: کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب مجھے آسمانوں کی سیر کرائی گئی
تو میرے پاس ایک پاکیزہ خوشبو پہنچی۔ میں نے پوچھا یہ خوشبو کیسی ہے؟
بتایا گیا کہ فرعون کی بیوی (حضرت آسیہ) اور اس کی بیٹی کی کنگھی کرنے والی
نوکرانی کی۔ اُس کے ہاتھ سے کنگھی گری تو اس نے فوراً کہہ دیا بسم اللہ۔ اتنے
میں فرعون کی بیٹی نے پوچھا اللہ کون ہے! میرا باپ؟ نوکرانی نے کہا،
نہیں: بلکہ وہ جو میرا رب ہے، تیرا رب ہے اور تیرے والد فرعون کا بھی
رب ہے۔ فرعون کی بیٹی نے پوچھا کہ میرے والد کے سوا تیرا اور بھی کوئی رب
ہے۔ نوکرانی نے کہا جی ہاں! وہ میرا رب ہے تیرا رب ہے اور تیرے باپ
کا بھی رب ہے۔ اُس نوکرانی کا ایک شیر خوار بچہ تھا۔ فرعون نے نوکرانی کو بلوایا
اور پوچھا کیا تیرا میرے علاوہ بھی کوئی رب ہے؟ اُس نے کہا ہاں تیرا رب اور

میرا رب اللہ ہی ہے۔ فرعون نے حکم دیا کہ ایک تانبے کی گائے بنا کر اسے آگ پر گرم کیا جائے۔ جب گرم ہو گئی تو فرعون نے حکم دیا کہ نوکرانی کو اس کے اندر ڈالا جائے۔ نوکرانی نے کہا میری ایک حاجت ہے۔ فرعون نے پوچھا کیا ہے؟ نوکرانی نے کہا میری اور میرے بیٹے کی ہڈیاں یکجا کر دی جائیں۔ فرعون نے کہا تیری یہ حاجت پوری ہو جائے گی۔ تیرا ہمارے اوپر خدمت کا حق ہے۔ اور حکم دیا کہ ان کو اکیلا اکیلا ڈالا جائے۔ یہاں تک کہ بچے کو یہ بات معلوم ہو گئی، اور اس شیر خوار بچہ نے اپنی ماں سے کہا "اے میری ماں! آپ آگ میں گر جائیں اور پریشان نہ ہوں ہم بے شک حق پر ہیں۔"

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ صغر سنی میں چار بچوں نے کلام کیا تھا ایک تو یہ بچہ تھا۔ دوسرا بچہ وہ جس نے یوسف علیہ السلام کے حق میں گواہی دی تھی۔ تیسرا بچہ عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام، چوتھا بچہ جریج راہب یعنی خندق والا واقعہ۔ (اس بچے نے حضرت جریج رحمۃ اللہ علیہ کے حق میں ان کے بے گناہ ہونے کی شہادت دی تھی) (مجمع الزوائد/ دلائل النبوۃ)

مقامِ محمود کیا ہے؟

مسند امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مقام محمود کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مقام محمود تو شفاعت کرنے کی جگہ ہے۔ اسی مسند احمد میں کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قیامت کے روز جب سب انسان جمع ہوں گے تو میں اپنی امت سمیت ایک بلند ٹیلے پر ہوں گا، مجھے سبز رنگ کا جنتی حلہ پہنایا جائے گا۔ پھر مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے شفاعت کا اذن مل جائے گا اور میں جو اللہ چاہے گا وہی کہوں گا۔ اسی جگہ کا نام مقام محمود ہے۔

بخاری شریف کی حدیث ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے فرماتے ہیں کہ بروز قیامت تمام لوگ مایوسی کے عالم میں بیٹھے ہوں گے ہر امت اپنے نبی (علیہ السلام) کی بارگاہ میں عرض گزار ہو گی کہ ہماری شفاعت فرمائیے۔ آخر کار معاملہ ہمارے آقا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک جا پہنچے گا۔ اس روز اللہ تعالیٰ اپنے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مقام محمود عطا فرمائے گا یعنی ایسے بلند مقام پر آپ کو کھڑا کرے گا جس کو دیکھ کر سب لوگ چھوٹے بڑے انسان آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف و توصیف میں رطب اللسان ہو جائیں گے۔

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس سلسلے میں کئی روایات نقل فرمائی ہیں منجملہ ان کے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی یہ روایت ہے جو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرور کونین شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عرش معلیٰ کے بائیں جانب تشریف فرما ہوں گے۔ یہ ایسا مقام ہے جہاں کسی اور کو کھڑا ہونے کی اجازت نہیں ہے۔ سب اگلے پچھلے اس پر غبطہ کریں گے۔ یہی مقام محمود ہے۔

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابن ماجہ میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے اختیار دیا کہ چاہو تو تمہاری آدھی امت جنت میں داخل کر دی جائے اور چاہو تو ان کی شفاعت کر لینا۔ میں نے شفاعت کو اختیار کیا۔ کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ میں پرہیزگاروں کی شفاعت کروں گا؟ بلکہ شفاعت تو خطاکاروں اور گنہگاروں کی ہو گی۔ بیہقی اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرے بعد میری امت جو کچھ کرے گی مجھے اس کا علم دیا گیا ہے وہ آپس میں خونریزی کریں گے لیکن میں نے اللہ تعالیٰ سے اپنی امت کے لئے

شفاعت کا سوال کیا تو اللہ رب العزت نے میرے سوال کو شرف قبولیت عطا فرمایا۔

بیہقی اور نسائی رحمہما اللہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ ساری مخلوق کو ایک میدان میں جمع کرے گا۔ سب لوگ خاموش ہوں گے اللہ تعالیٰ جل شانہ کی اجازت کے بغیر کسی کو بولنے کی جرأت نہ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ندا دی جائے گی۔ آپ عرض کریں گے اے پروردگار: میں تیری بارگاہ میں حاضر ہوں تمام بھلائیاں تیرے دست قدرت میں ہیں اور برائیاں تیری طرف منسوب نہیں کی جاسکتیں، تیری بارگاہ کے سوا کوئی پناہ گاہ نہیں۔ اے رب کعبہ! تیری ذات بابرکات بلند اور پاک ہے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس جگہ کھڑے ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس طرح اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کریں گے وہی "مقام محمود" ہے۔ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شفاعت فرمانے کے مقام کا نام "مقام محمود" ہے اور یہی صحابہ کرام، تابعین رضی اللہ عنہم اور جملہ ائمہ مسلمین رحمہم اللہ کا مذہب ہے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ سارے انسان مل کر فخر دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوں گے آپ ان سب کی شفاعت فرمائیں گے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سب سے پہلے میں پلصراط سے گزروں گا۔ جملہ انبیائے کرام علیہم السلام کے لئے منبر رکھے جائیں گے جن پر وہ تشریف فرما ہوں گے اور میرا منبر خالی رہ جائے گا۔ میں اپنے منبر پر نہ بیٹھوں گا بلکہ بارگاہ الٰہی میں خاموش کھڑا رہوں گا۔ باری تعالیٰ ارشاد فرمائے گا اے حبیب! تم اپنی امت کے بارے کیا فیصلہ چاہتے ہو؟ میں عرض کروں گا اے پروردگار! ان کا حساب جلد

لے لیا جائے۔ پس جلد ہی میری امت کا حساب شروع ہو جائے گا۔ ان میں سے بعض کو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے جنت میں داخل فرمائے گا اور بعض میری شفاعت سے بخشے جائیں گے۔ میں برابر شفاعت کرتا رہوں گا حتیٰ کہ مجھے کچھ لوگوں کی کتب فیصلہ دکھائی جائیں گی جن پر ان کا دوزخی ہونا مرقوم ہوگا۔ جن کی میں شفاعت کر رہا ہوں گا تو دوزخ کا فرشتہ مجھے کہے گا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم آپ نے تو اپنی امت پر اللہ تعالیٰ کی ذراسی ناراضگی بھی نہیں رہنے دی۔

حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ نے اپنی مسند میں حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں زمین کے درختوں اور پتھروں کی تعداد سے زیادہ انسانوں کی شفاعت کروں گا۔ میں ان لوگوں کی بھی شفاعت کروں گا جنہوں نے کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے علاوہ اور کوئی نیکی نہ کی ہوگی۔ یہ تمام امور احادیث صحیحہ سے ثابت ہیں۔ مشہور صحیح حدیث ہے کہ ہر نبی (علیہ السلام) کو ایک ایک دعا کرنے کا حق دیا گیا انہوں نے وہ حق استعمال کر لیا، لیکن میں نے یہ حق محفوظ رکھا جو قیامت کے دن شفاعت کی صورت میں ظاہر ہوگا۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاَنْزِلْہُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَکَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ۔

حضرت شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ فتوحات مکیہ میں فرماتے ہیں کہ اس روز آسمان پھٹ جائے گا۔ سورج کی گرمی اور پسینے سے برا حال ہوگا بعض لوگ منہ تک پسینے میں غرق ہوں گے۔ سمندروں کا پانی خشک ہو جائے گا۔ فرشتے آسمان کے کناروں تک اتر پڑیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن لوگ آپس میں ایک دوسرے سے کہیں گے آؤ آدم علیہ السلام کے حضور حاضر ہو کر عرض کریں

ہمیں آرام دہ جگہ کی طرف لے جائیں وہ اُنہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے
پاس بھیجیں گے۔ بالآخر وہ سب لوگ سید الانبیا شفیع المذنبین محمد رسول اللہ علیہ
الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ بیکس پناہ میں حاضر ہو جائیں گے جو قیامت کے دن
تمام بنی نوع انسان کے سردار ہوں گے۔ سارا مجمع اپنا مدعا بیان کرے گا۔ آپ
فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائیں گے واقعی اس کام کے لئے تو میں
ہی ہوں۔ یہی تو وہ مقام محمود ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے۔ آپ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہوں گے اور ایسے کلمات سے
اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کریں گے جو اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو الہام
کئے جائیں گے۔

مقام محمود وہ ہے جو سارے مقامات کی انتہا ہے اور اُسی کی طرف تمام
اسمائے الٰہیہ ناظر ہیں جو مقامات کے ساتھ مختص ہیں۔ مقام محمود صرف حضور
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ہے اور قیامت کے دن عام لوگوں کے لئے
بھی ظاہر ہو جائے گا اور اسی کے ذریعے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمام مخلوق پر
سرداری ہوگی اور آج بھی ہے۔ آپ سید العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا اَنَا سَیِّدُ النَّاسِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ "میں قیامت کے تمام بنی آدم
کا سردار ہوں گا۔" عاقبت کی شہنشاہی کا سہرا روزِ قیامت سیدنا حضرت
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سرِ اقدس پر ہوگا۔ اُس روز آپ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم ہی مقام محمود پر جلوہ افروز ہوں گے۔ ہر جگہ آپ ہی کا چرچا ہوگا۔ ہر
شخص آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف میں رطب اللسان ہوگا۔ پس
شفاعت کا اول و آخر اور وسط صرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے
ہے۔ لہٰذا قیامت کے دن تمام محامد و محاسن آپ کی ذات والا صفات
سے وابستہ ہو کر رہ جائیں گے اس لئے یہ جگہ "مقام محمود" کے نام سے تعبیر کی
جاتی ہے۔ امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

فقط اتنا سبب ہے انعقادِ بزمِ محشر کا
کہ اُن کی شانِ محبوبی دکھائی جانے والی ہے

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ زَیْنِ الْجُوْدِ وَعَلٰی اٰلِہٖ خَیْرِ
کُلِّ مَوْجُوْدٍ۔

حدیث حضرت رویفع بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے یہ درود پڑھا:
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاَنْزِلْہُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَکَ
یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَجَبَتْ لَہُ الشَّفَاعَۃُ۔ (رواہ الطبرانی فی المعجم)
" اے اللہ، درود بھیج محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور قیامت کے روز اُن
کو اپنے قریب مقام عطا فرما"۔ یہ درود پڑھنے والے کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کی شفاعت لازم ہو جائے گی۔

حدیث حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کثرت سے درود پڑھو مجھ پر روشن رات
اور چمکتے دن میں۔ الطبرانی فی معجمہ الاوسط والحافظ خلف بن عبدالملک فی کتاب
الصلوٰۃ لہ۔" اور انہوں نے یہ الفاظ زائد بیان کئے ہیں کہ تمہارا درود میری بارگاہ
میں پیش کیا جاتا ہے اور میں تمہارے لئے بھی دُعا کرتا ہوں اور (اپنے رب سے)
تمہارے گناہوں کی معافی بھی مانگتا ہوں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَحَبِیْبِکَ وَنَبِیِّکَ وَرَسُوْلِکَ
النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلِّمْ۔

حدیث حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:
بے شک آدم علیہ السلام کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے دامنِ عرش میں
ایک قیام گاہ ہے اور دو سبز کپڑے آپ نے زیبِ تن کئے ہوئے ہیں۔ گویا کہ
آپ کھجور کا بلند قامت درخت ہیں۔ آپ اپنی اس اولاد کو دیکھ رہے ہیں جو

دوزخ کی طرف بھیجی جاتی ہے۔ جناب آدم علیہ السلام اسی طرح تشریف فرما ہوں گے کہ وہ امتِ محمدیہ میں سے ایک آدمی کو دیکھیں گے جسے فرشتے دوزخ لے جا رہے ہوں گے جناب آدم علیہ السلام پکاریں گے" یا احمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائیں گے: اے ابوالبشر! میں حاضر ہوں جناب آدم علیہ السلام فرمائیں گے یہ آدمی آپ کی اُمت کا ہے جسے آگ کی طرف لے جایا جا رہا ہے۔ تو میں کمر بستہ ہو کر تیزی کے ساتھ ملائکہ کے پیچھے جاؤں گا۔ اور کہوں گا اے میرے رب کی طرف سے آنے والے فرشتو! ٹھہر جاؤ تو وہ کہیں گے ہم ایسے سخت اور مضبوط ہیں کہ رب کے حکم کی نافرمانی نہیں کر سکتے۔ اور ہم وہی کرتے ہیں جس کا ہمیں حکم دیا جاتا ہے۔

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یقین ہو جائے گا کہ ملائکہ نہیں رکیں گے تو آپ اپنے بائیں ہاتھ سے ریش مبارک پکڑ لیں گے اور عرض کریں گے: (اے اللہ!) بے شک تُو نے میرے ساتھ وعدہ فرمایا ہے کہ تُو مجھے میری اُمت کے معاملے میں شرمندہ نہیں کرے گا۔ تو عرش سے ندا ہو گی (لے جانے والے ملائکہ! محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم مانو اور اس آدمی کو اسی مقام (میزان) پر واپس کر دو۔ پس میں اپنی جیب سے ایک سفید کاغذ کا ٹکڑا نکالوں گا وہ انگلی کے پور کی طرح ہو گا اور اسے میں میزان کے دائیں پلڑے میں رکھوں گا اور کہوں گا بسم اللہ تو نیکیاں گناہوں سے زیادہ ہو جائیں گی۔

ندا ہو گی یہ بندہ خوش بخت ہو گیا اور اس کی محنت بامراد ہو گئی اور اس کی نیکیاں بھاری ہو گئیں۔ اسے جنت کی طرف لے جاؤ۔ تو وہ بندہ کہے گا اے میرے رب کے پیغام رسانو! ٹھہرو یہاں تک کہ میں بارگاہ رب العزت میں مکرم و محترم ہستی سے متعلق کچھ پوچھوں۔ اور وہ بندہ عرض کرے گا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ کا چہرہ کتنا خوبصورت ہے اور آپ کی ادائیں کتنی حسین ہیں آپ نے میرے گناہ مٹا ڈالے ہیں اور میری غربت

پر ترس کھایا ہے۔ آپ کون ہیں۔ (حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا) میں تیرا نبی محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہوں اور یہ وہ درود ہے جو تو مجھ پر بھیجا تھا۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلِّمْ تَسْلِيْمًا۔

یہ درود سید احمد بن حسن علوی رحمۃ اللہ علیہ کے معمولات میں سے ہے۔ مصنف نے جواہر البحار نے نقل کیا ہے۔ نہایت بابرکت اور نفع بخش ہے۔

درود یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ صَلَاةً كَامِلَةً كَمَا هِيَ فِيْ عِلْمِكَ صَلَاةً كَامِلَةً وَسَلِّمْ سَلَامًا تَامًّا كَمَا هُوَ فِيْ عِلْمِكَ سَلَامًا تَامًّا عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ صَلَاتِكَ عَلَيْهِ وَعَدَدَ صَلَاةِ مَنْ صَلّٰى مِنْ خَلْقِكَ وَمِثْلَ صَلَاتِكَ عَلَيْهِ وَمِثْلَ صَلَاةِ مَنْ صَلّٰى عَلَيْهِ مِنْ خَلْقِكَ وَعَدَدَ سَلَامِكَ عَلَيْهِ وَعَدَدَ سَلَامِ مَنْ سَلَّمَ عَلَيْهِ مِنْ خَلْقِكَ فِي الْاَوَّلِ وَالْاٰخِرِ وَالظَّاهِرِ وَالْبَاطِنِ وَالسِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ مِلْءَ الْمِيْزَانِ وَمُنْتَهَى الْعِلْمِ وَمَبْلَغَ الرِّضٰى وَعَدَدَ النِّعَمِ وَعَدَدَ خَلْقِكَ وَرِضٰى نَفْسِكَ وَزِنَةَ عَرْشِكَ وَمِدَادَ كَلِمَاتِكَ وَكُلَّمَا ذَكَرَكَ وَذَكَرَهُ الذَّاكِرُوْنَ وَكُلَّمَا غَفَلَ عَنْ ذِكْرِكَ وَذِكْرِهِ الْغَافِلُوْنَ وَعَدَدَ مَا كَانَ وَمَا يَكُوْنُ وَمَا هُوَ كَائِنٌ فِيْ عِلْمِكَ وَعَدَدَ كُلِّ ذَرَّةٍ مِنْ ذٰلِكَ اَلْفَ مَرَّةٍ وَزِنَةَ كُلِّ ذَرَّةٍ مِنْ ذٰلِكَ اَلْفَ مَرَّةٍ وَمِلْءَ كُلِّ ذَرَّةٍ مِنْ ذٰلِكَ اَلْفَ مَرَّةٍ فِيْ كُلِّ لَمْحَةٍ وَّلَحْظَةٍ وَّقَطْرَةٍ وَّطَرْفَةٍ يَطْرِقُ بِهَا اَحَدٌ مِنْ اَهْلِ السَّمٰوٰتِ وَاَهْلِ الْاَرَضِيْنَ وَجَمِيْعِ الْمَخْلُوْقِيْنَ صَلَاةً تَكُوْنُ لَكَ رِضًى وَّلِحَقِّهٖ اَدَاءً وَّتَرْضٰى بِهِمَا وَتَرْضٰى بِهِمَا عَنَّا وَعَنْ وَّالِدَيْنَا وَعَنْ اَوْلَادِنَا۔

وَعَنْ مَشَائِخِنَا وَعَنْ مُعَلِّمِيْنَا وَعَنْ اَهْلِ الْحُقُوْقِ عَلَيْنَا وَ
عَنْ جَمِيْعِ الْمُسْلِمِيْنَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَجْرِ يَارَبِّ لُطْفَكَ الْخَفِيَّ
فِيْ اُمُوْرِيْ وَاُمُوْرِهِمْ وَاُمُوْرِ الْمُسْلِمِيْنَ فِي الدِّيْنِ وَالدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ
اٰمِيْنَ يَارَبَّ الْعَالَمِيْنَ. سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ
وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ○ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○
اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ بِاَسْمَآئِكَ الْحُسْنٰى كُلِّهَا مَا عَلِمْتُ مِنْهَا
وَمَا لَمْ اَعْلَمْ وَصَلِّ وَسَلِّمْ بِصِفَاتِكَ الْعُظْمٰى كُلِّهَا مَا عَلِمْتُ مِنْهَا
وَمَا لَمْ اَعْلَمْ وَصَلِّ وَسَلِّمْ بِكَلِمَاتِكَ التَّآمَّاتِ كُلِّهَا مَا عَلِمْتُ مِنْهَا
وَمَا لَمْ اَعْلَمْ وَصَلِّ وَسَلِّمْ بِاَسْمَآئِكَ الْاَعْظَمِ وَرِضْوَانِكَ الْاَكْبَرِ
وَصَلِّ وَسَلِّمْ بِكُلِّ اِسْمٍ هُوَ لَكَ سَمَّيْتَ بِهٖ نَفْسَكَ وَاَنْزَلْتَهٗ فِيْ
كِتَابِكَ اَوْ عَلَّمْتَهٗ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِكَ اَوِ اسْتَاْثَرْتَ بِهٖ فِيْ عِلْمِ
الْغَيْبِ عِنْدَكَ عَلٰى رُوْحِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِي الْاَرْوَاحِ وَعَلٰى جَسَدِهٖ
فِي الْاَجْسَادِ وَعَلٰى قَبْرِهٖ فِي الْقُبُوْرِ بِكُلِّ صَلَاةٍ وَّبِكُلِّ سَلَامٍ صَلَّيْتَ
وَسَلَّمْتَ بِهِمَا عَلَيْهِ وَبِكُلِّ صَلَاةٍ وَّبِكُلِّ سَلَامٍ صَلّٰى وَسَلَّمَ بِهِمَا
عَلَيْهِ اَحَدٌ مِّنْ خَلْقِكَ فِي الْاَوَّلِ وَالْاٰخِرِ وَالظَّاهِرِ وَالْبَاطِنِ وَ
السِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ مِلْءَ الْمِيْزَانِ وَمُنْتَهَى الْعِلْمِ وَمَبْلَغَ الرِّضٰى وَ
عَدَدَ النِّعَمِ وَعَدَدَ خَلْقِكَ وَرِضٰى نَفْسِكَ وَزِنَةَ عَرْشِكَ وَمِدَادَ
كَلِمَاتِكَ وَكُلَّمَا ذَكَرَكَ الذَّاكِرُوْنَ وَكُلَّمَا غَفَلَ عَنْ ذِكْرِكَ وَ
ذِكْرِهِ الْغَافِلُوْنَ. وَعَدَدَ مَا كَانَ وَمَا يَكُوْنُ وَمَا هُوَ كَآئِنٌ فِيْ
عِلْمِكَ وَزِنَةَ مَا كَانَ وَمَا يَكُوْنُ وَمَا هُوَ كَآئِنٌ فِيْ عِلْمِكَ وَمِلْءَ مَا
كَانَ وَمَا يَكُوْنُ وَمَا هُوَ كَآئِنٌ فِيْ عِلْمِكَ وَعَدَدَ كُلِّ ذَرَّةٍ مِّنْ ذٰلِكَ
اَلْفَ مَرَّةٍ وَزِنَةَ كُلِّ ذَرَّةٍ مِّنْ ذٰلِكَ اَلْفَ مَرَّةٍ وَّمِلْءَ كُلِّ ذَرَّةٍ
مِنْ ذٰلِكَ اَلْفَ مَرَّةٍ وَّاٰتِهِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَالشَّرَفَ وَ

الدَّرَجَةَ الْعَالِيَةَ الرَّفِيْعَةَ وَابْعَثْهُ الْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ الَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ
وَاَنْزِلْهُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ اٰمِيْنَ يَارَبَّ الْعَالَمِيْنَ. سُبْحٰنَ
رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ○ وَ
الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ○

مقامِ شفاعت

عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ○ (بنی اسرائیل)
"عنقریب آپ کا رب آپ کو مقامِ محمود پر کھڑا فرمائے گا۔" (صلی اللہ علیہ وسلم)

مفسرین اس پر متفق ہیں کہ عسیٰ کا کلمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بمعنی وجوب کے ہے۔ مقامِ محمود کی تعریف میں امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا تمام مفسرین کا اتفاق ہے کہ وہ مقامِ شفاعت ہے۔ اس معنی کی تائید میں اخبارِ صحیحہ وارد و موجود ہیں جیسا کہ امام بخاری علیہ الرحمۃ نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔ آپ سے مقامِ محمود کے بارے دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا وہ مقامِ شفاعت ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "میں زیرِ عرش آؤں گا اور اللہ رب العزت کے حضور سجدہ کروں گا اس وقت اللہ تعالیٰ میری زبان پر ایسی حمد و ثنا جاری فرمائے گا جو مجھ سے پہلے کسی نے نہ کی ہوگی۔ اس کے بعد فرمایا جائے گا:

يَا مُحَمَّدُ اِرْفَعْ رَأْسَكَ سَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ.

"اے محمد! (صلی اللہ علیک وسلم) اپنا سر مبارک اٹھائیے، مانگیے جو چاہیں دیا جائے گا، شفاعت فرمائیے آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی۔"

اس کے بعد میں اپنا سر اٹھاؤں گا اور عرض کروں گا۔

"اے میرے رب میری اُمت! اے میرے رب میری اُمت!
اللہ تعالیٰ فرمائے گا یا محمد! (صلی اللہ علیک وسلم) اپنی امت کے ہر اس

شخص کو جس پر حساب نہیں جنت کے داہنے دروازے سے داخل کردو۔ اس روز لواء الحمد میرے ہاتھ میں ہوگا اور اللہ کے نزدیک اولادِ آدم علیہ السلام میں سب سے زیادہ معزز و مکرم ہوں گا۔"

مقام وسیلہ و درجہ رفیعہ فضیلہ

مسلم کی روایت میں حضرت عبداللہ ابن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب مؤذن کی اذان سنو تو تم وہی کہو جو وہ کہتا ہے پھر اذان کے بعد مشہور دعا اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّامَّۃِ تا آخر پڑھو پھر مجھ پر درود بھیجو اور اللہ تعالیٰ سے میرے لئے وسیلہ کی دعا مانگو کیونکہ جنت میں یہ وہ مقام ہے جہاں کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ لہٰذا جو میرے لئے وسیلہ کی دعا مانگتا ہے اس کے لئے میری شفاعت واجب ہو جاتی ہے۔ حافظ ابن کثیر علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں، وسیلہ جنت میں ایک اعلیٰ مقام ہے اور یہ مقام عرش کے بہت قریب ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم افضل الرسل ہیں

امام شعرانی رحمۃ اللہ نے فرمایا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے افضل ہونے پر آپ کا خاتم النبیین ہونا ہی دلیل کافی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب انبیاء علیہم السلام کے خاتم ہیں اور سب انبیاء کرام علیہم السلام آپ سے امداد چاہتے ہیں اور دنیا و آخرت میں جس کو جو علم بھی حاصل ہوتا ہے وہ باطنیت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حاصل ہوتا ہے خواہ انبیاء و علماء علیہم السلام ہوں متقدمین یا متاخرین۔ علاوہ ازیں آپ عالم ارواح و عالم اجسام میں حضرت آدم علیہ السلام سے تا قیام قیامت تمام کائنات کے رسول ہیں۔ جنات، حیوانات، نباتات، جمادات، شجر و حجر کے رسول ہیں فرمایا: اُرْسِلْتُ اِلَی الْخَلْقِ کَآفَّۃً۔ "میں تمام مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔"

آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اِنِّیْ اُعْطِیْتُ عِلْمَ الْاَوَّلِیْنَ وَ الْاٰخِرِیْنَ "مجھ کو اولین و آخرین سب کا علم دیا گیا ہے اور ہم آخرین میں اور انبیاء متقدمین میں ہیں۔ (علیہم السلام) اس علم الاولین والآخرین میں حکم عام ہے منقول، مفہوم اور موہوب سب کو شامل ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا جنت میں داخل ہوں گی۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں سب سے پہلے جنت میں جاؤں گا اور میرے بعد میری لختِ جگر فاطمہ (سلام اللہ علیہا) داخل ہوں گی جب سیدہ رضی اللہ عنہا کا گزر ہوگا، ندا آئے گی، اہل محشر سب نگاہیں بند کر لو تاکہ بنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گزر جائیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شافع یوم النشور ہیں

علامہ شعرانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روز محشر سب سے پہلے شفاعت فرمائیں گے اور پہلے آپ ہی کی شفاعت قبول ہوگی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں روز محشر اولاد آدم (علیہ السلام) کا سردار ہوں گا اور پہلا شفاعت کرنے والا، اور مجھے اس میں فخر نہیں۔"

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا قیامت کے روز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت آٹھ قسم کی ہوگی:

۱۔ شفاعت عظمیٰ، جو تمام مخلوق کو شامل ہے اور جس سے حساب جلد شروع ہو جائے گا موقف محشر سے نجات ہوگی۔ یہ شفاعت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مخصوص ہے۔

افضلیتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے سورۃ بقرہ کی آیت کریمہ تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ (بقرہ ۲۵۳) "یہ رسول ہیں ہم نے ان میں سے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی" کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ گروہ انبیاء کرام علیہم السلام میں ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سب سے افضل ہیں مثلاً وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ (انبیاء) "اور ہم نے آپ کو نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لئے۔"

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا ہے:
فَلَمَّا كَانَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَحْمَةً لِّكُلِّ الْعَالَمِيْنَ لَزِمَ اَنْ يَّكُوْنَ اَفْضَلَ مِنْ كُلِّ الْعَالَمِيْنَ۔ "جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تمام جہان کے لئے رحمت ہیں تو ضروری ہوا کہ آپ کائنات کے جملہ افراد سے افضل ہیں۔"

اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں فرمایا وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ۔ "اور ہم نے تمہارے لئے تمہارے ذکر کو بلند کر دیا۔" مفسرین نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کلمہ طیبہ، کلمہ شہادت، اذان اور تشہد میں اپنے ذکر کے ساتھ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ذکر کو ملایا ہے جبکہ دیگر انبیائے کرام علیہم السلام کا ذکر اس طرح نہیں کیا۔"

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ (النساء) "جس نے رسول کا حکم مانا بے شک اس نے اللہ کا حکم مانا۔"

وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ۔ "اور عزت اللہ کی اور اس کے رسول کی" یعنی اپنی عزت کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عزت کو وابستہ کیا ہے۔ اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی رضا سے اپنی رضا کو ملحق کیا ہے۔ ارشاد فرمایا:
وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَحَقُّ اَنْ يُّرْضُوْهُ۔ (توبہ ۶۲) "اور اللہ اور رسول

کا حق زائد تھا کہ اسے راضی کرتے۔"

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بیعت کو اپنی بیعت کے ساتھ ملایا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد فرمایا۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ۔ "وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔" (الفتح ۱۰)

چونکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا دین تمام ادیان سے افضل ہے لہٰذا لازم آتا ہے کہ فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دیگر انبیائے کرام علیہم السلام سے افضل ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کو تمام ادیان کا ناسخ بنایا ہے اور ناسخ منسوخ سے افضل ہوتا ہے۔

چونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی امت تمام امتوں سے افضل ہے لہٰذا نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا دیگر تمام انبیائے کرام علیہم السلام سے افضل ہونا ضروری ہوا۔ قرآنی ثبوت یہ ہے:
كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ۔ (آل عمران ۱۱۰) "تم بہتر امت ہو ان سب امتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں۔" دوسری اس بات کی دلیل یہ ہے کہ اس امت کو سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اتباع کرنے کے باعث یہ فضیلت ملی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:
قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ۔ (آل عمران ۳۱)
"اے محبوب! تم فرما دو۔ لوگو! اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ۔ خدا تمہیں دوست رکھے گا۔"

تابع کی فضیلت سے متبوع کی فضیلت لازم آتی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خاتم النبیین یعنی سب سے آخری نبی ہیں۔ لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا افضل ہونا ضروری ہوا۔ کیونکہ مفضول سے فاضل کے منسوخ ہونے میں عقلی لحاظ سے بھی قباحت ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے "فضائل الصحابہ" میں یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "یہ عرب کا سردار ہے۔" حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! کیا عرب کے سردار آپ نہیں ہیں؟ فخرِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "میں تمام جہانوں کا سردار ہوں اور یہ عرب کا سردار ہے۔" یہ اس بات کی دلیل ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جملہ انبیائے کرام علیہم السلام سے افضل ہیں۔

امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

طیبہ کے ماہ تمام جملہ رُسل کے امام ؎
نوشۂ مُلکِ خدا تم پہ کروڑوں درُود

فخرِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہ قیامت تک ہر وقت اور ہر آن درُود بھیجنے کا حکم ہے جبکہ فرشتوں نے آدم علیہ السلام کو سجدہ صرف ایک ہی دفعہ کیا تھا۔ فرشتوں کو آدم علیہ السلام کو سجدہ کا حکم اس لئے فرمایا گیا تھا کہ نبی اکرم نورِ مجسم فخرِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور آدم علیہ السلام کی پیشانی میں جلوہ افروز تھا۔

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق کی تعریف کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ ○ ۴ (القلم) "اور بے شک تمہاری خُو بڑی شان والی ہے۔"

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَعِتْرَتِہٖ بِعَدَدِ کُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّکَ۔

حدیثِ قدسی ہے: لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ۔ "اگر تمہیں پیدا نہ کرنا ہوتا تو میں افلاک بھی پیدا نہ کرتا۔"

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے: "لوگ میری شفاعت کے محتاج یہاں تک کہ ابراہیم علیٰ نبینا وعلیٰ جمیع الانبیاء صلوٰتُ اللہ وسلامہٗ بھی۔ حضرت

شیخ نجم الدین کبریٰ رحمۃ اللہ علیہ نے سورۃ اسراء کے اسرار بیان کرتے ہوئے ایسا ہی کہا ہے۔ اللہ ان پر رحمت فرمائے۔

جنت میں صرف قرآن کی تلاوت ہوگی

اہلِ جنت صرف قرآن مجید کی تلاوت کریں گے اور صرف عربی زبان ہی بولیں گے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمّت قبروں سے اس حالت میں آئے گی کہ اُن کے وضو کے اعضاء چمکتے ہوں گے اور محشر میں بلند مقام پہ ہوں گے اُن کے لئے انبیاء علیہم السلام کی مانند دو نور بھی ہوں گے جبکہ دوسری اُمتوں کیلئے ایک نور ہوگا۔

اہلِ جنت کی صفیں

اہلِ جنت کی ایک سو بیس ۱۲۰ صفیں ہوں گی جن میں چالیس ۴۰ صفیں دوسری امتوں کی اور اسی صفیں اس اُمت کی ہوں گی۔ جب اللہ تعالیٰ اُن پہ تجلّی فرمائے گا تو وہ سجدہ میں گر جائیں گے۔ حدیث شریف میں ہے کہ پہلی اُمتوں کے کچھ لوگ جنتی ہوں گے اور کچھ دوزخی لیکن میری اُمت سب کی سب جنّت میں جائے گی۔ ہر اُمتی کے عوض ایک ایک یہودی یا عیسائی جہنم میں بھیجا جائے گا۔

ستر ہزار بلا حساب جنّت میں جائیں گے اور ہر ایک کے ساتھ ستر ستر ہزار اور ہوں گے اور اُن کی اولاد اُن کے ساتھ ہوگی۔

تمام انبیاء علیہم السّلام پہ پانچ چیزوں سے فضیلت

حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص بیان کرتے ہوئے ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُعْطِیْتُ خَمْسًا کے اسرار پہ بحث کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں پانچ چیزیں دیا گیا

ہوں جو پہلے کسی نبی و مرسل کو مرحمت نہیں فرمائی گئیں اور یہ فخریہ نہیں کہتا۔ وہ
پانچ چیزیں یہ ہیں :

۱۔ میں ہر سیاہ اور سُرخ (جملہ انسانوں) کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں
حالانکہ مجھ سے پہلے ہر نبی صرف اپنی قوم کی جانب بھیجا جاتا تھا۔

۲۔ رعب اور دبدبے سے میری مدد فرمائی گئی جو میرے سامنے ایک ماہ
کی مسافت تک کارفرما ہوتا ہے۔

۳۔ مالِ غنیمت میرے لئے حلال ٹھہرایا گیا حالانکہ مجھ سے پہلے کسی نبی کے لئے
غنیمت حلال نہیں قرار دی گئی۔

۴۔ مجھے شفاعت عطا فرمائی گئی جو میں نے اپنی امت کے لئے بطور ذخیرہ
رکھ چھوڑی ہے اس میں سے ہر اُمتی کو حصہ ملے گا جس نے خدا کے ساتھ کسی کو
شریک نہ ٹھہرایا ہوگا۔

۵۔ ساری روئے زمین میرے لئے مسجد اور پاک قرار دے دی گئی جبکہ پہلے
انبیاء علیہم السلام اور اُن کی اُمتیں کلیساؤں میں ہی عبادت کر سکتے تھے اس
کے علاوہ کسی جگہ عبادت نہ کر سکتے تھے۔

حدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے جمعہ کے دن مجھ پر اسی (۸۰) مرتبہ درود
پڑھا اس کے اللہ تعالیٰ اسی (۸۰) سال کے گناہ معاف فرمائے گا۔ عرض کیا گیا
آپ پر کیسے درود پڑھا جائے ؟ فرمایا : اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ
وَنَبِیِّكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ ۔ (یہ کہہ کر ایک مرتبہ شمار کرے)
(دارقطنی)

حدیث حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ فِیْ یَوْمٍ اَلْفَ مَرَّۃٍ لَمْ یَمُتْ
حَتّٰی یَرٰی مَقْعَدَہٗ مِنَ الْجَنَّۃِ ۔ جس نے روزانہ مجھ پر ہزار مرتبہ درود

پڑھا مرنے سے پہلے جنت میں اپنا ٹھکانا دیکھ لے گا۔" (رواہ ابوجعفر سنان)
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا : نَضَّرَ اللّٰہُ اِمْرَاً سَمِعَ مَقَالَتِیْ
فَوَعَاھَا فَاَدَّاھَا ۔ "اللہ سرسبز و شاداب رکھے اُس کو جس نے میری بات سُنی
اور یاد کی اور پھر آگے اُسی طرح بیان کر دیا جس طرح اُسے سُنا تھا۔"

حدیث حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خطبہ دیتے ہوئے سُنا آپ فرما رہے تھے جس نے
مجھ پر درود پڑھا فرشتے اُس پر درود پڑھتے رہتے ہیں اب چاہے بندہ کم درود
پڑھے یا زیادہ ۔ (رواہ احمد و ابن ماجہ)

ارشاد فرمایا : عُلَمَاءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَاءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ "میری اُمت
کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی مانند ہیں"

اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ جَوْھَرَۃً ۔ "اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے آپ کا
جوہر پیدا فرمایا۔"

اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ رُوْحِیْ اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ ۔ "اللہ تعالیٰ
نے سب سے پہلے میری رُوح کو پیدا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میرے نور
کو پیدا فرمایا۔" اہل تحقیق فرماتے ہیں کہ اس میں شک نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم ہر کمال کی ابتداء اور تمام پاکیزہ خصائل کے منبع تھے اور تمام فضائل و
کمالات میں آپ ہی سب سے آگے، آپ ہی مقدم ہیں ظاہر و باطن کے لحاظ سے
تمام کمالات کی ابتداء و انتہاء آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی ہیں۔ جس طرح کہ
حدیث شریف میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے آپ کا جوہر یعنی عنصر
مبارک پیدا فرمایا جو تمام عنصری جہانوں پر مرتبہ و ظہور کے لحاظ سے مقدم ہے
اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رُوح مکرم تمام عالمِ ارواح سے مرتبہ اور ظہور کے
لحاظ سے مقدم ہے اور اسی طرح آپ کا نورِ پاک تمام انوار سے اور آپ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی عقل مبارک تمام عقول سے مقدم ہے اور آپ کا کمال جسے

قلم سے تعبیر کیا گیا ہے تمام کمالات سے مقدم ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اَنَا اَبُو الْاَرْوَاحِ وَآدَمُ اَبُو الْبَشَرِ" "میں رُوحوں کا باپ ہوں اور آدم علیہ السلام تمام بشروں کے باپ ہیں"۔ حضرت شیخ علی ووہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں امر الٰہی کے عالم میں سب سے پہلے جس کے ساتھ قدرت کا تعلق ہوا وہ "الروح" ہے اور "روحِ محمدی کلی" کے نام سے موسوم ہے جس رُوح سے تمام ارواح پیدا ہوئیں جبکہ ابھی جسم پیدا نہیں ہوئے تھے۔

بقول امام نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ اسم پاک محمّد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چار حرف اس لئے ہیں (م۔ح۔م۔د) تاکہ اسم ذات (اللہ) سے مناسبت ہو جائے۔ اور بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے نام کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام کے ساتھ ملایا ہے۔ شہادتین میں (دونوں شہادتوں) آپ کی تعریف یوں کی ہے۔ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ "ہم نے بلند کر دیا آپ کی خاطر آپ کے ذکر کو"۔ اور کلمہ شریف میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بارہ حروف پر ذکر کیا ہے تاکہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے موافق ہو جائے جو کہ بارہ حروف پر مشتمل ہے اور یہی اس کا راز ہے۔ جس طرح کہ ہمارا یہ کہنا کہ ابوبکر الصدیق۔ عمر ابن الخطاب۔ عثمان ابن عفان اور علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم۔ ان میں سے ہر ایک کے بارہ حرف ہیں اور یہ ان کے اخلاق کی بارگاہِ نبوت میں مکمل مناسبت کی دلیل بھی ہے۔ اسی طرح ان تمام کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نسبی مناسبت بھی حاصل ہے اور ہر ایک کا نسب آپ کے ساتھ مل جاتا ہے۔ نسب کے لحاظ سے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ قریب ہیں جو دوسری پُشت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مل جاتے ہیں۔ ابوبکر ساتویں پُشت میں حضرت عمر نویں پشت میں حضرت عثمان پانچویں پشت میں جس طرح اہل سیر نے بیان کیا ہے۔

سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ (اسرائیل) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کے تاج کا شرف ہے اور اس کو اللہ تعالیٰ نے آسمان کے باسیوں کے سامنے پیش کیا اور آپ کی رسالت کے حُسن کی پیشانی اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِہِ الْکِتٰبَ کے نور سے دمکنے لگی۔ ملکوتِ اعلیٰ کے انوار بھی فزوں تر ہو گئے۔ جس رات سرکار محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دولہا بن کر آسمانوں پہ گئے تو بندگانِ نور کی آنکھیں آپ کے پُرمسرت چہرہ کی رونق کے نور کی شعاعوں سے روشن تر ہو گئیں اور آپ کے نور کی چمک سے ملائکہ کی آنکھیں مغلوب ہو گئیں۔ اور ان سے کہا گیا اے بلند آسمان کے رہنے والو! سراجِ مُنیر (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے نور سے کسبِ ضیاء کر لو کیونکہ اب تم امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دامن میں ہو۔

زمین کے سورج کے ظہور پہ آسمان کا سورج چھپ گیا اور نجمِ یثرب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے طلوع پہ کواکبِ سماوی شرم کے مارے نظروں سے اوجھل ہو گئے اور شہابِ مکہ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی چمک سے عام شہابیئے بجھ گئے اور نورِ احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شعاع میں تمام انوار گم ہو گئے اور قدس اشرف کے حجرہ بند زاہد وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی (نجم ۳) کے کلام والے کا جمال دیکھنے کے لئے نکل آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا گیا اے سردارِ موجودات شبِ معراج آپ کا طور نوری رفرف ہے اور وادیٔ مقدس آپ کا قابَ قوسین ہے۔ تو شوخ و رسیلی آواز میں گانے والے بُلبل کے فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَآ اَوْحٰی (نجم ۱۰) کے نغمے تیرے لئے ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام کے مطلوب نے مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی (نجم ۱۷) کی دستاویز تیرے نام کر دی۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیوانِ نبوت کی کتاب کا آخری ورد ہیں۔ تِلْکَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا (بقرہ ۲۵۳) کے منشور میں لکھی عظیم سطر آپ ہی ہیں اور آپ نے افقِ اعلیٰ کے نورانی ماحول میں شبِ اسریٰ کے دولہا کی حیثیت سے رات گزاری۔ لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیٰتِ رَبِّہِ الْکُبْرٰی ٥ (نجم ۱۸) اس دولہا کی خلعتوں میں سے ایک خلعت ہے۔ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ کی رات والی عزت

انبیاء میں سے کسی کے بس کی بات نہیں وہ فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی (نجم ۹) کے باغوں سے خوشبو کا ایک جھونکا بھی نہ پا سکے۔ اُن تمام میں سے کسی ایک کو بھی "اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ" نہ کہا گیا۔ "اَوْ اَدْنٰی" کے وقت بلکہ پیچھے رہ گئے اور "دَنٰی فَتَدَلّٰی" والا محبوب آگے تشریف لے گیا۔ اور لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰی "وجودات کی دلہنوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے زیب وجود کریں۔ اور آپ نے ان کی طرف دلچسپی کی نظر سے نہ دیکھا بلکہ نگاہیں "لَا تَمُدَّنَّ عَیْنَیْكَ (حجر ۸۸) کی تادیب سے مؤدب رہیں۔

یہ وادی مقدس ہے (میرے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں میں) موسیٰ علیہ السلام کہاں ہیں؟ یہ روح القدس ہے، عیسیٰ علیہ السلام کہاں ہیں؟ یہ ہے محبوب کے زیر قدم "هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ" پس ایوب علیہ السلام کہاں ہیں؟ غیب کے میدانوں میں عقلوں نے راہ نوردی کی لطف قدم کی عطر بیز ہوائیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رُوح مبارک کا فیضان ہیں۔ قدرت نے وَلَسَوْفَ یُعْطِیْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰی (الضحیٰ ۵) کا پرچم آپ کے لیے ہی باندھا ہے۔ آپ کی شنار کے عطر سے ملائکہ مست بُو ہیں اور چراغ شریعت آپ کے علوم کی ضیاء سے منور ہے۔ انبیاء کرام علیہم السلام آپ کے پیچھے صف بستہ کھڑے ہو گئے تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں جلالت شان کی وجہ سے امامت فرمائیں۔ تقدیر منادی نے انہیں پکارا: اے ارباب جنت! یہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلندی کا چاند اور عظمت کا سورج ہیں، یہ انبیاء علیہم السلام کا تاج ہیں۔ پس یوں کہو وَمَا مِنَّآ اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ" (صافات ۱۶۴)
(غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ جواہر البحار)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قاسم خیرات ہیں

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: اَنَا اَبُو الْقَاسِمِ وَاللّٰهُ یُعْطِیْ وَاَنَا قَاسِمٌ۔ (رواہ الحاکم عن ابی ہریرہ) "میں ابو القاسم ہوں،

اللہ تعالیٰ عطا کرتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں"۔ حاکم علیہ الرحمۃ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ وَاللّٰهُ یُعْطِیْ اللہ مال عطا کرتا ہے غنیمت فئی وغیرہ اور میں اُسے تقسیم کرتا ہوں جس طرح مجھے حکم دیا عدل وانصاف کے ساتھ۔

حضور علیہ السلام سب سے زیادہ عربی اور اطہر النسب ہیں

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "میں تم میں سے زیادہ عربی ہوں، میں قریش سے ہوں میری زبان بنی سعد بن بکر کی لسان ہے"۔
(اسے ابن سعد رحمۃ اللہ نے یحییٰ بن یزید رضی اللہ عنہ سے مرسلاً روایت کیا۔)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام عبد کریم ہیں

اِنَّ اللّٰهَ جَعَلَنِیْ عَبْدًا کَرِیْمًا وَّلَمْ یَجْعَلْنِیْ جَبَّارًا۔ "بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے عبد کریم بنایا اور سخت نہیں بنایا"۔
(رواہ ابوداؤد، ابن ماجہ عن عبد اللہ بن بسر رضی اللہ عنہ)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے زیادہ متقی ہیں

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرماتے ہیں:
اِنَّ اَتْقَاكُمْ وَاَعْلَمَكُمْ بِاللّٰهِ اَنَا۔
"بے شک میں تم سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا اور عمل کرنے والا ہوں"۔

شارحین فرماتے ہیں کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں علم الیقین، عین الیقین اور حق الیقین بمعہ خشیت قلبیہ اور استحضار عظمت الٰہیہ اس طور پر جمع ہیں جو غیر میں جمع نہیں۔ جتنی معرفت الٰہی بڑھے گی اور خوف الٰہی، تقوےٰ اور عمل بھی بڑھے گا۔ معرفت الٰہی میں کوئی آپ کا ہمسر نہیں اسے قاضی علیہ الرحمۃ نے بیان کیا۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:
اِنَّمَا یَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا۔ (سورۃ فاطر) اللہ سے اُس

کے بندوں میں سے وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں"۔

شفاعتِ عظمیٰ

تمام مخلوق باری باری پیغمبروں کے پاس جائیں گے اور ہر کوئی کسی دوسرے بڑے پیغمبر کے پاس جانے کو کہے گا یعنی سب نفسی نفسی کہیں گے کوئی کسی کی مدد نہیں کرے گا۔ بالآخر تمام لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آکر کہیں گے یَا مُحَمَّدُ اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) وَخَاتَمُ الْاَنْبِیَاءِ وَقَدْ غَفَرَ اللّٰہُ لَکَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ اَلَا تَرٰی مَا نَحْنُ فِیْہِ اِشْفَعْ لَنَا اِلٰی رَبِّکَ "اے محمد (یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم) آپ اللہ کے رسول ہیں اور نبیوں کے خاتم ہیں اور اللہ نے آپ کے سبب اگلوں اور پچھلوں کے گناہ معاف کر دیے آپ ملاحظہ نہیں فرما رہے ہم کس حالت میں ہیں ہمارے لئے اپنے رب سے سفارش کیجئے۔" بیہقی شریف کی حدیث ہے: اَنَا سَیِّدُ الْعَالَمِیْنَ "میں تمام کائنات کا سردار ہوں۔" بخاری شریف میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اَنَا سَیِّدُ النَّاسِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ "میں روزِ محشر سب لوگوں کا سردار ہوں گا۔" فرمایا: "میری اُمت کے ستر ہزار افراد بلاحساب جنت میں جائیں گے اور ہر ایک کے ساتھ ستر ستر ہزار ہوں گے۔" اسے امام احمد نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

میں اولادِ آدم علیہ السلام کا سردار ہوں

ترمذی کی حدیث ہے فرمایا اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ وَلَا فَخْرَ وَبِیَدِیْ لِوَاءُ الْحَمْدِ وَلَا فَخْرَ وَمَا مِنْ بَنِیْ اٰدَمَ فَمَنْ سِوَاہُ اِلَّا تَحْتَ لِوَائِیْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ۔ "میں اولادِ آدم (علیہ السلام) کا سردار ہوں اس میں کوئی فخر نہیں میرے ہاتھ میں حمد کا جھنڈا ہوگا اس میں فخر نہیں۔ تمام اولادِ آدم اور اُن کے علاوہ روزِ محشر میرے جھنڈے تلے ہوں گے۔"

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیلِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں

آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ نے مجھے خلیل بنایا جیسے ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا اور میرے خلیل ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ (طبرانی علیہ الرحمۃ نے اسے ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا۔ (جواہر البحار)

شمائل کی شرح میں مُلّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے اَلْخَلْقُ مَاعَرَفُوا اللّٰہَ تَعَالٰی وَمَاعَرَفُوْا مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ: مخلوق نے نہ تو اللہ تعالیٰ کو پہچانا اور نہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہچانا۔" جب آیت کریمہ وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی (الضحیٰ) نازل ہوئی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "اب میں اُس وقت تک راضی نہ ہوں گا جب میرا ایک اُمتی بھی آگ میں ہو گا۔" (دیلمی میں مسند الفردوس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ روایت موجود ہے۔)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح شریف میں سید المداح علامہ بوصیری رضی اللہ عنہ نے کیا عجیب شعر کہا ہے:

اِنَّ مِنْ مُّعْجِزَاتِکَ الْعِجْزُ عَنْ وَصْفِکَ

اِذْ لَا یَحُدُّہُ الْاِحْصَآءُ

"یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ کے معجزات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ کے وصف کو بیان کرنے سے ہر ایک عاجز ہے" اس کو آپ کے معجزات میں سے ایک معجزہ کہا ہے۔ یعنی آپ کے وہ مخصوص اوصاف کہ اللہ تعالیٰ نے جن کے ساتھ آپ کا اختصاص فرمایا خواہ وہ اخلاق کریمہ ہوں یا فضائل جمیلہ یا وہ اوصاف جو اقصیٰ درجہ تک پہنچے ہوئے ہوں، ان میں سے کسی ایک تک کسی کے لئے رسائی ناممکن ہے لہٰذا ان کی کوئی حد نہیں۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر لمحہ قرب کے مراتب سے ترقی کی طرف گامزن ہیں۔ یہ ترقی ظاہری حیات میں بھی تھی اور بعد از وفات بھی جاری ہے۔

علامہ ابن حجر ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: فَرَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَیِّدُ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ وَالْمَلٰٓئِکَۃِ الْمُقَرَّبِیْنَ وَالْخَلَآئِقِ اَجْمَعِیْنَ وَحَبِیْبُ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔" پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام اولین و آخرین، مقرب فرشتوں اور تمام مخلوقات کے سردار اور رب العالمین

کے حبیب ہیں۔" اور وہ حضرات جن پر اللہ تعالیٰ کی بیش بہا نعمتیں نازل ہوئیں، ان تمام میں سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عظیم ترین شخصیت ہیں۔ اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی وہ مہر ہیں جو ہر قسم کے فضائل اور خیرات اور مناقب کی جامع ہیں جو الگ الگ تمام انبیائے کرام علیہم السلام میں پائے جاتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جامع فضائل و کمالات کیوں نہ ہوں جب کہ تمام پیغمبر علیہم السلام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تفصیل کی صورتیں ہیں۔

علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کے قول وَجُمِعَ فِیْہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَآئِرُ الْکَمَالَاتِ الْبَاطِنِیَّۃِ وَالظَّاھِرِیَّۃِ وَجَعَلَہٗ اِمَامَ الْکُلِّ الْمُفَضَّلَ عَلَیْھِمْ وَالْمُمِدَّ لَھُمْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ۔ "یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں تمام ظاہری و باطنی کمالات جمع کر دیئے گئے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو امام الکل بنایا، دنیا و آخرت میں آپ ہی اُن سب پر افضل بنائے گئے اور آپ ہی ان سب کی مدد کرنے والے بنائے گئے۔" سید احمد عابدین رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کی تکمیل سے آپ ہی کامل الاوصاف ہیں۔ آپ ہی ہر کمال سے متصف، تمام فضائل سے مزین اور علوم و اعمال کی بہترین خصلتوں کے مالک ہیں۔ آپ کمال کے معدن اور فضل و افضال کے عنصر ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی الاطلاق "سید الخلق" ہیں۔ آپ علی وجہ العموم سب سے افضل ہیں خواہ علوی مخلوق ہو یا سفلی خواہ بشر ہوں یا جن و ملک دنیا میں ہوں یا آخرت میں" عالم ارواح" میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت سب سے مقدم ہے۔ فرمایا: کُنْتُ نَبِیًّا وَّاٰدَمُ بَیْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ۔ "میں اس وقت نبی تھا جب آدم علیہ السلام رُوح اور جسم کے مابین تھے۔"

محفلِ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے پہلے کس نے منائی

علامہ سید احمد عابدین دمشقی رحمۃ اللہ علیہ اپنی شرح کے مقدمہ میں لکھتے ہیں کہ مولد شریف کا پڑھنا سب سے پہلے کس نے شروع کیا،

مقدمہ : یہ معلوم ہونا چاہیے کہ جس مہینہ میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا میں تشریف لائے اُس میں مولد شریف کا عمل بدعت حسنہ ہی کی ایک قسم ہے اور اس کو جس نے سب سے پہلے شروع کیا اس کا نام ملک مظفر صاحب اربل ہے۔ ابن کثیر علیہ الرحمۃ نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ ملک مظفر موصوف ربیع الاوّل میں میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محفل منعقد کیا کرتا تھا۔ محفل عظیم الشان ہوتی تھی۔ ملک مظفر بھرے جسم والا، بہادر، پہلوان عاقل اور عادل تھا طویل عرصہ تک حکومت کی۔ بالآخر فرنگیوں کے محاصرہ عکا ہی شہر میں ۶۳۰ھ میں انتقال کیا۔ وہ سیرت اور طبیعت کا عمدہ تھا۔ سبط ابن جوزی نے "مرآۃ الزمان" میں لکھا ہے کہ مجھ سے ایک شخص نے واقعات بیان کیے جو ملک مظفر کی منعقد کردہ محافل میلاد میں سے بعض میں بذاتِ خود شریک تھا بیان کیا کہ میں نے ایک محفل میں پانچ ہزار بکریوں کے بھُنے ہوئے سر شمار کیے۔ دس ہزار مرغ پکائے گئے۔ ایک لاکھ پیالے اور تین ہزار حلوے کے تھال تھے اور محفل میلاد میں ملک مظفر کے ہاں مشہور علماء، وصوفیاء تشریف لاتے۔ موصوف انہیں خلعتیں عطا کرتا اور انعامات دیتا۔ محفل میلاد پر ہر سال تین لاکھ دینار خرچ کرتا جیسا کہ امام علامہ شیخ محمد شامی علیہ الرحمۃ کی سیرت میں مذکور ہے۔ علامہ موصوف امام سیوطی علیہ الرحمۃ کے شاگرد ہیں۔ ایسا ہی "مواہب اللدنیہ" کی شرح میں مذکور ہے جسے علامہ زرقانی علیہ الرحمۃ نے تحریر کیا ہے۔ علامہ ابراہیم حلبی حنفی علیہ الرحمۃ کی تصنیف "روح السیر" میں ہے کہ ابن دحیہ علیہ الرحمۃ نے ۶۰۴ھ میں ملک مظفر کے لئے میلاد النبی شریف کے موضوع پر ایک کتاب لکھی جس کا نام "التنویر بمولد النبی البشیر" رکھا۔ اس تصنیف پر ملک مظفر نے انہیں ایک

ہزار دینار انعام دیا۔

امام ابو شامہ علیہ الرحمۃ جو امام نووی علیہ الرحمۃ کے شیخ ہیں انہوں نے ملک مظفر کا میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محفل پر بکثرت خرچ کرنے پر اس کی بہت تعریف کی اور اس کا ذکر "البواعث علی انکار البدع والحوادث" میں کیا۔ علامہ ابن حجر الہیتمی علیہ الرحمۃ نے "نعمت الکبریٰ" میں لکھا ہے کہ یہ شمس ابن جزری علیہ الرحمۃ کی تصنیف "مولد کبیر" ہے۔ مصر اور شام کے لوگوں پر اس کتاب کی گرانقدر خدمات ہیں، اس کے مصنف نے "برقوق" میں سلطان مصر ۷۸۵ھ اور اُس کے امراء کی طرف سے منعقد کی گئی قلعہ مصر میں محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں شرکت کی اور کھانا وافر مقدار میں خود اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ قرآن کریم کی تلاوت فقراء، غرباء، قرّاء اور نعت خوانوں کو احسانات سے نوازا۔ انہیں دیکھ کر حیرانی ہوئی اور اس پر مزید یہ کہ سلطان موصوف علیہ الرحمۃ نے دس ہزار مثقال سونا اس محفل میں خرچ کیا۔ اندلس اور ہندوستانی حکمرانوں سے بھی ایسی روایات ملتی ہیں جو میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کثیر مال خرچ کرتے تھے۔

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر سلام بھیجنے والے کے سلام کا جواب دیتے ہیں

امام مناوی رحمۃ اللہ علیہ کے جواہرات میں سے اس حدیث کی شرح جسے ابو داؤد علیہ الرحمۃ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا : مَا مِنْ اَحَدٍ یُسَلِّمُ عَلَیَّ اِلَّا رَدَّ اللّٰہُ رُوْحِیْ حَتّٰی اَرُدَّ عَلَیْہِ السَّلَامَ۔ "جو مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ میری رُوح کو واپس بھیج دیتا ہے تو میں اُس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔"

امام نووی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اس کی سند صحیح ہے۔ ابن حجر علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔ رَدَّ اللّٰہُ رُوْحِیْ کا معنی ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بولنے کی اجازت دیتا ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ہمیشہ کے لئے زندہ ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روحِ اقدس جسدِ اطہر سے کبھی جدا نہیں ہوئی اس لئے کہ صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبور میں زندہ ہیں۔

ابنِ ملقن رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے کہا کہ روح سے مراد مجازاً نُطق ہے اور علاقہ مجازیہ ہے کہ روح کو لوازمات سے نطق کا بالفعل بالقوۃ پایا جانا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عالمِ برزخ میں احوالِ ملکوت میں مشغول اور اس کے مشاہدات میں مستغرق ہیں اس بنا پر نطق کی طرف متوجہ کیا جاتا ہے۔

گنبدِ خضریٰ کی زیارت سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت لازم ہو جاتی ہے۔

امام مناوی علیہ الرحمۃ کے جواہرات میں سے یہ حدیث جو ابنِ عدی اور بیہقی رحمہما اللہ نے ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ:

مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِیْ۔ "جس نے میری قبر کی زیارت کی اُس کے لئے میری شفاعت واجب ہو گئی۔"

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے اشرف نسب ہیں

فخرِ موجودات علیہ التحیۃ والتسلیمات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں بے شک اللہ تعالیٰ نے اولادِ اسماعیل علیہ السلام سے بنی کنانہ کو منتخب کیا۔ کنانہ سے قریش اور قریش سے بنی ہاشم اور بنی ہاشم سے مجھے منتخب فرمایا۔ (مسلم اور ترمذی نے اسے واثلہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا)

بنی ہاشم جملہ عرب و عجم سے افضل ہیں

اس کی شرح میں امام مناوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بنی ہاشم سے مجھے چن لیا یعنی وہ نور جبینِ آدم علیہ السلام میں ودیعت تھا اُسے جبینِ عبدالمطلب رضی اللہ عنہ میں امانت

رکھا پھر اُن کے بیٹے عبداللہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پدرِ بزرگوار ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اس نسل کو سفاحِ جاہلیت سے محفوظ اور طاہر رکھا۔ بنی اسماعیل کی برتری اخلاقِ کریمہ کی وجہ سے ہے ورنہ عربی زبان میں سب یکساں ہیں۔ بنی ہاشم اخلاق کے اعتبار سے پاکیزہ اور نفوس کے لحاظ سے طاہر و طیب ہیں جس پر ابراہیم علیہ السلام کی دعا دلالت کر رہی ہے: رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَیْنِ لَکَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِنَا ۝ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ (البقرہ ۱۲۸ - ۱۲۹)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہدیہ تناول فرماتے، صدقہ قبول نہ کرتے

امام احمد و طبرانی رحمہما اللہ نے سلمان رضی اللہ عنہ سے ابنِ سعد رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور ابوداؤد علیہ الرحمۃ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا: کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَاْخُذُ الْهَدِیَّةَ وَلَا یَاْکُلُ الصَّدَقَةَ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہدیہ قبول فرماتے اور صدقہ نہ کھاتے۔" صدقہ لوگوں کا میل ہوتا ہے۔ بنابریں کہ ہدیہ لینے والے کی عزت و تکریم اور صدقہ دینے والے کی توقیر ہوتی ہے اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیات میں سے ہے کہ آپ پر مطلقاً صدقہ حرام ہے۔

حضور علیہ السلام نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُّوْسٰی اِلَّا اَنَّهٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ "تیری میرے ساتھ وہی نسبت ہے جو حضرت ہارون علیہ السلام کی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھی، مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔" (اسے شیخین بخاری و مسلم رحمہما اللہ نے روایت کیا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ساری مخلوق سے پہلے ہمارا حساب ہوگا اور سب سے پہلے جنت میں ہم داخل ہوں گے اور سب سے

پہلے میری شفاعت قبول ہو گی۔

حدیث اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ وَمِنْ نُوْرِیْ خَلَقَ کُلَّ شَیْءٍ "سب سے پہلے اللہ نے میرے نور کو تخلیق کیا اور میرے نور سے سب مخلوق کو پیدا کیا۔"

حدیث: یَا اَبَا بَکْرٍ وَالَّذِیْ بِنَفْسِیْ بِالْمَنِ لَمْ یَعْلَمْنِیْ حَقِیْقَۃً غَیْرَ رَبِّیْ. "اے ابوبکر! میری حقیقت کو میرے رب کے سوا کوئی نہیں جانتا۔"

اسی فضیلت و شرافت کی وجہ سے اولوالعزم پیغمبروں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امتی ہونے کی التجا کی۔ جیسے ابراہیم و موسیٰ علیہما السلام۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی عَیْنِ الْعِنَایَۃِ وَطِرَازِ الْحُلَّۃِ وَعُرُوْسِ الْمَمْلَکَۃِ وَلِسَانِ الْحُجَّۃِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ عَدَدَ مَا ذَکَرَہُ الذَّاکِرُوْنَ وَغَفَلَ عَنْ ذِکْرِہِ الْغَافِلُوْنَ ○ "اے اللہ درود بھیج عین عنایت پوشاک کی زینت، مملکت کی دلہن، حجت کی زبان ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی آل پر ذکر کرنے والے کے ذکر اور غفلت کرنے والے کی غفلت کے مطابق۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن ساری مخلوق میری طرف راغب ہو گی حتیٰ کہ ابراہیم علیہ السلام بھی۔"

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کوہ طور اور وادی مقدس میں کلام فرمایا لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سدرۃ المنتہیٰ سے اوپر مقام اعلیٰ پر ہمکلامی کا شرف بخشا

اسی فضیلت و شرف کی وجہ سے اولوالعزم رسولوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امتی ہونے کی التجا کی جیسے ابراہیم و موسیٰ علیہما السلام۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی عَیْنِ الْعِنَایَۃِ وَطِرَازِ الْحُلَّۃِ وَعُرُوْسِ الْمَمْلَکَۃِ وَلِسَانِ الْحُجَّۃِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ عَدَدَ مَا ذَکَرَہُ الذَّاکِرُوْنَ وَغَفَلَ عَنْ ذِکْرِہِ الْغَافِلُوْنَ ۔

"اے اللہ درود بھیج عین عنایت پوشاک کی زینت، مملکت کی دلہن، حجت کی زبان ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی آل پر ذکر کرنے والے کے ذکر اور غفلت کرنے والے کی غفلت کے مطابق۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن ساری مخلوق میری طرف راغب ہو گی حتیٰ کہ ابراہیم علیہ السلام بھی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کوہ طور وادی مقدس میں کلام فرمایا لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سدرۃ المنتہیٰ سے اوپر مقام اعلیٰ پر ہمکلامی کا شرف بخشا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ساری مخلوق سے پہلے ہمارا حساب ہو گا اور سب سے پہلے جنت میں ہم داخل ہوں گے اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول ہو گی۔

جس نے ہزار بار درود پڑھا اُس کے جسم کو آگ نہیں چھوئے گی

حدیث: حضرت جبیر رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کا ایک حصہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت تک ذکر کیا ہے

"جس نے مجھ پر ہزار مرتبہ درود پڑھا اللہ تعالیٰ اُس کا گوشت اور اُس کی ہڈیاں آگ پر حرام فرما دے گا۔ ابن وداعہ رضی اللہ عنہ نے بغیر حوالے کے پوری حدیث بیان کی ہے۔ ابن بشکوال رضی اللہ عنہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً بیان کیا کہ درود بھیجنے والوں کو سنایا جاتا ہے یعنی جنت سنتی ہے، آگ سنتی ہے اور

میرے سر کے پاس فرشتہ سُنتا ہے۔ اسی حدیث میں ہے کہ جو شخص مجھ پر ایک بار درُود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اُس پر دس مرتبہ درُود بھیجتے ہیں اور جو مجھ پر سو مرتبہ درُود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اور اُس کے فرشتے اُس پر ہزار مرتبہ درُود بھیجتے ہیں اور اُس کے جسم کو آگ نہیں چھوئے گی۔ حَرَّمَ اللّٰہُ جَسَدَہٗ عَلَی النَّارِ۔"

درُود پڑھنے والے کا اعزاز

حضرت ابوالربیع سبیع رحمہ اللہ کی تصنیف "شفاء الصدور" میں ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درُود پڑھا اللہ تعالیٰ اُس پر دس مرتبہ درُود بھیجتا ہے اور جس نے دس مرتبہ درُود بھیجا اللہ تعالیٰ اُس پر سو مرتبہ درُود بھیجتا ہے اور جس نے مجھ پر ہزار مرتبہ درُود پڑھا جنت کے دروازے پر اُس کا کندھا میرے کندھے کے ساتھ ہوگا۔

ابوالشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے "العظمۃ" میں روایت لکھی ہے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تمام مخلوق میں سے اللہ تعالیٰ کے زیادہ قریب حضرت جبرئیل، میکائیل، اسرافیل اور عزرائیل علیہم السلام ہیں۔ یہ فرشتے اللہ تعالیٰ سے پچاس ہزار سال کی مسافت پر دُور ہیں۔ ابوالشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت وہب رضی اللہ عنہ سے روایت لکھی ہے کہ یہ چار فرشتے جبرئیل و میکائیل و اسرافیل و عزرائیل (علیہم السلام) وہ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے تمام فرشتوں سے پہلے پیدا کیا اور سب سے آخر میں فوت ہوں گے۔ سب سے پہلے ان کو زندہ کیا جائے گا۔ اور یہ "مدبرات" ہیں۔ (مختلف ذمہ داریاں نبھانے والے) ابوالشیخ علیہ الرحمۃ نے حضرت خالد بن ابی عمران رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ فرمایا: حضرت جبرئیل علیہ السلام تمام پیغمبروں پر امین ہیں۔ حضرت میکائیل علیہ السلام تمام لوگوں کے اعمالنامے وصول کرتے ہیں جو

اوپر لیجائے جاتے ہیں اور اسرافیل نگران اور دربان کی مانند ہیں۔

ابوالشیخ علیہ الرحمۃ نے حضرت عکرمہ بن خالد رضی اللہ عنہما سے روایت کی جو تابعین میں سے ایک امام ہوتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیک وسلم) اللہ تعالیٰ کے ہاں کونسا فرشتہ "اکرم" ہے؟ فرمایا: میں نہیں جانتا۔ پس حضرت جبرئیل علیہ السلام اوپر گئے پھر نیچے آئے اور کہا: حضرت جبرئیل، میکائیل اور عزرائیل (ملک الموت علیہم السلام) "اکرم" ہیں۔ جبرئیل علیہ السلام کے ذمہ انبیاء علیہم السلام کے پاس آنا جانا رہا۔ میکائیل علیہ السلام بارش کے ہر قطرہ کے مالک ہیں جو زمین پر گرتا ہے اور ہر پتا پر اُن کی ذمہ داری ہے جو گرتا ہے۔ ملک الموت ہر بندہ کی رُوح قبض کرنے کے ذمہ دار ہیں۔ خواہ وہ خشکی میں ہو یا تری میں۔ اسرافیل علیہ السلام اللہ اور اُس کے فرشتوں کے درمیان "امین" ہیں

عَطِّرِ اللّٰھُمَّ قَبْرَہُ الْکَرِیْمَ بِعَرْفٍ شَذِیٍّ مِّنْ صَلٰوۃٍ وَّتَسْلِیْمٍ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْہِ۔

"اے اللہ! حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور کو صلوٰۃ وسلام کی مُشک کی خوشبو سے معطر فرما۔ اے اللہ! آپ پر صلوٰۃ وسلام اور برکت نازل فرما۔"

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّاتِہٖ وَعِتْرَتِہٖ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ فِیْ کُلِّ وَقْتٍ حِیْنٍ بِعَدَدِ کُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّکَ۔

"اے اللہ! تو ہمارے آقا و مولیٰ جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کی آل، ازواج، ذریات اور اہل بیت پر اس قدر صلوٰۃ وسلام اور برکات نازل فرما جس قدر تیرے جلال، تیری رحمت، تیری نعمت، تیرے فضل، تیرے کرم، تیری عظمت، تیری عزت، تیرے کمال، تیرے احسان اور تیری کبریائی کا احاطہ ہے تا قیام قیامت اور ہر لمحہ یا ذا الجلال والاکرام۔ آمین

حدیث قدسی ہے۔ مَا وَسِعَنِیْ اَرْضِیْ وَلَا سَمَآئِیْ وَوَسِعَنِیْ قَلْبُ عَبْدِی الْمُؤْمِنِ۔

"میرے زمین و آسمان مجھے احاطہ نہیں کر سکتے، میرے مومن بندے کا دل (از روئے صفات) احاطہ کر سکتا ہے۔" اور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب انور سے بڑھ کر وسیع کوئی قلب نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قلب انور ایک ایسا ہمہ گیر سمندر ہے کہ جہاں تمام جہان کے قلوب آپ کے قلب اطہر کے سامنے ایک قطرہ کی مقدار ہیں۔

فَاِنَّ الْبَحْرَ الْمُحِیْطَ الَّذِیْ کُلُّ الْقُلُوْبِ قَطْرَۃٌ مِّنْ قَطْرَاتِہٖ۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:۔

فَعَلِمْتُ عِلْمَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ۔

آقا علیہ السلام کے بے مثل ہونے پر جبریلؑ کی شہادت

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں "مجھے جبریل علیہ السلام نے بتایا کہ میں زمین کے مشرق و مغرب میں پھرا تو میں نے کسی شخص کو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے افضل نہ پایا اور میں زمین کے مشارق اور مغارب میں گھوما تو کسی باپ کی اولاد بنی ہاشم کی اولاد سے افضل نہ پائی۔" (حاکم علیہ الرحمۃ نے ابن عساکر رحمۃ اللہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: کُنْتُ اَوَّلَ النَّاسِ خَلْقًا وَّاٰخِرُهُمْ فِی الْبَعْثِ۔ "میں تخلیق میں سب لوگوں سے اول ہوں اور بعثت میں سب (نبیوں) سے آخری ہوں۔" (ابن سعد علیہ الرحمۃ نے قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نسب اطہر روزِ قیامت بھی قائم رہے گا

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا "تمام نسب و صہر روز قیامت مٹ جائیں گے مگر میرا نسب و صہر قائم رہے گا۔ (اس کو ابن عساکر علیہ الرحمۃ نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا) طیبی علیہ الرحمۃ نے کہا: نسب کہتے ہیں آباء و اجداد کی طرف سے قریبی تعلق و رشتہ ولادت اور صہر و نسبت قربیہ جو رشتہ تزویج سے حاصل ہو۔)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چشمان مبارک سوتی اور قلب اطہر بیدار رہتا تھا

کَانَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَنَامُ عَیْنَاہُ وَلَا یَنَامُ قَلْبُہٗ۔ "نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آنکھیں مبارک سوتی تھیں اور دل مبارک بیدار رہتا تھا۔" (اسے حاکم علیہ الرحمۃ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تکیہ مبارک چمڑے کا تھا

امام احمد، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ علیہم الرحمۃ نے روایت کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تکیہ جسے آپ سوتے ہیں استعمال فرماتے تھے چمڑے کا تھا جس میں کھجور کے پتے بھرے ہوتے تھے۔

بازو مبارک

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لمبی اور چوڑی کلائیوں والے کھلے شانوں والے اور لمبی لمبی پلکوں والے تھے۔ (ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیہقی علیہ الرحمۃ نے روایت کیا) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زیادہ خاموش اور بہت کم تبسم فرماتے۔

حضرت عُزیر علیہ السّلام

قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عُزیر علیہ السلام کے بیٹے اپنے باپ سے پچاس ۵۰ برس بڑے تھے۔ ان کا قصہ یُوں ہے کہ ایک دفعہ حضرت عزیر علیہ السّلام کا بیت المقدس میں گزر ہوا، تو وہ کہنے لگے کہ ان چیزوں کو خدا ان کی موت کے بعد بھلا کیسے زندہ کرے گا؟ اُس وقت ان کی عُمر پچاس (۵۰) برس تھی۔ پھر خدا تعالیٰ نے اُن کو سَو (۱۰۰) برس تک مُردہ رکھا اور اُن کی بی بی کے آپ کے موت آنے کے بعد ایک لڑکا پیدا ہوا۔ اور جب خدا نے اُن کو زندہ کیا تو یہ کیفیت گزری کہ اُن کی رُوح اُن کے سَر میں نازل ہوئی اور اُس نے دیکھا کہ اُن کے اعضاء پراگندہ پڑے تھے۔ پھر وہ سب اعضاء ایک دوسرے کے پاس آکر جمع ہو گئے۔ پھر اللہ نے گوشت و پوست پہنا کر درست کر دیا۔ جب اُن کا بدن ٹھیک ہو گیا تو خدا نے اُن کو پہلی عُمر کا بنا دیا۔ یعنی پچاس برس کا۔ اُس وقت اُن کے لڑکے کی عمر سو (۱۰۰) برس تھی اور وہ پچاس ہی کے رہے۔ اس کے بعد انہوں نے اپنے کھانے پینے کی چیزوں کو دیکھا کہ اُن میں ذرہ برابر تغیر نہ ہوا تھا۔ اُن کے کھانے کی چیز انجیر اور پینے کی شے شیرۂ انگور تھا۔ ان کی وفات کے ساتھ ہی ان کی سواری کا گدھا بھی مر گیا تھا، وہ بھی ان کے ساتھ ہی زندہ ہو گیا۔ (نزہۃ المجالس)

حدیث حضرت طلق بن حنفی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اُس آدمی کی نماز کی طرف نظر نہیں فرماتا (قبول نہیں فرماتا) جو رکوع و سجود کے اندر اپنی پُشت سیدھی نہیں کرتا۔ (اس کو طبرانی نے کبیر میں روایت کیا)

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

سُلطان نورُالدّین زنگی شہید رحمۃ اللہ علیہ اور سُرنگ کا واقعہ

یہ واقعہ ۵۵۵ھ ہجری کا ہے۔ کہ سلطان نورالدین رات تہجد میں گزارتے اور اپنے وظائف میں لگے رہتے۔ ایک دن تہجد کے بعد وہ سو گئے۔ خواب میں دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو نیلگوں آنکھوں والوں کی طرف اشارہ کر کے فرما رہے ہیں کہ ”مجھے ان سے بچاؤ۔“ آپ گھبرا کر اُٹھے۔ وضو کیا، نفل ادا کئے اور سو گئے۔ پھر وہی خواب آیا۔ بیدار ہوئے۔ پھر نوافل پڑھے اور پھر سو گئے۔ تیسری مرتبہ پھر زیارت ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھے ان نیلگوں آنکھوں والوں سے بچاؤ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سلطان کو اُن دونوں کی شکلیں دکھا دیں۔ آپ بیدار ہوئے۔ اب نیند باقی نہیں رہی۔ آنکھوں میں آنسو آگئے۔

ان کا ایک وزیر تھا بڑا نیک، نام جمال الدین موصلی تھا۔ آپ نے رات ہی ان کو پیغام بھیجا اور سارا واقعہ بتایا۔ انہوں نے کہا اب بیٹھنا کیسا؟ مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کوئی اہم واقعہ ہو گیا ہے۔ آج ہی مدینہ منورہ چلئے اور اس خواب کو چھپائے رکھیے۔ چنانچہ انہوں نے رات بعجلت تیاری کی اور ہلکی پھلکی سواریاں لے کر بیس افراد کے ہمراہ ایک ہزار اونٹ سوار اور بحوالہ ”جذب القلوب“ مصنف شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تیز سانڈنیوں پر روانہ ہوئے۔ وہ وزیر بھی ہمراہ تھے۔ بہت سامال و دولت ساتھ

لیا اور سولہ دن بعد مدینہ طیبہ پہنچے۔ شہر کے باہر غسل کیا اور مدینہ پاک میں داخل ہوئے۔ ریاض الجنۃ میں نفل پڑھے اور زیارت کی۔ پھر بیٹھ گئے، کسی کو معلوم نہ ہو سکا کہ آپ کیا کرنا چاہتے ہیں۔ وزیر نے اس وقت کہا جب سب لوگ مسجد میں آچکے تھے کہ سلطان بارادۂ زیارت آئے ہیں اور بہت سامال بطور صدقہ لائے ہیں لہٰذا ہر ایک کو اطلاع دے دو، خط لکھ دو۔ چنانچہ اہل مدینہ کو خط لکھ دیئے گئے اور سلطان نے انہیں اپنے پاس بُلا لیا۔ جو بھی آتا آپ اس میں مذکورہ نشانی دیکھتے جاتے جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دکھائی تھی۔ مگر ایسا کوئی نظر نہ آیا جس میں وہ نشانی نظر آتی۔ آپ ہر ایک کو مال دیتے جاتے اور واپس جانے کی ہدایت کرتے۔ پھر پوچھا کوئی صدقہ لینے والا رہ تو نہیں گیا؟ لوگوں نے کہا، نہیں۔ آپ نے کہا پھر سوچ لو۔ خوب چھان بین کر لو۔ انہوں نے کہا: دو مغربی آدمیوں کے سوا کوئی نہیں رہا۔ اور وہ تو کسی سے کچھ لیتے بھی نہیں۔ وہ بہت نیک ہیں، غنی ہیں اور محتاجوں کو صدقہ دیتے رہتے ہیں۔ سلطان کی سمجھ میں بات آگئی۔ کہنے لگے، انہیں میرے پاس لے آؤ۔ انہیں لایا گیا۔ انہیں دیکھتے ہی دل میں کہا، ”یہ تو وہی ہیں جن کی طرف حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اشارہ فرمایا ہے اور حکم دیا ہے کہ میری مدد کرو اور مجھے ان نیلگوں آنکھوں والوں سے بچاؤ۔“

سلطان نے ان سے پوچھا تم کہاں کے رہنے والے ہو؟ انہوں نے کہا ہم اہل مغرب ہیں ہم حج کرنے آئے تھے اور اس سال ہم نے ارادہ کر لیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پڑوس میں رہیں گے۔ آپ نے کہا سچ سچ بتا دو۔ انہوں نے اسی بات پر اصرار کیا۔ آپ نے پوچھا کہ ان کا گھر کہاں ہے؟ سلطان کو بتایا گیا کہ وہ

حجرۂ مبارک کے قریب ہی سرائے میں رہتے ہیں۔ آپ نے ان دونوں کو وہیں روکا اور خود ان کے گھر پہنچے۔ دیکھا تو اس میں بہت سامال پڑا تھا۔ دو انگوٹھیاں تھیں۔ ایک تھیلے میں کتابیں تھیں۔ اس کے علاوہ اور کچھ نہ تھا۔ اہلِ مدینہ نے ان کی بہت تعریف کی کہ ہمیشہ روزہ سے رہتے ہیں۔ ریاض الجنۃ میں پابندی سے نماز پڑھتے ہیں۔ روزانہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مرقدِ انور کی زیارت کرتے ہیں۔ ہفتہ میں ایک بار قبار کو جاتے ہیں۔ کسی سائل کا سوال رد نہیں کرتے۔ اس قحط کے زمانہ میں انہوں نے اہلِ مدینہ سے دوستی کا حق ادا کر دیا ہے۔

یہ سُن کر سلطان نے صرف سبحان اللہ کہا۔ اور اپنی خواب کا اظہار نہیں کیا اور خود ان کے گھر میں چکر لگایا۔ ایک جگہ سے انہوں نے چٹائی وغیرہ اٹھا کر دیکھا تو ایک سُرنگ نظر پڑی جو حجرۂ مبارک کی طرف سیدھی جاتی تھی۔ یہ دیکھ کر لوگوں کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ سلطان نے آکر اُن سے کہا سچ سچ بتا دو۔ اور پھر انہیں مارا پیٹا۔ انہوں نے مانا کہ وہ نصرانی ہیں اور نصاریٰ نے انہیں مغربی حاجیوں کے رُوپ میں بھیجا ہے۔ بہت سارا مال بھی دیا ہے اور انہیں ایک عظیم کام کا حیلہ کرنے کو کہا ہے۔ وہ کام آپ کی ذات تک پہنچنا ہے تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جسدِ خاکی (اطہر واکرم) منتقل کر سکیں۔ چنانچہ وہ حجرۂ مبارک کے قریب ٹھہرے ہوئے ہیں اور وہ کام کر رہے ہیں جس کا ذکر ہوا۔

یہ دونوں رات کو مٹی کھودتے۔ دونوں کے پاس مغربی طرز کے تھیلے تھے۔ جو مٹی جمع ہو جاتی اُسے ہر ایک اپنے اپنے تھیلے میں بھر کر بقیع کی زیارت کے بہانے جاتے اور قبروں کے درمیان جہاں خالی جگہ دیکھتے مٹی ڈال دیتے۔ اور یہ کام مدت سے کر رہے تھے۔ جب حجرۂ

مبارک کے قریب پہنچے تو آسمان کانپ گیا اور خوب چمکا اور زلزلہ آیا لگتا تھا کہ پہاڑ اکھڑ جائیں گے، اتفاق سے سلطان اگلی صبح پہنچ گئے۔ وہ دونوں وہیں تھے اور اعتراف کر چکے تھے۔ اُن کے اعتراف کر لینے کے بعد سلطان کو پورا پتہ چل گیا اور یہ دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے صرف انہیں اس کام کا اہل سمجھا ہے تو سلطان بہت زور سے روئے۔ روتے روتے ہچکی بندھ گئی۔ اور انہوں نے اُن دونوں مجرموں کی گردنیں اُڑانے کا حکم دیا چنانچہ اس جالی کے نیچے قتل کر دیے گئے جو حجرۂ مبارک کے ساتھ تھی یہ بقیع تھی۔ اور پھر سلطان نے بہت سا سکہ لانے کا حکم دیا اور پورے حجرۂ مبارکہ کے گرد گہری خندق کھودنے کا حکم دیا اور ڈھال کر اس میں سکہ بھر دیا۔ چنانچہ حجرۂ مبارک کے گرد پانی تک سکہ کی دیوار بنا دی۔ اور یہ کام کر کے وہ اپنے ملک روانہ ہو گئے اور نصاریٰ کو کمزور کرنے کا حکم دیا اور کہا ان کے اوزار وغیرہ توڑ دیے جائیں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِہٖ بِعَدَدِ عِلْمِكَ۔ (وفاء الوفاء)

حکایت حجاج نے ایک شخص کو قتل کرنے کے لئے طلب کیا۔ اُس نے کہا اے امیر! میرے پاس لوگوں کی کچھ امانتیں ہیں، مجھے مہلت دیجئے کہ میں اُنہیں واپس کر دوں۔ اُس نے کہا میں بغیر ضمانت کے تجھے نہیں چھوڑ سکتا۔ وہ شخص کسی ضمانت دار کی تلاش میں نکلا، اُسے ایک صاحب جمال شخص نظر آیا۔ اُس نے اُس کا نام پوچھا۔ اُس نے بتایا: عبدالکریم! اس شخص نے کہا بندہ میں اپنے مولیٰ کے کرم کا اثر کچھ نہ کچھ ضرور ہونا چاہیئے۔ اس کے بعد حجاج کے ساتھ جو قصہ پیش آیا اُس نے بیان کر دیا۔ اُس نے کہا: میں حجاج کے پاس تیرا ضامن بنوں گا اور اپنے نفس کے لئے میں اپنا نام خراب نہ کروں گا بلکہ نام کی لاج رکھوں گا۔ چنانچہ وہ ضامن ہو گیا اور وہ شخص اپنی امانتیں واپس کرنے چلا گیا۔ جب لوٹ کر آیا تو اُس نے سُنا کہ حجاج نے ضامن کو طلب کر کے اس کے قتل کا حکم دے دیا ہے۔ ضامن نے کہا مجھے اتنی مہلت ملے کہ میں دو رکعت نماز پڑھ لوں۔ جب وہ نماز پڑھ چکا تو اُس نے کہا اے رب! اُس شخص کو میری طرف سے اس لئے اطمینان ہوا تھا کہ میں کریم کا بندہ ہوں اور آپ کریم ہیں۔ جلاد نے چاہا کہ تلوار کا ایک ہاتھ مارے۔ اتنے میں دیکھا کہ وہ آدمی آ پہنچا ہے۔ جلاد نے پوچھا کہ تم مقتل کی طرف کیسے لوٹ آئے؟ اُس نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے "تم میرا عہد پورا کرو، میں تمہارا عہد پورا کر دوں گا" اور عہد پورا کرنا ایمان سے ہے اور میں حیات ناپائیدار کے لئے ایمان سے نہیں نکلتا۔ اس پر حجاج نے دونوں کو معاف کر دیا۔ (نزہۃ المجالس) وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنِ اتَّخَذَ اللّٰهُ حَبِيْبًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ ٥

انوکھا اشتراک

● ابن ابی جمرہ رحمۃ اللہ علیہ کی شرح بخاری میں لکھا دیکھا ہے، کہ ایک کھیت میں ایک جوان اور ایک بڈھا شریک تھے۔ جب دونوں نے تقسیم کر لیا تو بڈھا اپنے حصہ میں سے خفیہ لیکر اس جوان کے حصہ میں ڈال دیا کرتا تھا۔ اور کہتا کہ اس کی عمر دراز ہونے کی اُمید ہے۔ اور جوان بھی اپنا حصہ لے کر خفیہ اس بڈھے کے حصہ میں ڈال دیتا تھا۔ اور کہتا تھا کہ اس کے بال بچے ہیں۔ جوں جوں یہ دونوں ایسا کرتے تھے گیہوں کی کثرت ہوتی جاتی تھی اور دانے بڑے ہوتے جاتے تھے۔ جب یہ دونوں ایسا کرتے کرتے تھک گئے۔ تو دونوں نے ایکدوسرے سے ماجرا بیان کیا۔ اس زمانے کے بادشاہ نے ان کے گیہوں سے ایک دانہ لے کر اپنے خزانہ میں رکھ دیا، تاکہ بعد کے لوگوں کے لئے یادگار رہے۔

(نزہۃ المجالس)

● ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ملے۔ اُن کو غسل کی حاجت تھی۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ پیچھے ہٹ گئے۔ غسل کے بعد حاضر ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا تم کہاں گئے تھے؟ عرض کیا حضور! مجھے غسل کی حاجت تھی۔ آپ نے فرمایا: مومن پلید نہیں ہوتا۔

(ترمذی کتاب الطہارت ماجاء فی مصافحۃ الجنب)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا جنت میں رفیق

حکایت ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے "کتاب المنظم فی تواریخ الامم" میں بیان کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب سے درخواست کی کہ جنت میں جو اُن کا رفیق ہوگا انہیں دکھلا دے۔ ارشادِ خداوندی ہوا کہ فلاں شہر میں جائیے وہاں آپ کو ایک قصاب ملے گا وہی آپ کا جنت میں رفیق ہوگا۔ جب موسیٰ علیہ السلام نے اُسے جاکر دُکان میں دیکھا اور اُس کے پاس ایک تھیلا دھرا تھا۔ تو وہ جوان کہنے لگا: اے خوبرُو! تم میرا مہمان بننا پسند کرتے ہو؟ موسیٰ علیہ السلام نے کہا ہاں: چنانچہ وہ انہیں اپنے گھر لے گیا اور اُن کے سامنے کھانا چُنا۔ جب خود وہ ایک لقمہ کھاتا تو دو لقمے اس تھیلے میں دھرتا جاتا تھا۔ اسی حال میں تھا کہ دفعتہً کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ وہ جوان اُٹھ کر گیا اور تھیلا وہیں چھوڑتا گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اُس تھیلے کے اندر جھانکا تو اُس میں ایک ضعیف العمر بوڑھے اور بڑھیا کو پایا جو دونوں اتنے بوڑھے ہو گئے تھے جیسے چڑیا کا بچہ جس کے ابھی پر نہ نکلے ہوں۔ جب موسیٰ علیہ السلام نے انہیں دیکھا تو وہ آپ کو دیکھ کر مسکرائے اور اُن کی رسالت کی گواہی دیکر انتقال کر گئے۔ جب جوان واپس آیا تو اُس نے تھیلے میں دیکھا اور موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں کو بوسہ دیا اور کہا آپ حضرت موسیٰ علیہ السلام خدا کے رسول ہیں۔ آپ نے پوچھا تمہیں کس نے بتلایا؟ اس شخص نے کہا، انہیں دونوں نے جو تھیلے میں تھے اور یہ میرے ماں باپ ہیں بہت بوڑھے ہو گئے تھے اس وجہ سے میں انہیں تھیلے میں لئے لئے

پھرتا تھا کیونکہ مجھے ڈر لگتا تھا کہ کہیں انہیں کوئی تکلیف نہ ہو اور نہ ہی کبھی اُن کو بغیر کھلائے پلائے خود کھاتا تھا۔ وہ روزانہ خداوند کریم سے دعا مانگا کرتے تھے کہ اُن کی جان نہ نکلے جب تک موسیٰ علیہ السلام کی زیارت نہ کرلیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے تیری ماں کے لب ہلتے ہوئے دیکھے تھے۔ جوان نے کہا وہ جب شکم سیر ہوتی تھیں تو کہا کرتی تھیں" اے اللہ! میرے اس بیٹے کو جنت میں موسیٰ علیہ السلام کا ہمنشیں بنا دیو!" حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا اچھا تو اس کا مژدہ سُن لے کہ تُو جنت میں میرا رفیق ہوگا۔"

(نزہۃ المجالس جلد۲)

لطیفہ حضرت موسیٰ علیہ السلام عصا کے سانپ بن جانے سے ڈر گئے اور ابراہیم علیہ السلام آگ سے نہیں ڈرے اسلئے کہ آگ مصنوعاتِ خداوندی سے ہے اور نبی کو صنعتِ خالق سے ہی خوف ہوتا ہے اور نمرود نے آگ سلگائی تھی اور نبی کو غیر خدا کی بنائی چیز سے خوف نہیں ہوتا۔ اگر کہا جائے کہ ابراہیم علیہ السلام جب آگ میں ڈالے گئے تو نہ گھبرائے اور اپنے صاحبزادے اسمٰعیل علیہ السلام کے ذبح کے وقت گھبرا گئے تھے۔ جواب یہ ہے کہ جب آگ میں ڈالے گئے تھے تو نورِ محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اُن کی پیشانی میں تھا۔ اور ذبح کے وقت وہ نور اسمٰعیل علیہ السلام میں منتقل ہو چکا تھا۔ کتاب "انیس الجلیس" میں ہے کہ جبرائیل علیہ السلام نے اپنی قوت کا دعویٰ کیا تھا اور کہا تھا کہ میں ایک انگلی کی قوت سے آسمانوں کو اُلٹ دُوں گا۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا: ابراہیم علیہ السلام تم سے زیادہ قوی ہیں حالانکہ وہ منجنیق کے پلے میں ہیں۔ علائی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جبرائیل علیہ السلام کے ہاتھ ابراہیم علیہ السلام کے لئے جنت

سے ایک کُرتہ دے کر بھیجا۔ انہوں نے کہا پروردگار نے آپ کو سلام کہا ہے اور فرمایا ہے کہ آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ آگ میرے دوستوں کو نہیں جلاتی۔ اور کہا "ٹھنڈی ہو جا سلامتی کے ساتھ۔" اگر سلامتی نہ کہتے تو ابراہیم علیہ السلام اُس کی خنکی سے وفات پا جاتے اور اُس کی خنکی ہمیشہ برقرار رہتی۔"

نمرود کی لڑکی نے اُس سے کہا تھا کہ "اے باپ مجھے ابراہیم (علیہ السلام) کو دیکھنے دے کہ ان کا آگ میں کیا حال ہے؟ چنانچہ اس نے دیکھا تو آپ صحیح سالم نظر آئے۔ اُس نے پوچھا اے ابراہیم! (علیہ السلام) آپ کو آگ کیوں نہیں جلاتی؟ آپ نے فرمایا جس کی زبان پر "بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ" ہو اور دل میں خدا کی معرفت، اس کو ہرگز آگ نہیں جلاتی۔" وہ بولی: اے ابراہیم! (علیہ السلام) میں آپ کے پاس آنا چاہتی ہوں۔ آپ نے فرمایا تو کہہ "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اِبۡرَاھِیۡمُ رَسُوۡلُ اللّٰہِ" اُس نے کلمہ پڑھا اور آگ اس پر بھی سرد ہو گئی اور سلامتی کے ساتھ۔ جب واپس اپنے باپ نمرود کے پاس آئی اُسے سارا ماجرا کہہ سُنایا۔ اُس نے حکم دیا کہ ابراہیم (علیہ السلام) کے دین سے باز آ جائے۔ وہ نہ مانی تو اس کو سخت سزا دی۔ جبرائیل علیہ السلام نے خدا کے حکم سے لڑکی کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس پہنچا دیا۔ آپ نے لڑکی کا عقد اپنے کسی صاحبزادے کے ساتھ کر دیا۔ ان کے بطن سے بیس[20] انبیائے کرام علیہم السلام پیدا ہوئے۔ (نزہت المجالس)

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ جب نمرود کے آدمیوں نے ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالنے کے لئے باندھا تو آپ پڑھنے لگے "لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنۡتَ سُبۡحَانَكَ رَبُّ الۡعَالَمِیۡنَ لَكَ الۡحَمۡدُ وَلَكَ الۡمُلۡكُ لَا شَرِیۡكَ لَكَ"۔ علائی رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ جب آپ کو آگ میں ڈالنا چاہا تو آپ کے پاس دس[10] آدمی آئے وہ آپ کو منجنیق میں نہ رکھ سکے۔ اس کے بعد سَو[100] آدمی آئے وہ بھی عاجز رہے۔ پھر دو سَو[200] آدمی آئے وہ بھی ناکام رہے۔ تب ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: معلوم ہوتا ہے کہ تم مجھے آگ میں ڈالنے کی سکت نہیں رکھتے۔ وہ بولے: ہاں! ابراہیم علیہ السلام نے کہا "خدا کا نام لو۔" تو انہوں نے استہزاء کے طور پر کہا: بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ اور آپ کو آگ میں پھینک دیا۔ جبرائیل علیہ السلام آپ کے پاس فوراً پہنچے اور کہا: "آپ کو کوئی حاجت ہے؟" ابراہیم علیہ السلام نے جواب دیا: "تم سے نہیں ہے۔" جبرائیل علیہ السلام نے کہا: "تو آپ اپنے رب سے رہائی کے لئے کیوں نہیں مدد مانگتے۔" ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ رب طاہر ہے اور نفس معیوب ہے اس لئے رب طاہر سے سوال نہیں کرتے۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا آپ کی رُوح تو پاک ہے وہ خدا سے درخواست کرے۔ ابراہیم علیہ السلام نے کہا رُوح برہنہ ہے اور برہنہ مردود ہوتا ہے۔ پھر جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ خدا سے آپ کا قلب درخواست کرے۔ فرمایا: قلب جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ آپ آگ سے نہیں ڈرتے؟ آپ نے پوچھا آگ کو کس نے جلایا؟ جبرائیل نے کہا نمرود نے: ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: کس نے حکم دیا تھا؟ جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا خدائے جلیل نے۔ آپ نے فرمایا تو خلیل، خدائے جلیل کے حکم پر راضی ہے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "یٰنَارُ کُوۡنِیۡ بَرۡدًا وَّسَلٰمًا عَلٰۤی اِبۡرٰھِیۡمَ" ترجمہ: "اے آگ! ابراہیم علیہ السلام پر ٹھنڈی ہو جا سلامتی کے ساتھ۔"

امام نووی رحمہ اللہ نے "تہذیب الاسماء واللغات" میں بیان کیا ہے کہ مشرق سے مغرب تک آگ سرد ہو گئی۔"

والدین کے حقوق

"تحفۃ الحبیب فیما زاد علی الترغیب والترہیب" میں حضرت
نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے جو شخص الحمد للہ رب
العالمین رب السموٰت ورب الارض رب العالمین ولہ
الکبریاء فی السموٰت والارض وھو العزیز الحکیم الحمد
للہ الملک رب السموٰت ورب الارض رب العالمین ولہ
العظمۃ فی السموٰت والارض وھو العزیز الحکیم الحمد
للہ الملک رب السموٰت والارض رب العالمین ولہ النور
فی السموٰت والارض وھو العزیز الحکیم ۝ ایک بار پڑھتا
ہے پھر کہتا ہے یا اللہ اس کا ثواب میرے والد کو پہنچے تو اس کے
والد کا کوئی حق نہیں رہتا جس کو وہ ادا نہ کر چکا ہو۔ (نزہۃ المجالس جلد ۲)

امام عبد الحق کتاب العاقبت میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی
اللہ عنہا سے ایک حدیث روایت کرتے ہیں: مامن رجل یزور
قبر ابیہ فیجلس عندہ الا استانس بہ حتی یقوم۔
ترجمہ: "نہیں ہے کوئی آدمی جو اپنے باپ کی قبر کی زیارت کرے
اور اس کے نزدیک بیٹھے مگر وہ اس سے انسیت پکڑتا ہے کھڑے
ہونے تک۔"

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: عن النبی صلی
اللہ علیہ وسلم رضاء الرب فی رضاء الوالد وسخط الرب فی
سخط الوالد۔ (ترمذی ابواب البر والصلۃ باب ماجاء من الفضل فی رضاء الوالدین) "حضور
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی رضا والد کی رضا میں ہے اور اللہ
کی ناراضگی والد کی ناراضگی میں ہے۔ (ترمذی)

میت کو تلاوت قرآن کا ثواب

امام عبد اللہ یافعی علیہ الرحمۃ "روض الریاحین"
کے تکملہ میں ذکر فرماتے ہیں کہ لوگوں نے شیخ عز الدین بن عبد السلام
رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم دنیا میں حکم دیتے
تھے کہ میت کو قرآن کی تلاوت کا ثواب نہیں پہنچتا۔ اب معلوم ہوا کہ
پہنچتا ہے۔ قرآن پڑھو اور اس کا ثواب پہنچاؤ۔ (مدارج النبوۃ ۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ
عنہما کی والدہ سے فرمایا کہ تمہارے شکم میں لڑکا ہے جب وہ پیدا ہو تو
اسے میرے پاس لانا۔ چنانچہ وہ بچہ پیدا ہونے کے بعد حضور صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس
کے دائیں کان میں اذان اور بائیں میں اقامت فرمائی اور اپنا لعاب
مبارک انہیں چٹایا اور ان کا نام عبد اللہ رکھا اور فرمایا یہ ابو الخلفاء
ہیں۔ اور وہ "ترجمان قرآن" کے نام سے مشہور ہوئے۔ (مدارج)

حدیث: حضرت حسان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں
کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام سنت کا حکم لے کر اسی طرح نبی اکرم
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے جیسے قرآن
لے کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر
ہوتے تھے۔

● حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب سے میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو (کھانے کے وقت) پیالہ سے کدّو تلاش کرتے دیکھا (کدّو آپ کو پسند تھا) اُسی وقت سے کدو کو محبوب رکھتا ہوں۔ اُحِبُّ الدُّبا۔ (شفاء شریف، جلد ۲ صفحہ ۲۲)

حکایت

ایک مرتبہ کسی نیک شخص نے اللہ تعالیٰ کا یہ قول وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا (تم میں سے کوئی ایسا نہیں جس کا اس پر یعنی دوزخ پر ورود نہ ہو) پڑھا تو ایک یہودی کہنے لگا کہ جو کچھ تو کہتا ہے اگر صحیح ہے تو اس میں ہم اور تم برابر ہیں۔ پھر مسلمان نے یہ آیت پڑھی: رَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِيْنَ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ۝ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ میری رحمت میں تو ہر چیز کی گنجائش ہے لیکن میری رحمت ایمانداروں اور پرہیزگاروں کے لئے ہے"۔ اس پر یہودی نے کہا کہ اپنے قول پر کوئی دلیل لاؤ۔ مسلمان نے جواب دیا کہ اچھا میرے اور اپنے کپڑے آگ میں ڈال دو۔ جس کے کپڑے بچ جائیں وہی حق پر ہے اور اُسی کا دین سچا ہے۔ تب یہودی نے اپنے کپڑے مسلمان کے کپڑوں میں لپیٹ کر آگ میں ڈال دیئے۔ مسلمان کے کپڑے تو بچ گئے اور یہودی کے مکمل طور پر جل گئے۔ یہ دیکھ کر یہودی مسلمان ہو گیا۔ (نزہت المجالس)

صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ۔

حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ نے کسی شخص سے کہا کہ جب تو بیمار ہو یا کہیں درد ہو تو مقامِ مرض یا درد پر اپنا ہاتھ رکھ کر یہ دُعا پڑھو: بِسْمِ اللّٰهِ اَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ مِنْ وَّجَعِيْ هٰذَا۔ پھر ہاتھ اُٹھا لے اور دوبارہ ایسا ہی کرے طاق عدد کا خیال کرکے تین یا پانچ بار پڑھ کر دم کرے۔ مرض جاتا رہے گا ان شاء اللہ۔ کیونکہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے مجھ سے یہ حدیث بیان کی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن سے یہ حدیث بیان کی تھی اس کو ترمذی رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے۔ علاوہ ازیں داڑھ یا دانت درد کے لئے یہ تدبیر ہے کہ لہسن (تھوم) آگ پر گرم کرکے دانت یا داڑھ میں دبا دیا جائے۔ درد جاتا رہے گا۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ایک شخص نے کہا کہ مجھ سے ایک گناہ سرزد ہو گیا ہے، فرمایا تیرے لئے توبہ ہے: پہلے تو اس سے مُنہ پھیر لیا تھا پھر دوبارہ اس کی طرف متوجہ ہوئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ اس کی دونوں آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے ہیں اور فرمایا کہ جنت کے آٹھ دروازے ہیں وہ سب کے سب بند ہوتے ہیں اور کھلتے نہیں سوائے بابِ توبہ کے کہ اس دروازے پر ایک فرشتہ مقرر ہے اور وہ دروازہ قیامت تک بند نہ ہو گا۔ پس تو رحمتِ خداوندی سے نااُمید نہ ہو۔ ارشادِ خداوندی ہے لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ۔

اللہ عزّوجلّ کی شان

حدیث پاک میں وارد ہوا ہے کہ خدا تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ میں نے خیر اور شر دونوں کو پیدا کیا ہے۔ اُسے مژدہ ہو جسے

میں نے خیر کے لئے پیدا کیا ہے اور جس کے ہاتھ سے میں خیر کو جاری کرتا ہوں۔ اور اس کے لئے تباہی ہو جس کو میں نے شر کے لئے پیدا کیا ہے اور اس کے ہاتھ سے شر کو جاری کرتا ہوں۔ اس کو تباہی پھر تباہی (جو پھر سے حکم سے)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے اپنے منہ میں چنگاری رکھ لینا اس سے زیادہ پسندیدہ ہے کہ میں جو چیز واقع ہو، اس کے لئے کہوں کہ کاش نہ ہوتی۔ یا جو نہ ہوئی ہو اس کے لئے کہوں کاش یہ ہو جاتی۔

حکایت

ابوالحسن علی عارف باللہ احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ کے بھانجے فرماتے ہیں کہ ایک بار میں شیخ کے خلوت خانے کے دروازے پر بیٹھا ہوا تھا اور اس میں ان کے سوا کوئی نہ تھا۔ اسی اثنا میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص ان کی طرف بڑھ رہا ہے جس کو میں نے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔ وہ بڑی دیر تک بیٹھا رہا۔ پھر دیوار کے روشن دان سے پرندہ کی طرح نکل کر چلا گیا۔ میں نے آپ سے اس کی نسبت پوچھا تو فرمانے لگے کہ یہ وہی تھے جن کے متعلق خدا نے بحر محیط کی حفاظت سپرد کی ہے اور یہ خواص اربعہ میں سے تھے لیکن تین دن، ماہ یا سال سے یہ اس سے الگ کر دیے گئے ہیں۔ وجہ یہ ہوئی کہ ایک جزیرہ پر بارش ہوئی تھی تو یہ اپنے جی میں کہنے لگے کہ اگر یہ بارش آبادی میں ہوتی تو بہتر ہوتا۔ پھر خدا تعالیٰ سے مغفرت چاہی۔ میں نے کہا۔ آپ نے انہیں آگاہ کیوں نہ کر دیا۔ کہنے لگے مجھے ان سے شرم آئی۔ میں نے کہا اگر آپ اجازت دیں تو میں انہیں آگاہ کر دوں۔ انہوں نے کہا، اچھا اپنا سر گریبان میں جھکا۔ میں نے ایسا ہی کیا

اس کے بعد مجھے آواز دی کہ اے علی! میں نے سر جو اٹھایا تو دیکھتا کیا ہوں کہ بحر محیط کے درمیان جزیرہ میں ہوں اور اس شخص کو وہاں دیکھا۔ میں نے اُسے اطلاع کر دی۔ پھر مجھے اس نے قسم دلائی کہ میں اس کا خرقہ اس کی گردن میں ڈال کر اُسے منہ کے بل گھسیٹوں اور یہ پکارتا جاؤں کہ جو خدا کے کام پر اعتراض کرے اس کی یہی سزا ہے۔ میں نے اس کا مصمم ارادہ کیا ہی تھا کہ مجھے ہاتف نے آواز دی اسے چھوڑ دے۔ آسمان کے فرشتے گریہ و فریاد کرتے ہوئے اس کے سفارشی ہوئے ہیں، ہم نے اسے معاف کر دیا۔ اس وقت کچھ دیر کے لئے میں بے ہوش ہوا۔ ہوش آیا تو میں نے پھر اپنے آپ کو حضرت شیخ احمد رفاعی کی خدمت میں حاضر پایا۔ (نزہۃ المجالس)

ایک بار حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی اے رب! مجھے ایسی چیز بتلا دے جس میں آپ کی رضا ہو کہ میں اُسے کروں۔ خدا نے اُن کے پاس وحی بھیجی کہ میری رضا اسی میں ہے کہ تم میری قضا پر راضی رہو۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "جس دوست سے تمہیں کوئی مالی یا جسمانی، اخلاقی یا روحانی فائدہ نہیں پہنچتا وہ عملاً عقلاً دشمن کے قریب ہے۔" "طلب علم صلوٰۃ نوافل سے افضل ہے۔" (امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ)

حکایت

حضرت ربیعۃ الرائے رحمۃ اللہ علیہ وہ بزرگ ہیں جن کے شاگرد حضرت امام مالک اور حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہما تھے۔ آپ کے والد فوج میں ملازم تھے اور گھر خرچ بھیجتے رہتے تھے۔ ستائیس ۲۷ سال بعد واپس آئے تو دیکھا کہ مسجد میں ایک خوبصورت شخص درس دے رہا ہے۔ دل میں

تمنا پیدا ہوئی کہ کاش یہ میرا بیٹا ہوتا۔ گھر آئے تو بیوی سے پوچھا کہ وہ تیس ہزار (۳۰۰۰۰) اشرفیاں کہاں ہیں؟ انہوں نے کہا "سنبھال کر رکھی ہوئی ہیں۔ اتنے میں اُن کے صاحبزادے حضرت ربیعۃ الرائے تشریف لے آئے۔ بیوی نے فوراً کہا کہ وہ تمہاری تیس ہزار اشرفیاں آ گئی ہیں جو میں نے سب اُن کی تعلیم پر صرف کر دی ہیں۔ باپ یہ سُن کر بے حد مسرور ہوا۔ اور بیوی کی اِس حصولِ علم کی کوشش پر اُسے مبارک باد کہی۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان مبارک ہے کہ علم خدا کا نور ہے جو گنہگاروں اور بدبختوں کو نہیں دیا جاتا۔

- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے باوجود اپنی بزرگی و مرتبہ کے (کہ خاندانِ نبوّت سے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا زاد بھائی) حضرت زید بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ کی رکاب اپنے ہاتھ سے تھامی اور فرمایا کہ ہم کو اپنے علماء کے ساتھ ایسا ہی برتاؤ کرنے کا حکم ملا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا "جس نے مجھے ایک حرف بھی پڑھایا میں اُس کا غلام ہوں چاہے وہ مجھے بیچے یا آزاد کرے یا غلام بنائے رکھے۔
- ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے شاگرد اور تابعی ہیں۔ یہ جب حضرت انس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو اُن کے ہاتھوں کو بوسہ دیتے۔ اس لیے حضرت انس رضی اللہ عنہ اپنی لونڈی سے کہتے ذرا میرے ہاتھوں کو خوشبو لگا دے جب وہ آئے گا تو بے ہاتھ چومے نہ مانے گا۔
- خوش اخلاق جنت میں اعلیٰ مراتب پائے گا اگرچہ عبادت کم رکھتا ہو۔

- میزانِ عمل میں سب سے بھاری عمل حُسنِ خلق ہے۔ (حدیث)
- روزی کی وسعت آدمی کے لئے دین کی سلامتی اور دل کے لئے فراغت کا سبب ہے۔
- خداوند کریم کی تقسیم پر راضی ہونا سچا ایمان ہے۔ (اویس قرنی رضی اللہ عنہ)
- محنتی کے سامنے پہاڑ کنکر اور سُست کے سامنے کنکر پہاڑ دکھائی دیتا ہے۔
- سکندر سے پوچھا گیا کہ بادشاہ دلیر کا کیا نشان ہے؟ کہا کہ جو یہ نہ پوچھے کہ دشمن کس قدر ہیں؟ بلکہ یہ پوچھے کہ کہاں ہیں؟
- چھ کاموں میں جلدی کرنا سنّتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ہے: (۱) مہمان کو کھانا کھلانا (۲) مُردے کی تجہیز و تکفین (۳) جب لڑکی بالغ ہو جائے اس کی شادی کر دینا (۴) قرض ادا کرنا (۵) گناہ سے توبہ کرنا (۶) اذان سُن کر مسجد میں جانا۔
- دس چیزیں دس چیزوں کو کھا جاتی ہیں: (۱) نیکی بدی کو (۲) تکبّر علم کو (۳) توبہ گناہ کو (۴) جھوٹ رزق کو (۵) عدل ظلم کو (۶) غم عمر کو (۷) غصہ عقل کو (۸) پشیمانی سخاوت کو (۹) غیبت نیک اعمال کو (۱۰) صدقہ بلا کو۔
- اُن چار ماہ میں مچھلی کھانا مضر ہے جن میں "ر" کا حرف نہیں آتا یعنی مئی، جون، جولائی، اگست۔ (یہ چار مہینے انتہائی گرم ہوتے ہیں۔) (مخزنِ اخلاق)

ابونعیم رحمۃ اللہ نے "طبّ نبوی" (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) میں لکھا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے کہ نیکوں کے مصلے پر نماز پڑھا کرو اور نیکوں کا پانی پیا کرو۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے انس! (رضی اللہ عنہ) اگر تم سے ہو سکے تو ہمیشہ باوضو رہا کرو۔ کیونکہ ملک الموت جب بندہ کی رُوح قبض کرتا ہے اور وہ باوضو ہوتا ہے تو اُس کے لئے شہادت لکھی جاتی ہے۔

(نزہت المجالس)

محبت، فرمانِ رسول کی روشنی میں

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے بالاسناد مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: اے فرزند! اگر تمہیں یہ صلاحیت ہے کہ تمہاری صبح وشام کسی جانب کدورت وبغض سے پاک ہو تو اس پر عمل کرو۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: "اے فرزند! یہ میری سنت ہے، جس نے میری سُنت کو زندہ رکھا اُس نے مجھ سے محبت کی۔ اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔" (رواہ الترمذی)

جب ایک شخص پر شراب پینے کے سلسلے میں حد جاری ہوئی تھی۔ اس پر لوگوں نے لعنت کی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعنت سے منع کرتے ہوئے فرمایا:

لَا تَلْعَنُوْهُ فَاِنَّهٗ يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ۔ (صحیح بخاری)

"اس پر لعنت نہ کرو۔ یہ اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے محبت کرتا ہے۔"

قبولیت کی ساعت

امام ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت طاؤس رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا کہ وہ ساعت جس کا انتظار (قبولیت کی ساعت) جمعہ کے دن میں کیا جاتا ہے وہ عصر کے بعد مغرب تک ہے۔ امام ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ہلال بن یسار رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک جمعہ کے دن میں ایک ایسی ساعت ہے کہ اس میں مسلمان اللہ تعالیٰ سے جو بھی خیر کی التجا کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اُسے عطا فرماتا ہے۔ ایک آدمی نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں کون سی شے مانگا کروں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ کی بارگاہ میں دنیا اور آخرت میں عافیت کی التجا کیا کرو۔ (تفسیر در منثور)

"فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ" امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت عطار رحمۃ اللہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ کے تحت فرمایا: اس سے مراد نماز جمعہ کی طرف چلنا ہے۔ امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کے تحت فرمایا کہ اس میں سعی سے مراد عمل ہے، پاؤں سے دوڑنا مراد نہیں۔ امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ آیت میں "ذِکْرِ اللّٰہ" سے مراد امام کا وعظ و نصیحت ہے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ)

امام ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب جمعہ کا سورج زائل ہو جائے تو نماز مکمل ہونے تک بیع اور تجارت حرام ہو جاتی ہے۔ (مصنف

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ جب جمعہ کے لئے اذان دی جاتی ہے تو اُس کے ساتھ ہی خرید و فروخت حرام ہو جاتی ہے۔
(تفسیر عبد الرزاق زیر آیت ہذا)

"وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ" سے مُراد، امام ابن مردویہ رحمۃ اللہ نے مذکورہ آیت کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہیں طلبِ دنیا میں سے کسی چیز کا حکم نہیں دیا گیا بلکہ اس سے مراد مریض کی عیادت، جنازہ میں شرکت، اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے بھائی کی ملاقات کے لئے نکلنا ہے۔ (تفسیر در منثور)

زیرِ آیت "وَتَرَكُوْكَ قَآئِمًا" امام احمد، ابن ماجہ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہو کر خطبہ فرمایا کرتے تھے۔ (سنن ابن ماجہ، باب فی الخطبۃ الجمعۃ)

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، مسلم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وہ مسجد میں داخل ہوئے اور عبد الرحمٰن بن ام الحکم رضی اللہ عنہ بیٹھ کر خطبہ دے رہے تھے۔ تو انہوں نے فرمایا: اس خبیث کی طرف دیکھو یہ بیٹھ کر خطبہ دے رہا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "وَتَرَكُوْكَ قَآئِمًا"۔ (اور انہوں نے آپ کو کھڑا چھوڑ دیا)
(سنن ابن ماجہ مع شرح باب فی الخطبۃ)

ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ نے حضرت مکحول رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جمعہ کے دن نماز، خطبہ کی وجہ سے مختصر کی گئی ہے۔
(مصنف ابن ابی شیبہ)

امام احمد، نسائی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بندہ جن گناہوں کا ارتکاب کرتا ہے اُن کے سبب اُسے رزق سے محروم رکھا جاتا ہے۔ دُعا کے سوا کوئی شے تقدیر کو ٹال نہیں سکتی اور نیکی کے سوا کوئی شے عُمر میں اضافہ نہیں کرتی۔
(سنن ابن ماجہ باب العقوبات)

"لِكُلِّ اَوَّابٍ حَفِيْظٍ" (ق) امام بیہقی رحمۃ اللہ نے شعب میں حضرت سعید بن سنان رضی اللہ عنہ سے "لِكُلِّ اَوَّابٍ حَفِيْظٍ" کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ جس نے اپنے گناہوں سے اپنی حفاظت کی اور پھر ایک ایک کر کے ہر ایک سے توبہ کر لی۔
(شعب الایمان، باب فی معالجۃ کل ذنب)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت انس بن خباب رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ مجاہد رضی اللہ عنہ نے مجھے کہا کہ میں تجھے "اَوَّابٍ حَفِيْظٍ" کے بارے نہ بتاؤں؟ پھر فرمایا: اس سے مراد ایسا آدمی ہے کہ جب وہ خلوت میں ہوتا ہے تو اپنے گناہوں کو یاد کرتا ہے اور پھر اُن کے لئے استغفار کرتا ہے۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ "اَوَّابٌ" وہ ہے جو گناہ کرتا ہے پھر توبہ کر لیتا ہے، پھر گناہ کرتا ہے پھر توبہ کر لیتا ہے۔ پھر گناہ کرتا ہے پھر توبہ کر لیتا ہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کا خاتمہ توبہ کے ساتھ کرتا ہے۔ (در منثور)

زیرِ آیت: وَرَفَعۡنَا لَكَ ذِكۡرَكَ۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: جبرائیل علیہ السلام نے آکر عرض کیا کہ پروردگارِ عالم ارشاد فرماتا ہے کہ آپ جانتے ہیں کہ کس چیز کے ساتھ میں نے آپ کے ذکر کو بلند کیا ہے۔ میں نے کہا اللہ تعالیٰ ہی زیادہ جانتا ہے۔ کہا کہ اس طرح پر اِذَا ذُكِرۡتُ ذُكِرۡتَ مَعِیَ۔ "جب میرا ذکر ہو آپ کا ذکر بھی میرے ساتھ ہی کیا جائے" اور میں نے پورے ایمان کو آپ کے ذکر کے ساتھ اپنے ذکر کی معیت میں لازم کیا ہے۔ یعنی لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰهِ۔ اور کہا میں نے آپ کے ذکر کو اپنا ذکر، آپ کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا ہے۔ لہٰذا جو کوئی آپ کا ذکر کرے گا وہ میرا ہی ذکر ہو گا اور آپ کی اطاعت میری ہی اطاعت ہو گی۔ مَنۡ يُّطِعِ الرَّسُوۡلَ فَقَدۡ اَطَاعَ اللّٰهَ "(جس نے) رسول (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی" اور آپ کی متابعت کو اپنی محبت کا مستلزم قرار دیا: فَاتَّبِعُوۡنِیۡ يُحۡبِبۡكُمُ اللّٰهُ۔ "فرمادو میری اتباع کرو اللہ کریم تمہیں اپنا محبوب بنا لے گا۔" اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَرَفَعۡنَا لَكَ ذِكۡرَكَ۔ "ہم نے آپ کے نام اور آپ کے ذکر کو دنیا و آخرۃ میں نبوت و شفاعت کے ساتھ بلند فرمایا ہے اور آپ کے اسمِ گرامی کو اپنے اسمِ جلالت کے ساتھ کلمۂ اسلام، اذان، نماز اور تمام خطبات میں شامل جزو قرار دیا ہے۔ کوئی بھی خطبہ دینے والا تشہد پڑھنے والا اور نماز ادا کرنے والا ایسا نہ ہو گا جو اَشۡهَدُ اَنۡ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشۡهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبۡدُهٗ وَرَسُوۡلُهٗ نہ کہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمۡ عَلٰى مُحَمَّدِ نِ النَّبِيِّ الۡاُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِهٖ بِعَدَدِ عِلۡمِكَ۔

جب حضرت سہل تستری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوا تو لوگ اُن کے جنازے پر ٹوٹ پڑے اور ایک شور برپا ہو گیا۔ شہر میں ایک یہودی رہتا تھا جس کی عمر ستّر سال تھی اُس نے جب یہ شور سُنا تو وہ بھی دیکھنے کے لیے نکلا لوگ جنازہ مبارکہ اُٹھائے جا رہے تھے جب اُس نے دیکھا تو اُس نے بآوازِ بلند کہا اے لوگو! جو مَیں دیکھ رہا ہُوں کیا تم بھی دیکھ رہے ہو؟ لوگوں نے پُوچھا تُو کیا دیکھ رہا ہے؟

اُس نے کہا مَیں دیکھ رہا ہُوں کہ آسمان سے اُترنے والوں کی قطار لگی ہُوئی ہے اور وہ جنازہ کے ساتھ برکت حاصل کرتے جاتے ہیں۔ وہ یہودی مسلمان ہو گیا اور وہ بہت اچھا مسلمان ثابت ہُوا۔ رحمۃُ اللہ تعالیٰ علیہ۔ (روض الریاحین صفحہ ۲۱)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِهٖ

ابن ماجہ میں حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا: لَا وُضُوْءَ لِمَنْ لَمْ يُصَلِّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اس کا وضو کامل نہیں ہے جس نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود نہ بھیجا۔" مطلب یہ کہ وضو کرتے وقت درود شریف پڑھنا چاہئے۔

"شرح سفر السعادۃ" میں ہے۔ بروز جمعہ امام کا منبر پر بیٹھنے سے نماز مکمل ہونے تک قبولیت کی گھڑی ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ اس دن (جمعہ) کی آخری گھڑی ہے (یعنی عصر سے غروب آفتاب تک)۔ صاحب "سفر السعادۃ" فرماتے ہیں کہ سنن سعید بن منصور میں باسناد صحیح، ابوسلمہ بن عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت مجتمع ہوئی اور اس ساعت کی تعیین میں بحث ہونے لگی اور یہ مجلس برخاست ہوئی تو کسی ایک نے اس میں اختلاف نہ کیا کہ وہ جمعہ کے دن کی آخری ساعت ہے۔

سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ انہوں نے اپنے خادم کو مقرر کیا کہ روز جمعہ کی آخری گھڑی کا خیال رکھیں اور آخر ساعت کی انہیں خبر دیں۔ جب انہیں خبر دی گئی تو وہ دعا میں مشغول ہو گئیں۔ اور ایک روایت میں غروب آفتاب کا وقت آیا ہے۔ (واللہ اعلم)

بہترین عطیہ

امام ابن السنی رحمۃ اللہ نے "عمل یوم و لیلۃ" میں اور ابو منصور شجاعی رحمۃ اللہ نے "اربعین" میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سورہ فاتحہ، آیت الکرسی اور سورہ آل عمران کی دو آیات شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اور قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ اللہ تعالیٰ کے عرش کے ساتھ لٹک رہی ہیں۔ ان کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی حجاب نہیں۔ یہ آیات کہتی ہیں: اے ہمارے رب! تو ہمیں زمین اور اپنے نافرمانوں کی طرف نازل کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جواب دیا: میں نے قسم اٹھائی ہے کہ میرے بندوں میں سے جو بھی فرض نماز کے بعد تمہیں پڑھے گا وہ جیسا بھی ہوگا، جنت میں اس کا ٹھکانا بناؤں گا، اسے فردوس میں جگہ دوں گا، ہر روز ستر (۷۰) دفعہ اس کی طرف نظر رحمت کروں گا، ہر روز ستر (۷۰) حاجتیں پوری کروں گا۔ ان میں سے کم درجہ کی حاجت اس کی بخشش ہوگی۔ اور ہر دشمن سے اسے محفوظ رکھوں گا۔ اور اس کے خلاف اس کی مدد کروں گا۔ (تفسیر دُرِّ منثور)

امام ابن ابی الدنیا نے "الدعاء" میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ میں نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ اقدس میں قرض کی شکایت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ تا بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝ پڑھ۔ ساتھ ہی یہ کلمات پڑھو: يَا رَحْمٰنَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَرَحِيْمَهُمَا تُعْطِيْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُمَا وَتَمْنَعُ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُمَا اِرْحَمْنِيْ رَحْمَةً

تُغْنِیْنِیْ بِہَا عَنْ رَّحْمَۃِ مَنْ سِوَاکَ اَللّٰھُمَّ اَغْنِنِیْ مِنَ الْفَقْرِ وَاقْضِ عَنِّیَ الدَّیْنَ وَتَوَفَّنِیْ فِیْ عِبَادِکَ وَجِہَادٍ فِیْ سَبِیْلِکَ
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے معاذ! اگر اُحد پہاڑ کے برابر بھی تم پر قرض ہو گا تو اللہ تعالیٰ اسے ادا فرما دے گا۔ (تفسیر درمنثور)

حدیث

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ اچھی یا بُری مجلس سے اُٹھتے وقت یہ کلمات پڑھ لے تو بُری بات کا کفارہ بن جاتے ہیں اور اگر ذکر اللہ کی مجلس میں پڑھ لے تو اللہ تعالیٰ اُس کے لئے اُن پر مُہر لگا دیتا ہے (محفوظ کر لیتا ہے) سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ اَسْتَغْفِرُکَ وَاَتُوْبُ اِلَیْکَ ط (المستدرک) (اسے ابوداؤد اور ابن حبان رحمہما اللہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے)

حدیث

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: باقی رہنے والی نیکیاں بہت زیادہ کیا کرو۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیک وسلم) وہ کیا ہیں؟ ارشاد فرمایا: وہ ہیں تکبیر: اَللّٰہُ اَکْبَرُ، تہلیل: لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، تسبیح: سُبْحَانَ اللّٰہِ، تحمید: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اور لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔ (الترغیب والترہیب)

تُو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے

"نزہت المجالس ۲" میں یہ حدیث موجود ہے کہ ایک شخص حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور اپنے باپ کی شکایت کی کہ وہ میرا مال لے لیتا ہے۔ باپ نے کہا: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم

جب وہ کمزور تھا اور میں قوی تھا، وہ محتاج تھا اور میں غنی تھا میں اپنے مال کی کسی شے سے اُسے منع نہ کرتا تھا۔ آج میں بوڑھا اور کمزور ہو گیا ہوں اور وہ قوی ہے، میں محتاج ہو گیا ہوں اور وہ غنی ہے اور مجھے اپنا مال دینے میں بخل کرتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس بوڑھے کی بات سن کر رونے لگے۔ پھر آپ نے اس کے لڑکے سے فرمایا: "تُو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے۔" حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: مَا عَلِمْتَ اَنَّکَ وَمَا لُکَ مِنْ کَسْبِ اَبِیْکَ۔ اَنْتَ وَمَالُکَ لِوَالِدِکَ۔ (عن ابن عمر منتخب کنزالعمال علی المسند جلد ۶)

والدین کی طرف محبت سے دیکھنا ایک مقبول حج کا ثواب ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرنے والی اولاد اپنے والدین کی طرف ایک مرتبہ رحمت اور محبت سے دیکھے تو اُس کے لئے ہر نظر کے بدلے اللہ تعالیٰ ایک مقبول حج کا ثواب لکھ دیں گے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: "اگرچہ سو (۱۰۰) مرتبہ نظر کرے؟" ارشاد فرمایا: "ہاں اللہ بہت بڑا ہے اور نقصان سے پاک ہے۔" (مشکوٰۃ شریف)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھنے والوں پر موت کے وقت اور قبر میں کوئی وحشت نہیں ہو گی۔ گویا میں اُنہیں دیکھ رہا ہوں کہ اس چیخ اور زوردار آواز کے وقت مٹی

کو اپنے سروں سے جھاڑ رہے ہیں۔ اور کہہ رہے ہیں اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَذْھَبَ عَنَّا الْحُزْنَ "سب تعریف اللہ کے لئے ہے جس نے ہم سے غم کو دور کیا۔" (مجمع الزوائد) اس حدیث کو طبرانی علیہ الرحمۃ نے نقل کیا ہے)۔

کریم ابن کریم کون تھا

امام احمد اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہما نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: الکریم بن الکریم بن الکریم بن الکریم یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہم السلام تھے۔

سبع مثانی سے کیا مراد ہے؟

وَلَقَدْ اٰتَیْنٰکَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِیْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِیْمَ ۝ "اور بے شک ہم نے عطا فرمائی آپ کو سات آیات جو بار بار پڑھی جاتی ہیں۔"

امام بغوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت عمر، حضرت علی اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہم کے نزدیک "سبع مثانی" سے مراد سورۃ فاتحہ کی سات آیات ہیں حضرت قتادہ، عطار، حسن، سعید بن جبیر رضی اللہ عنہم کا بھی یہی قول ہے۔ (تفسیر بغوی)

امام بخاری نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اُمّ القرآن یہی سات آیتیں ہیں اور قرآن عظیم ہیں۔ سورۃ فاتحہ کو سبع مثانی کہنے کی کئی وجوہات بیان کی گئی ہیں: ابن عباس قتادہ اور حسن رضی اللہ عنہم نے فرمایا: یہ نماز میں دہرائی جاتی ہے

اور ہر رکعت میں پڑھی جاتی ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، میں نے نماز کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان نصف نصف تقسیم کر دیا ہے۔ الحسین بن فضل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سورۃ فاتحہ کو سبع مثانی کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ دو مرتبہ نازل ہوئی۔ ایک مرتبہ مکہ میں اور ایک مرتبہ مدینہ میں۔ اور ہر بار اس کے ساتھ ستر ہزار فرشتے آئے۔ مجاہد علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس سورۃ کو اس اُمت کے لئے ذخیرہ فرمایا اور اس اُمت کے لئے اس کو مستثنیٰ فرمایا، کسی اور اُمت کو یہ سورۃ مبارکہ عطا نہیں فرمائی۔ (درِ منثور)

امام احمد، مسلم، ترمذی، ابن ماجہ اور بغوی رحمہم اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے سے کمتر کو دیکھو اپنے سے بلند تر کو نہ دیکھو، یہ زیادہ بہتر ہے تاکہ تم پر اللہ کی جو نعمتیں ہیں اُن کو حقیر نہ سمجھو۔ (تفسیر بغوی)

امام احمد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، محمد بن نصر، بیہقی رحمہم اللہ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ میں نے عرض کی: "یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! اگر مجھے لیلۃ القدر کا اتفاق ہو جائے تو میں کیا کہوں؟" تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، اس طرح کہو: اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ۔ (سنن ترمذی جلد ۲)

حدیث : حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آدمی کا باجماعت نماز ادا کرنا اس کے تنہا پڑھنے سے ستائیس ۲۷ درجے زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔ (دارمی)

حدیث : حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے زیادہ مختصر مگر مکمل نماز پڑھایا کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے لوگو! تم میں سے بعض لوگ (دوسروں کو) متنفر کر دیتے ہیں جو کوئی لوگوں کو نماز پڑھاتے اسے مختصر نماز پڑھانی چاہیے۔ کیونکہ لوگوں میں بڑی عمر کے، کمزور اور کام کاج کرنے والے ہوتے ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں جب تم مجھ سے کوئی حدیث سنو تو اس کی آپس میں تکرار کیا کرو۔

عبدالرحمٰن بن ابو لیلیٰ بیان کرتے ہیں حدیث کا مذاکرہ کیا کرو کیونکہ مذاکرے کے ذریعے ہی حدیث کو زندہ رکھا جا سکتا ہے۔

اعمش رحمہم اللہ فرماتے ہیں اسمٰعیل بن رجاء مدرسے کے بچوں کو اکٹھا کر کے ان کے سامنے حدیث بیان کرتے تھے۔ اس طرح خود ان احادیث کو یاد رکھتے تھے۔

حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں، تم سب لوگوں کے سامنے حدیث بیان کرو، خواہ انہیں اس کی خواہش ہو یا نہ ہو کیونکہ اس طرح وہ حدیث تمہارے سامنے یوں ہو گی جیسے تمہارے سامنے کوئی تحریر ہے جسے تم پڑھ رہے ہو۔

حدیث علقمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حدیث کا مذاکرہ کرو کیونکہ اس کا ذکر کرنا ہی اس کی زندگی ہے۔

حدیث حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا: مجھے کوئی ایسی چیز بتا دیں جسے میں مضبوطی سے تھام لوں۔ آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: لَا یَزَالُ لِسَانُکَ رَطْبًا مِّنْ ذِکْرِ اللّٰہِ۔ "تمہاری زبان ہمیشہ اللہ کے ذکر سے تر رہنی چاہیے۔" (الترغیب)

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ گناہ سے فوراً توبہ واجب ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ "توبہ خدا پر انہی کے لئے ہے جو نادانی میں برائی کر بیٹھتے ہیں پھر عنقریب ہی توبہ کر لیتے ہیں۔" پس جب بندہ توبہ کرنے میں جلدی کرتا ہے تو اس کا گناہ مٹ جاتا ہے جیسا کہ نجاست جب تک تر رہتی ہے آسانی سے دُور ہو جاتی ہے۔ خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ "نیکیاں، برائیوں کو دُور کر دیتی ہیں۔" پس نیکی کے نُور کے سامنے بُرائی کی تاریکی کو طاقت نہیں ہے۔ جیسے صابون کے سامنے میل کی کچھ حقیقت نہیں۔

قرطبی رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے۔ گھر میں مکڑی کا جالا لگا رہے تو محتاجی پیدا کرتا ہے اور اصطبل میں جالا لگا رہنے سے جانور کمزور ہو جاتے ہیں۔ ابن ملقن رحمہ اللہ نے عمدہ بیان کیا ہے کہ مکڑی کا مارنا مستحب ہے۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے مکڑی کو مار ڈالو وہ شیطان ہوتی ہے۔ اور اس کی اصل یہ ہے کہ یہ ایک جادوگرنی تھی۔

قرآن اور شہد کو لازم پکڑو۔

زہری رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ شہد کا استعمال لازم کر لو کیونکہ وہ حافظہ کے لئے نہایت عمدہ ہے۔ ابن ماجہ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ جو شخص ہر ماہ تین دن صبح کے وقت شہد چاٹ لیا کرے اُس کو کوئی بڑی بیماری نہ ہو گی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم اپنے اوپر دو شفاؤں کو لازم کر لو۔ شہد اور قرآن کو۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شہد میں پانی ملا کر نہار منہ استعمال فرماتے تھے اور صحت کے حق میں یہ عجیب حکمت ہے کیونکہ شہد سے بڑھ کر جسم کے لئے کوئی شے نافع نہیں ہے۔ "ربیع الابرار" میں ہے کہ نہار منہ شہد پینا فالج سے امن میں رکھتا ہے۔ "کتاب البرکۃ" میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے جو کوئی ہر ماہ ایک بار شہد پی لیا کرے تو وہ ستر بیماریوں سے امن میں رہے گا۔

(نزہۃ المجالس)

"نزہۃ المجالس" میں ہے کہ کسی نے کسی فوت شدہ کو خواب میں دیکھا۔ پوچھا، حق تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ اُس نے کہا میرے اعمال تولے گئے تو نیکیوں پہ بدیوں کا پلہ بھاری رہا۔ اسی وقت یکایک ایک تھیلی نیکیوں کے پلڑے میں آ پڑی تو وہ بھاری ہو گیا۔ پھر میں نے اس تھیلی کو کھول کر دیکھا تو اس میں ایک مٹھی خاک تھی جو میں نے ایک مسلمان کی قبر پہ ڈالی تھی۔

حکایت

جب حضرت ملک الموت علیہ السلام بندہ مومن کی روح قبض کرنے کے لئے آتے ہیں تو کہتے ہیں تیرا رب تجھے سلام فرماتا ہے۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب ملک الموت علیہ السلام مومن کی روح قبض کرنے کے لئے آتا ہے تو کہتا ہے تیرا رب تجھے سلام فرما رہا ہے۔ (تفسیر مظہری)

امام بیہقی رحمۃ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مغرب کے بعد دو رکعتوں میں اور نماز فجر سے پہلے دو رکعتوں میں قُلْ یٰاَیُّهَا الْکٰفِرُوْنَ اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھتے تھے۔

امام ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت نوفل بن معاویہ اشجعی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: جب تو سونے کے لئے بستر پہ آئے تو قُلْ یٰاَیُّهَا الْکٰفِرُوْنَ پڑھا کر کیونکہ جب تو یہ پڑھے گا تو شرک سے بری اور محفوظ رہے گا۔

بچھو کاٹے کا علاج

امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے "الصغیر" میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نماز پڑھتے ہوئے بچھو نے ڈس لیا۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ بچھو پر لعنت کرے یہ نہ نبی کو چھوڑتا ہے نہ دوسرے کو۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پانی اور نمک منگوایا اور اس پر ملنے لگے۔ اور ساتھ قُلْ یٰاَیُّهَا الْکٰفِرُوْنَ ○ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ○ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ○ پڑھتے رہے۔

حدیث

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص رات کو اُٹھ کر نماز (تہجد) پڑھتا ہو پھر اس پر نیند غالب آجائے۔ (رات کو اُٹھ نہ سکے) كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ اَجْرَ صَلٰوتِهٖ وَكَانَ نَوْمُهٗ عَلَيْهِ صَدَقَةً "اللہ تعالیٰ اس کے لئے نماز کا اجر لکھ دیتا ہے اور نیند اُس پر صدقہ ہوتی ہے۔ (اللہ تعالیٰ کی طرف سے)" (مالک، ابوداؤد اور نسائی نے روایت کیا)

نمازِ چاشت کی فضیلت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جنت میں ایک دروازہ ہے جسے ضحیٰ کہا جاتا ہے۔ جب قیامت کا دن ہوگا ایک منادی ندا کرے گا: اَيْنَ الَّذِيْنَ كَانُوْا يُدِيْمُوْنَ صَلٰوةَ الضُّحٰى هٰذَا بَابُكُمْ فَادْخُلُوْهُ بِرَحْمَةِ اللّٰهِ "کہاں ہیں وہ لوگ جو نماز چاشت کی پابندی کیا کرتے تھے تمہارا دروازہ یہ ہے، چلو اللہ کی رحمت کے ساتھ اس میں داخل ہو جاؤ۔" (اسے طبرانی نے روایت کیا ہے "اوسط" میں)

حدیث

حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: فرماتے ہیں حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تمہیں وہ حدیث نہ سناؤں جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کئی مرتبہ سُنی۔ حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے کئی مرتبہ سُنی ہے؟ میں نے کہا، ضرور سنائیے: تو فرمانے لگے جس نے صبح اور شام کے وقت پڑھا: اَللّٰهُمَّ اَنْتَ خَلَقْتَنِيْ وَاَنْتَ تَهْدِيْنِيْ وَاَنْتَ تُطْعِمُنِيْ وَاَنْتَ تُسْقِيْنِيْ وَاَنْتَ تُمِيْتُنِيْ وَاَنْتَ تُحْيِيْنِيْ

"اے اللہ! تو نے مجھے پیدا کیا تو نے مجھے ہدایت بخشی، تو مجھے کھلاتا ہے اور تو ہی پلاتا ہے، تو ہی مجھے موت دے گا اور تو ہی دوبارہ زندہ کرے گا۔" پھر عبداللہ بن سلیم رضی اللہ عنہ سے میری ملاقات ہوئی تو میں نے کہا میں تمہیں وہ حدیث سناؤں جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کئی بار اور حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے کئی بار سُنی ہے۔ وہ بولے ضرور سنائیں۔ تو میں نے انہیں یہ حدیث سنائی۔ کہنے لگے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ کلمات اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عطا فرمائے تھے۔ وہ ان کے ساتھ ہر روز سات بار دُعا فرمایا کرتے تھے۔ تو وہ جو چیز بھی اللہ سے مانگتے اللہ انہیں عطا فرما دیتا تھا۔ جو شخص بھی یہ دُعا پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے جو بھی مانگے گا اللہ تعالیٰ اسے ضرور عطا فرمائے گا۔ (اسے طبرانی نے اوسط میں باسناد حسن روایت کیا)

آخر میں یہ پڑھے: اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّيْ لَا رَبَّ لِيْ سِوَاكَ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ ط

حدیث

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سُنا: اِقْرَءُوا الْقُرْاٰنَ فَاِنَّهٗ يَاْتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَفِيْعًا لِّاَصْحَابِهٖ "قرآن پڑھا کرو کیونکہ یہ بروز قیامت اپنے پڑھنے والے کے لئے شفیع بن کر آئے گا۔" (مسلم)

حدیث

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں، نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ بندے کی کوئی چیز اتنے غور سے (محبت سے) نہیں سنتا جتنے غور سے اس کی دو رکعت نماز سنتا ہے۔ بندہ جب تک نماز میں رہتا ہے

نیکی اُس کے سر پر سایہ فگن رہتی ہے۔ مَا تَقَرَّبَ الْعِبَادُ اِلَی اللّٰہِ مَا خَرَجَ مِنْہُ یعنی الْقُرْاٰنُ۔ اور بندے کسی عمل سے اتنا قُربِ الٰہی نہیں پا سکتے جتنا کہ قرآن کے ذریعے پا سکتے ہیں۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "تلاوتِ قرآن ضرور کیا کرو کہ یہ زمین میں تمہارے لئے نور اور آسمانوں میں تمہارے لئے (نیکیوں کا) خزانہ (ذخیرہ) ہوگا۔

حدیث حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: گھروں میں سب سے حقیر گھر وہ ہے جس میں اللہ کی کتاب (قرآن) میں سے کچھ بھی نہیں پڑھا جاتا۔" (اسے حاکم نے موقوفاً روایت کیا اور فرمایا بعض نے اسے مرفوعاً روایت کیا ہے)۔

حدیث حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس شخص کے دل میں قرآن کا کوئی حصہ محفوظ نہیں وہ ویران گھر جیسا ہے اور ویران دل میں شیطان ڈیرہ جماتا ہے۔

حدیث حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص قرآن حکیم پڑھ کر بھلا دے وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ اس پر کوڑھ طاری ہوگا۔ (العیاذ باللہ) (الترغیب والترہیب)

حدیث حضرت ایاس بن معاویہ مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: رات کو نماز (نفلِ تہجد) ضروری ہے چاہے بکری کا دودھ دوہنے کے وقت کے برابر (مختصر) ہو۔ اور جو رات یعنی عشاء کی نماز کے بعد نوافل

ہیں وہ بھی رات کی نماز یعنی تہجد سے ہی ہیں۔ (اسے طبرانی علیہ الرحمۃ نے روایت کیا ہے) (محمد بن اسحاق علیہما الرحمۃ کے بغیر اس کے تمام راوی ثقہ ہیں)

حدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک جب مومن کو اللہ تعالیٰ رات کے وقت اُس کی جان واپس کر دیتا ہے۔ (بندے کی آنکھ کھل جاتی ہے) تو یہ اُس کی تسبیح و تحمید کرتا ہے اور استغفار کرتا ہے پھر وہ کوئی دُعا کرتا ہے تو اُس کی دُعا قبول ہوتی ہے۔ (ابن ابی الدنیا)

حدیث حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جس کسی نے رات کو حرکت کرتے وقت (آنکھ کھلتے وقت) دس بار بسم اللہ، دس بار سُبحان اللہ اور دس بار اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَکَفَرْتُ بِالطَّاغُوْتِ۔ (میں اللہ پر ایمان لایا اور باطل کا انکار کیا) پڑھ لیا اُسے ہر ایسے گناہ سے بچا لیا جائے گا جس میں پڑنے کا اُسے خوف تھا اور دوسری رات بھی اُس کو اسی طرح گناہ سے بچا لیا جائے گا۔ (اسے طبرانی نے اوسط میں روایت کیا ہے)

حدیث حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جسے اِس بات کا خوف ہو کہ رات کے آخری حصے میں اُٹھ نہ سکے گا وہ رات کے اوّل حصے میں (فرض عشاء کے بعد) وتر پڑھ لیا کرے اور جسے آخری پہر کو اُٹھنے کی اُمید ہو وہ رات کے آخری پہر ہی میں وتر پڑھے کیونکہ رات کے آخری پہر کی نماز (تہجد) مشہودہ و

محضورہ ہے۔ (اُس وقت ملائکۂ رحمت نازل ہوتے ہیں) "وَذٰلِكَ اَفْضَلُ" اور یہی افضل ہے۔ (مُسلم، ترمذی، ابن ماجہ وغیرہم) (الترغیب و الترہیب)

عصر کی سُنّتوں کی فضیلت (حدیث)

سیّدہ اُم المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے عصر کی نماز سے پہلے چار رکعت (سُنّتوں کی) پابندی کی اللہ تعالیٰ اُس کے لئے جنّت میں ایک گھر بنائے گا۔ (الترغیب والترہیب)

حدیث سیّدہ اُم المومنین اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت فرماتی ہیں کہ آپ نے فرمایا جو آدمی عصر سے پہلے چار رکعتیں (سُنّتیں) پڑھے اللہ تعالیٰ اُس کے جسم کو آگ پر حرام فرما دیتا ہے۔ (طبرانی فی الکبیر)

حدیث سیّدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا میری اُمّت ہمیشہ یہ عصر کی چار سُنّتیں عصر سے پہلے پڑھتی رہے گی حتیٰ کہ زمین پر بخشش ہوتی چلے گی کہ ان (میری اُمّت) کے لئے حقیقی بخشش ہو گی۔ (طبرانی نے اسے اوسط میں روایت کیا ہے اور یہ حدیث غریب ہے)

سُورۂ بقرہ کی فضیلت

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں: اپنے گھروں میں سورۂ بقرہ پڑھتے رہا کرو کیونکہ شیطان اُس گھر میں داخل نہیں ہوتا جس میں یہ پڑھی جائے۔

حدیث سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص رات دن میں بارہ (۱۲) رکعت (سُنّتِ موکّدہ) پابندی سے پڑھے دَخَلَ الْجَنَّةَ "وہ جنّت میں داخل ہو گا"۔ چار رکعت ظہر سے پہلے دو ظہر کے فرضوں کے بعد، دو مغرب کے فرضوں کے بعد، دو عشاء فرضوں کے بعد اور دو فجر کے فرضوں سے پہلے۔

حدیث سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نوافل میں کسی پر اتنی سخت پابندی نہیں فرماتے تھے جتنی کہ فجر کی دو سُنّت (رکعتوں) پر فرماتے تھے۔ مُسلم شریف کی ایک روایت میں ہے۔ فرمایا: لَهُمَا اَحَبُّ اِلَیَّ مِنَ الدُّنْیَا جَمِیْعًا۔ "یہ دونوں رکعتیں (فجر کی سُنّتیں) مجھے ساری دُنیا سے زیادہ محبوب ہیں"۔ (الترغیب والترہیب)

باوُضو سونے کی فضیلت: حدیث:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص رات کو باوضو ہو کر سوئے تو ایک فرشتہ رات بھر اس کے بستر کے ساتھ رہتا ہے۔ یہ سونے والا جب بھی بیدار ہوتا ہے تو فرشتہ کہتا ہے: "اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِعَبْدِكَ فُلَانٍ فَاِنَّهٗ مَاتَ طَاهِرًا"۔ "اے پروردگار! اپنے فلاں بندے (اس کا نام لیتا ہے) کی مغفرت فرما دے، کیونکہ یہ باوضو ہو کر سویا تھا"۔ (اسے ابن حبان رحمۃ اللہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔)

حدیث: حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اَلْوِتْرُ حَقٌّ فَمَنْ لَّمْ یُوْتِرْ فَلَیْسَ مِنَّا۔" وتر حق ہے جو وتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں۔ (آپ نے تین بار فرمایا)

وتر

نماز وتر واجب ہے۔ اگر چھوٹ جائے تو اُس کی قضا واجب ہے۔ (الترغیب والترہیب)

غصہ پی جانے کی فضیلت

حدیث: حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو بندہ غصہ کو پی جائے حالانکہ وہ انتقام لینے پر قادر ہو تو اللہ تعالیٰ اسے تمام لوگوں کے سامنے بلائے گا حتیٰ کہ اُسے اختیار دے گا کہ خوبصورت آنکھوں والی حوروں میں سے جسے چاہے پسند کرلے۔ (اسے ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ نے روایت کیا)

حدیث: حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے کھانا کھایا پھر کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنِیْ ھٰذَا الطَّعَامَ وَرَزَقَنِیْہِ مِنْ غَیْرِ حَوْلٍ مِّنِّیْ وَلَا قُوَّةٍ (ترجمہ: سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے مجھے یہ کھانا کھلایا اور بغیر میری طاقت و اختیار کے اُسے میرا رزق بنایا۔) اُس کے پہلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ (اسے ابوداؤد، ابن ماجہ اور ترمذی رحمہم اللہ نے روایت کیا)

مُسَبَّعَاتِ عَشر

علامہ ابن عابدین رحمۃ اللہ نے اپنی ثبت میں شیخ محمد البدیری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے "مسبعاتِ عشر" کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا جو شخص یہ مُسبعاتِ عشر اِسی ترتیب سے روزانہ پڑھتا ہے تو وہ دُنیا اور آخرت کی تمام مُہلکات سے نجات پاتا ہے اور یہ گناہوں کا کفارہ ہیں اور تمام آفات سے محفوظ قلعہ ہے۔ اور یہ نفع ہیں عارف ربانی شیخ محمد الکبیر البکری الصدیقی رحمۃ اللہ علیہ کے صلوات کے برابر ہے جبکہ یہ مشہور ہے کہ یہ "صلوات" مبارکہ آپ کو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود املاء کرائے۔

پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ ہر روز صبح کو آفتاب کے نکلنے اور زمین پر پھیلنے سے پیشتر اور شام کو غروب سے پہلے باوضو سورۃ الحمد شریف سات بار، قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ سات بار، قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ سات بار، قُلْ ھُوَ اللّٰہُ سات بار، قُلْ یٰۤاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ سات بار، اٰیَةُ الْکُرْسِیّ سات بار، سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ سات بار، اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الْحَبِیْبِ الْعَالِی الْقَدْرِ الْعَظِیْمِ الْجَاہِ وَعَلٰۤی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلِّمْ سات بار، اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِجَمِیْعِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ الْاَحْیَآءِ مِنْھُمْ وَالْاَمْوَاتِ ۔ اِنَّکَ قَرِیْبٌ مُّجِیْبُ الدَّعَوَاتِ یَا قَاضِیَ الْحَاجَاتِ بِرَحْمَتِکَ یَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ سات بار اَللّٰھُمَّ افْعَلْ بِیْ وَبِھِمْ عَاجِلًا وَّاٰجِلًا فِی الدِّیْنِ وَالدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ مَآ اَنْتَ

لَهٗ اَهْلٌ وَّ لَا تَفْعَلْ بِنَا يَا مَوْلَانَا مَا نَحْنُ لَهٗ اَهْلٌ اِنَّكَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ جَوَّادٌ كَرِيْمٌ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ سات بار، ہر سورۃ اور آیۃ الکرسی کو بسم اللہ کے ساتھ پڑھے، ناغہ نہ کرے۔

حضرت آدم و حوّا علیہما السّلام

حضرت آدم علیہ السلام اپنی وحشت کے دفع کے واسطے اپنے جی میں آرزو کرتے تھے کہ کاش میرا کوئی ہم جنس پیدا ہو، تاکہ اس کی صحبت سے میں اُنسیت پکڑتا۔ حق تعالیٰ نے اُن پر رحم فرمایا اور فرشتوں کو حکم ہُوا کہ آدم علیہ السّلام کے پہلوئے چپ (بائیں پسلی) کو اُس وقت چیریں جب وہ سو رہے ہوں۔ فرشتوں نے بائیں پسلی چیر کر ایک خوبصورت عورت نکالی اور ایک لمحہ میں اُس کا قد و قامت صحیح سالم اور درست ہو گیا۔ آدم علیہ السّلام جب بیدار ہوئے تو دیکھا کہ ایک عورت اُن کی ہم جنس اُن کے پہلو میں بیٹھی ہے۔ پوچھا، تُو کون ہے؟ اللہ تعالیٰ کا حکم آیا یہ میری لونڈی ہے نام اس کا حوّا ہے۔ تیری اُنسیت کے واسطے میں نے اسے پیدا کیا ہے۔

حضرت حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک عورت نے شیخ المشائخ حسن بصریؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر درخواست کی کہ "یا شیخ میری ایک بیٹی گزر چکی ہے اس کو خواب میں دیکھنا چاہتی ہوں۔" حسن بصریؒ نے فرمایا کہ "بعد نماز عشاء چار رکعت نماز ادا کرو ہر رکعت میں فاتحہ شریف کے بعد سورۃ "اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ" ایک ایک بار پڑھو، پھر دایاں کروٹ لیٹ کر نیند آنے تک سیّد السادات، صاحب مُعجزات علیہ الصلوٰۃ والسلام پر دُرود شریف بھیجتی جاؤ"

عورت حکم بجا لائی اور خواب میں بیٹی کو دیکھ لیا مگر اُس کو عذاب میں مُبتلا پایا۔ گندھک کے لباس میں ملبوس، دونوں ہاتھ جکڑے ہوئے، اور دونوں پاؤں میں زنجیریں پڑی ہوئی دیکھیں۔ خواب سے بیدار ہو کر، حضرت حسن بصریؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر تمام حالتیں بیان کیں۔ حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا کہ "راہِ خُدا میں حسبِ طاقت صدقات و خیرات کرو۔ بہت مُمکن ہے کہ ارحمُ الرّاحمین اُسے چُھٹکارا عطا کر دے۔"

خواجہ حسن بصریؒ نے رات کو جب آرام فرمایا تو خواب میں دیکھا کہ گویا وہ باغِ جنّت میں ہیں۔ وہاں ایک حسین و جمیل دوشیزہ پر نظر پڑی، جو کرسی پر بیٹھی ہوئی ہے اور اس کے سر پر نُور کا تاج ہے۔ اُس دوشیزہ نے درخواست کی کہ "اے شیخ بصریؒ! کیا آپ نے مجھے پہچانا؟" جواب دیا کہ "نہیں"! تو لڑکی نے کہا "میں اُس عورت کی بیٹی ہوں جس کو آپ نے رسُول اللہ علیہ الصّلاۃ والسّلام پر دُرود بھیجتے ہُوئے سونے کا حُکم فرمایا تھا۔" حسن بصریؒ کہنے لگے "تمہاری ماں نے تو کچھ اور قسم کی حالتوں کا اظہار کیا تھا!" لڑکی بولی کہ "میری والدہ نے حالت صحیح بتائی تھی" خواجہ حسن بصریؒ نے پُوچھا

کہ "یہ درجہ آپ تم کو کیسے نصیب ہوا؟ لڑکی نے جواب دیا کہ "میری والدہ کے قول کے مطابق ہم ستر ہزار افراد عقوبتِ الٰہی میں مُبتلا تھے کہ اچانک ایک خدا رسیدہ بزرگ ہمارے مقابر کے مُقابل سے گزرا اور درُود شریف پڑھ کر ہمارے لیے ایصالِ ثواب فرمایا۔ اللہ جلّ شانہٗ نے قبول فرما کر ہم سب کو اُس مردِ صالح کے درُود کے طفیل بخش دیا۔ مجھے اِتنا حصہ نصیب ہوا ہے جس کا آپ مشاہدہ کر رہے ہیں۔ اِس واقعہ کو امام قرطبیؒ نے بھی اپنی کتاب "التذکرۃ" میں بیان فرمایا ہے۔

اُمّت کے لئے اشکباری

(یہ مضمون "البتول" سے من وعن اخذ کیا گیا ہے)

قرآنِ مجید میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے کہ ہر شخص کا داخلہ دوزخ میں ضرور ہو گا آیت کریمہ ہے۔

وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا ۚ كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ۞ ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّنَذَرُ الظّٰلِمِيْنَ فِيْهَا جِثِيًّا ۞

ترجمہ! اور تم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جس کا داخلہ (گزر) اس تک نہ ہو یہ آپ کے پروردگار پر لازم ہے جو پورا ہو کر رہے گا پھر انہیں ہم نجات دیں گے جو اللہ سے ڈرتے ہیں اور ظالموں کو اسی گھٹنوں کے بل گرے ہوئے پڑے رہنے دیں گے۔ (سورۃ مریم آیت ۷۱-۷۲)

جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی اُمت کے لئے نہایت غمزدہ اور ملول ہو گئے اور گنہگارانِ اُمّت کے غم میں مسلسل اشکباری فرمانے لگے چنانچہ مفسرین نے لکھا ہے۔

وَلَمَّا نَزَلَ قَوْلُهٗ تَعَالٰی ! وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا صَارَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ كَالْمَهْمُوْمِ عَلٰى اُمَّةِ فَاسْئَلُوْهُ عَنْ ذَالِكَ فَلَمْ يُجِبْهُمْ۔

(نزہۃ المجالس ص ۲۲۶ - ج ۲)

یعنی جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی اُمت کے لئے غمزدہ ہو گئے لوگوں نے جب اس غم واندوہ کا سبب

پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کوئی جواب نہ دیا اور پھر اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی کو کچھ بتائے بغیر جبلِ سلاح کے دامن میں ایک تنگ وتاریک غار میں تشریف لے گئے اور سربسجود ہو کر بارگاہِ خداوندی میں گنہگارانِ اُمت کی بخشش ومغفرت طلب فرمانے لگے۔

حجرۂ رسول کا بہار آفریں منظر اُداس اُداس اور خزاں آشنا معلوم ہوتا ہے یارانِ مصطفیٰ انتہائی پریشان ہیں اور ایک صحابی نے تقریباً روتے ہوئے گذریئے سے سوال کیا یا اخی تم نے ہمارے دِلوں کے سہارے خالق کے راج دُلارے تاجدارِ مدینہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی ادھر کہیں دیکھا ہے؟

چرواہا! نہیں بھائی میں تو یہ بھی نہیں جانتا کہ محمد عربی کون ہیں ہاں اس سامنے والے تنگ وتاریک غار میں کوئی شخص دن رات روتا رہتا ہے اور یاربّ اُمتی یارب اُمتی کی صدائیں دیتا رہتا ہے اس حزن وملال اور غم و اندوہ میں ڈوبی ہوئی دردناک صدائیں سُن سُن کر میرے چوپایوں نے بھی چرنا چھوڑ دیا ہے

جناب سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کو مقدس باپ سے بچھڑے ہوئے آج تیسرا دن ہے روتے روتے آہ وزاری اور فریاد وفغاں کرتے کرتے آپ کی آنکھیں متورّم اور سُرخ ہو چکی ہیں مسلسل اشکباری سے آپ کے دوپٹے کا مقدس آنچل کئی بار بھیگ چکا ہے۔

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زار زار روتے جا رہے تھے اور بارگاہِ خداوندی میں عرض کر رہے تھے کہ یا اللہ جب تلک تو میری گنہگار

اُمت کو بخش دینے کا وعدہ نہیں فرمائے گا میں اپنا سر زمین سے نہیں اُٹھاؤں گا حتیٰ کہ اسی طرح قیامت بپا ہو جائے گی۔

آپ یہ بات کر لیتے اور پھر دلِ پُر درد اور چشمِ اشکبار سے گریہ زاری شروع کر دیتے اور پھر فرماتے اے ربّ محمد تیرا بندہ تیرے دربار میں ہزاروں التجاؤں کے ساتھ حاضر ہے تیرے دربار میں تیرا مصطفیٰ روتا ہوا اپنی اُمت کے گناہوں کی معذرت طلب کرتا ہے یا اللہ تیرے دربار میں تیرا فقیر حاضر ہے یا اللہ عنانِ خلق تیرے ہاتھوں میں ہے یا اللہ میری اُمّت کی مغفرت فرما دے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ حالت دیکھی تو خود بھی زار وقطار رونے لگے اور پھر ڈوبے ہوئے دِلوں کے ساتھ بارگاہِ رحمۃ للعالمین میں عرض کرتے ہیں۔

اَے گنہگارانِ اُمت کے غمگسار
اَے رسولوں اور پیغمبروں کے تاجدار
اَے دوسروں کے غم میں رونے والے غمخوار
سجدے سے سر اُٹھایئے آپ کے عُشاق آپ کا جمالِ جہاں آراء دیکھنے کے لئے بیقرار و بیتاب ہیں۔

اصحابِ رسول رضی اللہ عنہم اسی طرح فریاد وفغاں کر رہے ہیں مگر عاصیوں کے غمخوار وغمگسار نے سجدہ سے سر نہ اُٹھایا اور آپ اسی طرح اشکباری اور آہ وزاری میں مصروف رہے بالآخر مایوسی کے عالم میں کچھ لوگ شہر کی طرف آئے اور حجرۂ بتول سلام اللہ علیہا پر حاضر ہو کر تمام حالات سے جنابِ سیدہ سلام اللہ علیہا کو آگاہ کر کے عرض کیا۔

اے بنتِ رسولِ معظم، اے شہزادیٔ کونین بغیر آپ کے یہ مشکل آسان نہیں ہوگی آپ ہم سب پر کرم فرما کر رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ساتھ لانے کی کوشش کریں ہمیں یقین ہے کہ حضور آپ کی بات ضرور مان لیں گے۔

شہزادیٔ رسول سلام اللہ علیہا نے ملاقات کا مژدۂ جانفزا اور آپ کی آہ وزاری کی دردناک کہانی سُنی تو خوشی اور غم کے ملے جلے جذبات میں ڈوب کر فوراً تیار ہوگئیں۔

معتبر کتب میں آتا ہے کہ آپ نے لباس کے اُوپر سے جو چادر زیب بدن فرمائی وہ اُونی کمبل تھا اور جگہ جگہ سے پھٹ جانے کی وجہ سے اُس میں کم وبیش مختلف کپڑوں سے بارہ پیوند لگے ہوئے تھے۔

بہر حال شہزادیٔ رسول، ملکہ فردوس بریں سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا نے اُس کمبل کو اپنے جسمِ انور پر اِس طرح لپیٹ لیا کہ آپ کے بدن کا کوئی دوسرا کپڑا ابھی نظر نہ آتا تھا اور پھر شہزادیٔ مصطفیٰ سلام اللہ علیہا صحابیات کے ساتھ ایک جلوس کی صورت میں اُس غار میں تشریف لے گئیں جہاں تمام جہانوں کا تاجدار نوکیلے پتھروں پر سرِ نیاز رکھے ہوئے اُمت کے گنہگاروں کی بخشش کے لئے خداوندِ قدوس کے حضور میں فریاد پر فریاد کر رہا تھا۔

ابا جان! فاطمہ کی جان آپ کے نام پر قربان سجدہ سے سرِ اقدس اُٹھایئے اور مجھ غم ماری اور ہجر زدہ کو لطفِ زیارت بخشئے۔

ابا جان آپ کے غم نے آپ کی بیٹی کو بیقرار کر دیا ہے ابا حضور! سجدے سے سر اُٹھا کر میری اَشک بار آنکھوں کو تو ایک بار دیکھ لیجئے۔

میرے بابا! مجھ سے آپ کا یہ رونا نہیں دیکھا جاتا میں تو آپ کا انتظار کرتے کرتے موت کے منہ میں چلی جارہی تھی اَب آپ ملے ہیں تو میری طرف دیکھتے بھی نہیں۔

ابا جان گنہگارانِ اُمّت کا کوئی غم نہ فرمایئے میں قیامت کے دن گنہگاروں کے اَعمال کے پلڑے کو اپنے حسن کا جامۂ زہر آلود رکھ کر پورا کردوں گی اور اگر پھر بھی پورا نہ ہوا تو اپنے حسین کا پیراہنِ خون آلود رکھ کر پورا کردوں گی پھر بھی کمی رہی تو پھر اس پلڑے میں اپنے گیسو تراش کر رکھ دوں گی۔

بابا جان پھر تو کوئی وجہ نہیں کہ گنگہاروں کا پلڑا بھاری نہ ہوجائے۔

ابا حضور یہ میرے وہ گیسو ہیں جنہیں آپ سونگھا کرتے ہیں ان کی قیمت تو ساری کونین بھی کم ہے۔

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیٹی کی یہ دردناک گفتگو سُنی تو بیقرار ہو کر فرمایا جانِ پدر فاطمہ تیری اس بات سے تیرے باپ کے دردِ دل کی دوا نہیں ہوسکتی۔

جنابِ سیدہ سلام اللہ علیہا نے باپ کا یہ جواب سُنا تو بارگاہ صمدیت میں عرض کیا یا اللہ تیری اِس کنیز کے سر کا کبھی ایک بال بھی ننگا نہیں ہوا مگر میں آج تیرے حضور میں اپنے سر سے چادر اُتار کر دُعا کرتی ہوں کہ میرے ابا حضور کی اُمت کی مغفرت فرمادے گنہگارانِ اُمت کو بخش دے۔"

ابھی جنابِ سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کا دستِ اَقدس چادر کی طرف اُٹھا ہی تھا کہ جبریلِ امین نے حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ اپنی

صاحبزادی کا ہاتھ پکڑ لیجئے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کی دُعا منظور فرما کر آپ کی اُمت کو بخش دینے کا وعدہ فرمادیا ہے۔

علامہ عبدالرحمان صفوری رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں کہ جبریل علیہ السلام نے حاضر ہو کر آپ پر اللہ تعالیٰ کا سلام پڑھا اور پھر عرض کیا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ فاطمہ سے فرمادیجئے کہ کوئی غم نہ کرے آپ کی اُمت کے ساتھ وہی سلوک ہوگا جو فاطمہ چاہے گی۔

فَنَزَلَ الْجِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اِنَّ اللّٰهَ يَقْرَءُكَ السَّلَامُ وَيَقُوْلُ لَكَ قُلْ لِفَاطِمَةَ يَفْعَلُ بِاُمَّتِكَ تُحِبُّ فَاطِمَةَ۔

(نزہۃ المجالس ۲۲۶۔ج۲)

نزہۃ المجالس میں ابتدائی واقعہ اس طرح ہے کہ جب آیت مذکورہ نازل ہوئی تو آپ اُمت کے لئے غمزدہ ہو گئے لوگوں نے رونے کا سبب پوچھا تو آپ نے اِس کا کوئی جواب نہ دیا لوگوں نے یہ خبر سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کو دی پھر آپ نے ابا حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر پریشانی کا سبب پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ آیت پڑھ کر سنادی۔

سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں جبریل امین نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ آپ اپنی بیٹی فاطمہ سے فرمادیں کہ وہ کوئی غم نہ کریں آپ کی اُمت کے ساتھ وہی معاملہ کیا جائے گا جو فاطمہ کی خواہش ہوگی عربی متن ہے

فَاَخْبَرُوْا فَاطِمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا بِذَالِكَ فَجَآءَتْ اِلَى النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ مَا يُبْكِيْكَ ! فَاَخْبَرَهَا بِقَوْلِهٖ تَعَالٰى ! "وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا" فَبَكَتْ بُكَاءً كَثِيْرًا وَتَوَجَّهَتْ اِلٰى اَبُوْبَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَتْ يَا شَيْخَ الْمُهَاجِرِيْنَ قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى نَبِيِّهٖ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ الْآيَةَ فَهَلْ لَكَ اَنْ تَكُوْنَ فِدَاءُ الشُّيُوْخِ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ ؟

قَالَ ! نَعَمْ ثُمَّ سَالَتْ عَلِيًّا اَنْ يَّكُوْنَ فِدَآءُ الشَّبَابِ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ ؟

قَالَ نَعَمْ ثُمَّ سَالَتْ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ اَنْ يَّكُوْنَا فِدَآءُ اَطْفَالِ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ ؟

قَالَ ! نَعَمْ ثُمَّ جَعَلَتْ نَفْسِهَا فِدَآءِ نِسَآءِ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ ؟

(نزہۃ المجالس ص ۲۲۶ ج ۲)

اِنتہائے سخاوت

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت بیان فرماتے ہیں کہ بنی سلیم قبیلے کا ایک اِعرابی دربارِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں حاضر ہوا اور آتے ہی گستاخانہ انداز میں خرافات بکنے لگا۔

ماہتابِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے گرداگرد ستاروں کی طرح صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا جھرمٹ لگا ہوا تھا اُنہوں نے اس اعرابی کی بیباکانہ گفتگو سنی تو سب کے چہرے آتشِ غضب سے سرخ ہوگئے جنابِ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے انتہائی غیظ کے عالم میں تلوار کھینچ لی اور اُس گستاخ کا سر قلم کرنے لگے مگر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شانِ رحمۃ للعالمین کو ایسا کرنا گوارا نہ ہوا۔

آپ نے سیّدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کو فرمایا عمر اسے چھوڑ دو یہ ناسمجھ ہے رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا حُسنِ اخلاق دیکھا تو اعرابی نے آنکھیں نیچی کرلیں اور آپ کے قدموں میں گر گیا اور بصد ادب کہنے لگا اے شہنشاہِ مملکتِ رحم وکرم میرا نام بھی اپنے غلاموں میں شامل کرلیجئے۔ آپ نے نہایت شفقت فرماتے ہوئے اسے حلقہ ہوش اسلام کرلیا۔

تَوحید ورسالت کا اقرار کرلینے کے بعد اس اعرابی نے عرض کیا کہ یارسول اللہ اِنتہائی مفلس وقلاش اور نادار ومحتاج ہوں خود بھی بھوکا ہوں اور میرے اہل وعیال بھی بھوکے ہیں میری یہ مصیبت دور فرمائی جائے شہنشاہ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے صحابہ کرام کو مخاطب کرکے فرمایا۔

کون ہے وہ جو اس کو ایک اُونٹ پیش کرے اِرشادِ محبوب سنا تو حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ گردن خم کرکے کھڑے ہوگئے اور عرض کی آقا! میرے پاس ایک ہی ناقہ ہے سو وہ میں اِسے اُبھی لائے دیتا ہوں۔

پھر آپ نے فرمایا! کون ہے وہ جو اِس کے ننگے سر کو چھپائے مولائے کائنات سیدنا حیدرِ کرار رضی اللہ عنہ اُٹھے اور سرِ اقدس سے اپنا عمامہ اُتار کر اُس کے سر پر رکھ دیا اور خود معمولی کپڑے سے اپنا سر مبارک ڈھانپ لیا۔

پھر آپ نے فرمایا! کون ہے جو اِس کے اہل وعیال کیلئے کھانے کا اِنتظام کرے تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے یہ اِسلام کا وہ سخت ترین دور تھا جب اُصحابِ صُفّہ ودیگر حضرات کو کئی کئی وقت پیٹ بھر کر کھانا نصیب نہیں ہوتا تھا۔

لباس کی کمی اور غربت کا یہ عالم تھا کہ سارے جسم کو صرف ایک معمولی چادر سے ڈھانپنا پڑتا بہر صُورت اِمام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد سُنا تو صحابہ کرام کے چہروں پر حسرت ٹپکنے لگی سبھی کے دل میں یہ خیال بار بار کروٹیں لے رہا تھا کہ کاش آج ہمارے پاس غلہ ہوتا تو محبوبِ کبریا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خوشنودی بھی حاصل ہوجاتی اور تعمیلِ ارشاد بھی کرلیتے۔

مجلس میں حاضر صحابہ کو خاموش دیکھا تو تاجدارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ اِسے اپنے ساتھ لے جاؤ اور دیگر مہاجرین وانصار صحابیوں کے گھروں میں جاؤ جہاں سے جو

کچھ بھی دستیاب ہو لے کر اسے دے دو۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ مؤدبانہ اُٹھے اِعرابی کو ساتھ لیا اور جو صحابی دربارِ رسالت میں موجود نہیں تھے اُن کے گھروں میں پھرنا شروع کر دیا مگر ہر طرف سے مایوسی ہوئی تو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے دل میں خیال کیا کہ اَب اُس آستانۂ عطا اور بحرِ سخا کی طرف چلنا چاہیے جہاں سے مایوسی کا اِمکان ہی نہیں۔

چنانچہ آپ اعرابی کو ساتھ لئے آستانِ زہرا پر حاضر ہو گئے سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا نے پردے کی اوٹ سے اُن کی آمد کا مطلب دریافت فرمایا تو جناب سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے سارا حال من و عن عرض کر دیا۔

سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی نے دروازے پر سائل کو دیکھا تو جذبۂ سخاوت جوش میں آ گیا گھر بھر میں اچھی طرح نظر دوڑائی مگر وہاں اللہ کے نام کے سوا کوئی چیز نظر نہ آئی بس صرف آپ کی اپنی ایک چادر مقدس تھی بار بار نظر اُٹھتی تھی اور اِس ردائے پاک پر آ کر ٹھہر جاتی تھی۔

بظاہر کسی کو چادر عطا کر دینا بڑی معمولی سی بات معلوم ہوتی ہے مگر جب گھر میں صرف ایک ہی چادر ہو اور وہ بھی اُس پردہ نشین کی چادر جس کے رُخِ انور کی طرف فرشتے بھی نظر نہ اُٹھاتے ہوں جو کئی دن تک بھوکی تو رہ سکتی ہو مگر پردہ کی طرف سے ایک لمحہ بھی کوتاہی نہ فرماتی ہو اُس کا سائل کو اپنی چادر عطا فرما دینا بہت بڑی بات ہے۔

بہر حال آپ نے اللہ کا نام لے کر ردائے مقدسہ اُٹھائی اور جناب

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو عطا فرما کر کہا کہ اِسے شمعون یہودی کے پاس لے جائیں اسے کہنا کہ یہ بنتِ رسول کی چادر ہے اِسے خرید لو اور اس کی قیمت کا جس قدر غلّہ آتا ہے اِس اعرابی کو دے دو۔ جناب سلمان رضی اللہ عنہ نے ردائے زہرا کو آنکھوں سے لگایا اور شمعون یہودی کے پاس آ گئے۔

اُسے چادر دیکر فرمایا کہ یہ خرید لو اور اِس کے عوض میں جتنا غلّہ بنتا ہے اِس سائل کو دے دو۔

شمعون نے پوچھا! آپ یہ چادر کہاں سے لائے ہیں؟

حضرت سلمان نے اس کے جواب میں اِعرابی کی آمد اور حضرت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کے چادر عطا فرمانے کا پورا واقعہ اُسے سنا دیا۔

شمعون یہودی نے یہ واقعہ سُنا تو تڑپ کر رہ گیا اُس نے کہا جس شخص کی بیٹی کا یہ کردار اور ایثار ہے وہ شخص بلاشبہ خدا تعالیٰ کا سچا رسول ہے میں اس کی رسالت پر صدقِ دل سے ایمان لاتا ہوں آپ سب سے پہلے مُجھے سلمان کریں باقی کام بعد میں ہو گا پھر وہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں پر مشرف بہ اسلام ہوا۔

بعد ازاں اس نے کثیر مقدار میں غلّہ اس شخص کو بھی دیا اور جنابِ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے گھر بھی ہدیۃً غلّہ وغیرہ بھیج کر نہایت اَدب و اِحترام کے ساتھ آپ کی چادر مبارک واپس کر دی۔

رِدائے فاطمہ سرمایۂ عصمت

رِدائے فاطمہ تو سرمایۂ عصمت کائنات تھی غیرتِ خُداوندی کب گوارا کرسکتی ہے کہ جس فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کے پردے کا تحفظ کرتے ہوئے قیامت کے دن تمام لوگوں کو بشمول انبیاء و رُسل نگاہیں نیچی کرنے کا حکم دیا جائے گا اُس فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کے سر کی رِدا فروخت ہو جائے۔

دیکھنا تو یہ ہے کہ جنابِ سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کی سخاوت اور سائل نوازی کا مقام کِس قدر بلند ہے

سخاوت کا انعام

کتبِ تفاسیر میں آتا ہے کہ ایک دفعہ شہزادیٔ رسول سیدہ بتول سلام اللہ علیہا کے دونوں صاحبزادے سیدنا حسن علیہ السلام اور سیدنا حسین علیہ السلام بیمار ہوگئے امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے روزوں کی منت ماننے کا ارشاد فرمایا۔

چنانچہ جنابِ حیدر کرار رضی اللہ عنہٗ اور جنابِ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے تین روزے رکھنے کی منت مان لی اللہ تبارک وتعالیٰ نے صاحبزادگانِ بتول کو جلد ہی شفا عطا فرمادی۔

گھر میں تو فاقوں کی وجہ سے پہلے ہی روزوں جیسا معاملہ تھا تاہم

روزوں کے لئے سحری اور افطاری کا اہتمام ضروری تھا مگر خدا کی قدرت دیکھئے کہ دونوں عالم کے تاجدار کی بیٹی کے گھر میں اِس قدر آٹا بھی موجود نہیں کہ روزہ افطار کرنے کے لئے چند روٹیاں ہی پکالی جائیں۔

تاجدارِ ہَل اتی اَمیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ الکریم شمعون یہودی کے پاس تشریف لے گئے اور اِس سے تین صاع جو اُدھار لاکر جناب سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کو پیش کردیئے رسولِ معظم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بیٹی نے وہ جَو صاف کئے اور اُنہیں چکی میں پیسنا شروع کردیا تیسرا حصہ آٹا تیار ہوگیا تو آپ نے اُسے گوندھ کر پانچ روٹیاں تیار فرمائیں آپ کے پاس فضہ کنیز تھی اور وہ بھی روزے سے تھی۔

مغرب کے وقت روزہ کی افطاری کی تیاری ہورہی تھی کہ دروازہ کے باہر سائل نے آواز دی السلام علیکم یا اہل بیت محمد! مسکین ہوں اور روٹی کا سوال ہے اہلِ بیت رسول سے سوال کیا گیا تھا کیسے انکار کرتے؟

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اپنے حصّے کی روٹی اُٹھائی اور سائل کی طرف چلے تو مجسمۂ ایثار و سخاوت سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا نے فرمایا سرتاج! یہ میرے حصے کی روٹی بھی سائل کو عطا کردیجئے آپ نے سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کے حصہ کی روٹی بھی اُٹھالی تو فضہ کنیز نے عرض کیا آقا میری بھی تربیت آپ کے زیرِ سایہ ہورہی ہے میرے حصہ کی روٹی بھی سائل کو عطا فرمادیں۔

والدین کی شانِ سخاوت دیکھی تو جنابِ حسنین کریمین رضی اللہ عنہما نے بھی اپنی اپنی روٹی پیش کردی پانچ روٹیاں ہی پکائیں تھیں اور پانچوں ہی

سائل کو عطا فرما دی گئیں اور خاندانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پانی سے روزہ افطار کر کے مصروفِ عبادت ہو گیا۔

دوسرے روز پھر روزہ تھا جنابِ سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پھر تیسرا حصہ جَو لے کر آٹا تیار فرمایا اور پانچ روٹیاں پکالیں۔ افطاری کا وقت قریب آیا تو دروازہ پر سائل نے آواز دے دی السلام علیکم یا اہلِ بیتِ محمد! یتیم ہوں خدا کے نام پر روٹی کا سوال ہے بالکل پہلے دن کی طرح سب نے اپنی اپنی روٹی پیش کر دی اور پانی سے روزہ افطار کر لیا سائل نے پانچوں روٹیاں کپڑے میں ڈالیں اور دُعا دیتا ہوا واپس ہو گیا۔

آج تیسرا اور منّت کا آخری روزہ ہے تیسرا حصہ جَو باقی پڑے ہوئے تھے سیدۃ نساء العالمین سلام اللہ علیہا نے انہیں بھی چکی میں پینا شروع کر دیا۔

آٹا تیار ہو گیا تو روٹیاں پکالی گئیں افطاری کی تیاری ہونے لگی تو باہر سے آواز آئی یا اہلِ بیتِ محمد! قیدی ہوں روٹی کا سوال ہے۔

کوئی دُنیا دار ہوتا تو پکار اُٹھتا کہ یہ کیا مصیبت ہے جاؤ بابا معاف کرو۔ مگر یہ تو خاندانِ رسول تھا یہ لوگ تو ایثار و قربانی اور عطا و سخا کے پیکر تھے کسی کے چہرے پر ملال تک نہ آیا۔ پہلے اور دُوسرے دن ہی طرح سب نے اپنے اپنے حصہ کی روٹی سائل کو عطا فرما دی۔ سوالی دُعا دیتا ہوا واپس چلا گیا اور اہل بیت رسول پانی سے روزہ افطار کر کے مصروفِ عبادت ہو گئے۔

پہلے بھی فاقوں پر فاقے آیا کرتے تھے اور اب تو تین دن سے مسلسل روزہ تھا نقاہتِ جسمانی میں بہت زیادہ اضافہ ہو چکا تھا جنابِ حیدرِ

کرار نے دونوں صاحبزادوں سیدنا امامِ حسن اور سیدنا امامِ حسین علیہما السلام کو ساتھ لیا اور بارگاہِ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں حاضر ہو گئے۔

آپ مسجدِ نبوی کی محراب میں تشریف فرما تھے بھوک کی شدت سے نواسوں کو لڑکھڑاتے دیکھا تو بیقرار ہو گئے اِسی عالم میں نزولِ وحی شروع ہو گیا۔ جبریل نے عرض کیا! یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آپ کی اہلِ بیت کے اِمتحان کے لئے خدا تعالیٰ کے حکم سے میں ہی مسلسل تین روز مسکین یتیم، اور قیدی بن کر حاضر ہوا ہوں۔ خدا آپ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے۔

وَ يُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّ يَتِيْمًا وَّ اَسِيْرًا ۝ اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّ لَا شُكُوْرًا ۝ اِنَّا نَخَافُ مِنْ رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِيْرًا ۝ فَوَقٰىهُمُ اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَ لَقّٰىهُمْ نَضْرَةً وَّ سُرُوْرًا ۝

ترجمہ! اور کھانا کھلاتے رہتے ہیں مسکینوں اور یتیموں اور اسیروں کو اللہ تعالیٰ کی محبت سے ہم تو تمہیں بس اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے کھانا کھلاتے ہیں اور نہ تم سے اس کا عوض چا ہیں اور نہ شکریہ ہم تو اپنے پروردگار کی طرف سے اندیشہ رکھتے ہیں ایک تلخ اور سخت دن کا سو اللہ ان کو اس دن کی سختی سے محفوظ رکھے گا اور ان کو تازگی اور خوشی عطا کرے گا۔

(سورۃ الدھر آیت ۸۔۱۱)

ایک واقعہ یہ بھی ہے کہ ایک دفعہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں مدینہ منورہ کے یہود کی چند عورتیں حاضر ہوئیں اور دربارِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اِستدعا کی کہ ہمارے گھر میں شادی ہے جس میں ہم نے کافی مہمانوں کو بلایا ہے اِس لئے ہماری خواہش ہے کہ آپ کی بیٹی بھی ہماری اس محفل میں ضرور شرکت کرے۔

تاجدار انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کی درخواست کو قبول فرمالیا اور وعدہ کر لیا کہ ہم اپنی بیٹی کو وقتِ مقررہ پر تمہارے گھر بھیج دیں گے۔

چنانچہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کے گھر تشریف لائے اور فرمایا بیٹی تمہیں یہودنوں کی شادی کی تقریب میں شرکت کرنا ہے جنابِ سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا نے والدِ محترم کا حکم بسروچشم قبول کرلیا۔

یہودی عورتوں نے بنتِ رسول کو اپنی شادی کی تقریب میں اس لئے مدعو کیا تھا کہ ہم ان کا مذاق اُڑائیں گی کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کے لباسِ اَنور میں کئی کئی پیوند لگے ہوتے ہیں۔

جب وہ پیوند لگا ہوا سادہ لباس پہن کر آئیں گی تو ہم ان کا تمسخر اُڑائیں گی کہ یہ مسلمانوں کے رسول کی بیٹی ہے اِدھر جناب سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کے دل میں بھی خیال پیدا ہوا کہ کہیں یہودی عورتیں میرا مذاق ہی نہ اُڑائیں بنتِ رسول کو یہ خیال آیا ہی تھا کہ حضرت جبریل علیہ السلام جنّت الفردوس سے ایک نہایت ہی خوبصورت جوڑا لیکر دربار

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوگئے اور عرض کیا کہ یہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی بیٹی کے لئے بھیجا ہے تا کہ وہ یہودیوں کی شادی میں شرکت کے وقت اسے پہن لیں۔

فَنَزَلَ جِبْرِيْلُ بِحُلَّةٍ مِّنَ الْجَنَّةِ فَلَمَّا لَبِسَتْهَا

(نزہۃ المجالس ص ۲۲۶۔ ۲)

چنانچہ جب تاجدارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شہزادی سیدہ زہرا بتول سلام اللہ علیہا وہ جنت کا لباس پہن کر اس شادی میں شریک ہوئیں تو یہودنوں کے رنگ اُڑ گئے وہ انتہائی قیمتی زرق برق لباسوں میں ملبوس اس گمان میں بنتِ رسول کا انتظار کر رہی تھیں کہ وہ آئیں گی تو ہم اُن کے لباس پر یوں تنقید وتبصرہ کریں گی مگر اب تو اُن کی آرزوؤں پر اوس پڑ چکی تھی تاہم اُنہوں نے آپ کو نہایت عزت و وقار اور اِحترام کے ساتھ اپنے درمیان بٹھا لیا۔

جنابِ سیدہ نے اس جوڑے کو سنوارتے ہوئے ایک کنارہ ذرا سا اُوپر اُٹھایا تو اُس سے نور کی شعاعیں نکل کر فضا میں منعکس ہونے لگیں یہودنوں نے اِن اَنوار وتجلّیات کا مشاہدہ کیا تو اور بھی مرعوب ہوگئیں۔

وَجَلَسَتْ بَيْنَهُنَّ رَفَعَتِ الْاَنْوَارَ فَلَمَعَتِ الْاَنْوَارُ

(نزہۃ المجالس ص ۲۲۶۔ ۲)

فَقَالَتِ النِّسَآءُ مِنْ اَيْنَ لَكِ هٰذَا يَا فَاطِمَةُ ؟

اور پھر کہنے لگیں آپ نے یہ لباس کہاں سے لیا؟

فَقَالَتْ ! مِنْ اَبِيْ

فرمایا اپنے ابا جان سے

فَقُلْنَ مِنْ اَیْنَ لِاَبِیْکِ ؟

عرض کیا! آپ کے ابا جان نے کہاں سے لیا؟

قَالَتْ مِنْ جِبْرِیْلِ۔

فرمایا جبریل سے۔

قُلْنَ مِنْ اَیْنَ جِبْرِیْلُ ؟

عرض کیا جبریل کہاں سے لائے ؟

قَالَتْ ! مِنَ الْجَنَّةِ۔

فرمایا ! جنت سے۔ (نزہۃ المجالس)

مخدومۂ کائنات صاحبزادیٔ رسولِ امین سیدہ النساء العالمین سیدہ فاطمۃ الزہرا صلوٰۃ اللہ علیہا کے روزمرّہ کے عام معمولات میں چکی پیسنا بھی شامل تھا نمازِ فجر کے بعد تلاوتِ قرآن پاک آپ بالعموم چکی پیستے وقت ہی فرمایا کرتی تھیں ویسے دوسرے کام کاج کرتے وقت بھی آپ کے لبوں پر تلاوتِ کلام پاک جاری رہتی۔

بعض اوقات آپ کو رات کے کھانے کے لئے بھی چکّی چلانا پڑتی ایک روایت میں آتا ہے کہ آپ کو چکی چلاتے چلاتے نمازِ عصر کا وقت ہوگیا آپ نے چکی چھوڑی اور نماز کے لئے کھڑی ہوگئیں۔

اِسی دوران میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہٗ حاضر ہوئے حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ الکریم نے دروازہ کھول کر اندر بلالیا حضرت سلمان فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ بنتِ رسول سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا نماز پڑھ رہی تھیں اور اُن کی چکی خودبخود آٹا پیس رہی تھی اُس میں جو بھی

ڈالے جارہے تھے اور آٹا بھی نکل رہا تھا اس روایت سے تقریباً ملتی جلتی دوسری روایت حضرت ابوذر رضی اللہ عنہٗ سے مروی ہے:

اُن کو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کسی کام کے لئے حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ الکریم کے پاس بھیجا اُنہوں نے واپس آکر دربارِ رسالت مآب میں عرض کیا کہ میں نے دیکھا کہ آپ کی بیٹی نماز پڑھ رہی تھیں اور اُن کی چکی خودبخود آٹا پیس رہی تھیں۔

(مجمع الفضائل ریاض النضرہ ص ۲۶۲ ج ۲)

یہ تو صاحبزادیٔ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا اعزاز ہے کہ جب آپ مصروفِ عبادت ہوں تو فرشتے اور حوریں سعادت حاصل کرنے کے لئے اُن کا کام کاج کرجائیں۔

ورنہ سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کی اپنی ریاضت اور مشقت کا یہ عالم تھا کہ چکی پیستے پیستے آپ کے ہاتھوں پر چھالے پڑجاتے اور پھر جب یہ چھالے پھوٹ جاتے تو کئی روز تک زخم مندمل نہ ہوتے۔

تنبیہ الغافلین اور دُرّۃ الناصحین میں ہے کہ آپ ہاتھوں سے چکی میں جو پیستی تھیں زبان سے قرآن پڑھتی تھیں دل سے قرآن کی تفسیر فرماتی تھیں پاؤں سے اپنے بچوں کا جھولا جھلاتی تھیں اور آنکھوں سے اشک بہاتی تھیں۔

وَكَانَتْ تَطْحَنَ الشَّعِيْرُ بِالْيَدِ وَتَقْرَءُ الْقُرْآنَ بِاللِّسَانِ وَتُفَسِّرَ بِلْقَلْبِ وَتُحَرِّكُ الْمَهْدُ بِالرِّجْلِ وَتَبْكِيْ بِالْعَيْنِ

قیمتی تحفہ

حبشہ کے بادشاہ نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں چند قیمتی تحائف بھیجے جو آپ نے مستحقین میں تقسیم فرما دیئے اِن تحائف کے علاوہ اِنتہائی قیمتی اور جواہر نگار ایک جوڑا بازو بند اُس نے خاص طور پر جنابِ سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کے لئے بھیجا تھا اور تاکید کر دی تھی کہ بازو بندوں کی یہ جوڑی براہِ راست بنتِ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گھر پہنچا دی جائے۔

چنانچہ وہ بازو بند خدامِ نجاشی نے بارگاہِ بتول میں پہنچا دیئے سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کو بچپن سے ہی زیورات کے ساتھ رغبت نہیں تھی جیسا کہ آپ گزشتہ اوراق میں پڑھ چکے ہیں کہ آپ نے اپنی پانچ سال کی عمر مبارکہ میں ہی زیورات پہننے سے انکار کر دیا تھا۔

اور پھر آپ نے تو اِمام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملنے والے اپنے جہیز کے بازو بند بھی راہِ خدا میں خیرات کر دیئے تھے نجاشی کے بھیجے ہوئے بازو بند آپ نے ہدیہ اور تحفہ سمجھ کر اِس خیال سے پہن لئے کہ اُسے اِس کا پورا پورا اُجر نصیب ہو جائے۔

چند گھڑیوں کے بعد اِمام الانبیاء تاجدارِ مدینہ احمد مجتبیٰ حضرت مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی بیٹی کے گھر تشریف لے آئے۔ بصد ادب واحترام ابا حضور کے استقبال کے لئے اُٹھ کر آگے بڑھیں۔ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہایت شفقت فرماتے ہوئے بیٹی کے سر کو چوما اور

ہاتھوں کو بوسہ دیا اور بیٹی کے ہاتھوں میں چمکتے ہوئے جواہر نگار کنگن دیکھے تو فرمایا۔

بیٹی! ہم نے تو دُنیا کے بدلے آخرت کو قبول کر رکھا ہے اور دُنیاوی نعمتوں پر آخرت کی نعمتوں کو ترجیح دے رکھی ہے پھر تُو نے یہ اِس قدر قیمتی بازو بند کیسے پسند کر لئے۔

جنابِ سیّدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا نے گردن جھکا کر عرض کیا یہ نجاشی کا تحفہ آیا تھا میں نے ابھی تھوڑی دیر ہوئی پہنے تھے اور ابھی اُتار دیتی ہوں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مزید ناصحانہ گفتگو فرما کر واپس تشریف لے آئے اور جنابِ سیّدہ نے وہ اُسی وقت فروخت کرنے کے لئے بھیج دیئے بازو بند بازار میں پہنچ چکے ہیں مگر سیّدہ نساء العالمین سلام اللہ علیہا بے حد غمزدہ اور پریشان ہیں آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں اور بار بار غش آ رہا ہے آپ فرما رہی ہیں کاش میں یہ بازو بند نہ پہنتی کاش مجھے یہ تحفہ ملا ہی نہ ہوتا جو میرے ابا حضور کا دل دکھانے کا باعث بنا خداوندا مجھے معاف فرما دینا۔

اور پھر فروخت شدہ زیور کی رقم گھر آ گئی تو آپ نے کسی کو بھیج کر عام منادی کروا دی کہ غرباء و مساکین بنتِ رسول کے دروازہ پر جمع ہو جائیں چنانچہ قطار اندر قطار محتاج اور نادار جمع ہونا شروع ہو گئے اور پھر آپ نے وہ ساری رقم محتاجوں میں تقسیم کر دی۔

فقراء کے شور وغل کی آواز جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گوش مبارک تک پہنچی تو آپ نے اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے استفسار فرمایا کہ یہ شور کیسا ہے ؟

اُنہوں نے عرض کیا نجاشی کے بھیجے ہوئے کنگن فروخت کر کے آپ کی بیٹی اُن کی رقم فقیروں میں تقسیم فرما رہی ہے ۔ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سُنا تو اسی وقت پابرہنہ بیٹی کے گھر تشریف لے آئے۔

سیّدہ کا درزی

صبح عید ہونے والی ہے جناب سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کے ننھے ننھے شہزادوں نے عرض کی امی جان کل ہمیں بھی نئے کپڑے دینا ہم پرانے کپڑے نہیں پہنیں گے۔

سیّدہ نے بچوں کو بہلانے کی کوشش کی مگر وہ اپنی ضد پر قائم رہے بنتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وعدہ فرما لیا کہ تمہیں عید کے لیے نئے کپڑے مل جائیں گے۔

پوری رات عبادت میں گزار دینے والی سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا نے تہجد کے نوافل کے بعد بارگاہِ خداوندی میں ہاتھ اُٹھا دیئے اور عرض کی الٰہی فاطمہ تیری کنیز ہے اس کے وعدے کو پورا فرما دینا یا اللہ تو جانتا ہے کہ میں نے بچوں کی ضد کی وجہ سے اُن کے ساتھ نئے کپڑوں کا وعدہ کر لیا ہے یا اللہ تو جانتا ہے کہ تیری کنیز نے نہ ہی کبھی اپنے لئے سوال کیا ہے اور نہ ہی جھوٹ بولا ہے اور نہ ہی کبھی غلط وعدہ کیا ہے یا اللہ میرے وعدہ کو ایفا

فرما دینا۔

صبح ہوئی تو شہزادگانِ عالی وقار نے نئے کپڑوں کا مطالبہ کیا جناب فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا نے فرمایا میرے پیارے بیٹو! تمہارے کپڑے لے کر درزی ابھی آ رہا ہے۔

اِدھر یہ بات ہو رہی تھی کہ رحمتِ خداوندی کو جوش آ گیا جبریل کو حکم ہوا میرے محبوب کی بیٹی ہے درزی کو بلاؤ اور فوراً اس کے شہزادوں کے لئے جنت کے دو جوڑے لے کر پہنچ جاؤ۔

جبریل جُھلاتا ہے جُھولا

روایات میں آتا ہے کہ جب سیّدنا امام حسن اور سیدنا اِمام حسین چھوٹے چھوٹے تھے تو جناب سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا اُن کو جھولے میں ڈال دیتیں اکثر ایسا ہوتا کہ آپ عبادت میں اِس اِنہماک سے مصروف ہوتیں کہ آپ کو گردو پیش کا کوئی ہوش نہ ہوتا۔

آپ طویل ترین سجدے ادا فرماتیں اور سجدہ میں روتی رہتیں ایسی صورت میں جب کبھی کوئی شہزادہ رونے لگتا تو اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکم سے جبریل امین فوراً پہنچ جاتے اور شہزادگانِ بنتِ رسول کا جُھولا جُھلاتے رہتے اور جب کبھی آپ سلام پھیر کر جھولے کی طرف نگاہ ڈالتیں تو وہ ہل رہا ہوتا۔

یہ اِعزاز تھا اس شہزادیٔ کون ومکاں کا جس کا کوئی کام رضائے خدا اور مشائے ایزدی کے خلاف ہوتا ہی نہیں تھا وہ خدا کے حضور میں حاضر ہوتیں اور خدا تعالیٰ اُن کے کام سنوار رہا ہوتا۔ (مجمع الفضائل)

ابن ماجہ علیہ الرحمۃ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت
کیا ہے کہ سات چیزیں ایسی ہیں جن کا اجر بندہ کو اس کی موت کے بعد قبر
میں ملتا ہے: جس نے کوئی علم سکھایا یا کوئی نہر جاری کی یا کنواں کھدوایا یا
کوئی ثمردار درخت لگایا، کوئی مسجد بنوائی یا کوئی ایسا بیٹا چھوڑا جو اس کی
موت کے بعد اس کے لئے دعائے مغفرت کرتا رہے یا اپنے ترکہ میں کسی
نے کوئی قرآن کریم چھوڑا۔

طبقہ تابعین

ابن تیمیہ کا بیان ہے: "تفسیر کے سب سے بڑھے ہوئے
عالم مکہ کے لوگ ہیں کیونکہ وہ ابن عباس رضی اللہ
عنہما کے رفقاء ہیں جیسے مجاہد بن عطاء بن ابی رباح، عکرمہ ابن عباس کے
مولیٰ (آزاد کردہ غلام) سعید بن جبیر اور طاؤس رضی اللہ عنہم وغیرہ اور
ایسے ہی کوفہ میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے اصحاب اور اہل مدینہ کی تفسیر
کے بارے میں اعلیٰ معلومات مسلم ہیں مثلاً زید بن اسلم رضی اللہ عنہ جن سے
کہ ان کے بیٹے عبدالرحمٰن بن زید اور مالک بن انس رضی اللہ عنہما نے تفسیر
کو اخذ کیا ہے۔ ان لوگوں میں فن تفسیر کے مرد میدان مجاہد رضی اللہ عنہ
ہیں۔ فضل بن میمون رضی اللہ عنہ کا قول ہے: "میں نے مجاہد رضی اللہ عنہ
کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ انہوں نے کہا میں نے تیس مرتبہ قرآن مجید کو ابن
عباس رضی اللہ عنہما پر پیش کیا ہے یعنی ان کے روبرو اتنا پڑھا ہے۔ پھر کہا
کہ میں نے تین مرتبہ اس طرح پڑھا کہ اس کی ہر آیت پر ٹھہر کر اس کی بابت
دریافت کیا کرتا تھا کہ وہ کس کے بارے میں نازل ہوئی۔ ثوری رضی اللہ عنہ
کہتے ہیں اگر تم کو مجاہد رضی اللہ عنہ سے تفسیر کی روایت ملے تو وہ تمہارے لئے
بہت کافی ہے۔" ابن تیمیہ نے کہا ہے کہ اسی سبب سے مجاہد رضی اللہ عنہ
کی تفسیر پر امام شافعی اور امام بخاری رحمہما اللہ وغیرہ اعتماد کرتے ہیں۔ "سفیان

ثوری رحمہ اللہ نے کہا تم تفسیر کو چار شخصوں سے اخذ کرو، سعید بن جبیر، مجاہد،
عکرمہ اور ضحاک رضی اللہ عنہم سے۔ قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے تابعین میں
سے چار شخص بہت بڑے عالم ہیں، عطاء بن ابی رباح رضی اللہ عنہ ان میں سے
مناسک کے بہت بڑے عالم تھے۔ سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ ان میں تفسیر کے
نہایت زبردست عالم تھے، عکرمہ رضی اللہ عنہ ان میں علم سیر کے اعلیٰ درجہ
کے جاننے والے تھے اور حسن رضی اللہ عنہ ان میں حلال و حرام کا بہت عمدہ علم
رکھتے تھے۔" شعبی علیہ الرحمۃ نے کہا ہے عکرمہ رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر کتاب اللہ
کا کوئی عالم باقی نہیں رہا۔ سماک بن حرب رحمہ اللہ نے کہا ہے: "میں نے سنا
ہے عکرمہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے "بے شک میں نے اس چیز کی تفسیر کر دی ہے جو
کہ دو لوحوں کے مابین ہے۔ یعنی قرآن مجید (مصحف)" اور عکرمہ رضی اللہ عنہ
نے بیان کیا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما میرے پاؤں میں بیڑیاں ڈال
دیتے اور مجھ کو قرآن اور سنن (احادیث) کی تعلیم دیا کرتے تھے۔" اور تابعین
رضی اللہ عنہم کے مفسر بزرگوں میں سے حسن بصری رضی اللہ عنہ، عطاء بن ابی رباح،
عطاء بن ابی سلمہ الخراسانی، محمد بن کعب القرظی، ابو العالیہ، ضحاک بن مزاحم،
عطیہ العوفی، قتادہ، زید بن اسلم، مرۃ الہمدانی اور ابو مالک رضی اللہ عنہم
ہیں۔ ان مفسرین کے بیشتر اقوال اس قسم کے ہیں جو انہوں نے صحابہ رضی اللہ
عنہم سے سنا اور پایا ہے۔

طبرانی رحمہ اللہ نے ابی امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نعلین (مبارک) کا اگلا تسمہ ٹوٹ گیا تو آپ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ پڑھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور
اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس امر کے باعث استرجاع فرماتے سن کر کہنے
لگے "یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم کیا یہ بھی کوئی مصیبت ہے؟" ارشاد

فرمایا: "مومن کو جو کوئی ناپسندیدہ بات پیش آئے وہ مصیبت ہے۔"

ابن مردویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! خداوند تعالیٰ نے طلاق کو دو ہی مرتبہ ذکر کیا ہے "اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ" تیسری طلاق کہاں ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تیسری طلاق ہے فَاِمْسَاکٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِیْحٌۢ بِاِحْسَانٍ۔

شیخین رضی اللہ عنہما نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس وقت تم اللہ تعالیٰ سے کچھ مانگو تو اس سے فردوس مانگو کیونکہ فردوس جنت کا بلند ترین اور وسط درجہ ہے اور اسی سے جنت کی نہریں نکلتی ہیں۔ (الاتقان علامہ سیوطی)

صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیارے اللہ اپنی خاص رحمت کاملہ کا نزول فرما۔) امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ جو شخص اس درود شریف کا ورد کرتا ہے گویا وہ اپنے نفس پر ستر ہزار دروازے اللہ تعالیٰ کی رحمت کے کھلوا لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے لوگوں کی محبت کا مرکز اور منظور نظر بزرگاں بنا دیتا ہے۔ اس درود خواں سے وہ بغض رکھے گا جس کے قلب میں منافقت ہو گی۔ (البدر التمام)

حدیث شریف میں ہے بخار دوزخ کی گرم ہوا سے ہے اور آگ سے مومنوں کا یہی حصہ ہے۔ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا کی "یَا کَرِیْمَ الْعَفْوِ" تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا: آپ یَا کَرِیْمَ الْعَفْوِ کی تفسیر سنیے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے برائیوں کو معاف فرمایا پھر اپنے کرم سے انہیں نیکیوں سے

بدل دیا۔ سبحان اللہ۔ (قوت القلوب جلد ۱)

امام ترمذی، حاکم، بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواب دیکھا کہ بنو امیہ یکے بعد دیگرے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منبر اقدس پر خطبے دے رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ بات ناگوار گذری اور آپ پر یہ آیات نازل ہوئیں: اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ ۝ بے شک ہم نے آپ کو (جو کچھ عطا کیا) بے حد و حساب عطا کیا۔ (الکوثر) اِنَّآ اَنْزَلْنٰہُ فِیْ لَیْلَۃِ الْقَدْرِ ۝ وَمَآ اَدْرٰىکَ مَا لَیْلَۃُ الْقَدْرِ ۝ لَیْلَۃُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَھْرٍ ۝ بے شک ہم نے اس (قرآن) کو اتارا ہے شب قدر میں اور آپ جانتے ہیں شب قدر کیا ہے، شب قدر بہتر ہے ہزار مہینہ سے یعنی لیلۃ القدر ان ہزار مہینوں سے بہتر ہے جن ہزار مہینوں میں بنو امیہ نے بادشاہت کی۔ القاسم بن فضل علیہ الرحمۃ کہتے ہیں جب ہم نے ان کے عہد حکومت کا حساب کیا تو وہ ایک ہزار مہینہ نکلا۔

امام غزالی علیہ الرحمۃ نے کہا ہے کہ آیت الکرسی کے تمام آیتوں کے سردار ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات و افعال پر مشتمل ہے۔ اس کے علاوہ اس میں "اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ" موجود ہے جو اسم اعظم ہے۔ سورۂ اخلاص نے توحید کا اقتضا پندرہ حروف میں کیا ہے اور آیت الکرسی نے توحید کا اقتضا پچاس حروف میں کیا ہے۔ ابن العربی علیہ الرحمۃ نے کہا ہے کہ آیت الکرسی کے اعظم الآیات ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس کا متعلق نہایت عظیم الشان ہے۔ ابن المنیر علیہ الرحمۃ نے کہا ہے کہ آیت الکرسی میں اس قدر اسمائے باری تعالیٰ ہیں جو دوسری کسی آیت میں ہرگز نہیں۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ آیت الکرسی میں سترہ جگہ ایسی ہیں جہاں اللہ تعالیٰ کا اسم پاک (اسم ذات "اللہ") آیا ہے۔ بعض مواقع میں

ظاہر اور بعض میں مسکن (در پردہ) اور وہ مواضع یہ ہیں: ظاہر: اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ. ضمیر: لَا تَاْخُذُہٗ، لَہٗ، عِنْدَہٗ، بِاِذْنِہٖ، یَعْلَمُ عِلْمِہٖ، شَآءَ، کُرْسِیُّہُ، یَئُوْدُہٗ اور حِفْظُھُمَا کی وہ ضمیر مستتر جو کہ مصدر کی فاعل ہے اور وَھُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ۝ اور اگر تم ان ضمائر کا بھی شمار کر لو جن کا احتمال اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ. اَلْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ میں پایا جاتا ہے اور ایک اعراب کے اعتبار سے اَلْحَیُّ سے قبل کی ضمیر مقدر بھی شمار میں لے لیں تو اس حساب سے سب بائیس (۲۲) ضمیریں ہو جاتی ہیں۔

حدیث میں آیا ہے جو شخص تہجد کی نماز میں دس آیات پڑھے گا وہ غافلوں میں نہیں لکھا جائے گا۔ پچاس آیات ایک رات میں پڑھنے والا قانتین میں شمار ہوگا۔ جو شخص تین سو آیات پڑھے گا اس کو ایک پستارہ (کثیر) اجر ملے گا۔ (اس حدیث کو دارمی نے اپنی مسند میں بتفریق روایت کیا ہے۔

الفاتحہ

ابن ابی جمرہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے "اگر میں چاہوں کہ ستر اونٹ سورۃ فاتحہ کی تفسیر سے بھر دوں تو ایسا کر سکتا ہوں"۔ اور اس امر کا بیان یہ ہے کہ جس وقت اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ کہا جاتا ہے تو یہ قول اتنی باتوں کی تشریح کا محتاج ہوتا ہے: حمد کے معنوں کا بیان اور ان چیزوں کا بیان جن کے ساتھ اسم جلیل یعنی اللہ کا تعلق ہے اور اس کے لائق مرتبہ تنزیہ کا بیان۔ علیٰ ھذا القیاس اسی طرح ہر حرف کی تشریح۔ غرضیکہ ان وجوہ کے اعتبار سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جو کچھ کہا ہے اسی قبیل سے ہوگا۔

احمد اور ترمذی رحمہما اللہ نے حسن قرار دے کر اور ابن حبان رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں عدی بن حبان رضی اللہ عنہ سے روایت کی

ہے۔ انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بے شک "اَلْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ" یہودی لوگ ہیں اور "اَلضَّآلِّیْنَ" نصاریٰ۔

ابو نعیم علیہ الرحمۃ نے "حلیہ" میں حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے عمر! میرے قریب ہو جاؤ۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اتنا قریب ہو گیا کہ میں مصافحہ کر سکتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بغل میں دو عمر رسیدہ بزرگ تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تو میری امت کا والی بنے تو ان بزرگوں کے طرز عمل کی طرح رویہ اختیار کرنا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! یہ کون ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ ابوبکر اور عمر (رضی اللہ عنہما) ہیں۔ (حجۃ اللہ علی العالمین)

عبد العزیز بن عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہم سے روایت ہے وہ کہتے ہیں میں نے خواب میں اپنے والد محترم کو دیکھا تو میں نے ان سے پوچھا کون سا عمل افضل ہے؟ انہوں نے فرمایا: استغفار۔

"الرسالۃ القشیریہ" اور "احیاء العلوم" میں ہے کہ ابو ایوب السختیانی علیہ الرحمۃ نے ایک گناہ گار کا جنازہ دیکھا تو اپنے گھر میں داخل ہو گئے کہ اس کا جنازہ نہ پڑھیں۔ ایک شخص نے اس مرنے والے کو خواب میں دیکھا اور اس سے پوچھا اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا سلوک کیا؟ کہا "اللہ تعالیٰ نے میرے گناہ معاف کر دیے"۔ تم ابو ایوب سختیانی سے کہنا قُلْ لَّوْ اَنْتُمْ تَمْلِکُوْنَ خَزَآئِنَ رَحْمَۃِ رَبِّیْٓ اِذًا لَّاَمْسَکْتُمْ خَشْیَۃَ الْاِنْفَاقِ "فرمایئے اگر تم مالک ہوتے میرے رب کی رحمت کے خزانوں کے تو اس وقت تم ضرور ہاتھ روک لیتے اس خوف سے کہ کہیں (سارے خزانے) ختم نہ ہو جائیں"۔ (بنی اسرائیل ۱۰۰) (حجۃ اللہ علی العالمین)

طبرانی علیہ الرحمۃ نے الاوسط میں سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گندہ ذہنی کی بیماری میں فاتحۃ الکتاب کو مجھے بطور تعویذ کے دیا تھا یا بتایا تھا۔" بزار رضی اللہ عنہ نے انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کی ہے کہ "جس وقت تو بستر پہ لیٹے تو فاتحۃ الکتاب اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ پڑھ لے تو سوائے موت کے ہر ایک چیز سے محفوظ و مامون ہو جائے گا۔" مسلم علیہ الرحمۃ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کی ہے کہ "جس گھر میں سورۃ البقرہ پڑھی جاتی ہے اس میں شیطان نہیں داخل ہوتا۔" عبداللہ بن احمد رضی اللہ عنہ نے زوائد المسند میں ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے سندِ حسن کے ساتھ روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا: "میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تھا کہ اعرابی آیا اور اس نے عرض کی" میرا ایک بھائی ہے اور اسے ایک دُکھ ہے۔" آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اس کو کیا دُکھ ہے؟" اعرابی نے کہا اس کے دماغ میں خلل ہے (یا اُسے آسیب ہے) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد کیا: "اچھا اسے میرے پاس لے آ۔" چنانچہ اعرابی اپنے بیمار بھائی کو لے آیا اور اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رُوبرو بٹھا دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فاتحۃ الکتاب، سورۃ البقرہ کے اول کی چار آیتیں، دونوں آیتیں "وَاِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ"، آیت الکرسی اور تین آیتیں سورۃ بقرہ کے آخر کی، ایک آیت سورۃ آل عمران کی "شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ" ایک آیت سورۃ اعراف کی "اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ" سورۃ مومن کا آخر "فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ"۔ ایک آیت سورۃ الجن کی "وَاَنَّهٗ تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا" دس آیتیں سورۃ الصافات کے اول کی، تین آیتیں سورۃ الحشر کے اخیر کی، "قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ" اور معوذتین (قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ) کو پڑھ کر اس پہ دم کر دیا۔ تو وہ

شخص یوں سالم ہو کر اُٹھ کھڑا ہوا کہ گویا اُسے کبھی کوئی شکایت ہی نہیں ہوئی تھی۔

دارمی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے موقوفاً روایت کی ہے کہ جو شخص سورۃ البقرہ کے اول کی چار آیتیں آیت الکرسی اور اس کے بعد کی دو آیتیں اور تین آیتیں سورۃ البقرہ کے اخیر کی پڑھے گا تو اس دن نہ تو اس کے اور اس کے گھر والوں کے کسی کے نزدیک بھی شیطان آ سکے گا اور نہ کوئی چیز اس کو رنج پہنچائے گی۔ اور یہ آیتیں جب مجنون پر پڑھ کر دم کی جائیں وہ تندرست ہو جائے گا۔ بخاری نے صدقہ کے قصہ میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک جن نے ان سے کہا تھا جس وقت تم بستر پر جاؤ تو آیت الکرسی پڑھ لیا کرو پس اس حالت میں تم پہ خدا تعالیٰ کی طرف سے برابر ایک نگہبان مقرر ہو جائے گا اور صبح تک شیطان تمہارے قریب نہ پھٹک سکے گا۔" پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "یاد رکھو اس جن نے تم سے سچ کہا ہے بحالیکہ وہ جھوٹا ہے۔" المحاملی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے فوائد میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے انہوں نے کہا ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ مجھے کوئی ایسی چیز سکھایئے کہ اللہ پاک اس سے مجھے نفع پہنچائے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد کیا: "تو آیت الکرسی پڑھ۔ پس بے شک وہ تیری اور تیری ذریت کی حفاظت کرے گی اور تیرے گھر کی حفاظت رکھے گی یہاں تک کہ تیرے گھر کے ارد گرد والے گھروں کی بھی۔" دینوری علیہ الرحمۃ نے "المجالسہ" میں حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "بے شک جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے اور انہوں نے کہا کہ ایک عفریت قوم جن میں سے آپ کی تاک میں ہے۔ لہٰذا جب آپ بستر پر جائیں تو آیت الکرسی پڑھ لیا کریں۔" اور کتاب الفردوس

میں ابی قتادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے مروی ہے کہ "جو شخص تکلیف اور سختی کے وقت آیت الکرسی پڑھے گا اللہ پاک اس کی فریاد کو پہنچے گا۔"

دارمی علیہ الرحمۃ نے مغیرہ بن سبیع رضی اللہ عنہ سے جو کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ کے اصحاب میں سے تھے روایت کی ہے کہ اس نے کہا: "جو شخص سوتے وقت سورۃ البقرہ کی دس آیتیں پڑھے گا وہ قرآن شریف کو نہ بھولے گا۔ چار آیتیں اس کے اوّل سے آیت الکرسی اور اس کے بعد کی دو آیتیں اور اور تین آیتیں اس سورۃ کے آخر کی۔ اور دیلمی علیہ الرحمۃ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے مرفوعاً روایت کی ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "دو آیتیں ایسی ہیں کہ وہی دونوں قرآن ہیں اور وہی شفا دیتی ہیں۔ اور وہی دونوں خدا تعالیٰ کی محبوب چیزوں میں سے ہیں اور وہ سورۃ البقرہ کے اخیر کی دو آیتیں ہیں۔ طبرانی علیہ الرحمۃ نے معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تجھ کو ایک ایسی دعا نہ سکھاؤں کہ تو اس کو پڑھے تو اگر تجھ پر "ثبیر" (مکہ کے ایک پہاڑ کا نام ہے) کے برابر قرض ہو تو اللہ پاک اُسے ضرور ادا کرا دے گا: "قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِی الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَ تَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ تا قولہ تعالیٰ بِغَیْرِ حِسَابٍ ۝" رَحْمٰنَ الدُّنْیَا وَ رَحِیْمَهُمَا تُعْطِیْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُمَا وَ تَمْنَعُ مَنْ تَشَآءُ اِرْحَمْنِیْ رَحْمَةً تُغْنِیْنِیْ بِهَا عَنْ رَّحْمَةِ مَنْ سِوَاكَ۔"

ابن السنی رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ جس وقت ان کے ہاں بچہ ہونے کا وقت قریب آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت اُمّ سلمہ اور حضرت زینب رضی اللہ عنہما کو حکم دیا کہ وہ سیّدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے پاس بیٹھ کر آیت الکرسی اور "اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ" پڑھیں اور معوذتین (سورہ فلق اور سورۃ الناس)

پڑھ کر ان پر دم کریں۔" اور اسی راوی نے یہ بھی روایت کیا ہے کہ حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما نے یہ حدیث بیان کی ہے: "میری اُمّت کیلئے ڈوبنے سے امان ہے جب کہ وہ جہاز پر سوار ہوتے ہی یہ آیت پڑھ لیا کریں بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَ مُرْسٰىهَا اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ اور وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ الآیۃ" اور ابن ابی حاتم رضی اللہ عنہ نے لیث رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے انہوں نے کہا: مجھ کو اطلاع ملی ہے کہ یہ آیتیں جادو سے شفا دینے والی ہیں ان کو پڑھ کر ایک پانی سے بھرے ہوئے ظرف میں دم کیا جائے اور پھر وہ پانی جادو کے مارے ہوئے شخص کے سر پر ڈالا جائے۔ ایک وہ آیت جو کہ سورۂ یونس کی ہے فَلَمَّآ اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰى مَا جِئْتُمْ بِهِ السِّحْرُ" تا قولہ تعالیٰ اَلْمُجْرِمُوْنَ ۝ اور قولہ تعالیٰ "فَوَقَعَ الْحَقُّ وَ بَطَلَ مَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۝ چار آیتوں کے آخر تک اور قولہ تعالیٰ "اِنَّمَا صَنَعُوْا كَیْدُ سٰحِرٍ الآیۃ۔ اور حاکم وغیرہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کی ہے کہ مجھ کو کسی امر نے تکلیف نہیں پہنچائی مگر یہ کہ جبریل علیہ السلام کسی صورت میں میرے سامنے آئے اور انہوں نے کہا: "اے محمد (صلی اللہ علیک وسلم) تم کہو: تَوَكَّلْتُ عَلَى الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّ لَمْ یَكُنْ لَّهٗ شَرِیْكٌ فِی الْمُلْكِ وَ لَمْ یَكُنْ لَّهٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَ كَبِّرْهُ تَكْبِیْرًا ۝

دارمی علیہ الرحمۃ نے عبدہ بن ابی لبابہ رضی اللہ عنہ کے طریق پر زر بن حبیش رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جو شخص سورۃ کہف کا آخر اس نیت سے پڑھے کہ وہ رات کے فلاں وقت میں اُٹھ بیٹھے تو وہ ضرور اسی وقت بیدار ہوگا۔" عبدہ کہتے ہیں کہ ہم نے اس کو آزمایا اور ایسا ہی پایا۔ ترمذی اور حاکم علیہما الرحمۃ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ

عنہ کی حدیث سے روایت کی ہے کہ ذُوالنّون (حضرت یونس علیہ السلام) نے جب کہ آپ مچھلی کے پیٹ میں تھے اُس وقت یہ دُعا کی تھی، "لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ۝" کوئی مسلمان شخص کبھی اس دُعا کو نہ پڑھے گا مگر اللہ تعالیٰ اُس کی دُعا قبول فرمائے گا۔ یہی روایت ابن السنی علیہ الرحمۃ کے نزدیک یُوں آئی ہے "بے شک میں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں کہ اسے کوئی آفت زدہ شخص نہ کہے گا مگر یہ کہ اس کی مصیبت دُور ہو جائے گی۔ وہ کلمہ میرے بھائی حضرت یونس علیہ السلام کا ہے: "فَنَادٰی فِی الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ۝"

بیہقی، ابن السنی اور ابو عبید رضی اللہ عنہم نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے ایک مریض کے کان میں (کوئی) آیت پڑھی تو وہ فوراً اچھا ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے دریافت فرمایا کہ "تم نے اس بیمار کے کان میں کیا پڑھا تھا؟" ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے عرض کی: "اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰکُمْ عَبَثًا..." تا آخر سورۃ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اگر کوئی صاحب یقین آدمی اس کو کسی پہاڑ پر پڑھ کر دم کرتا تو بے شک وہ پہاڑ بھی زائل (نابود) ہو جاتا۔" دیلمی اور ابو الشیخ ابن حبان رحمہما اللہ نے اپنی کتاب فضائل میں ابی ذر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کی ہے کہ "کوئی مردہ ایسا نہیں مرتا کہ اس کے پاس سورۂ یٰسین پڑھی جائے مگر یہ کہ اللہ پاک اس پر (قبض روح میں) آسانی فرما دیتا ہے۔" محاملی علیہ الرحمۃ نے اپنی امالی میں عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی حدیث سے روایت کی ہے کہ جو کوئی سورۂ یٰسٓ کو اپنی کسی حاجت کے آگے رکھے گا اس کی وہ حاجت ضرور پوری کر دی جائے گی۔ مستدرک میں ابی جعفر محمد بن علی رضی اللہ عنہما سے

مروی ہے کہ جو شخص اپنے قلب میں کسی سختی کو محسوس کرتا ہے اسے چاہئے کہ وہ ایک کٹورہ میں زعفران اور گلاب سے سورۂ یٰسٓ لکھ کر پی جائے۔" ابن الضریس نے سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے ایک دیوانہ پر سورۂ یٰسٓ پڑھ کر دم کی پس وہ اچھا ہو گیا۔ اور اسی راوی نے یحییٰ بن کثیر رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کی ہے کہ جو کوئی صبح ہوتے وقت سورۂ یٰسٓ پڑھے گا وہ شام تک فرحت اور مسرت سے مالا مال رہے گا اور جو شام کو پڑھے گا وہ صبح تک خوش رہے گا۔

مشہور مفسّرین

گروہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے دس صحابہ مفسّر مشہور ہوئے۔ چاروں خلفاء، ابن مسعود، ابن عباس، ابی بن کعب، زید بن ثابت، ابو موسیٰ الاشعری اور عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم۔ خلفائے اربعہ رضی اللہ عنہم میں سب سے زیادہ روایات تفسیر قرآن کے بارے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے وارد ہوئی ہیں اور باقی تینوں خلفاء رضی اللہ عنہم سے بہت کم۔ اُن سے بہت کم روایتیں آنے کا سبب یہ تھا کہ انہوں نے بہت پہلے وفات پائی اور یہی سبب ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت حدیث کی قلت کا بھی ہے۔

معمر رضی اللہ عنہ نے وہب بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے ابی الطفیل رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ کو خطبہ پڑھتے ہوئے دیکھا وہ کہہ رہے تھے کہ تم لوگ مجھ سے سوال کرو، کیونکہ واللہ! تم جس بات کو دریافت کرو گے میں تمہیں اس کی خبر دوں گا۔ اور مجھ سے کتاب اللہ کی نسبت پوچھو اس لئے کہ واللہ کوئی آیت ایسی نہیں جس کی بابت مجھے علم نہ ہو کہ آیا وہ رات میں اُتری ہے یا دن میں اور ہموار میدان میں نازل ہوئی ہے یا پہاڑ پر۔ ابو نعیم علیہ الرحمۃ نے کتاب "الحلیہ" میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے انہوں نے کہا "بے شک

قرآن سات حرفوں پر نازل ہوا ہے پس ان میں سے کوئی حرف ایسا نہیں جس کا ایک ظاہر اور ایک باطن نہ ہو اور بلاشبہ علی بن ابی طالب (رضی اللہ عنہ) کے پاس اس کے ظاہر اور باطن دونوں ہیں۔"

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بہ نسبت علی رضی اللہ عنہ کے زاید روایتیں وارد ہوئی ہیں۔ ابن جریر رضی اللہ عنہ نے ان سے روایت کی ہے انہوں نے کہا اس ذات پاک کی قسم ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ اس کی عبادت کی جائے، کتاب اللہ کی کوئی آیت نازل نہیں ہوئی مگر یہ کہ میں جانتا ہوں کہ وہ کن لوگوں کے بارے اتری ہے اور کہاں اتری ہے۔ اور اگر میں کسی ایسے شخص کا مکان (جگہ) جانتا ہوتا جو کہ کتاب اللہ کا مجھ سے بڑھ کر جاننے والا ہو اور وہاں تک سواریاں پہنچ سکتی ہوں تو ضرور تھا کہ میں اس کے پاس جا پہنچتا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما تو "ترجمان القرآن" ہیں جن کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا کی کہ "بار الہا! تو اس کو دین میں فقیہ (سمجھ رکھنے والا) بنا اور اس کی تاویل کا علم عطا فرما"۔ اور انہی کے لئے یہ دعا بھی فرمائی کہ "اے اللہ! تو اس کو حکمت عطا کر" اور ایک روایت میں آیا ہے کہ "بار الہا تو اس کو حکمت کا علم مرحمت کر (یا سکھا)"

ابونعیم علیہ الرحمۃ نے "الحلیہ" میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حق میں دعا فرمائی اور کہا کہ "یا اللہ! تو اس میں (اس کے علم میں) برکت ڈال اور اس سے (علم کو) پھیلا۔"

اسی راوی نے عبدالمومن بن خالد رحمۃ اللہ کے طریق پر عبداللہ بن بریدہ رحمۃ اللہ کے واسطہ سے ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ قول روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا: "میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اس

حالت میں پہنچا جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں جبرئیل علیہ السلام موجود تھے۔ پس جبرئیل علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: "یہ شخص اس امت کا حبر (زبردست عالم دین) ہونے والا ہے۔ لہذا آپ اس کی نسبت نیک وصیت فرمائیں۔

پھر اسی راوی نے عبداللہ بن خراش علیہ الرحمۃ کے طریق پر بواسطہ عوام بن حوشب مجاہد رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ قول نقل کیا ہے: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "بے شک تم بہت اچھے ترجمان القرآن تو ہی ہے"۔ اور بیہقی علیہ الرحمۃ نے "الدلائل" میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا: "بے شک ترجمان القرآن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ہیں"۔ اور ابونعیم علیہ الرحمۃ نے مجاہد رحمۃ اللہ سے روایت کی ہے انہوں نے کہا: "ابن عباس رضی اللہ عنہما اپنے کثرت علم کے سبب بحر (دریا) کے نام سے موسوم ہوتے تھے۔ اور اس راوی نے ابن الحنفیہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا: "ابن عباس رضی اللہ عنہما اس امت کے حبر تھے"۔ اور حسن رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا: "ابن عباس رضی اللہ عنہما کی فہم قرآن کے بارے میں وہ منزلت تھی کہ عمر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے "یہ ہے نتہار الجنۃ عمر نوجوان بے شک اس کی زبان بے حد سوال کرنے والی اور اس کا قلب اعلیٰ درجہ کا دانش پژدہ ہے"۔

عبداللہ بن دینار رضی اللہ عنہ کے طریق پر ابن عمر رضی اللہ عنہما نے روایت کی ہے کہ ان کے پاس ایک شخص آیا اس نے ان سے سوال کیا؛ قولہ تعالیٰ: "اِنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ کَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا" کے کیا معنی ہیں؟ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے سائل سے کہا کہ تم ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس جا کر پہلے اس کی نسبت دریافت کر آؤ تو پھر میرے پاس

آتا۔ اس شخص نے جاکر ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وہی سوال کیا تو انہوں نے کہا: "آسمان بستہ تھے اور وہ مینہ نہیں برساتے تھے اور زمین بستہ تھی کہ وہ روئیدگیاں نہیں اگاتی تھی پس اللہ پاک نے آسمانوں کو بارش اور زمین کو روئیدگی کے ساتھ کشادہ کیا۔" یہ جواب سُن کر وہ سائل ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس لوٹا اور ان کو ابن عباس رضی اللہ عنہما کا وہ قول سُنا دیا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بات سُن کر فرمایا: "میں کہا کرتا تھا کہ مجھے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی تفسیر قرآن پر جرأت کر بیٹھنے پر سخت تعجب آتا ہے مگر اب مجھ کو معلوم ہو گیا کہ بے شک ان کو من جانب اللہ ایک علم دیا گیا ہے۔"

بخاری علیہ الرحمۃ نے سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کے طریق پر ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے انہوں نے کہا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ مجھ کو اپنی خدمت میں شیوخ بدر کے ساتھ داخلہ دیا کرتے اور ان کے ساتھ بٹھاتے تھے اس وجہ سے ان میں سے کسی کے دل میں اس بات کا خیال آیا اور اس نے کہا: "یہ لڑکا ہمارے ساتھ کیوں داخل کیا جاتا ہے حالانکہ اس کی ہمسری کے ہمارے بیٹے کر سکتے ہیں؟" عمر رضی اللہ عنہ نے یہ اعتراض سُن کر فرمایا: "یہ لڑکا ان لوگوں میں سے ہے جن سے تم نے تعلیم پائی ہے۔" چنانچہ اس کے بعد عمر رضی اللہ عنہ نے ایک دن شیوخ بدر رضی اللہ عنہم کو طلب فرمایا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کو بھی انہی کے ساتھ بٹھایا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں میں سمجھ گیا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے آج مجھ کو ان لوگوں کے ساتھ محض اس لئے طلب کیا ہے تاکہ اُن کو کچھ تماشہ دکھا دیں۔" چنانچہ عمر رضی اللہ عنہ نے شیوخ بدر کو مخاطب بنا کر دریافت کیا، تم لوگ اللہ پاک کے ارشاد "اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ" کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ بعض شیوخ نے اس کے جواب میں کہا: "ہمیں اس وقت اللہ تعالیٰ کی حمد کرنے اور اس سے مغفرت چاہنے کا حکم دیا گیا ہے جب کہ ہم کو نصرت عطا ہو اور ہمیں فتوحات ہاتھ آئیں۔"

اور بعض شیوخ بالکل ساکت رہے انہوں نے کوئی بات نہیں کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کا جواب سُن کر میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: کیوں ابن عباس! (رضی اللہ عنہما) کیا تم بھی ایسا ہی کہتے ہو؟" میں نے کہا: "نہیں۔" عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: "پھر تم کیا کہتے ہو؟" میں نے کہا: "وہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت ہے جس کی خبر اللہ پاک نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دی تھی اور فرمایا کہ "جس وقت خدا کی مدد اور فتح آئے تو یہ بات تمہارے دنیا سے سفر کرنے کی علامت ہے اس وقت تم اپنے پروردگار کی حمد کے ساتھ تسبیح خوانی کرنا اور اس سے مغفرت چاہنا کہ درحقیقت اللہ پاک بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے۔" میرا یہ جواب سُن کر عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: "مجھ کو اس سورت کے بارے میں یہی بات معلوم ہے جو تم کہتے ہو۔"

ابو نعیم علیہ الرحمۃ نے محمد بن کعب القرظی علیہ الرحمۃ سے روایت کی ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: "حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے مہاجرین رضی اللہ عنہم کے ایک گروہ میں بیٹھ کر باہم لیلۃ القدر کا ذکر چھیڑا اور ہر ایک نے جو کچھ اس کے بارے میں اسے معلوم تھا بیان کر دیا۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا: "ابن عباس! (رضی اللہ عنہما) تم کیوں چپ ہو اور کچھ نہیں کہتے، تم اپنی کم سنی کا خیال نہ کرو اور جو کہنا ہو ضرور کہو۔" میں نے یہ اشارہ پا کر کہا: "امیر المومنین! (رضی اللہ عنہ) اللہ پاک طاق ہے اور وہ طاق عدد کو محبوب رکھتا ہے۔ اس نے دنیا کے دنوں کو سات کی تعداد پر دائر بنایا ہے، انسان کی خلقت سات (ادوار) میں کی ہے۔ اور ہماری روزیوں کو سات (تغیرات) سے پیدا فرمایا ہے، ہمارے سروں پر سات آسمانوں کو پیدا کیا ہے اور ہمارے قدموں تلے سات طبق زمین کے پیدا فرمائے ہیں۔ سات ہی مثالی (آیتیں) عطا کی ہیں۔ اپنی کتاب کریم میں

سات قرابت داروں سے نکاح کرنے کی ممانعت فرمائی ہے۔ اور اپنی کتاب ہی میں میراث کو سات وارثوں میں تقسیم فرمایا ہے۔ ہم لوگ سجدہ کرنے کی حالت میں اپنے بدن کے سات ہی حصوں کو زمین پر گرایا کرتے ہیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خانہ کعبہ کے طواف میں سات چکر فرمائے۔ صفا اور مروہ کے درمیان سات ہی بار دوڑنا فرمایا اور سات کنکریاں شیطانوں کو ماریں۔ لہٰذا میرا خیال ہے کہ لیلۃ القدر بھی ماہ رمضان کی آخری دس راتوں میں سے سات طاق راتوں ہی میں ہوگی۔" حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ بات سُن کر متعجب ہوئے اور کہا: "اس بارے میں سوائے اس کم سن لڑکے کے جس کو ابھی جوانی کے زمانہ میں بھی قدم رکھنا نصیب نہ ہوا ہے اور کسی نے میری موافقت نہیں کی۔" یعنی بس ایک ہی میرا ہم خیال ہے۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے خطاب فرمایا: "کیوں صاحبو! اس مطلب کو میرے سامنے اس طرح کون ادا کرے گا جس طرح کہ ابن عباس (رضی اللہ عنہما) نے ادا کیا ہے؟"

فضیلت قرآن

سُورۂ یٰسٓ کی فضیلت میں حضرت ابُوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص اللہ تعالےٰ کی رضا کے حصول کے لئے رات کے وقت سورۂ یٰسٓ پڑھے گا اُسی رات اُس کی مغفرت کردی جائے گی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جو شخص صبح کے وقت سورۂ یٰسٓ پڑھ لے گا تو دن بھر شام تک اُسے آسانی نصیب ہوگی اور جو شخص رات کے آغاز میں اسے پڑھ لے گا اسے رات بھر آسانی رہے گی۔ (دارمی)

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جو شخص رات کو سُورۂ بقرہ کی دس آیات پڑھ لے گا اس گھر میں صبح تک شیطان داخل نہیں ہوگا۔ اِن دس آیتوں میں چار سُورۂ بقرہ کی ابتدائی آیات اور آیت الکرسی اور اس کے بعد والی دو آیتیں لَآ اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ سے خَالِدُوْنَ تک اور تین سورۂ بقرہ کی آخری آیات ہیں۔ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ سے کَافِرِیْنَ تک۔ (دارمی)

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے خلفائے اربعہ رضی اللہ عنہم کی نسبت دریافت کیا گیا۔ فرمایا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا دل مشاہدۂ ربوبیت سے پُر ہے اسی لئے اُن کا اکثر کلام لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ تھا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ خدا کے واسطے ہر شے کو حقیر سمجھتے تھے اسی واسطے اُن کا اکثر کلام اَللّٰہُ اَکْبَرُ تھا۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خدا کے سوا ہر شے کو معلول سمجھتے تھے۔ کیونکہ ہر شے کا مرجع زوال ہے اسی واسطے ان کا اکثر کلام سُبْحَانَ اللّٰہِ تھا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ ہستی کا ظہور خدا سے سمجھتے تھے۔ اسی لئے

ان کا اکثر کلام اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ تھا۔ (واللہ اعلم)

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا ہے جسے کوئی غم یا بیماری لاحق ہوائے سو کر اُٹھتے وقت روزانہ چار بار پڑھنا چاہیے: وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ۔

ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا جو شخص دس بار صبح اور دس بار شام مجھ پہ درود بھیجا کرے گا قیامت کے دن اُسے میری شفاعت نصیب ہوگی۔

بروایت ابن مسعود وابی ہریرہ رضی اللہ عنہما مروی ہے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا جو مرتے وقت لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ پڑھ لے اُسے آگ کبھی نہ کھائے گی۔

حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا: اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ۔ بے شک شیطان اُس گھر سے بھاگتا ہے جس میں سورۃ بقرہ کی تلاوت کی جاتی ہے اور اس سورۃ میں ایک ایسی آیت ہے جو قرآن مجید کی تمام آیتوں کی سردار ہے اور وہ آیۃ الکرسی ہے۔

بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا: ہر چیز کی ایک کوہان ہوتی ہے اور قرآن کریم کی کوہان سورۃ بقرہ ہے۔ (سنن ترمذی/سنن دارمی/المستدرک جلد ا
مسند احمد/صحیح ابن حبان/صحیح مسلم)

حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں جب کوئی شخص بازار یا کام سے واپس آکر بستر پر لیٹتا ہے تو اس بات

میں کیا رکاوٹ ہے کہ وہ قرآن کی تین آیات پڑھ لیا کرے۔ (یعنی ایسا کرنا چاہیے) (دارمی)

بروایت حضرت انس رضی اللہ عنہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب کوئی مسلمان آیۃ الکرسی پڑھ کر اہل قبور کو بخشتا ہے تو اللہ تعالیٰ مشرق سے لے کر مغرب تک ہر ہر قبر میں چالیس چالیس نُور داخل فرماتا ہے اور اُن کی خوابگاہوں کو اُن پہ فراخ کر دیتا ہے اور پڑھنے والے کو ستر نبیوں کا ثواب ملتا ہے اور ہر حرف کے بدلے اس کا ایک درجہ بلند کرتا ہے اور ہر مُردے کے عوض اُس کی دس دس نیکیاں لکھتا ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى حَبِيْبِكَ وَنَبِيِّكَ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ شَفِيْعِ الْمُذْنِبِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهِ الطَّاهِرَاتِ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِعَدَدِ رَمْلِ الصَّحَارِىْ وَالْقِفَارِ وَبِعَدَدِ اَوْرَاقِ النَّبَاتَاتِ وَالْاَشْجَارِ وَبِعَدَدِ قَطْرِ الْاَمْطَارِ وَبِعَدَدِ كُلِّ ذَرَّةٍ وَّوَرَقَةٍ وَّقَطْرَةٍ مِائَةَ اَلْفَ اَلْفِ مَرَّةٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ فِىْ كُلِّ وَقْتٍ وَّحِيْنٍ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ

• سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ

قرآنِ حکیم ایک دائمی مُعجزہ

اصل کتاب یعنی روضہ (امام نووی قدس سرّہ) کی عبارت یہ ہے: وَمُعْجِزَتُهُ بَاقِيَةٌ وَهِيَ الْقُرْآنُ۔" اور انہی خصائص سے یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معجزہ باقی ہے اور وہ قرآن کریم ہے۔"

وَكِتَابُهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُعْجِزٌ مَحْفُوظٌ عَنِ التَّحْرِيفِ وَالتَّبْدِيلِ وَأُقِيمَ بَعْدَهُ حُجَّةً عَلَى النَّاسِ وَمُعْجِزَاتُ سَائِرِ الْأَنْبِيَاءِ انْقَرَضَتْ۔

(روضہ ص ۴۷)

"اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کتاب بھی معجزہ ہے اور تحریف وتبدیل سے محفوظ ہے اور آپ کے (وصال شریف کے) بعد بھی اسی طرح حجت (قاہرہ) ہے۔ جبکہ اور سب انبیاء علیہم السلام کے معجزے ختم ہو گئے ہیں۔"

محمد بن کعب رحمۃ اللہ علیہ نے خدا تعالیٰ کے قول فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ ۝ کے متعلق بیان کیا ہے کہ اس سے کافر مُراد ہے جو دنیا میں اپنی نیکی کا عوض دیکھ لیتا ہے اور وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ ۝ سے مومن مُراد ہے جو آخرت میں نہیں دنیا میں ہی اپنے گناہوں کا بدلہ پالیتا ہے۔

حضرت ثابت بنانی رضی اللہ عنہ (جو حضرت انس رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں) بیان کرتے ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ جب قرآن ختم کرنے لگتے، تو اپنی اولاد اور اہل خانہ کو اکٹھا کرکے ان کے لئے دعا کیا کرتے تھے۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں؛ جو شخص ایک ہزار آیات پڑھتا ہے اس کے لئے اجر کا ایک "قنطار" لکھ دیا جاتا ہے اور اس قنطار کے ایک قیراط کا معاوضہ پوری دنیا بھی نہیں ہو سکتی۔

اعظم معجزات قرآن مجید ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام معجزات میں سب سے قوی، روشن اور باقی و مشہور تر معجزہ قرآن مجید ہے۔ اِنَّا اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ۝ سب سے چھوٹی سورۃ ہے اس میں اتنے معجزات ہیں ان کا کوئی شمار نہیں کر سکتا۔ چنانچہ قرآن کریم کے معجزات کا اس سورۃ سے اندازہ لگائیں کہ ہر اک سورۃ میں کس قدر معجزات ہوں گے۔

قرآن کریم رہتی دنیا تک باقی رہنے والی خدا کی کتاب ہے اس میں کبھی کوئی تحریف نہ کر سکے گا اور اس کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے خود لی ہے اور اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں تمام علوم و معارف کو جمع فرما دیا ہے جو کسی کتاب میں یکجا نہیں ہوئے اور نہ آئندہ ہوں گے اور نہ کسی فرد کا علم اس کے چند کلمات اور گنتی کے حروف کا احاطہ کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی اس آخری کتاب میں زندگی کے ہر شعبہ کے لئے اصول عطا فرمائے ہیں اور اس کا اعجاز یہ بھی ہے کہ نہ تو اس کے پڑھنے والے کا دل بھرتا ہے اور نہ سننے والے کا، بلکہ بار بار اس کی تلاوت کے لئے وہ بے قرار ہوتا ہے اور ہر بار اس کی لذت بڑھتی ہے۔ اسی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرآن کی یہ صفت بھی بیان فرمائی کہ بار بار پڑھنے سے قرآن پُرانا نہیں ہوتا۔

"خبر القرطبی" میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روایت ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ آنکھوں کو عبادت کا حصہ دیا کرو۔ عرض کیا گیا کیسے؟ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرآن میں نظر کرنا یعنی دیکھ کر پڑھنا۔

حدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی مسلمان بندے کو کسی جسمانی تکلیف میں مبتلا کر دیتا ہے تو اعمال لکھنے والے فرشتے سے فرماتا ہے یہ بندہ جو پہلے عمل کرتا تھا اب اُس کے لئے اس سے بہتر اعمال کا ثواب لکھو۔ اگر کوئی بُرا عمل کرے اُسے مت لکھو۔ اور اُس کے وہ نیک اعمال برابر لکھے جاؤ جو وہ حالت صحت میں کیا کرتا تھا اگرچہ اب نہیں کر رہا۔ (ابویعلی وابن ابی الدنیا)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی یہی روایت ہے اس میں یہ اضافہ ہے کہ اگر اللہ اسے شفا دے تو اُسے گناہوں سے پاک فرما دیتا ہے اور اگر اُس کی رُوح قبض کر لے تو اُسے بخش دیتا ہے۔

(الترغیب والترہیب)

حدیث حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو شخص روزانہ صبح و شام تین بار یہ کلمات کہے اُسے کوئی چیز ضرر نہ دے گی: بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِي لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جو شخص صبح و شام یہ دُعا تین بار پڑھا کرے اُسے زہر اور ہر تکلیف دینے والی چیز سے حفاظت ہو گی۔ اَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۝ (ترمذی)

حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے بہترین صدقہ یہ ہے کہ تم بھوکے کو پیٹ بھر کر کھانا کھلا دو۔

حدیث سورۃ یٰسٓ حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے رات کو اللہ کی رضا کے لئے سورۃ یٰسٓ کی تلاوت کی اُس کی بخشش ہو جائے گی۔

حدیث حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہر چیز کا دل ہوتا ہے قرآن مجید کا دل سورۃ یٰسٓ ہے جس نے سورۃ یٰسٓ شریف کی تلاوت کی کَتَبَ اللّٰهُ بِقِرَاءَتِهَا قِرَاءَةَ الْقُرْآنِ عَشْرَ مَرَّاتٍ ۝ اللہ تعالیٰ اُس کے لئے ایک بار تلاوت کرنے کے بدلہ میں دس بار قرآن پڑھنے کا اجر و ثواب لکھتا ہے۔ (الترغیب والترہیب)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہدیہ قبول فرماتے اور اس کا بدلہ عنایت فرماتے حضرت معوذ رضی اللہ عنہ بن عفراء کی صاحبزادی حضرت ربیع رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں تازہ کھجوروں اور خربوزوں کا تھال لے کر حاضر ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے مٹھی بھر زیورات اور سونا عطا فرمایا۔ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) (ترمذی)

پیشاب کی چھینٹوں سے بچو حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: اِتَّقُوا الْبَوْلَ فَاِنَّهُ اَوَّلُ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ فِي الْقَبْرِ "پیشاب سے بچو کیونکہ بندے سے قبر کے اندر سب سے پہلے اسی کا حساب لیا جائے گا" (اسے طبرانی علیہ الرحمۃ نے کبیر میں بہتر اسناد کے ساتھ روایت کیا)

حدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اَکْثَرُ عَذَابِ الْقَبْرِ مِنَ الْبَوْلِ. (اکثر عذاب قبر بول (پیشاب) سے نہ بچنے کی وجہ سے ہوتا ہے) لہٰذا تم پیشاب سے بچتے رہا کرو۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی ایسی ہی روایت ہے۔ فرمایا: فستنزھوا من البول. (پیشاب سے بچتے رہا کرو) (الترغیب والترہیب)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں آپ کے دفن مبارک میں اختلاف ہوا۔ اس پر حضرت ابوبکر صدیق علیہ الرضوان نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد سُنا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہر نبی کا وصال اسی جگہ پر ہوتا ہے جہاں وہ دفن ہونا پسند کرتا ہے۔ لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آپ کے بستر مبارک کی جگہ پر ہی دفن کرو۔ (شمائل ترمذی)

شبِ قدر

اُمتِ محمدیہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے خصائص میں سے شبِ قدر ہے جیسا کہ امام نووی علیہ الرحمۃ نے "شرح مہذب" میں کہا ہے کہ ایک روایت میں آیا ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جس نے ہزار مہینہ تک جہاد کیا اور جسم سے ہتھیار نہ اُتارے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے کہا کہ ہم میں سے کس میں اتنی طاقت ہے جو ایسا کر سکے۔ اس وقت سورۃ قدر (اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ) نازل ہوئی کہ شب قدر ہزار مہینے سے افضل ہے اور اس ایک رات میں قیام کرنا ہزار مہینہ راہ خدا میں جہاد کرنے سے افضل ہے۔

ترمذی شریف میں ہے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بیان نقل کرتے ہیں: اِنَّ الدُّعَاءَ مَوْقُوْفٌ بَیْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ لَا یَصْعَدُ مِنْ شَیْءٍ حَتّٰی تُصَلِّیَ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ. (بے شک دعا آسمان و زمین کے مابین رک جاتی ہے اور اس وقت تک اوپر نہیں جاتی جب تک حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود نہ پڑھا جائے۔ (یہ روایت مرفوعاً بھی منقول ہے۔)

حاجت روائی کا وظیفہ

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِاسْمِكَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ الَّذِیْ مَلَأَتْ عَظْمَتُهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ، الَّذِیْ عَنَتْ لَهُ الْوُجُوْهُ وَخَشَعَتْ لَهُ الْاَصْوَاتُ وَوَجِلَتِ الْقُلُوْبُ مِنْ خَشْیَتِهٖ، اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَنْ تُعْطِیَنِیْ حَاجَتِیْ وَهِیَ كَذَا وَكَذَا. بعد نماز جمعہ یہ دعا پڑھیں!

ختم قرآن کے وقت دُعا قبول ہوتی ہے

ابن ابی داؤد اپنی کتاب "فضائل القرآن" میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں "جو شخص ختم قرآن کرے اس کی دعا قبول ہوتی ہے۔" مجاہد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں "ختم قرآن کے وقت رحمت نازل ہوتی ہے۔" امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ ابوالحارث رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا یہ معمول تھا کہ جب قرآن ختم کرتے تو اپنے اہل خانہ اور اولاد کو اکٹھا کر کے ختم قرآن کی دُعا مانگا کرتے تھے۔

تلاوتِ قرآن کے فضائل

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ "جب تم علم کا ارادہ کرو تو قرآن کو تحصیل کرو کہ اس میں اگلوں پچھلوں کا علم ہے۔"

اور یہ بھی انہی کا ارشاد ہے کہ "قرآن کو پڑھو کہ اس کے ہر حرف پر دس نیکیوں کا ثواب ملے گا۔ اور میں یہ نہیں کہتا کہ الم ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف ہے اور لام دوسرا اور میم تیسرا حرف ہے"۔ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "قرآن کی ہر ایک آیت جنت کا ایک درجہ ہے اور تمہارے گھروں کا چراغ ہے۔"

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس گھر میں قرآن پڑھا جاتا ہے وہ گھر کے لوگوں پر وسیع ہو جاتا ہے اور اُس کی خیر بہت ہو جاتی ہے۔ اور فرشتے اس میں آتے ہیں اور شیاطین اُس گھر سے نکل جاتے ہیں اور جس گھر میں قرآن نہیں پڑھا جاتا وہ گھر والوں پر تنگ ہو جاتا ہے اور اُس کی خیر بہت کم ہو جاتی ہے اور فرشتے اس گھر سے چلے جاتے ہیں اور شیاطین آموجود ہوتے ہیں۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جب آدمی قرآن پڑھتا ہے تو فرشتہ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ لیتا ہے۔

عمرو بن میمون رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جو شخص صبح کی نماز پڑھ کر قرآن کھول کر سو (۱۰۰) آیات پڑھے اُس کو تمام دنیا والوں کے عمل کے برابر ثواب عنایت فرماتا ہے اور مروی ہے کہ خالد بن عقبہ رضی اللہ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت عالیہ میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میرے سامنے قرآن پاک پڑھیے۔ آپ نے آیت اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ

الاِحْسَانِ آخر تک پڑھی۔ انہوں نے عرض کیا دوبارہ پڑھیے۔ آپ نے دوبارہ پڑھا۔ انہوں نے کہا کہ اس میں تو حلاوت ہے اور ملاحت ہے۔ اس کا نیچے کا حصہ مینہ سا برستا ہے اور اوپر کا حصہ بہت ساثمر رکھتا ہے۔

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ بخدا قرآن سے بڑھکر تونگری نہیں اور نہ اس کے بعد کوئی احتیاج۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تین چیزیں ہیں جن سے حافظہ تیز ہوتا ہے اور بلغم دُور ہوتی ہے۔ (۱) اوّل مسواک کرنا۔ (۲) دوم روزہ رکھنا (۳) سوم قرآن پڑھنا۔ (احیاء العلوم اوّل)

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جو شخص سورۂ حشر کا[1] آخر صبح کے وقت پڑھے اور مرجائے تو شہیدوں کی مُہر اس پہ لگے گی اور جو کوئی شام کو پڑھے اور اس رات مرجائے اس کا بھی یہی حال ہے۔

قرآن کی تلاوت کے آداب

لَا یَمَسُّہٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر قرآن کی تلاوت شروع کرے۔ باوضو ہو اور گردن جھکائے قبلہ رُخ پیچھے کسی چیز سے ٹیک نہ لگائے نہ تکبّر کی صورت میں بیٹھے۔ اگر بوجہ مجبوری بے وضو لیٹ کر پڑھے گا تب بھی ثواب تو ملے گا لیکن باوضو پڑھنے والا ثواب نہ ہوگا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے جو شخص قرآن کی تلاوت نماز کے اندر کھڑے ہو کر کرے اُسے ہر حرف کے بدلے سو (۱۰۰) نیکیوں کا ثواب ہوگا اور جو شخص نماز کے اندر بیٹھ کر قرآن پڑھے اُسے ہر حرف کے بدلے پچاس نیکیوں کا ثواب

---

[1] ھُوَ اللّٰہُ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ سے آخر سُورۃ تک۔

ملے گا۔ اور جو شخص نماز میں نہ ہو اور باوضو قرآن پاک کی تلاوت کرے، پچیس (۲۵) نیکیوں کا ثواب پائے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ارشاد فرمایا کہ ایک ہفتہ میں ایک قرآن ختم کیا کرو۔ علماء کرام فرماتے ہیں کہ چالیس دن کے اندر قرآن ختم ہونا چاہیئے۔

(احیاء العلوم، جلد اول)

فاتحہ خوانی کا ثبوت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو آدمی قبرستان گیا پھر سورۃ فاتحہ پڑھی، سورۃ اخلاص تین بار اور سورۃ تکاثر (اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ) پڑھی۔ پھر کہا: "اے اللہ! میں نے تیرے کلام سے جو پڑھا ہے اس کا ثواب اس قبرستان کے تمام مومنین و مومنات کو بخشا ہوں تو وہ تمام اہل قبور اس کے لئے اللہ کی بارگاہ میں سفارش کرتے ہیں۔ (شرح الصدور: علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ)

قرآن: قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا ۝ ترجمہ: تو کہہ اگر دریا سیاہی ہو کہ لکھے میرے رب کی باتیں بے شک دریا تمام (ختم) ہو جائے اور ابھی تمام نہ ہوں میرے رب کی باتیں۔ [1] اور اس کی انتہا نہ ہونے کی جہت سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر میں چاہوں تو الحمد کی تفسیر سے ستر (۷۰) اونٹ بھر دوں۔ جب بھی قرآن کی تلاوت کرو تو غور و تدبر اور اس کے معانی پر غور کرکے پڑھو تب ہی پڑھنے کا فائدہ ہو سکتا ہے۔

(احیاء العلوم)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن مجید سے ایک آیت سنے گا وہ اس کے لئے قیامت میں نور ہوگی۔ اور ایک حدیث میں ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے دس نیکیاں لکھے گا۔ اور جب سننے والے کو اتنا ثواب ملے گا تو پڑھنے والے کو بھی ویسا ہی ثواب ملے گا۔ مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھی اور اس کو بیس (۲۰) دفعہ دہرایا۔ اور اتنی پڑھنے کی یہی وجہ تھی کہ آپ اس کے معانی میں غور و فکر فرماتے تھے۔

اللہ کی رحمت اس کے غضب پر غالب ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ مخلوق کو پیدا کر چکا تو اپنی کتاب (لوح محفوظ) جو اس کے عرش پر موجود ہے اس نے اس میں لکھا کہ میری رحمت میرے غصہ پر غالب ہے۔ (بخاری)

---

[1] اگر سمندر سیاہی بنے اور سب درخت قلم ہو جائیں تب بھی اسرار کلمات الٰہی تحریر نہ ہو سکیں گے۔ (سورۃ کہف، رکوع آخر)

سورۂ فاتحہ کی برکات

امام الواحدی نے "اسباب النزول" میں اور ثعلبی نے اپنی تفسیر میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: فاتحۃ الکتاب مکہ میں عرش کے نیچے والے خزانے سے نازل کی گئی ہے۔ (اسباب النزول)

امام سعید بن منصور نے اپنی "سنن" میں، بیہقی نے "شعب الایمان" میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت فرمایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: فاتحۃ الکتاب زہر سے شفا ہے۔

امام الضریس نے حضرت ابو قلابہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص سورۂ فاتحہ کے آغاز میں جماعت میں حاضر ہوا وہ اس شخص کی مانند ہے جو اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد میں حاضر ہوا اور جو سورۂ فاتحہ کے اختتام پر حاضر ہوا وہ اُس شخص کی مانند ہے جو مالِ غنیمت (جمع کرنے) کے وقت حاضر ہو، جبکہ وہ تقسیم ہو گیا ہو۔

امام ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو تم میں سے سونے کے لئے بستر پر جائے تو اُسے اُم القرآن کو (سورۂ فاتحہ) یا کوئی سورۃ پڑھنی چاہیے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ایسے شخص پر ایک فرشتہ مقرر فرماتا ہے جو اس کے ساتھ رہتا ہے جب وہ نیند سے بیدار ہوتا ہے۔ (تہذیب تاریخ دمشق کبیر، جلد ۶)

امام ابو عبید نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد میں لوگ سورت کا اختتام نہیں جانتے تھے حتیٰ کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نازل ہوئی۔ جب بسم اللہ نازل ہوتی تو وہ جان لیتے کہ پہلی سورت ختم ہو گئی ہے اور دوسری شروع ہو گئی۔

امام ثعلبی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت طلحہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے "بسم اللہ" چھوڑی اس نے اللہ کی کتاب کی ایک آیت چھوڑی۔

امام ابن الضریس رضی اللہ عنہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ایک آیت ہے۔

امام سعید بن منصور رضی اللہ عنہ نے اپنی سنن میں ابن خزیمہ رضی اللہ عنہ نے اپنی کتاب "البسملہ" میں اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا شیطان نے آدمیوں سے بسم اللہ چوری کر لی ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے بعد "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" صرف ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئی۔ اور کسی نبی علیہ السلام پر نازل نہیں ہوئی۔ اور وہ آیت بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہے۔ (سنن دارقطنی جلد ۱)

امام احمد اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا: فرمایا کہ ہر وہ نماز جس میں فاتحۃ الکتاب نہ پڑھی جائے نامکمل ہے۔ (صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ جلد ۴)

امام دارقطنی رحمہ اللہ نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

نے فرمایا: جبرائیل علیہ السلام نے کعبہ شریف کے پاس میری امامت
کرائی اور بسم اللہ جہراً پڑھی۔ (سنن دارقطنی جلد ا)

امام ابن ابی شیبہ رضی اللہ عنہ نے عبدالرحمن بن سابط رضی اللہ
عنہ سے روایت کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کلمات
کے ساتھ دعا فرماتے تھے اور یہ دُعا دوسروں کو سکھاتے تھے: اَللّٰھُمَّ
فَارِجَ الْھَمِّ وَکَاشِفَ الْکُرْبِ وَمُجِیْبَ الْمُضْطَرِّیْنَ وَرَحْمٰنَ
الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَرَحِیْمَھُمَا اَنْتَ تَرْحَمُنِیْ فَارْحَمْنِیْ رَحْمَةً
تُغْنِیْنِیْ عَمَّنْ سِوَاکَ۔ (مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۶) (یہ دُعا
قرض کے لئے ہے)

امام الحافظ نے عبدالقادر الرہاوی سے الاربعین میں حَسن سند
کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے: فرماتے
ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہر وہ کام جو اہمیت
والا ہو، اُس کا آغاز بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۝ سے نہ ہو تو وہ
بے برکت ہوتا ہے۔ (تفسیر درِ منثور)

امام عبدالرزاق اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہما نے "الشعب" میں حسن
رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ بندے پر کوئی نعمت فرمائے اس پر وہ
اُس کی حمد کرے (الحمد للہ کہے) تو وہ حمد اس نعمت سے افضل ہوگی۔
خواہ کوئی بھی نعمت ہو۔ (شعب الایمان)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے "ادب المفرد" میں ابن السنی اور
اُبونعیم نے "الطب النبوی" میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا
ہے: فرماتے ہیں جس نے ہر اُس چھینک پر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ
عَلٰی کُلِّ حَالٍ مَّا کَانَ مِنْ حَالٍ کہا جو اس نے سُنی اُسے کبھی داڑھ اور
کانوں کی تکلیف نہ ہوگی۔

امام ابوعبیدہ، ابن السعد "الطبیعات" میں، ابن ابی شیبہ، احمد،
ابوداؤد، ابن خزیمہ ابن الانباری نے "المصاحف" میں، دارقطنی اور
حاکم، بیہقی، خطیب اور ابن ابیران رضی اللہ عنہم ان دونوں نے
"کتاب المسئلہ" میں حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے
کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سورۂ فاتحہ، بسم اللہ سے آخر تک
ایک ایک آیت علیحدہ علیحدہ کر کے پڑھتے تھے اور اعراب کے شمار
کرنے کی طرح شمار کرتے تھے اور بسم اللہ کو بھی شمار کیا اور لوگوں پر
شمار نہ کیا۔ (سنن دارمی)

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے "الحلیہ" میں حضرت انس رضی اللہ عنہ
سے روایت کیا۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا جو اپنے علم کے مطابق عمل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُسے اُسی کا وارث
بناتا ہے جو وہ نہیں جانتا۔ اور جو اپنے علم کے مطابق عمل کرتا ہے اُسے
توفیق بخش جاتی ہے جو وہ نہیں جانتا۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے "الشعب" میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ فرماتے ہیں: خاموشی سیکھو، پھر علم سیکھو، پھر علم سیکھو پھر اس پر عمل کرو۔ پھر علم کو پھیلاؤ۔ (شعب الایمان)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے الاوسط میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ میری خاطر میری اُمت سے تین صورتوں میں مواخذہ نہیں فرماتا۔ یعنی خطا، بھول اور مجبوری کے عمل سے تجاوز فرمایا ہے اور مواخذہ نہیں فرماتا۔

امام سفیان، بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے میری اُمت کے دل میں پیدا ہونے والے وساوس (بُرے خیالات) سے تجاوز فرمایا ہے جب تک کہ وہ عمل نہ کرے اور کلام نہ کرے۔ (صحیح مسلم جلد ۲)

امام بخاری، ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت عمران ابن الحصین رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ مجھے بواسیر تھی۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نماز پڑھنے کے بارے پوچھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کھڑے ہو کر پڑھو۔ اگر اس کی طاقت نہیں رکھتے تو بیٹھ کر نماز پڑھو۔ اس کی طاقت بھی نہیں رکھتے تو پہلو کے بل لیٹ کر نماز پڑھو۔ (سنن ابی داؤد)

سورۃ بقرہ کی آخری آیات

امام ابن اسحاق بن راہویہ، احمد اور بیہقی رحمہم اللہ نے الشعب میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھے سورۃ بقرہ کی

آخری آیات عرش کے نیچے کے خزانے سے عطا کی گئی ہیں مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں عطا ہوئیں۔ (شعب الایمان)

مسدد رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں اس شخص کو عقلمند نہیں سمجھتا جو سورۃ بقرہ کی آخری آیتیں پڑھنے سے پہلے سو جائے۔ کیونکہ یہ عرش کے نیچے کے خزانے سے ہیں۔

امام دارمی نے محمد بن نصر ابن الضریس اور ابن مردویہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ میں اس شخص کو عقلمند نہیں سمجھتا جو سورۃ بقرہ کی آخری آیات پڑھنے سے پہلے سو جائے۔ کیونکہ یہ عرش کے نیچے کے خزانہ سے ہیں۔

امام مالک مؤطا میں فرماتے ہیں مجھے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ خبر پہنچی ہے۔ فرماتے ہیں: "اَلصَّلٰوۃُ الْوُسْطٰی" صبح کی نماز ہے۔ اس روایت کو بیہقی نے اپنی سنن میں نقل کیا ہے۔

امام مسلم رحمہ اللہ، ترمذی اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت جندب بن سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جو صبح کی نماز پڑھتا ہے وہ اللہ کے ذمہ ہوتا ہے۔ پس اللہ کے ذمہ کو نہ توڑو۔ (شعب الایمان)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ تو اللہ کی عبادت کر، گویا کہ تو اُسے دیکھ رہا ہے۔ اگر ایسا نہ ہو سکے کہ تو اُسے دیکھ سکے تو پھر اس طرح عبادت کر کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔ اور اپنے آپ کو مُردوں میں شمار کر اور مظلوم

کی بددعا سے بچ کیونکہ وہ قبول کی جاتی ہے۔ جو تم میں سے عشاء اور
صبح کی نماز (با جماعت) میں شریک ہونے کی طاقت رکھتا ہے تو
اُسے حاضر ہونا چاہیے اگرچہ گھٹنوں کے بل ہی آسکتا ہو۔
(مجمع الزوائد باب الصلوٰۃ فی الجماعۃ)

اور فرمایا: یہ دونوں نمازیں منافقین پر بھاری ہیں۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ نے اپنی سنن میں حضرت ابن عباس
رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے
ہیں حضرت آدم علیہ السلام کی نمازِ جنازہ جبرائیل علیہ السلام نے پڑھی،
انہوں نے چار تکبیریں کہیں۔ اس دن مسجد الخیف میں ملائکہ کی امامت
کرائی، قبلہ کی جانب انہیں رکھا، نیز آدم علیہ السلام کے لئے لحد
بنائی گئی اور قبر کو کوہان کی مانند بنایا گیا۔ امام ابن عساکر نے حضرت
ابی عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے
ہیں آدم علیہ السلام کی قبر بیت المقدس اور مسجد ابراہیم علیہ السلام کے
درمیان جنگل میں ہے۔ آپ کے پاؤں مبارک چٹان کے پاس ہیں
اور سر مبارک مسجد ابراہیم علیہ السلام کے پاس ہے اور ان کے درمیان
اٹھارہ میل کا فاصلہ ہے۔

امام ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے غالب بن عبداللہ العقیلی رحمہ
اللہ سے روایت ہے۔ دنیا میں آدم علیہ السلام کی کنیت ابوالبشر
تھی اور جنت میں ابو محمد ہوگی۔ آدم علیہ السلام کے علاوہ جنت
میں کسی کی کنیت نہیں ہوگی۔ (تہذیب تاریخ)

مسواک

ابو نعیم نے کتاب السواک میں، بیہقی نے الشعب
میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت
کیا ہے۔ فرماتی ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مسواک

کے ساتھ نماز، بغیر مسواک والی نماز پر ستر (۷۰) گنا فضیلت رکھتی ہے۔
اور فرمایا مسواک کے ساتھ دو رکعتیں بغیر مسواک کے ستر رکعتوں سے
افضل ہیں۔ (سنن کبریٰ از بیہقی)

مسواک رب کی رضا اور بینائی تیز کرنے کا سبب ہے۔ ملائکہ
خوش ہوتے ہیں۔

آیۃ الکرسی کے فضائل

امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت انس رضی اللہ عنہ
سے روایت کیا ہے؛ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے:
جس نے ہر فرض نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھی، وہ دوسری نماز
تک محفوظ رہے گا اور اس پر محافظت نبی یا صدیق یا شہید کرتا ہے۔
(شعب الایمان جلد ۲)

امام ابن النجار نے تاریخ بغداد میں حضرت ابن عباس رضی اللہ
عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا جو ہر فرض نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھے گا اللہ تعالیٰ اُسے
شکر کرنے والوں کا دل، صدیق کے اعمال، نبیوں کا ثواب عطا
فرمائے گا۔ اور اُس پر رحمت کے ساتھ اپنا دایاں ہاتھ پھیلائے گا۔
اور اسے جنت سے کوئی چیز مانع نہیں ہے، مگر یہ کہ وہ وصال کرے
گا تو جنت میں داخل ہو جائے گا۔

ابن النجار نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے
کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور
عرض کیا کہ میرے گھر میں برکت نہیں ہے۔ فرمایا: تو آیت الکرسی سے
غافل ہے کہ آیت الکرسی جس کھانے اور سالن پر پڑھی جاتی ہے،
اس کھانے اور سالن میں اللہ تعالیٰ برکت عطا کر دیتا ہے۔

امام المعاطی رحمۃ اللہ نے اپنے فوائد میں حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ فرماتے ہیں ایک شخص نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم مجھے کوئی ایسی چیز بتائیں جس سے اللہ تعالیٰ مجھے نفع بخشے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو آیت الکرسی پڑھ، اللہ تعالیٰ تیری، تیری اولاد اور تیرے گھر کی حفاظت کرے گا۔ حتیٰ کہ تیرے اردگرد کے گھروں اور پڑوسیوں کی بھی حفاظت کرے گا۔

امام ابن الانباری رحمۃ اللہ علیہ نے المصاحف میں اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے الشعب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں آیاتِ قرآنیہ کی سردار آیت اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ (آیت الکرسی) ہے۔ امام ابن ابی شیبہ ابویعلیٰ ابن المنذر اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ جب گھر میں داخل ہوتے تو اس کے کونوں میں آیت الکرسی پڑھتے تھے۔ (تفسیر درمنثور)

(بیہقی نے الدعوات میں منصور رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک آدمی کے پاس سے گزرے جو کہہ رہا تھا: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدَانِيْ لِلْاِسْلَامِ وَاجْعَلَنِيْ مِنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، تو نے عظیم شکر ادا کیا۔

امام ابن ابی الدنیا، البزار، ابن حبان، طبرانی و بیہقی رحمہم اللہ نے مالک بن یخامر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے کہا۔ آخری کلام جس پر میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جدا ہوا وہ یہ تھا کہ میں نے عرض

کی یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم اللہ کی بارگاہ میں کونسا عمل محبوب ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا موت کے وقت بھی تیری زبان اللہ کے ذکر سے تر ہو۔ (شعب الایمان جلد ۱)

امام ابن ابی الدنیا اور امام بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو گھڑی انسان کی بغیر ذکرِ الٰہی کے گزر جاتی ہے قیامت کے دن وہ اس پر حسرت کا اظہار کریں گے۔

امام احمد رضی اللہ عنہ نے الزہد میں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں سو (۱۰۰) مرتبہ تکبیر (اللہ اکبر) کہنا میرے نزدیک سو دینار صدقہ دینے سے زیادہ محبوب ہے۔

(کتاب الزہد)

امام ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ایک مرتبہ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہنا دنیا وما فیہا سے بہتر ہے۔

امام احمد رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم ذکر کی مجالس کا کیا فائدہ ہے؟ فرمایا: ذکر کی مجالس کا فائدہ جنت ہے۔ (مستدرک للحاکم جلد ۱)

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں آسمان والے اہلِ ذکر کے گھروں کو دیکھتے ہیں کہ وہ اُن کے لئے ایسی روشنی دیتے ہیں جیسے ستارے زمین والوں کے لئے روشنی دیتے ہیں۔ (مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۷)

امام احمد، ابوداؤد، نسائی، ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے حضرت

معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ فرماتے ہیں مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں تیرے لئے پسند کرتا ہوں کہ تو ہر نماز کے بعد یہ دعا ترک نہ کرے اَللّٰھُمَّ اَعِنَّا عَلٰی ذِکْرِکَ وَشُکْرِکَ وَحُسْنِ عِبَادَتِکَ۔ (شعب الایمان)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے ابوجعفر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اللہ کی بارگاہ میں ذکر اور شکر سے زیادہ محبوب کوئی چیز نہیں ہے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ)

اللہ کا ذکر ہر چیز سے افضل ہے

امام طبرانی نے حضرت امام موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر کسی شخص کے کمرے میں دراہم (مال) ہوں جنہیں وہ متواتر (اللہ کے لئے) تقسیم کر رہا ہو اور دوسرا شخص اللہ کا ذکر کر رہا ہو تو اللہ کا ذکر کرنے والا افضل ہوگا۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے خالد بن معدان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ ہر روز صدقہ فرماتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ اپنے بندے پہ صدقہ فرماتا ہے اُس میں سے اللہ کے ذکر کے سوا کوئی چیز افضل نہیں۔ امام ابن ابی الدنیا نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کوئی دن رات ایسا نہیں گزرتا مگر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے صدقہ فرماتا ہے، اور بندے پہ اللہ کی طرف سے اس سے افضل کوئی صدقہ نہیں کہ اُسے اللہ تعالیٰ اپنا ذکر الہام کر دے۔

امام ابن ابی شیبہ، احمد، مسلم، ترمذی، ابن ماجہ اور بیہقی رحمہم اللہ

نے حضرت ابوہریرہ اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ یہ دونوں حضرات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو قوم ذکر الٰہی کے لئے بیٹھتی ہے، اُسے ملائکہ گھیر لیتے ہیں اور رحمت انہیں ڈھانپ لیتی ہے اور سکینت اُن پر نازل ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ انہیں اُن میں ذکر فرماتا ہے جو اُن کے پاس ہیں۔ (صحیح مسلم جلد ۲)

امام احمد اور امام ترمذی (انہوں نے اسے حسن کہا ہے) نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو میں نے فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں اپنے بندے کے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ میرا ذکر کرتا ہے اور میرے ذکر کے ساتھ اس کے ہونٹ حرکت کرتے ہیں۔ (مستدرک للحاکم؛ کتاب الدعا، جلد ۱)

امام بخاری، مسلم اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو اپنے ربّ کا ذکر کرتا ہے اور جو ذکر نہیں کرتا ان کی مثال زندہ اور مُردہ کی سی ہے۔ (شعب الایمان جلد ۱)

امام عبد بن حمید اور امام ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے زیر آیت فَاذْکُرُوْنِیْٓ اَذْکُرْکُمْ کے تحت روایت کیا ہے کہ تم میری اطاعت کر کے مجھے یاد کرو میں اپنی مغفرت کے ساتھ تمہیں یاد کروں گا۔ (مسند الفردوس الدیلمی)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی حَبِیْبِکَ اَطْیَبِ الطَّیِّبِیْنَ اَطْھَرِ الطَّاھِرِیْنَ اَکْرَمِ الْاَکْرَمِیْنَ اَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَزْوَاجِہِ الطَّاھِرَاتِ اُمَّھَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ فِیْ کُلِّ یَوْمٍ مِّائَۃَ اَلْفِ اَلْفِ مَرَّۃٍ ○

سورۂ اخلاص کے فضائل

امام ابن سعد، ابن ضریس، ابویعلی اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل النبوۃ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شام میں غزوۂ تبوک کے لئے تشریف لے گئے تو وہاں حضرت جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیک وسلم! حضرت معاویہ بن معاویہ مزنی رضی اللہ عنہ فوت ہوگئے ہیں۔ کیا آپ پسند فرماتے ہیں کہ اُن پہ نماز جنازہ پڑھیں۔ یہ خبر سُن کر آپ غمزدہ ہوگئے۔ اور فرمایا: ہاں! چنانچہ جبرائیل علیہ السلام نے زمین پر اپنا پر مارا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ہر شے گر گئی اور زمین کے ساتھ چپک گئی۔ (یعنی تمام زمین ہموار ہوگئی) اور پھر اُن کی چارپائی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے اٹھائی گئی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن پہ نماز جنازہ پڑھی۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا کس شے کے سبب حضرت معاویہ مزنی رضی اللہ عنہ کو یہ فضیلت عطا ہوئی ہے کہ ان پہ ملائکہ کی دو صفوں نے نماز جنازہ پڑھی ہے اور ہر صف میں چھ لاکھ فرشتے تھے؟ تو انہوں نے جواب دیا: قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھنے کے سبب (انہیں یہ فضیلت اور اعزاز حاصل ہوا) وہ اُٹھتے بیٹھتے، آتے جاتے اور سوتے وقت یہ پڑھتے رہتے تھے۔

(دلائل النبوۃ/تفسیر دُرِّ منثور)

ابن ضریس، بزار، سمویہ نے فوائد میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ دو سو

مرتبہ پڑھی اُس کے دو سو سال کے گناہ بخش دیئے گئے۔

مسلم شریف میں ہے کہ وہ گھر جس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جاتا ہے اور وہ گھر جس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں کیا جاتا ہے زندہ اور مُردہ کی مثل ہے۔ (القول البدیع)

امام ابویعلی اور محمد بن نصر رحمہم اللہ نے کتاب الصلوٰۃ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ (پوری سورت) پچاس بار پڑھی اس کے پچاس سال کے گناہ بخش دیئے گئے۔

ابن عدی اور بیہقی رحمہما اللہ نے الشعب میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جس نے نماز کی طرح طہارت کے ساتھ (باوضو) سو (۱۰۰) بار سورۂ اخلاص (قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ) پڑھی۔ وہ فاتحۃ الکتاب (سورۂ فاتحہ) سے ابتدا کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر حرف کے عوض دس نیکیاں لکھتا ہے اس کے دس گناہ معاف کرتا ہے اور دس درجے بلند کرتا ہے اور اس کے لئے جنت میں سو محل بنا دیتا ہے۔ (اور یہ ایسا ہے) گویا کہ اس نے تینتیس ۳۳ بار قرآن کریم پڑھا ہے۔ یہ سورہ شرک سے اظہارِ برأت ہے۔ ملائکہ کو حاضر کرنے والی، شیطان کو دُور بھگانے والی ہے۔ اس کی گونج عرش کے گرد ہوتی ہے۔ یہ اپنے قاری کا ذکر کرتی ہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر فرماتا ہے۔ اور جب وہ اس کی طرف نظر فرماتا ہے تو پھر وہ کبھی اس کو عذاب نہیں دیتا۔

(شعب الایمان جلد۲/تفسیر درمنثور)

طبرانی نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے ہر نماز کے

بعد آیت الکرسی اور قُلْ ھُوَاللّٰہُ اَحَدٌ ۝ (سورۃ اخلاص) پڑھی تو اُسے موت کے سوا کوئی شے جنت میں داخل ہونے سے نہیں روک سکتی۔
(مجمع الزوائد جلد ۱)

امام ابن السنی رحمۃ اللہ علیہ "عمل الیوم واللیل" میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے جمعہ کی نماز کے بعد قُلْ ھُوَاللّٰہُ اَحَدٌ ۝ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝ سات سات بار پڑھیں تو اُسے اللہ تعالیٰ دُوسرے جمعہ تک ہر برائی اور مصیبت سے پناہ میں رکھے گا۔

سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو آدمی اپنے گھر میں داخل ہوا اور اُس نے سُورۃ فاتحہ اور سُورۃ اخلاص (قُلْ ھُوَاللّٰہُ اَحَدٌ ۝) پڑھی تو اللہ تعالیٰ اس سے فقر و افلاس کو دُور فرما دے گا اور اس کے گھر خیر و برکت میں اضافہ فرمائے گا۔ یہاں تک کہ اُس کا فیضان اس کے پڑوسیوں کو بھی پہنچے گا۔

امام ابن ضریس رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جس نے قُلْ ھُوَاللّٰہُ اَحَدٌ ۝ دو سو (۲۰۰) مرتبہ پڑھی تو اُسے پانچ سو سال کی عبادت کا اجر ہے۔

ابن النجار نے تاریخ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے ہر فرض نماز کے بعد دس مرتبہ سورۃ اخلاص (قُلْ ھُوَاللّٰہُ اَحَدٌ ۝) پڑھی، اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے اپنی رضا اور مغفرت واجب کر دی۔ امام ابوعبیدہ رحمہ اللہ نے فضائل میں حضرت ابن عباس

رضی اللہ عنہما سے اور انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ روایت بیان کی کہ قُلْ ھُوَاللّٰہُ اَحَدٌ ۝ تہائی قرآن ہے۔

امام عبدالرزاق، امام ابن ابی شیبہ، ابن ماجہ اور ابن ضریس رحمہم اللہ نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مسجد میں داخل ہوا۔ اور میرا ہاتھ آپ کے ہاتھ میں تھا۔ اچانک دیکھا کہ ایک آدمی نماز پڑھ رہا ہے اور یہ کہہ رہا ہے: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِاَنَّکَ اَنْتَ اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ الْوَاحِدُ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِیْ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ ۝ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بیشک اس نے اللہ تعالیٰ سے اُس کے ایسے اسمِ اعظم کے ساتھ دُعا مانگی ہے کہ جب اُس کے وسیلہ سے کوئی سوال کیا جائے تو وہ عطا فرماتا ہے اور جب اُس کے سبب سے دُعا مانگی جائے تو وہ شرفِ قبولیت عطا فرماتا ہے۔ (سنن ابن ماجہ مع شرح جلد ۴)

چاروں صحابہ کرامؓ سے محبت کا ثمر

"نزہت المجالس" میں ایک صالح کا بیان ہے کہ میرا ایک پڑوسی بڑا گنہگار تھا۔ میں اس کے پڑوس سے چلا گیا۔ جب اس کی وفات ہوئی تو میرے پاس رات کو ایک دراز قد شخص آیا اور کہنے لگا میرے ساتھ فلاں کی قبر تک چل۔ میں نے اس کی قبر کھولی۔ دیکھا تو ایک سبز باغ کے اندر تخت پر بیٹھا ہے۔ میں نے پوچھا کہ یہ کرامت تُو نے کیسے حاصل کی؟ اُس نے کہا میں ہر نماز کے بعد یہ کہا کرتا تھا: "اے اللہ! ابوبکر، عمر، عثمان و علی رضی اللہ عنہم سے راضی رہ اور اُن کی محبت کے صدقہ میں مجھ پہ رحم فرما۔"

سورۂ اخلاص کا شانِ نزول

امام ابن جریر رحمۃ اللہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ مشرکین نے کہا: یا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہمیں اپنے رب کے بارے بتائیے! اپنے رب کے اوصاف بیان کیجیے۔ کہ وہ کیا ہے؟ اور کونسی شے ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی۔

(تفسیر طبری)

امام احمد، امام بخاری رحمہما اللہ نے "تاریخ" میں، ترمذی، ابن جریر، ابن خزیمہ، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے "السنۃ" میں، بغوی علیہ الرحمۃ نے "معجم" میں، ابن منذر رحمۃ اللہ نے "العظمۃ" میں اور حاکم علیہ الرحمۃ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمۃ اللہ نے "الاسماء والصفات" میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ مشرکین نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا: اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمارے لئے اپنے رب کا نسب بیان کیجیے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی۔ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ○ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ○ لَمْ يَلِدْ ○ وَلَمْ يُوْلَدْ ○ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ○ کوئی شے پیدا نہیں کی جائے گی مگر وہ جلد ہی عنقریب مر جائے گی۔ اور کوئی شے نہیں مرے گی مگر اس کا وارث بنایا جائے گا۔ اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ کو نہ موت آئے گی اور نہ اس کا وارث بنایا جائے گا۔ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ○ اس کا کوئی شبیہ نہیں اور نہ کوئی ہمسر ہے اور اس کی طرح کوئی شے نہیں

(سنن ترمذی جلد ۲)

امام ابن النجار رحمۃ اللہ علیہ نے "تاریخ" میں حضرت علی رضی اللہ عنہ

سے اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ جس نے سفر کا ارادہ کیا اور اپنے گھر کی چوکھٹ کے دونوں بازوؤں (دروازہ) کو پکڑ کر گیارہ بار سورۂ اخلاص پڑھی (قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ○) تو اللہ تعالیٰ اس کے واپس لوٹنے تک اس کا محافظ و نگہبان ہوگا۔

قرآن کریم کے حروف اور آیات کی تعداد

امام ابن مردویہ رحمۃ اللہ نے حضرت عطا خراسانی رحمۃ اللہ سے اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے قول نقل کیا ہے کہ قرآن کریم کی مجموعی سورتیں ایک سو تیرہ ہیں پچاسی (۸۵) سورتیں مکی ہیں اور اٹھائیس (۲۸) سورتیں مدنی ہیں۔ قرآن کریم کی کل آیات چھ ہزار سولہ (۶۰۱۶) ہیں اور قرآن مجید کے حروف کی مجموعی تعداد تین لاکھ تئیس ہزار چھ سو اکہتر (۳۲۳۶۷۱) ہے۔

(تفسیر در منثور)

امام ابن ضریس رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جس نے قرآن کریم ختم کیا اس کی دعا مقبول ہوتی ہے۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلٰى مَيَامِنِ الصُّفُوْفِ۔

"بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے صف میں دائیں طرف والوں پر صلوٰۃ بھیجتے ہیں"۔

ایک اور روایت کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے فرمایا۔ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی الَّذِیْنَ یَصِلُوْنَ الصُّفُوْفَ۔ "بے شک اللہ تعالیٰ اور اُس کے فرشتے اُن لوگوں پر صلوٰۃ بھیجتے ہیں جو صفوں کو ملاتے ہیں۔" (جلاء الافہام)

سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے قلم کو پیدا کیا

حدیث

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے جس چیز کو پیدا فرمایا وہ قلم تھا۔ پھر قلم کو فرمایا، لکھ: قلم نے کہا کیا لکھوں؟ فرمایا تقدیر لکھ۔ پس قلم نے وہ بھی لکھا جو ہوچکا تھا اور وہ بھی لکھا جو ابد تک ہونے والا تھا۔ اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا ہے اور فرمایا یہ حدیث سند کے اعتبار سے غریب ہے۔ (تفسیر بغوی)

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد شَفَاعَتِیْ لِاَھْلِ الْکَبَائِرِ (میری شفاعت میری اُمت کے کبیرہ گناہوں کے مرتکب لوگوں کے لئے ہوگی) دلالت کرتا ہے کہ اہلِ کبائر کے لئے شفاعت صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے خاص ہے، فرشتوں کے لئے یہ عظمت نہیں ہے۔ ملائکہ صغیرہ گناہوں اور درجات کی بلندی کے لئے شفاعت کریں گے۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وَمِنَ اللَّیْلِ فَتَھَجَّدْ بِہٖ نَافِلَۃً لَّکَ کے بعد عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ۝ کا ذکر یہ ظاہر کرتا ہے کہ انسان کو مقامِ شفاعت پر فائز کرنے میں نمازِ تہجد کا بڑا دخل ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لِکُلِّ نَبِیٍّ رَفِیْقٌ

وَرَفِیْقِیْ فِی الْجَنَّۃِ عُثْمَانُ۔ "ہر نبی کا رفیق ہوگا اور میرا رفیق جنت میں عثمان ہوگا۔" اس حدیث کو ترمذی نے طلحہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ ھَارُوْنَ مِنْ مُّوْسٰی۔ (تم میرے لئے ایسے ہو جیسے ہارون علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام کے لئے تھے مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے) یہ حدیث بخاری و مسلم نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی فرمایا مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ (جس کا میں مولیٰ ہوں علی اس کا مولیٰ ہے)۔ (اس حدیث کو امام احمد اور امام ترمذی علیہما الرحمۃ نے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ (جامع ترمذی) اسی طرح حضور علیہ السلام نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خصوصیت کے ساتھ یہ مژدہ سنایا: "اَمَا اِنَّکَ یَا اَبَا بَکْرٍ اَوَّلُ مَنْ یَّدْخُلُ الْجَنَّۃَ۔ (اے ابوبکر رضی اللہ عنہ) میری امت میں سب سے پہلے تم جنت میں داخل ہوگے)۔

عشرہ مبشرہ

زیر آیت، لَھُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ ط لَا تَبْدِیْلَ لِکَلِمٰتِ اللّٰہِ ذٰلِکَ ھُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ۝ یہ وہ بشارت ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو وحی کے ذریعہ عموماً یا خصوصاً دی تھی مثلاً آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اَبُوْبَکْرٍ فِی الْجَنَّۃِ وَعُمَرُ فِی الْجَنَّۃِ وَعُثْمَانُ فِی الْجَنَّۃِ وَعَلِیٌّ فِی الْجَنَّۃِ وَطَلْحَۃُ فِی الْجَنَّۃِ وَالزُّبَیْرُ فِی الْجَنَّۃِ وَاَبُوْعُبَیْدَۃَ بْنُ جَرَّاحٍ فِی الْجَنَّۃِ وَعَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ فِی الْجَنَّۃِ وَسَعْدُ بْنُ

اَبِیْ وَقَّاصٍ فِی الْجَنَّةِ وَسَعِیْدُ بْنُ زَیْدٍ فِی الْجَنَّةِ (جامع ترمذی ج عارضۃ الاحوذی)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان دس نفوسِ قدسیہ (عشرہ مبشرہ) کے نام لے کر فرمایا یہ جنتّی ہوں گے۔ اس حدیث کو امام ترمذی رحمۃ اللہ نے حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے اور امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ نے سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ نیز فرمایا: فاطمہ میرے جسم کا ٹکڑا ہے جس نے اسے ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا۔ (اس حدیث کو بخاری ومسلم رحمہما اللہ نے مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اور فرمایا اَلْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ سَیِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ۔ "حضرت (امام) حسن اور حضرت (امام) حسین رضی اللہ عنہما جنتی جوانوں کے سردار ہیں"۔ فرمایا: "عورتوں میں بہتر مریم علیہا السلام بنت عمران علیہ السلام) تھیں اور اس امت کی عورتوں میں سے بہتر خدیجہ رضی اللہ عنہا بنت خویلد ہیں۔" (صحیح مسلم)

فرمایا "عائشہ رضی اللہ عنہا کو عورتوں پر یوں فضیلت ہے جیسے ثرید کو کھانوں پر فضیلت ہے۔" مزید فرمایا: "عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما صالح آدمی ہیں"۔ اس حدیث کو بخاری ومسلم رحمہما اللہ نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا: اِنَّهٗ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ۔ (یہ جنتیوں میں سے ہیں) اس حدیث کو بخاری ومسلم رحمہما اللہ نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ اور فرمایا اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ فَبِاَیِّهِمْ اِقْتَدَیْتُمْ اِهْتَدَیْتُمْ۔ "(میرے صحابہ روشن ستاروں کی مانند ہیں، تم جس کی بھی پیروی کروگے ہدایت پاؤ گے)

فرمایا: خَیْرُ اُمَّتِیْ قَرْنِیْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَهُمْ (میری امت میں بہتر میرے دور کے لوگ ہیں، پھر جو ان کے بعد ہیں پھر جو ان کے بعد ہیں) (یعنی صحابہ وتابعین اور تبع تابعین رضی اللہ عنہم کا زمانہ) اس حدیث کو بخاری ومسلم رحمہما اللہ نے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ (صحیح مسلم)

الواحدی نے الاصمعی کے حوالہ سے ذکر کیا ہے وہ فرماتے ہیں میں نے مہدی کو بصرہ کے منبر پر یہ کہتے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایک ایسے کام کا حکم دیا ہے جس کی ابتدا اس نے خود کی ہے اور دوسرے نمبر پر وہ کام فرشتوں نے کیا ہے اپنے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شرف بخشنے کے لیے ارشاد فرمایا: اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ "تا تَسْلِیْمًا۔" اس خصوصیت کے ساتھ تمام انبیاء کرام علیہ السلام میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ترجیح دی ہے۔ تمام لوگوں کے درمیان سے اس نے یہ تحفہ تمہیں دیا ہے۔ پس اس نعمت کا شکر ادا کرو اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کثرت سے درود بھیجو۔ (القول البدیع)

حکایت

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت نافع رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما مدینہ طیبہ کے کسی نواح میں تھے اور آپ کے ساتھ آپ کے ساتھی بھی تھے۔ انہوں نے اپنے لیے دستر خوان بچھایا۔ وہاں سے ایک چرواہا گزرا۔ اس نے سلام عرض کیا۔ تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اے چرواہے! آؤ، اور اس دستر خوان سے کچھ لے لو۔ تو اس نے جواب دیا: میں روزے دار ہوں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کیا تو اتنے شدید اور سخت گرم دن میں روزہ

رکھے ہوئے ہے، حالانکہ تو اِن پہاڑوں میں ریوڑ چرا رہا ہے۔ تو اُس نے عرض کیا: قسم بخدا! میں اپنے گزرے ہوئے دنوں کو جلدی پالوں گا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اُسے فرمایا: درآں حالیکہ آپ اُس کے ورع کی آزمائش کرنا چاہتے تھے، کیا تیرے لیے یہ ممکن ہے کہ تو ہمیں اِس ریوڑ میں سے ایک بکری بیچ دے۔ اور ہم تجھے اس کی ثمن ادا کر دیں۔ پھر ہم تجھے اُس کا گوشت دے دیں، تاکہ تو اس کے ساتھ روزہ افطار کرے؟ اُس نے جواب دیا: یہ ریوڑ میرا نہیں ہے، میرے آقا کا ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اُسے فرمایا: کیا یہ ممکن نہیں کہ جب تیرا آقا اِس بکری کو مفقود پائے گا تو اسے کہہ دینا کہ اسے بھیڑیا کھا گیا ہے؟ تو چرواہے نے آپ سے منہ پھیر لیا۔ دراں حالیکہ وہ اپنی انگلی آسمان کی طرف اُٹھاتے ہوئے تھا۔ وہ کہنے لگا: تو پھر "فَاَیْنَ اللّٰہُ"۔ (اللہ کہاں ہے؟) راوی کا بیان ہے، پھر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما چرواہے کا قول بار بار دُھرانے لگے۔ اور آپ کہنے لگے چرواہے نے کہا ہے "تو پھر اللہ کہاں ہے"۔ (فَاَیْنَ اللّٰہُ) پس جب حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما مدینہ طیبہ پہنچے تو آپ نے اس کے آقا کو بُلایا اور اُس سے ریوڑ اور چرواہا سب خرید لئے۔ پھر اُس چرواہے کو آزاد کر دیا اور ریوڑ اُسے ہبہ کر دیا۔ (شعب الایمان ۳)

امام ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ایک سفید موتی سے لوح پیدا کی ہے اس کی دونوں اطراف سبز زبرجد کی ہیں۔ اس کا قلم نور کا ہے۔ اس کی کتابت نور سے ہے۔ وہ ہر روز تین سو ساٹھ مرتبہ اُس کی طرف دیکھتا ہے۔ زندہ کرتا ہے، مارتا ہے، پیدا کرتا ہے۔ عزت دیتا ہے ذلت

دیتا ہے اور جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ (درمنثور)

بندۂ مومن اور اُس کی اولاد جنّت میں جمع ہوں گے

"وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّیَّتُهُمْ" کے تحت امام سعید بن منصور، ہناد، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ، مومن بندہ کی اولاد کو بھی جنت میں اُس کے ساتھ بلند درجہ پہ فائز فرما دے گا۔ اگرچہ عمل میں وہ اس سے کم ہوں گے تاکہ اُن کے سبب بندۂ مومن کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور اُسے راحت و سکون حاصل ہو۔ (تفسیر طبری زیر آیت ہذا)

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّیَّتُهُمْ بِاِیْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَیْءٍ۔ (الطور)

فرمایا جو کچھ (بلند مراتب) ہم نے اُن کی اولاد کو عطا فرمائے ہیں اس کے عوض ان کے والدین کی جزا میں ذرّہ بھر کمی نہیں کریں گے۔

امام فریابی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب آدمی جنّت میں داخل ہوگا تو اپنے والدین، اپنی ذریت (اولاد) کے بارے میں دریافت کرے گا تو اُسے کہا جائے گا بے شک وہ تیرے درجے اور عمل کو نہیں پہنچ سکے۔ تو وہ عرض کرے گا اے میرے پروردگار! تحقیق میں نے اپنے لئے اور اُن کے لئے عمل نہیں کئے تھے، چنانچہ انہیں اُس کے ساتھ درجہ میں ملانے کا حکم دے دیا جائے گا۔ پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مذکورہ آیت پڑھی۔

امام عبداللہ بن احمد رحمہما اللہ نے زوائد المسند میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا: بے شک مومنین اور اُن کی اولاد سب جنت میں ہوں گے۔ اور مشرکین اور اُن کی اولاد سب جہنم میں ہوں گے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مذکورہ آیت تلاوت فرمائی۔

امام ابن منذر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو مجلز رحمۃ اللہ علیہ سے اس آیت کے ضمن میں بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ مومن بندہ کے لئے اُس کی اولاد کو اسی طرح جمع فرما دے گا جیسا کہ وہ دنیا میں پسند کرتا تھا۔ کہ انہیں اُن کے لئے جمع کیا جائے۔ (تفسیر درمنثور)

اہلِ سُنّت وجماعت

○ شمائل الترمذی کی ایک روایت کے مطابق اُمتِ مُسلمہ میں تہتّر فرقوں سے صرف ایک ناجی ہے۔ وُہ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے "وَمَا اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِیْ" سے واضح کر دیا ہے وُہ نجات دہندہ اور جنّتی گروہ کہ جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں یہی صراطِ مُستقیم ہے۔ مزید ولائیت اہلِ السّنۃِ والجماعۃِ کَثَّرَ اللہُ سُبحانَہٗ وتعالیٰ فی الاَمصارِ کے نصیبہ میں روزِ ازل سے لکھا جا چکا ہے۔

حدیثُ الحبیبِ علیٰ صاحبِہا الصلوٰۃُ والسلامُ ط "مشکوٰۃُ المصابیح کتابُ الایمان"

عَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّۃِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ الْمَھْدِیِّیْنَ وَعَضُّوْا عَلَیْکُمْ بِالنَّوَاجِذِ ط	لازم کر لو میری سُنّت اور میرے خُلفاءِ راشدین مہدیین کی سُنّت کو اور دانتوں سے مضبوط تھام لو۔

☆ اس حدیث پاک کی رُو سے اُمّتِ مُسلمہ مقلدین حضرات حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی اور اہلِ نسبت ہی اہلِ سُنّت جماعت ہیں کہ محبتِ الٰہی کا شریعتِ بیضاء اور سُنّتِ غرّاء کے سوا کوئی دوسرا راستہ ہے ہی نہیں جو مقصود تک پہنچائے اور اہلِ طریقت کے جملہ اُمور مشاہدات، مُبشرات اور ظہورات باحوال و کیفیات، معارف اور مواجید کی حقیقت السنّت کے عین مطابق ہو تو ولائیت ہے ورنہ استدراج، سُنّتِ رسُول پاک اور سُنّتِ خلفاءِ پاک ہی دینِ ہُدیٰ ہے۔

معوّذتین (سورۂ فلق اور الناس) کا نزول

امام ابن مردویہ سے اور بیہقی رحمہ اللہ علیہما نے دلائل میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ایک یہودی غلام تھا جو آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت کرتا تھا اسے لبید بن اعصم کہا جاتا تھا۔ وہ یہودی آپ کے ساتھ مسلسل رہا، یہاں تک کہ اُس نے حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر جادو کر دیا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم گھلتے رہے، کمزور ہوتے رہے اور یہ معلوم نہ تھا آپ کو تکلیف کیا ہے؟ پس اسی دوران ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم آرام فرما تھے کہ اچانک آپ کے پاس دو فرشتے آئے۔ ان میں سے ایک آپ کے سر کے پاس بیٹھا اور دوسرا پاؤں کی جانب۔ پس وہ فرشتہ جو سر کی جانب تھا اس نے پاؤں کی جانب بیٹھنے والے فرشتے سے کہا: انہیں کیا تکلیف ہے؟ تو اس نے جواب دیا: ان پر جادو کیا گیا ہے۔ اس نے پھر پوچھا: ان پر کس نے جادو کیا ہے؟ جواب دیا گیا، لبید بن اعصم نے۔ اس نے پوچھا، کس کے ساتھ اُس نے جادو کیا ہے؟ اُس نے جواب دیا کنگھی کے بالوں اور نر کھجور کے خشک گابے کے ساتھ، وہ ذی اروان میں ہے اور وہ کنویں کے اس پتھر کے نیچے ہے جس پر کھڑے ہو کر پانی نکالا جاتا ہے۔ پس جب صبح ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی معیت میں کنویں کی طرف چلے اور ایک آدمی اس میں اُترا وہ پتھر کے نیچے سے گابے کو نکال لایا تو دیکھا کہ اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی کنگھی اور آپ کے سر مبارک کے بال تھے اور اس میں موم کا مجسمہ بنا ہوا تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے مشابہ تھا اور اس میں سوئی گاڑھی ہوئی تھی جب کہ ایک تسمے میں

گیارہ گرہیں لگی ہوئی تھیں۔ پس حضرت جبرائیل علیہ السلام مُعوّذتین لیکر آئے اور کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم : قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور گرہ کھل گئی مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ دوسری گرہ کھل گئی حتیٰ کہ آپ سُورۃ سے فارغ ہوئے اور تمام گرہیں کھل گئیں اور سوئی کو نکالتے وقت تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا درد محسوس کیا اور اس کے بعد حضور راحت وسکون پانے لگے۔ عرض کی گئی : یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم اگر آپ یہودی کو قتل کر دیں تو کیسا ہے؟ تو ارشاد فرمایا : اللہ تعالیٰ نے مجھے صحت وعافیت عطا فرمائی ہے اور اس کے پیچھے اللہ تعالیٰ کا عذاب انتہائی شدید ہے۔ چنانچہ آپ نے اسے نکال دیا۔

(دلائل النبوۃ از بیہقی جلد ۶ / تفسیر درِ منثور)

امام ابن حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے اسی آیت وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ اس سے مراد یہودی ہیں جو کہ اسلام سے حسد کرتے تھے۔

ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم حسد سے بچو کیونکہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔ (تفسیر دُرِ منثور)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے الشعب میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم پر ابھی اہل جنت میں سے ایک آدمی اس راستے سے آئے گا۔ پس اتنے میں انصار سے ایک آدمی آیا۔ اُس کی داڑھی سے وضو کا پانی ٹپک رہا تھا اور وہ اپنے بائیں ہاتھ میں جُوتے اُٹھائے ہوئے تھا۔ اس نے

سلام عرض کیا۔ پھر جب دوسرا دن تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسی طرح فرمایا : تو پھر پہلے دن کی طرح ایک آدمی آیا۔ اور جب تیسرا دن آیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلے کی طرح ارشاد فرمایا تو وہی پہلا آدمی اپنی سابقہ حالت پہ آیا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُٹھے تو حضرت عبداللہ بن عمرو ابن العاص رضی اللہ عنہ اس آدمی کے پیچھے ہو لیے اور اس سے کہا : میرا اپنے باپ سے جھگڑا ہو گیا ہے اور میں نے قسم کھائی ہے کہ تین دن تک اُس کے پاس نہیں جاؤں گا۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو مجھے اپنے پاس پناہ دیں۔ اُس نے کہا ہاں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے کہ اُنھوں نے تین راتیں اُس کے ساتھ گزاریں اور اُسے دیکھا کہ وہ صرف فجر کی نماز کے لئے اُٹھتا ہے اور جب وہ کروٹ بدلتا ہے تو اللہ کا ذکر اور اس کی کبریائی بیان کرتا ہے اور بس ! جب تین راتیں گذر گئیں تو میں نے اُسے کہا : اے اللہ کے بندے ! میری اپنے والد کے ساتھ کوئی ناراضگی نہیں ہے لیکن میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ ابھی ایک جنتی آدمی آئے گا۔ پھر تینوں مرتبہ تم ہی آئے۔ تو میں نے چاہا کہ تمہارے پاس تین دن رہ کر تمہارے اعمال کو دیکھوں لیکن میں نے تمہیں کوئی زیادہ عمل کرتے نہیں دیکھا۔ جب میں واپس مُڑنے لگا تو اُس نے مجھے بُلایا اور کہا : عمل وہی ہے جو تم نے دیکھ لیا ہے۔ مگر میں اپنے دل میں کسی مسلمان کا کھوٹ نہیں پاتا اور نہ میں کسی سے اس کی عزت واحترام اور بھلائی پہ حسد کرتا ہوں جو اللہ تعالیٰ نے اُسے عطا فرمائی۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا : بس یہی وہ وصف ہے جس نے تجھے اس مقام پہ پہنچایا ہے اور یہی وہ عمل ہے جس کی طاقت نہیں رکھی جاتی۔ (شعب الایمان [illegible])

سورۃ کہف

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے جمعہ کے دن سورۃ کہف تلاوت کی اُس کے قدم سے لے کر آسمان تک ایک نور چمکے گا جو قیامت کے روز اُس کے لئے روشنی کرے گا اور اُس کے دو جمعوں کے درمیان والے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

ترمذی علیہ الرحمۃ وغیرہ نے عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہ سے اور ابن جریرؒ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ جس وقت یہ آیت کریمہ "اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰہُ لِیُذۡہِبَ عَنۡکُمُ الرِّجۡسَ اَہۡلَ الۡبَیۡتِ وَ یُطَہِّرَکُمۡ تَطۡہِیۡرًا ۚ" کا نزول ہوا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فاطمہ، علی، حسن، حسین رضی اللہ عنہم کو بُلا کر اپنی ردائے اطہر میں ڈھانپ لیا اور فرمایا: "واللہ! یہی میرے اہلبیت ہیں۔ پس بارالٰہا! تو اُن سے ناپاکی کو دُور فرما اور اُن کو ایسا پاک فرما جیسا پاک بنانے کا حق ہے۔"

رسولِ اکرم شفیعِ اعظم رحمتِ دو عالم نورِ مجسم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا "قیامت کے دن تین شخص عرشِ الٰہی کے سایہ میں ہوں گے جس دن کہ اس کے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا۔" صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ) وُہ خوش نصیب کون ہیں؟ فرمایا ایک وُہ جس نے میرے کسی مصیبت زدہ اُمّتی کی پریشانی دُور کی، دُوسرا وُہ جس نے میری سُنّت کو زندہ کیا، تیسرا وُہ شخص کہ جس نے مجھ پر درُود پاک کی کثرت کی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز کے لئے تشریف لاتے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر کے پاس سے گزرتے اور فرماتے "اے اہلبیت! نماز کا وقت ہوگیا ہے" پھر یہ آیت "اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰہُ الخ" پڑھ کر سناتے۔ چھ ماہ تک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ معمول شریف رہا۔ حضرت ابوالحمراء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ اقدس میں سات ماہ تک قیام پذیر رہا۔ میں نے اکثر دیکھا کہ فجر کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت علی و فاطمہ رضی اللہ عنہما کے دروازہ پر تشریف لاکر فرماتے: "نماز نماز!" پھر اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰہُ لِیُذۡہِبَ عَنۡکُمُ الرِّجۡسَ الآیۃ پڑھتے۔ (الاتقان)

ابوذر الہروی علیہ الرحمۃ نے "فضائل القرآن" میں ابن نعیم علیہ الرحمۃ کے طریق سے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے واسطہ سے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ فرما رہے تھے "قرآن میں سب سے بڑی آیت آیت الکرسی ہے "اَللّٰہُ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ ۚ اَلۡحَیُّ الۡقَیُّوۡمُ" اعدل آیت "اِنَّ اللّٰہَ یَاۡمُرُ بِالۡعَدۡلِ وَ الۡاِحۡسَانِ" الآیۃ۔ اخوف آیت "فَمَنۡ یَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّۃٍ خَیۡرًا یَّرَہٗ ؕ وَ مَنۡ یَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّۃٍ شَرًّا یَّرَہٗ ٪" اور ارجیٰ آیت (بہت بڑی اُمید دلانے والی) "قُلۡ یٰعِبَادِیَ الَّذِیۡنَ اَسۡرَفُوۡا عَلٰۤی اَنۡفُسِہِمۡ لَا تَقۡنَطُوۡا مِنۡ رَّحۡمَۃِ اللّٰہِ الآیۃ" ہے۔

ابونعیم علیہ الرحمۃ نے کتاب الحلیہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے فرمایا: اے اہل عراق! تمہارے نزدیک اُمید دلانے والی آیت "قُلۡ یٰعِبَادِیَ الَّذِیۡنَ اَسۡرَفُوۡا الآیۃ" ہے لیکن ہم اہل بیت یہ کہتے ہیں کہ کتاب اللہ میں ارجیٰ آیت "وَ لَسَوۡفَ یُعۡطِیۡکَ رَبُّکَ فَتَرۡضٰی ؕ" ہے۔ اور وہی شفاعت ہے۔"

إِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ" (الخ) توبہ جس کا قبول کرنا اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لیا ہے۔" حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ غرغرہ کی کیفیت لاحق ہونے سے پہلے تک قبول فرمالیتا ہے۔ حضرت ابوقلابہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو اپنی بارگاہ اقدس سے دھتکار دیا تو اس نے مہلت طلب کی اور کہا تیری عزت وجلال کی قسم: جب تک ابن آدم کے جسم میں رُوح رہے گی میں اس کے دل سے نہیں نکلوں گا۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم: جب تک اُس کے جسم میں رُوح رہے گی میں اُس کی توبہ قبول کرتا رہوں گا۔" ثُمَّ يَتُوبُونَ مِنْ قَرِيبٍ"۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا فرمان ہے کہ ملک الموت کو دیکھنے سے پہلے پہلے توبہ کرلینے کو قریب کہا ہے۔" ضحاک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں" جس نے موت سے پہلے توبہ کرلی اس پر بھی "قریب" کا اطلاق ہوتا ہے۔" حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں" غرغرے کی کیفیت سے پہلے توبہ کرلینی چاہیئے۔" قتادہ اور سدی رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ صحت کی حالت میں توبہ کرلینی چاہیئے۔" اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ" اگر کوئی بندہ جہالت سے کسی فعل بد کا ارتکاب کر بیٹھے اور پھر اللہ تعالیٰ سے توبہ کا خواستگار ہو تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے۔ جو لوگ جہالت سے گناہ کر بیٹھتے ہیں پھر توبہ کرنے میں جلدی کرتے ہیں، پس یہی لوگ ہیں (نظر رحمت سے) توجہ فرماتا ہے اللہ ان پر، اللہ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے۔" (تفسیر ابن کثیر)

عَنِ الْيَمِينِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيدٌ ۝ (ق ١٧) حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ اس آیت کریمہ کی تلاوت کرتے ہوئے فرمانے لگے: اے ابن آدم! تیرا صحیفہ اعمال کھلا ہے۔ تیرے دائیں بائیں دو معزز فرشتے بیٹھے ہیں۔ دائیں جانب والا تیری نیکیاں محفوظ کر رہا ہے اور بائیں والا تیری برائیاں لکھ رہا ہے۔ جب تیری موت کا پیغام آئے گا تو تمہارا صحیفہ لپیٹ دیا جائے گا اور اُسے قبر کے اندر تیرے گلے میں لٹکا دیا جائے گا (وَكُلَّ إِنْسَانٍ أَلْزَمْنَاهُ طَائِرَهُ فِي عُنُقِهِ (اور ہر انسان کی قسمت کا نوشتہ ہم نے اس کے گلے میں لٹکا رکھا ہے۔) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: لِطَائِرِ كُلِّ إِنْسَانٍ فِي عُنُقِهِ (ہر انسان کا نوشتہ اس کی گردن میں معلق ہے) (مسند احمد) اِقْرَأْ كِتَابَكَ" (قیامت کے دن اُس سے کہا جائے گا) اپنا نامہ اعمال پڑھ"۔ ہر انسان اپنا نامہ اعمال پڑھے گا خواہ وہ پڑھا ہوا تھا یا اَن پڑھ۔

حدیث وَعَنْ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ (رواہ البخاری)

"حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:" تم میں بہتر وہ ہے جو خود قرآن سیکھے اور دوسروں کو سکھائے۔" (بخاری شریف)

میّت کی مغفرت ہو

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ. لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ. لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ط جو شخص کسی میّت کے سینہ پر کفن کے نیچے لکھ کر رکھ دے اُسے عذاب قبر نہ ہو اور نہ منکر نکیر نظر آئیں (بحوالہ ترمذی) (فتاوی رضویہ)

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ لِقَآءَکَ وَلِقَآءَ نَبِیِّکَ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ الْمُجْتَبٰی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی النَّوْمِ وَالْیَقْظَۃِ ۔

سبع مثانی "کیا ہے؟"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "ام القرآن" (سورۃ فاتحہ) ہی سبع مثانی اور قرآن عظیم ہے اور یہ سات آیات پر مشتمل ہے۔ حضرت علی، عمر، ابن مسعود رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ سورۃ فاتحہ میں شامل ہے اور یہ ساتویں آیت ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے ہمیں مخصوص کیا ہے۔ قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس سے مراد سورۃ فاتحہ ہے چونکہ ہر فرض اور نفلی نماز میں ان سات آیات کو بار بار دہرایا جاتا ہے اس لئے انہیں "سبع مثانی" کہا جاتا ہے۔

(تفسیر طبری / بخاری تفسیر سورۃ حجر)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا سبع مثانی چھ آیات ہیں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا "بسم اللہ الرحمن الرحیم" بھی ایک آیت ہے۔

(الاتقان)

باقیات الصالحات

امام احمد رضی اللہ عنہ نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: باقیات الصالحات "تکبیر، تہلیل، تسبیح، تحمید اور لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ" کہنا ہے۔ (الاتقان)

ابن سعد رحمہ اللہ نے عمرو بن میمون رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب مشرکین حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو آگ میں جلا رہے تھے اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہاں سے گذرے آپ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا دست مبارک ان کے سر پر رکھا اور فرمایا:
یَا نَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلَامًا عَلٰی عَمَّارٍ کَمَا کُنْتِ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ تَقْتُلُکَ الْفِئَۃُ الْبَاغِیَۃُ "اے آگ! تو عمار پر اسی طرح ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جا جس طرح تو حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ٹھنڈی ہوگئی تھی۔ اے عمار! ایک باغی گروہ تجھے قتل کرے گا۔"

ابن عساکر علیہ الرحمۃ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلا کر فرمایا کہ اس چاندی کی انگوٹھی پر "محمد بن عبداللہ" نقش کروا لاؤ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نقاش کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا اس انگوٹھی پر "محمد بن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)" نقش کر دو۔ جب وہ نقش کرنے لگا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے ہاتھ سے "محمد رسول اللہ" (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) لکھوا دیا۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "میں نے تمہیں اس کا حکم تو نہیں دیا تھا۔" نقاش نے کہا: "اللہ کی قسم! میں نہیں جانتا میں نے یہ کیسے لکھ دیا ہے۔ یہ اللہ نے میرے ہاتھ سے لکھوایا ہے۔" حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو نے سچ کہا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ واقعہ بارگاہ رسالت میں پیش کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تبسم فرمایا اور فرمایا: "میں اللہ کا رسول ہوں۔"

بدروح کا علاج

امام بیہقی علیہ الرحمۃ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اگر کسی شخص کو کبھی بدروحوں سے واسطہ پڑے تو فوراً اذان دینا شروع کر دے۔ تو بدروح اُسے نقصان نہ پہنچا سکے گی۔

امام طحاوی علیہ الرحمۃ نے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے غزوہ خندق کے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے سورج کو روک دیا جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز عصر ادا نہ کر سکے۔ یہاں تک کہ سورج غروب

ہو گیا۔ اللہ رب العزت نے سورج کو لوٹا دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی۔ (امام نووی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اس روایت کے تمام راوی ثقہ ہیں۔ (شرح مسلم)

امام الحرمین اپنی کتاب "الشامل" میں فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں زلزلہ آیا۔ آپ نے اللہ رب العزت کی حمد و ثنا بیان کی لیکن زمین پر بدستور زلزلہ طاری رہا۔ آپ نے اپنا دُرہ زمین پر مارا اور فرمایا پُرسکون ہو جا، کیا میں نے تجھ پر عدل نہیں کیا؟ فوراً زمین پُرسکون ہو گئی۔

علامہ تاج الدین السبکی علیہ الرحمۃ نے "الطبقات" میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ ایک شخص حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آیا جس نے راستہ میں کسی عورت کو بدنگاہ سے دیکھا تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم میں سے ایک شخص اس حالت میں میرے پاس آتا ہے کہ اس کی آنکھوں میں زنا کا اثر معلوم ہوتا ہے۔ اُس شخص نے کہا "کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال مبارک کے بعد دوبارہ سلسلۂ وحی شروع ہو گیا ہے؟" آپ نے فرمایا: "نہیں! بلکہ یہ تو مومن کی فراست ہے۔" (حجۃ اللہ علی العالمین)

امام بیہقی علیہ الرحمۃ اور ابونعیم و طبرانی رحمۃ اللہ علیہما نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک قوم بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئی اور کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ہمارا اونٹ مست ہو کر باغ کے اندر بیٹھ گیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس اونٹ کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا: "اے اونٹ! میرے پاس آ۔" آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز سُن کر اونٹ سر جھکائے آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس کو نکیل ڈالی اور اُس کے مالک کے حوالے کر دیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! گویا کہ یہ اونٹ جانتا ہے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ان دو سخت زمینوں کے درمیان ہر چیز جانتی ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔

کافر انسان اور کافر جنات کو یہ علم نہیں۔

امام احمد اور ابونعیم رحمہما اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں جلوہ افروز تھے کہ ایک اونٹ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں آیا اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے سجدہ ریز ہو گیا۔

شیر خوار بچے نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی گواہی دی

امام بیہقی، دارقطنی، حاکم اور خطیب بغدادی رحمہم اللہ نے حضرت معرض یمامی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ میں نے حجۃ الوداع کے سال حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حج ادا کیا۔ میں مکہ مکرمہ کے ایک گھر میں داخل ہوا۔ وہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما تھے، اہل یمامہ میں سے ایک شخص اپنے بچے کو لے کر بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوا۔ وہ بچہ اسی دن پیدا ہوا تھا اور اس نے بچہ کو ایک کپڑے میں لپیٹ رکھا تھا۔ معجزاتِ مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اے بچے! میں کون ہوں؟" اُس نے جواب دیا: "آپ صلی اللہ علیک وسلم اللہ کے رسول ہیں۔" حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "تُو نے سچ کہا ہے، اللہ تجھے بابرکت بنائے۔" ہم نے اس بچے کا نام "مبارک الیمامہ" رکھا۔ پھر اس بچے نے جوان ہونے تک کوئی بات نہ کی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "حبشیوں کا خیال رکھو، کیونکہ ان میں تین افراد اہل جنت کے سرداروں میں سے ہیں: لقمان حکیم، نجاشی بادشاہ حبشہ اور بلال مؤذن۔" (معجم کبیر جلد ۱۱)

حضرت لقمان

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے

ہیں کہ حضرت لقمان حبشی غلام اور بڑھئی تھے۔ بقول حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ آپ موٹے موٹے ہونٹوں والے سوڈان کے رہنے والے تھے مجاہد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں لقمان عبد صالح تھے نبی نہ تھے اور وہ بنی اسرائیل کے قاضی تھے۔ ایک بار لقمان ایک بڑی مجلس میں وعظ فرما رہے تھے کہ ایک چرواہا آپ سے کہنے لگا کہ تم فلاں فلاں جگہ میرے ساتھ بکریاں نہیں چرایا کرتے تھے؟ آپ نے فرمایا، ہاں! پھر وہ پوچھنے لگا کہ تم اس مرتبہ پر کیسے پہنچے؟ فرمایا، سچ بولنے اور فضول کلام سے پرہیز کرنے کے سبب۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حکمت کے سبب حضرت لقمان کو یہ بلند مقام عطا فرمایا۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے ایک عجیب اثر مروی ہے کہ لقمان حکیم کو نبوت اور حکمت کے درمیان اختیار دیا گیا تو انہوں نے نبوت کی بجائے حکمت اختیار کی۔ وہ سوئے ہوئے تھے کہ جبرائیل علیہ السلام آئے اور اُن پہ حکمت برسا دی۔ صبح ہوئی تو حکیمانہ باتیں زبان پر جاری ہو گئیں۔ قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت لقمان سے پوچھا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو جب اختیار دیا تو آپ نے نبوت پہ حکمت کو کیوں ترجیح دی؟ انہوں نے جواب دیا کہ اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے منصب نبوت پہ فائز کرنے کا قطعی فیصلہ ہو چکا ہوتا تو میں اُسے قبول کر لیتا تو اُس کی ذمہ داریاں نبھانے کی اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتا۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ نے مجھے اختیار دیا تو مجھے خدشہ لاحق ہوا کہ شاید میں اس منصب کو نہ نبھا سکوں۔ اس لئے میں نے حکمت کو اختیار کر لیا۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ۔ یعنی "ہم نے لقمان کو فہم، علم اور تعبیر کی صلاحیت سے نوازا" اور انہیں حکم دیا کہ اللہ تعالیٰ کا جو فضل و کرم تمہیں عطا ہوا اور دوسروں پر جو فضیلت بخشی اُس پر اُس کا شکر ادا کرو۔ وَمَنْ يَّشْكُرْ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ۔ "جو اللہ کا شکر بجا لاتا ہے اُس کا نفع اور ثواب اُسے ہی حاصل ہوتا ہے۔"

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نے ایک دن حضرت لقمان کے بارے فرمایا کہ وہ کسی امیر یا بڑے خاندان سے تعلق نہیں رکھتے تھے وہ بالکل سیدھے سادے خاموش طبع انسان تھے۔ غور و فکر کرنے والے اور گہری نظر والے تھے، دن کو کبھی نہ سوتے تھے۔ کسی نے انہیں کبھی تھوکتے نہیں دیکھا نہ ناک صاف کرتے، نہ پیشاب کرتے نہ قضائے حاجت کرتے، نہ غسل کرتے نہ ہنستے، نہ لہو و لعب کرتے۔ اُن کی ہر بات حکمت سے پُر ہوتی تھی۔ فضول بات کبھی اُن کے منہ سے نہ نکلتی تھی۔ انہوں نے اپنے بیٹے کے دامن کو نہایت قیمتی مواعظ سے بھر دیا۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اگر تم میں سے کوئی آدمی کسی ایسی ٹھوس چٹان کے اندر کوئی عمل کرے جس میں نہ کوئی دروازہ ہو اور نہ کوئی سوراخ ہو تو اس کا عمل جیسا بھی ہو لوگوں کے سامنے ظاہر ہو جائے گا۔" (مسند احمد جلد ۳) لقمان علیہ الرحمۃ نے اپنے بیٹے سے کہا: "يٰبُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ" یعنی "اے میرے بیٹے! نماز کو صحیح طور سے ادا کرو، اُس کی حدود، شرائط، فرائض اور اوقات کی پابندی کرو۔"

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "لقمان حکیم کہا کرتے تھے کہ جب اللہ تعالیٰ کو کوئی شے سونپ دی جائے تو وہ اس کی حفاظت فرماتا ہے۔" (مسند احمد)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "بہت سے پراگندہ بالوں والے اور بوسیدہ کپڑوں والے ایسے لوگ ہیں جنہیں لوگ دروازوں سے دھتکار دیتے ہیں لیکن اگر وہ اللہ تعالیٰ پر کوئی قسم اٹھالیں تو وہ ضرور اُن کی قسم پوری کرتا ہے۔" حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں آتا ہے "اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مجھے سب

سے زیادہ محبوب ولی وہ مومن ہے جو کم مال والا اور نمازی ہو، اپنے رب کی خوب عبادت کرے، خلوت میں رب کو یاد کرے، لوگوں میں گمنام ہو، اسے کوئی شہرت حاصل نہ ہو، بشرطیکہ وہ اس پر صبر کرے۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جنت کے بادشاہوں میں وہ لوگ ہیں جو پراگندہ بالوں والے غبار آلود چہرے والے اور دو بوسیدہ چادریں پہننے والے ہیں انہیں کسی خاطر میں نہیں لایا جاتا۔
(تفسیر ابن کثیر)

طبرانی علیہ الرحمۃ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے: "قرآن پاک کے دس لاکھ ستائیس ہزار حروف ہیں جو شخص اس کو صبر کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے پڑھے گا اس کو قرآن کے ہر ایک حرف کے عوض ایک بیوی حور عین میں سے ملے گی۔" اس حدیث کے سب راوی ثقہ ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مدینہ منورہ کے ایک شخص کا انتقال ہو گیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس کی نماز جنازہ پڑھانے کے بعد فرمایا کاش کہ اس کی وفات اس کی جائے پیدائش کے سوا کسی اور جگہ ہوتی۔ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! یہ کیوں؟ فرمایا: جب کوئی آدمی کسی دوسرے وطن میں فوت ہوتا ہے تو اُس کی جائے پیدائش سے لے کر وفات کی جگہ تک کی زمین کے برابر اُسے جنت میں جگہ ملتی ہے۔
(سنن ابن ماجہ / مسند احمد کتاب الجنائز)

غیب کی خبر دینا

طبرانی علیہ الرحمۃ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اُس وقت

تمہاری کیفیت کیا ہو گی جب اللہ تعالیٰ تجھے خلافت کا پیراہن پہنائے گا۔ حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی، یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! کیا میرا بھائی خلافت کا لبادہ پہنے گا؟ فرمایا: "ہاں! لیکن اُس میں آزمائش ہو گی۔"

ابن عساکر علیہ الرحمۃ نے عُروہ بن رویم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک اعرابی بارگاہِ رسالت میں آیا اور کہنے لگا: مجھ سے کشتی کرو۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ فوراً کھڑے ہو گئے اور کہا: "میں تم سے کشتی لڑوں گا۔" حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "معاویہ رضی اللہ عنہ کو کبھی مغلوب نہیں کیا جا سکتا۔" انہوں نے اعرابی کو پچھاڑ دیا۔ یوم صفین کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "اگر مجھے یہ حدیث یاد ہوتی تو میں کبھی معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ نہ کرتا۔"

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص اذان سُن کر یہ دُعا پڑھے قیامت کے دن اُس کے لئے میری شفاعت حلال ہو گئی: "اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّآمَّۃِ وَالصَّلٰوۃِ الْقَآئِمَۃِ اٰتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِیْلَۃَ وَ الْفَضِیْلَۃَ وَابْعَثْہُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَنِ الَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ ط" (بخاری)

اشارہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بُت سجدہ ریز ہو گئے

امام بخاری علیہ الرحمۃ، امام مسلم، البزار اور الطبرانی علیہم الرحمۃ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں بیت اللہ (کعبہ) کے اردگرد تین سو ساٹھ بُت تھے اُن کو سیسہ کے ساتھ پتھروں میں نصب کیا گیا تھا۔ فتح مکہ

کے دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد حرام میں داخل ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صرف چھڑی کے ساتھ اُن کی طرف اشارہ فرمایا انہیں ہاتھ نہیں لگایا اور زبان مبارک سے فرماتے تھے "قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ" (آگیا ہے حق اور مٹ گیا ہے باطل) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس بُت کی طرف اشارہ کیا وہ منہ کے بل گر پڑا۔

مکڑی کا جالا

ابو نعیم علیہ الرحمۃ نے "حلیہ" میں عطا بن میسرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ مکڑی نے دو مرتبہ جالا تنا تھا۔ ایک دفعہ حضرت داؤد علیہ السلام کی حفاظت کے لئے جب کہ جالوت ان کی جستجو میں تھا اور دوسری بار حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت کے لئے غارِ ثور میں مکڑی نے جالا تنا اس وقت قریش آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلاش میں تھے۔

حضرت عطا بن ابی رباح رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی صلوٰۃ "سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ سَبَقَتْ رَحْمَتِیْ عَلٰی غَضَبِیْ" ہے۔ یعنی "میں انتہائی پاک اور مقدس ہوں، میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے۔" اس ارشاد سے مقصود بندوں کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقام و مرتبہ سے آگاہ کرنا ہے کہ عالمِ بالا میں اللہ تعالیٰ مقربین فرشتوں کے سامنے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف و توصیف فرماتا ہے اور ان گنت فرشتے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ہدیۂ عقیدت پیش کرتے ہیں۔ فرشتوں کے بعد اہلِ زمین (مومنین) کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں درود و سلام کا نذرانہ پیش کرنے کا حکم دیا جا رہا ہے تاکہ عالمِ علوی اور عالمِ سفلی کے مکینوں کا اس پر اجماع ہو جائے۔ (تفسیر ابن کثیر)

عمل

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَیْهَا "جو شخص نیک عمل کرتا ہے وہ اپنے بھلے کے لئے کرتا ہے اور جو بُرائی کرتا ہے اُس کا وبال اُس پر ہے۔" وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِاَنْفُسِهِمْ یَمْهَدُوْنَ ○ (الروم ۴۴) "اور جنہوں نے نیک عمل کئے وہ اپنے لئے ہی راہ ہموار کر رہے ہیں۔"

پھل سے تسبیح کی آواز

قاضی عیاض علیہ الرحمۃ نے روایت کیا ہے کہ ایک دفعہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طبع مبارک ناساز ہوئی تو حضرت جبرائیل علیہ السلام ایک تھال لے کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس میں انار اور انگور تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ پھل تناول فرمائے تو اُن سے تسبیح کی آواز آرہی تھی۔

ابو نعیم علیہ الرحمۃ نے حضرت عبداللہ بن الغسیل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھا حضرت عباس رضی اللہ عنہ آپ کے پاس سے گذرے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے عمِ محترم! مجھے آپ اور آپ کی اولاد سے ایک ضروری کام ہے آپ انہیں گھر لے کر چلیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے گھر تشریف لائے۔ اُن پر اپنا عمامہ پھیلایا اور دُعا کی: مولا! یہ میرے اہلبیت اور میری عترت ہیں انہیں آگ سے اسی طرح محفوظ رکھ جس طرح میں نے انہیں اپنے عمامہ میں محفوظ کر لیا ہے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ گھر کے ہر ڈھیلے اور در و دیوار نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دُعا پر آمین کہا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی اولاد یہ ہے: فضل، عبداللہ، قثم، معبد، عبدالرحمٰن، اُمِّ حبیبہ (رضی اللہ عنہم)

موت

نسفی رحمہ اللہ نے "زہرۃ الریاض" میں بیان کیا کہ جب بندہ کی موت قریب آتی ہے تو چار فرشتے اترتے ہیں۔ پہلا کہتا ہے اے بندۂ خدا! تجھ پر سلام ہو۔ میں نے مشرق سے لے کر مغرب تک ساری زمین چھان ڈالی لیکن تیرے لئے ایک قدم کی بھی گنجائش نہیں۔ پھر دوسرا کہتا ہے اے بندۂ خدا تجھ پر سلام ہو، میں نے تمام دنیا کے دریا چھان مارے ہیں لیکن تیرے لئے اب ایک پانی کا گھونٹ بھی کہیں سے نہیں ملا۔ پھر تیسرا کہتا ہے: اے بندۂ خدا! تجھ پر سلام ہو میں نے مشرق سے لیکر مغرب تک زمین چھان ڈالی لیکن کہیں تیرے نصیب کا ایک لقمہ بھی مجھے نہیں ملا۔ پھر چوتھا کہتا ہے اے بندۂ خدا: تجھ پر سلام ہو، میں نے مشرق سے مغرب تک دیکھا لیکن کہیں تیرے نام کی ایک سانس بھی مجھے نہیں ملی جو تو دم لے لے۔

حافظ ابونعیم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے بعض کہتے ہیں کہ رُوحیں ہمیشہ ہر جمعرات کو اپنی قبروں کی زیارت کے لئے آتی ہیں اسی لئے شب جمعہ و جمعہ کے دن علمائے کرام نے قبروں کی زیارت کو مستحب کہا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مومن کی حالت قبر میں ڈوبتے ہوئے کی سی ہوتی ہے کہ ہر شئے سے اُسے تعلق رہتا ہے اور باپ یا بھائی، بیٹے یا دوست کی دُعا کا منتظر رہتا ہے۔ اور زندوں کے دُعا کرنے سے مُردوں کی قبروں میں پہاڑوں کے برابر نور داخل ہوتا ہے اور مُردوں کے لئے دُعائے مغفرت ایسی ہوتی ہے جیسے دنیا میں زندوں کے لئے تحفہ تحائف۔ فرشتہ مُردے کے پاس نُور کا طبق لے کر جاتا ہے اور اس پر نُوری خوان پوش پڑا ہوتا

ہے اور اس سے جاکر کہتا ہے کہ تیرے فلاں بیٹے یا عزیز یا دوست نے تیرے پاس یہ تحفہ بھیجا ہے۔ یہ سُن کر وہ بے حد خوش ہوتا ہے۔ جس طرح دنیا میں لوگ کسی اچھے تحفے سے خوش ہوتے ہیں۔

جب مُردہ قبر میں دفن ہو جاتا ہے تو رُوح بدن میں داخل ہو جاتی ہے (یعنی عالم برزخ میں جو بدن مرحمت ہوتا ہے) تاکہ اس سے سوال کیا جائے۔ اور دُعا اور خیرات کا ثواب بھی اُسے پہنچتا ہے۔ (نزہت المجالس)

"حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جمعہ کا دن تمام دنوں کا سردار ہے اور اللہ کے نزدیک عید قربان اور عید الفطر سے زیادہ اعظم و افضل ہے"۔

روزِ جمعہ و شب جمعہ میں موت آنے کی فضیلت میں احادیث اور آثار مروی ہیں کہ مرنے والا عذاب قبر سے محفوظ رہتا ہے۔ علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ نے "جمع الجوامع" میں مسند احمد و بیہقی سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَّمُوْتُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اَوْ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ اِلَّا وَقَاهُ اللّٰهُ فِتْنَةَ الْقَبْرِ۔ "کوئی مرنے والا مسلمان ایسا نہیں ہے جو جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات میں مرے مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اسے عذاب قبر سے محفوظ رکھے"۔

مشکوٰۃ میں مسلم سے بروایت عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس حال میں خطبہ فرماتے کہ آپ کے سر مبارک پر سیاہ عمامہ شریف ہوتا اور اس کا شملہ دونوں کندھوں کے درمیان چھوڑا ہوتا اور جمعہ کے دن سیاہ لباس مستحب ہے، لیکن احناف کے نزدیک تمام اوقات ہیں۔ اور یہ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ کے وقت خاموش رہنے اور اس کے سُننے کا حکم دیتے اور فرماتے جو اس حال میں بات کرے کہ امام خطبہ دے

رہا ہو تو بات کرنے والے کی مثال اس گدھے کی سی ہے جس پر کتابیں لدی ہوئی ہوں۔

دُعائے کثیر البرکت: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دس برس خدمت کی۔ آپ بوقتِ وصال شریف مجھ سے راضی تشریف لے گئے اور یہ تلقین فرمائی:

بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى نَفْسِىْ وَدِيْنِىْ بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى اَهْلِىْ وَمَالِىْ وَوَلَدِىْ بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى مَا اَعْطَانِىَ اللّٰهُ۔ اَللّٰهُ رَبِّىْ لَآ اُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا ط اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَاَعَزُّ وَاَجَلُّ وَاَعْظَمُ مِمَّا اَخَافُ وَاَحْذَرُ عَزَّ جَارُكَ وَجَلَّ ثَنَاءُكَ وَلَآ اِلٰهَ غَيْرُكَ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْٓ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِىْ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْطٰنٍ مَّرِيْدٍ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِىَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۝ اِنَّ وَلِـىَّۦَ اللّٰهُ الَّذِىْ نَزَّلَ الْكِتٰبَ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ ۝

اولاد و جان و مال کی حفاظت کے لئے صبح ہر روز ایک بار پڑھیں۔

مکھی پینے کی چیز میں گر جائے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کسی کے پینے کی چیز میں مکھی گر جائے تو اسے غوطہ دے کر پھینکنا چاہیئے۔ کیونکہ اس کے ایک پر میں بیماری اور دوسرے میں شفاء ہے۔ (بخاری شریف)

شبِ برات

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ شب برات یعنی شعبان کی پندرھویں سے لے کر آئندہ شعبان تک کے تمام اُمور طے ہو جاتے ہیں۔ زندوں اور مرنے والوں کی فہرست اور حاجیوں کی فہرست۔ پھر اس میں کمی زیادتی نہیں ہوتی۔

حضرت محمد بن حماد رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ اللہ تعالیٰ کے عرش کے نیچے ایک درخت ہے اس میں ہر مخلوق کا ایک پتا ہے۔ جس بندے کا پتا ٹوٹ کر گرتا ہے اُس کی رُوح نکل جاتی ہے۔ یہی معنیٰ ہیں اللہ تعالیٰ کے اس قول کے وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا (یعنی جو پتا ٹوٹ کر گرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو جانتا ہے۔")

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ شعبان تک عمریں منقطع کی جاتی ہیں حتیٰ کہ آدمی نکاح کرتا ہے اور اس کے ہاں اولاد ہوتی ہے حالانکہ اللہ کے نزدیک اس کا نام مُردوں کی فہرست میں آچکا ہوتا ہے۔

حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھ سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ بغیر وضو ہرگز نہ سونا کیونکہ رُوح جس حال میں قبض کی جائے اسی حالت میں رکھی جاتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس آدمی کی رُوح ملک الموت نے وضو کی حالت میں قبض کی وہ قیامت میں شہادت کا درجہ پائے گا۔

سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرا جو اُمتی شب برات میں دس رکعت نفل اس طرح ادا کرے کہ سورۃ فاتحہ کے بعد گیارہ بار سورۃ اخلاص (قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ) پڑھے تو اس کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اور اُس کی عمر میں برکت ہوگی۔ شب قدر میں یہ دُعا کثرت سے پڑھیں: اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ كَرِيْمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّىْ

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ وَالْمُعَافَاتَ الدَّائِمَةَ
فِی الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ط حسن بصری رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ نبی کریم
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تیس صحابہ رضی اللہ عنہم نے مجھ سے بیان کیا کہ
جو شخص شب برات کو سو رکعت پڑھے، ہر رکعت میں بعد فاتحہ دس
بار سورہ اخلاص (قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ) پڑھے۔ اللہ تعالیٰ اس کی طرف
ستر دفعہ نظر رحمت فرمائے گا اور ہر نظر میں ستر حاجات پوری فرمائے گا
اور سب سے چھوٹی حاجت اس کے گناہوں کی معافی ہے۔ اس نماز
کو "صلوۃ الخیر" کہتے ہیں۔ نہایت خیر و برکت والی نماز ہے۔ تفسیر کبیر و
تفسیر صاوی میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو
بندہ اس رات سو (۱۰۰) نفل پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کے پاس سو فرشتہ
بھیجے گا۔ تیس فرشتے اسے جنت کی بشارت دیں گے اور تیس جہنم سے
بچائیں گے اور تیس دنیاوی آفات و بلیات سے حفاظت کریں گے
اور دس فرشتے اسے شیطان کے مکر سے بچائیں گے۔ (الترغیب)

علامہ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ "میزان الکبریٰ" میں حضور اکرم
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث پاک بیان فرماتے ہیں: "اَصْحَابِیْ
كَالنُّجُوْمِ بِاَيِّهِمِ اقْتَدَيْتُمْ اِهْتَدَيْتُمْ" میرے سب صحابہ کرام
(رضی اللہ عنہم) ضوفشاں ستاروں کی مانند ہیں تم نے جس کی بھی
اقتدا کر لی ہدایت پا جاؤ گے۔ تمام ائمہ مجتہدین رحمہم اللہ جادۂ صحابہ
رضی اللہ عنہم پر گامزن ہیں۔

اَللّٰهُمَّ يَا ذَا الْمَنِّ وَلَا يُمَنُّ عَلَيْهِ ط يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ ط يَا ذَا
الطَّوْلِ وَالْاِنْعَامِ ط لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ ظَهْرُ اللَّاجِئِيْنَ ط وَجَارُ
الْمُسْتَجِيْرِيْنَ ط وَاَمَانُ الْخَائِفِيْنَ ط اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ كَتَبْتَنِیْ
عِنْدَكَ فِیْ اُمِّ الْكِتٰبِ شَقِيًّا اَوْ مَحْرُوْمًا اَوْ مَطْرُوْدًا اَوْ مُقَتَّرًا
عَلَیَّ فِی الرِّزْقِ فَامْحُ اللّٰهُمَّ بِفَضْلِكَ شَقَاوَتِیْ وَحِرْمَانِیْ وَطَرْدِیْ
وَاِقْتَارَ رِزْقِیْ ط وَاَثْبِتْنِیْ عِنْدَكَ فِیْ اُمِّ الْكِتٰبِ سَعِيْدًا مَّرْزُوْقًا
مُّوَفَّقًا لِّلْخَيْرَاتِ ط فَاِنَّكَ قُلْتَ وَقَوْلُكَ الْحَقُّ فِیْ كِتَابِكَ الْمُنْزَلِ
عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّكَ الْمُرْسَلِ ط يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ وَعِنْدَهٗ
اُمُّ الْكِتٰبِ ۝ اِلٰهِیْ بِالتَّجَلِّی الْاَعْظَمِ ط فِیْ لَيْلَةِ النِّصْفِ مِنْ شَهْرِ
شَعْبَانَ الْمُكَرَّمِ ط الَّتِیْ يُفْرَقُ فِيْهَا كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ وَّيُبْرَمُ ط
اَنْ تَكْشِفَ عَنَّا مِنَ الْبَلَآءِ وَالْبَلْوَآءِ مَا نَعْلَمُ وَمَا لَا نَعْلَمُ ط وَ
اَنْتَ بِهٖ اَعْلَمُ ط اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَكْرَمُ ط وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى
سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

حدیث: حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی نماز ختم کرتا ہے تو اس کا ثواب دسواں حصہ، نواں حصہ، آٹھواں، ساتواں، چھٹا، پانچواں، چوتھا، تیسرا یا آدھا لکھا جاتا ہے۔ (خشوع و خضوع کے مطابق) اسے ابوداؤد، نسائی و ابن حبان نے روایت کیا۔)

حدیث حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اے عبداللہ! فلاں آدمی کی طرح نہ ہو جانا کہ وہ رات کو (نماز کے لئے) اُٹھا کرتا تھا پھر اس نے رات کا اُٹھنا ترک کر دیا۔ (بخاری، مسلم، نسائی وغیرہم)

دعائے لقاء

اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنِیْ بِرُؤْیَةِ حَبِیْبِكَ النَّبِیِّ الْمُصْطَفٰی وَاسْتَعْمِلْ بَدَنِیْ عَلٰی خِدْمَتِهٖ وَثَبِّتْ قَلْبِیْ عَلٰی مَحَبَّتِهٖ وَوَفِّقْ رُوْحِیْ مِنْ نِّسْبَتِهٖ وَحَقِّقْ سِرِّیْ فِیْ حَضْرَتِهٖ وَانْفَعْنِیْ مِنْ مَّعْرِفَتِهٖ وَاسْقِنِیْ بِكَاْسَتِهٖ وَلَذِّذْنِیْ بِزِیَارَتِهٖ وَاَحْیِنِیْ عَلٰی خِدْمَتِهٖ وَسُنَّتِهٖ وَتَوَفَّنِیْ عَلٰی شَفَاعَتِهٖ وَمِلَّتِهٖ وَاحْشُرْنِیْ فِیْ حِزْبِهٖ وَزُمْرَتِهٖ اٰمِیْنَ یَارَبَّ الْعَالَمِیْنَ بِحَقِّ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَبِحَقِّ طٰهٰ وَیٰسٓ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ ط

بیماری سے گناہ معاف ہوتے ہیں

حضرت ابوسعید خدری اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مسلمان جب بھی کسی پریشانی، بیماری، رنج و ملال، تکلیف اور غم میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اور

اگر اسے کانٹا بھی چُبھ جائے تو اللہ تعالیٰ اُسے اُس کے گناہوں کا کفارہ بنا دیتا ہے۔ (اخرجہ البخاری باب ماجاء فی کفارۃ المرض)

حدیث ابوداؤد کی ایک روایت ہے: کوئی شخص ایسا نہیں جو اچھی طرح وضو کرے وَیُصَلِّیْ رَکْعَتَیْنِ یُقْبِلُ بِقَلْبِهٖ وَبِوَجْهِهٖ عَلَیْهِمَا اِلَّا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ۔" اور دو رکعت نماز پڑھے کہ دل اور چہرے سے متوجہ رہے مگر اُس پر جنت واجب ہو گئی"۔

حدیث صَلُّوْا كَمَا رَاَیْتُمُوْنِیْ اُصَلِّیْ۔ (بخاری شریف) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "ٹھیک اسی طرح نماز پڑھو جس طرح تم نے مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔"

عذابِ برزخ کا راز

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ برزخ اس آڑ کو کہتے ہیں جو دو چیزوں کے درمیان میں حائل ہو۔ یعنی ارواح اس مقام پہ تیتی ہیں جو دنیا و آخرت کے درمیان ہے اور وہاں آزاد ہیں۔ اس کائنات میں جہاں چاہتی ہیں آتی جاتی ہیں۔ یعنی دنیا اور عقبیٰ کے مابین اہل ایمان کی ارواح کشادہ برزخ میں ہیں جس میں سکون اور نعمتیں ہیں اور کفار کی رُوحیں تنگ برزخ میں ہیں جہاں تکالیف ہیں۔

یہاں یہ جاننا لازم ہے کہ قبر کے عذاب سے عذابِ برزخ مراد ہے۔ جو شخص عذاب کا مستحق ہوتا ہے اُسے ضرور عذاب بھگتنا پڑتا ہے خواہ دفن ہو یا نہ ہو۔ مثلاً درندے کھا جائیں یا آگ میں جل کر راکھ ہو اور اُس کی راکھ ہوا میں اُڑ جائے یا پھانسی کے تختہ پہ لٹکا رہے یا سمندر وغیرہ میں ڈوب جائے۔ برزخ میں رُوح اور بدن پر عذاب اور ثواب ہوتا ہے۔ (شرح الصدور، کتاب الروح)

تسبیحات ابی المعتمر

: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ عَدَدَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ وَعَدَدَ مَا هُوَ خَالِقٌ وَزِنَةَ مَا خَلَقَ وَزِنَةَ مَا هُوَ خَالِقٌ وَمِلْءَ مَا خَلَقَ وَمِلْءَ مَا هُوَ خَالِقٌ وَّمِلْءَ سَمٰوٰتِهٖ وَمِلْءَ اَرْضِهٖ وَمِثْلَ ذٰلِكَ وَاَضْعَافَ ذٰلِكَ وَعَدَدَ خَلْقِهٖ وَزِنَةَ عَرْشِهٖ وَمُنْتَهٰی رَحْمَتِهٖ وَمِدَادَ كَلِمَاتِهٖ وَمَبْلَغَ عِلْمِهٖ وَرِضَاهُ وَحَتّٰی یَرْضٰی وَاِذَا رَضِیَ وَعَدَدَ مَا ذَكَرَهٗ بِهٖ خَلْقُهٗ فِیْ جَمِیْعِ مَا مَضٰی وَعَدَدَ مَا هُمْ فِیْهَا بَقِیَ فِیْ كُلِّ سَنَةٍ وَّشَهْرٍ وَّجُمُعَةٍ وَّیَوْمٍ وَّلَیْلَةٍ وَّسَاعَةٍ مِّنَ السَّاعَةِ وَّنَسَمَةٍ وَّشَمٍّ وَّنَفَسٍ وَّلَمْحَةٍ وَّطَرْفَةٍ مِّنَ الْاَبَدِ اِلَی الْاَبَدِ اَبَدَ الدُّنْیَا وَاَبَدَ الْاٰخِرَةِ وَاَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ لَا یَنْقَطِعُ اُوْلَاهُ وَلَا یَنْفَدُ اُخْرَاهُ ـ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ مِّثْلَ ذٰلِكَ وَاَضْعَافَ اَضْعَافَ ذٰلِكَ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا كَثِیْرًا كَثِیْرًا ○

یہ تسبیحات ابوالمعتمر سلیمان تیمی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کی ہیں جو عشاء کے وضو سے تمام رات نفل پڑھا کرتے تھے۔ شعبہ نے کہا میں نے ان سے بڑا صوفی نہیں دیکھا۔ ۱۴۳ھ میں ۹۷ برس کی عمر میں بصرہ میں وفات پائی۔ فرمایا یونس بن عبیدؒ نے ایک آدمی کو خواب میں دیکھا یہ روم کے علاقہ میں شہید ہوا تھا۔ میں نے پوچھا: اگلے جہان میں تم نے کونسا عمل افضل دیکھا۔ اُس نے کہا تسبیحات ابی المعتمر اللہ کے ہاں بلند درجہ ہے۔ معتمر بن سلیمانؒ بتاتے ہیں کہ میں نے عبدالمالک بن خالدؒ کو موت کے بعد دیکھا اور پوچھا: ”تمہارا کیا بنا؟“ انھوں نے کہا: بہت اچھا ہوا۔ کہنے لگے، بھائی وہ ”تسبیحات ابی المعتمر“ دیکھ رہا ہے وہ بہترین چیز ہے۔

(قوت القلوب / احیاء العلوم)

صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی حَبِیْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ ط

علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ نے حیوٰۃ الحیوان میں لکھا ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن جمعہ کی نماز کے بعد ایک پرچہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَحْمَدُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ۳۵ مرتبہ لکھے اور اس کو اپنے ساتھ رکھے۔ اللہ جل شانہٗ اِس کو طاعت پر قوت عطا فرماتا ہے اور اس کی برکت میں مدد فرماتا ہے اور شیاطین کے وساوس سے حفاظت فرماتا ہے۔ اگر اِس پرچہ کو روزانہ طلوعِ آفتاب کے وقت درود شریف پڑھتے ہوئے غور سے دیکھتا رہے تو نبی کریم ﷺ کی زیارت خواب میں کثرت سے ہوا کرے۔

حضرت حاجی امداد اللہ رحمۃ اللہ علیہ مہاجر مکیؒ (متوفی ۱۳۱۷ھ)

آپ نے اپنے رسالہ ضیاء القلوب میں حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت کے لیے لکھا ہے کہ

حضور اقدس ﷺ کی صورت مثالیہ کا تصور کرکے درود شریف پڑھے اور داہنی طرف یَا اَحْمَدُ اور بائیں طرف یَا مُحَمَّدُ اور یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ایک ہزار بار پڑھے اِن شاء اللہ بیداری یا خواب میں زیارت ہوگی۔

حفاظت مال کیلئے

بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آیت کریمہ قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ (سورۂ بنی اسرائیل آخر) کے بارے میں فرمایا کہ یہ آیت کریمہ چوری سے امان میں رکھتی ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے جب سونے کا ارادہ کیا تو اس آیت کریمہ کو پڑھ لیا۔ پھر اُن کے گھر میں چور آیا اور گھر کا تمام سامان اکٹھا کیا اور لے چلا اور وہ صحابی رضی اللہ عنہ جاگ رہے تھے۔ یہاں تک کہ چور سامان لیکر دروازے تک پہنچا مگر اس نے دروازہ بند پایا۔ پھر اس نے گٹھڑی کو رکھ دیا دیکھا تو دروازہ کھلا ہوا ہے۔ اُسنے پھر گٹھڑی اُٹھائی اور دروازہ بند پایا۔ پھر گٹھڑی کو رکھ دیا، دیکھا تو دروازہ کھلا ہوا ہے۔ اُس نے پھر گٹھڑی اُٹھائی اور دروازہ بند پایا۔ چور نے اس طرح تین بار کیا۔ یہ حال دیکھ کر صحابی رضی اللہ عنہ ہنس پڑے اور کہنے لگے "میں نے اپنے گھر کو محفوظ کر لیا ہے۔"

دفع فقر کیلئے دعاء

خطیب نے "رواۃ مالک" میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم دنیا نے مجھ سے پیٹھ پھیر لی ہے اور روگردانی کر لی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا تم صلوٰۃ ملائکہ اور تسبیح خلائق کیوں نہیں پڑھتے۔ وہ اسی کی وجہ سے رزق پاتی ہے۔ تم طلوع فجر کے وقت یہ دُعا ایک سو مرتبہ پڑھ لیا کرو۔ دنیا تمہارے پاس ذلیل ہو کر آئے گی۔ دُعا یہ ہے: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ ط۔

(باقی اگلے صفحہ پر)

اس کے بعد وہ صحابی رضی اللہ عنہ چلے گئے۔ پھر کچھ دن بعد آئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم! میرے پاس دنیا اسقدر آئی ہے کہ اب میں نہیں جانتا کہ اُسے کہاں رکھوں۔

بیعت

بیعت کرنا کسی نہ کسی مرشد کی ضروری ہے۔ بلکہ بیعت کرنا سُنّت ہے۔
مسلم شریف میں ہے کہ جس کے گلے میں کسی کی بیعت کی رسّی نہ ہو اور وہ مر جائے تو اس کی موت جاہلیت کی موت ہے۔ مشائخ رحمہم اللہ کا شجرہ گویا اُس پٹہ کی زنجیر ہے جس کی پہلی کڑی مُرید کے گلے میں اور آخری کڑی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ میں ہے۔ یعنی جب تم شمع نبوّت سے دُور ہو۔ تو پھر ایسے شیشوں سے تعلّق رکھو جن سے یہ نور چھن چھن کر آ رہا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رحمت کی بارش ہیں اور علماء و مشائخ کرام تالاب۔ جو بارش نہ پائے وہ ان تالابوں سے اپنے ایمان کے کھیتوں کو پانی دے۔ ؎ "ہر کہ اُو پیرے نہ باشد پیرے او شیطاں بود۔" خر پوتی شریف نے لکھا ہے کہ جس کا کوئی پیر نہ ہو اس کا پیر شیطان ہوتا ہے۔

حدیث: حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لوگوں کو پلانے والا سب سے آخر میں خود پئے گا۔ نیز ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پینے کی چیز میں پھونک مارنے سے منع فرمایا ہے۔ (دارمی)

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب کسی بندہ کو خداوند کریم کوئی نعمت عنایت فرمائے اور وہ چاہے کہ وہ باقی رہے تو اسے "لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم" کثرت سے پڑھنا چاہیئے۔ (طبرانی)

صحیح بخاری میں ہے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں ہدیہ، ہدیہ تھا لیکن اس زمانہ میں رشوت بن گیا۔

حفاظت

تمیمی رحمۃ اللہ علیہ نے "منافع القرآن" میں لکھا ہے جو آدمی سفر کے لئے اپنے گھر سے نکلتے وقت دروازہ پر کھڑے ہو کر تین بار یہ آیت پڑھے: وَاللّٰهُ مِنْ وَّرَآئِهِمْ مُّحِيْطٌ ۝ تو اس گھر میں جتنے لوگ ہیں ہر آفت سے امن میں رہیں گے اور جو اپنے اوپر اور اپنے بچوں پر تین دفعہ پڑھ کر دم کرے تو ہر شر سے محفوظ رہے۔

● فضل بن فضالہ رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا میں ایک بار بہت قرضدار تھا اور یہ پڑھا کرتا تھا مجھے خواب میں کسی نے کہا فلاں جگہ جا کر وہاں سے اپنے قرض کے موافق لے لے۔ میرے ایک دوست نے مجھ سے یہ دُعا سیکھ لی۔ دُعا یہ ہے: يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ بِحُرْمَةِ وَجْهِكَ الْكَرِيْمِ اَعْطِنِىْ صِحَّةً فِىْ قُوَّةٍ وَطُوْلَ عُمُرٍ

فِىْ حُسْنِ عَمَلٍ وَوُسْعَةِ رِزْقٍ وَّاَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَلَيْهِ۔ پس خداوند تعالیٰ نے یہ تینوں چیزیں عنایت فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرض ادا کر دیا

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک میت پر نماز جنازہ اس لئے نہیں پڑھی کہ وہ قرضدار تھا (آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرض دار پر نماز جنازہ نہ پڑھتے تھے جب تک اس کا قرضہ ادا نہ ہو جاتا یا کوئی ذمہ نہ لے لیتا) اتنے میں حضرت جبرائیل علیہ السلام اس کے قرض کے موافق دراہم لائے اور عرض کی یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) آپ اس پر نماز پڑھیے۔ یہ روزانہ سو بار سورۃ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ پڑھا کرتا تھا۔ (نزہۃ المجالس)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھڑے ہو کر پانی پینے سے منع فرمایا ہے۔

راوی کہتے ہیں میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کھانے کے بارے دریافت کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ زیادہ بُرا ہے۔ (سُنن دارمی جلد ۱)

برائے آسانی وضع حمل

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت بیان کی کہ حضرات عیسیٰ و یحییٰ علیہما السلام ایک صحرا میں تھے۔ ناگاہ دونوں نے ایک صحرائی جانور کو جننے کی دشواری میں دیکھا تو عیسیٰ علیہ السلام نے یحییٰ علیہ السلام سے کہا یہ کلمات پڑھو حَنَّۃُ وَلَدَتْ مَرْیَمَ وَمَرْیَمُ وَلَدَتْ عِیْسٰی اُخْرُجْ اَیُّھَا الْمَوْلُوْدُ بِقُدْرَۃِ الْمَلِکِ الْمَعْبُوْدِ۔ جب یہ کلمات یحییٰ علیہ السلام نے پڑھے تو جانور سے بسہولت بچہ پیدا ہوگیا۔ حماد ابن زید علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ کوئی عورت درد زہ میں مبتلا ہو اور یہ کلمات اس کے نزدیک پڑھے جائیں تو بہت جلد اس کا وضع حمل ہو۔ یہاں تک کہ کسی جانور کو وضع حمل میں دشواری ہوا سے بھی ذبح حمل میں آسانی ہو۔

۲ : یونس بن عبید رحمۃ اللہ علیہما سے منقول ہے کہ حاملہ عورت جو کہ قریب الوضع ہو اس کے پاس یہ دعا پڑھو اور پھونک مارو یا چوپایہ جو اس تکلیف میں ہو تو یہ پڑھو : اَللّٰھُمَّ اَنْتَ عِزَّتِیْ عِنْدَ کُرْبَتِیْ وَاَنْتَ عُمْدَتِیْ عِنْدَ شِدَّتِیْ وَاَنْتَ صَاحِبِیْ عِنْدَ بَلِیَّتِیْ وَاَنْتَ مُنْقِذِیْ عِنْدَ وَحْلَتِیْ وَاَنْتَ وَلِیُّ نِعْمَتِیْ عِنْدَ فَرْحَتِیْ۔

۳ : علامہ زیادی علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے کہ قریب الوضع حمل کے پاس یہ آیات پڑھیں۔ آیت الکرسی۔ اِنَّ رَبَّکُمُ اللّٰہُ الَّذِیْ الآیۃ۔ سورۃ اخلاص اور معوذتین اور سورۃ فاتحہ اور یہ دعا پڑھیں : لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْعَظِیْمُ الْحَلِیْمُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَرَبُّ الْاَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْکَرِیْمِ ٥ تو بچہ باسانی پیدا ہوگا۔ اور آسانی ولادت

کے لئے سورۃ انشقاق لکھ کر اس عورت کے گلے میں لٹکا دیں اسی وقت وضع حمل ہوجائے گا۔ باذن اللہ (مجربات دیربی)

امام شافعی رحمۃ اللہ کا اعزاز

طیالسی اور امام بیہقی علیہما الرحمۃ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قریش کو برے الفاظ سے یاد نہ کرو کیونکہ ان کا ایک عالم روئے زمین کو علم سے بھر دے گا۔ امام احمد رحمۃ اللہ فرماتے ہیں اس عالم سے مراد حضرت امام شافعی علیہ الرحمۃ ہیں کیونکہ کسی عالم کا علم روئے زمین پہ اتنا نہیں پھیلا جتنا علم حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا پھیلا ہے۔

جن نکالنا

الشرخی علیہ الرحمۃ نے کہا جب تم میں سے کوئی کسی جن نکالنا چاہے تو اس کے دائیں کان میں سات بار اذان کہو اور سورۃ فاتحہ، معوذتین، آیۃ الکرسی، والسماء والطارق اور سورۃ حشر کی آخری تین آیات ھُوَ اللّٰہُ الَّذِیْ اور سورۃ الصافات پوری پڑھو اس سے گویا وہ جن آگ میں جل گیا۔ (سعادت دارین)

حاجت پوری ہو

ابو العباس المرسی رحمۃ اللہ سے مروی ہے جو کوئی نماز فجر کے بعد یہ دعا تین بار پڑھے اَللّٰھُمَّ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ یَا مَنَّانُ یَا بَدِیْعَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَافْعَلْ لِیْ کَذَا وَکَذَا۔ اور اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت مانگے۔ پوری ہوگی۔

صحت یابی کیلئے

۶۶ بار اسم اَللّٰہُ کاغذ پہ لکھ کر مریض کو گھول کر پلادیں شفا ہوگی۔ (زعفران سے لکھیں تو بہتر ہے)

اللہ تعالیٰ کا ولی

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ زمین پر کوئی ورق کتاب اللہ (قرآن مجید) سے یا اُس کا جُزو گرے تو اُس کی حفاظت کے لئے اللہ تعالیٰ ملائکہ کو بھیج دیتا ہے وہ اپنے پَروں سے اُس کی نگرانی کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی ولی اُسے اُٹھا لیتا ہے اور جو زمین سے کوئی پُرزہ اُٹھائے جس پر اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے کوئی نام ہو تو اللہ تعالیٰ اُس کے نام کو عِلّیین میں بلند کرے گا اور اُس کے ماں باپ کے عذاب کو کم کرے گا اگرچہ وہ کافر مرے ہوں۔ (رواہ الصغیر طبرانی)

سوکڑے کی بیماری سے بچاؤ

ابو داؤد، ترمذی اور ابن ماجہ علیہم الرحمۃ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس کے ہاں بچہ پیدا ہو، اُس کے دائیں کان میں اذان دے اور بائیں میں اقامت۔ اُس بچے کو اُمّ الصبیان (سوکڑا) کی مرض نہ ہوگی۔

امام بیہقی علیہ الرحمۃ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جس بندے پر مال و اولاد کا انعام فرمائے اور وہ کہے مَا شَآءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰه۔ وہ موت کے سوا کوئی آفت اُن پر نہ دیکھے گا۔

ابو عمر بن عبد البر نے "التمہید" میں حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ جو شخص شام کے وقت سَلَامٌ عَلٰی نُوْحٍ فِی الْعٰلَمِیْنَ پڑھے اُسے بچھو وغیرہ نہیں کاٹے گا۔

ماں باپ کی بڑھاپے میں خدمت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اُس کی ناک خاک آلود ہو جس نے اپنے ماں باپ کے بڑھاپے کو پایا اور جنت میں داخل نہ ہوا۔ (یعنی اُن کی خدمت کرکے جنت کا مستحق نہ ہوا۔ (بخاری و مسلم)

تلاوت کلام الٰہی وجہ تقرب الی اللہ

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں ربّ العزت جلّ وعلا کی زیارت کی تو عرض کی: اے میرے ربّ! تمہارا قرب کیسے نصیب ہوتا ہے؟ فرمایا: اے احمد! میرے قرآن کریم کی تلاوت سے۔ عرض کی اے میرے ربّ! سمجھ کر یا بغیر سمجھے بھی؟ فرمایا: اے احمد! سمجھ کر اور سمجھے بغیر بھی! آپ سے پوچھا گیا۔ اے امام! آپ اُن عوام کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جو فہم و سمجھ کے بغیر تلاوت کرتے ہیں؟ فرمایا: کہ صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ اُس کے لئے ہر حرف کے بدلے دس نیکیاں ہیں۔

حضرت ابوبکر کتانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں، جب اللہ تعالیٰ سے نیک اعمال کی توفیق مانگے تو عمل میں جلدی کر، دنیا میں اپنے جسم کے ساتھ اور آخرت میں اپنے دل کے ساتھ۔

مجاہد بن جنبین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں تمہاری آخری بات کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ؐ ہونا چاہیے کیونکہ نیند وفات ہے کیا معلوم اسی میں خاتمہ ہو جائے۔ ابراہیم التیمیؒ فرماتے ہیں علم سے یہی کافی ہے کہ خوفِ خدا حاصل ہو جائے اور

جہالت سے یہی کافی ہے کہ انسان اپنے عمل سے خوش ہو اور فرمایا
کہ جب تو کسی شخص کو تکبیرِ اولیٰ میں سستی کرتا ہوا دیکھے تو اُس سے
ہاتھ دھولے۔

ابوالمواہب شاذلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ایک دفعہ میں نے
ایک محفل میں کہا:

مُحَمَّدٌ بَشَرٌ لَا كَالْبَشَرِ بَلْ هُوَ يَاقُوتٌ بَيْنَ الْحَجَرِ

تو مجھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ آپ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اللہ تعالیٰ نے تجھے بخش دیا اور ہر اُس شخص
کو بخش دیا ہے جس نے تیرے ساتھ مل کر یہ کہا۔" اور آپ وفات
تک ہر محفل میں یہ کہتے رہے۔ اور فرمایا: حضوری والوں کا ذکر
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ اور لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ اور
مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ہے۔ امام مالک علیہ الرحمۃ کا یہ
معمول تھا کہ آپ اُٹھتے بیٹھتے مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ کا
ورد کرتے حتیٰ کہ آپ نے اپنے گھر کے دروازے پر لکھ رکھا تھا۔

(طبقات امام شعرانیؒ جلد دوم ۲۳۸)

حدیث: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اِنَّ الرَّجُلَ لَيُحْرَمُ
الرِّزْقَ بِالذَّنْبِ يُصِيْبُهُ "بے شک آدمی گناہ کا مرتکب ہونے
کی وجہ سے رزق سے محروم کر دیا جاتا ہے۔ (برکت اُٹھ جاتی ہے)"

(الترغیب والترہیب)

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے
ایک دن جبرائیل علیہ السلام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ
اقدس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اوپر سے کسی دروازہ کے کھلنے کی آواز

سُنی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سر مبارک اُوپر اُٹھایا۔ حضرت
جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا۔ یہ آسمان کا ایک دروازہ ہے جو کہ
صرف آج ہی کھلا ہے، آج سے پہلے نہیں کھولا گیا۔ اس میں سے
ایک فرشتہ نازل ہوا ہے۔ یہ فرشتہ اس سے پہلے زمین پر نہیں اُترا۔
اس فرشتہ نے سلام عرض کیا اور کہا آپ کو دو نوروں کی بشارت ہو
جو آج سے پہلے کسی نبی علیہ السلام کو نہیں دیئے گئے۔ وہ ہیں فاتحۃ
الکتاب (سورۃ فاتحہ) اور سورۃ بقرہ کا آخری حصہ۔ اس میں سے جو
حرف بھی آپ پڑھیں گے اس میں مانگی ہوئی ہر چیز آپ کو مل جائے
گی۔ (اسے مسلم، نسائی اور حاکم نے روایت کیا اور حاکم نے کہا یہ حدیث
برشرائط بخاری و مسلم صحیح ہے)

امام شافعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جو شخص چاہے کہ اللہ تعالیٰ
اس کا خاتمہ اچھا کرے وہ لوگوں کے بارے میں اچھا گمان رکھے اور
جو چاہے کہ اللہ اس کے دل کو روشنی بخشے تو وہ گوشہ نشینی، کم کھانا،
بے وقوفوں سے دُوری اختیار کرے۔ اور فرمایا ہر مسلمان کے لئے
پسند کرتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کثرت سے دُرود
شریف پڑھے۔

حدیث: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا جس مسلمان نے وضو کیا اور کامل وضو کیا پھر نماز میں اس
طرح کھڑا ہوا کہ جو کچھ کہتا ہے اُسے سمجھتا بھی ہے تو وہ (گناہوں سے)
پاک ہو گیا اور اُس دن کی طرح ہو گیا جس دن اُس کی ماں نے
اُسے جنم دیا تھا۔ (اسے حاکم علیہ الرحمۃ نے روایت کیا۔ یہ حدیث
صحیح الاسناد ہے۔ صحیح مسلم میں بھی اسی طرح ہے۔)

استخارہ

عشاء کی نماز کے بعد دو نفل پڑھ کر سَو دفعہ یَا عَلِیْمُ عَلِّمْنِیْ سَو بار یَا رَشِیْدُ اَرْشِدْنِیْ سَو بار یَا خَبِیْرُ اَخْبِرْنِیْ سَو بار یَا هَادِیْ اِهْدِنِیْ۔ پڑھے اوّل و آخر درود پاک پانچ بار۔ حال معلوم ہو جائے گا۔ (مرقع کلیمی)

باری کے بخار کا تعویذ

باریک کاغذ پر بِسْمِ اللّٰہِ فَرَّتْ بِسْمِ اللّٰہِ مَرَّتْ بِسْمِ اللّٰہِ قَلَّتْ لکھے روزانہ ایک پرچہ پانی سے نگل لے۔

عام بخار کے لئے

اَزَلِیٌّ لَمْ یَزَلْ وَلَا یَزَالُ یُزِیْلُ الزَّوَالَ وَهُوَ لَا یَزَالُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَۃٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ○ باریک کاغذ پر لکھ کر پانی میں گھول کر پی لے۔

ہر مشکل کام اور لا علاج مرض کیلئے

صبح کی سنّت و فرض کے درمیان اکتالیس بار سورۃ فاتحہ مع بسم اللہ ملا کر یعنی بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ پڑھیں۔ (مل حمد للّٰہ) جس مہم، حاجت یا مرض کے لئے پڑھیں گے انشاء اللہ کامیابی ہوگی۔

نظر تیز ہو جائے

عشاء کی نماز کے بعد دو رکعت پڑھے ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد پانچ بار سورۃ کوثر پڑھے اور سلام پھیر کر تین بار اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنِیْ بِسَمْعِیْ وَبَصَرِیْ وَاجْعَلْهُمَا الْوَارِثَ مِنِّیْ۔ پڑھ کر انگوٹھوں پہ دم کر کے آنکھوں پہ لگائے۔

(مرقع کلیمی۔ شاہ کلیم اللہ علیہ الرحمۃ)

نمازِ چاشت

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "مسلمان زمین کے کسی بھی حصے میں آ کر نماز چاشت کی دو رکعت ادا کرے اور پھر یہ دعا کرے: ترجمہ: اے اللہ میں تیرا بندہ تیرے عہد اور وعدے پر قائم ہوں تو نے مجھے پیدا کیا ہے حالانکہ میں کچھ بھی نہیں تھا۔ میں تجھ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتا ہوں کیونکہ میرے گناہوں نے مجھے مشکل میں ڈال دیا ہے اور مجھے گھیر لیا ہے تاہم تو اگر معاف کرنا چاہے تو مجھے معاف کر دے اے رحمان"! (حضرت عمر فرماتے ہیں) اسی نشست کے دوران اللہ تعالیٰ تمام گناہ معاف فرما دے گا اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں"۔

مقروض کو مہلت دو (حدیث)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ایک شخص لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا اور خادم سے کہتا جب تم وصولی کے لئے کسی غریب و تنگدست کے پاس جاؤ تو اس سے درگذر سے کام لو۔ (مہلت دو) شاید اللہ تعالیٰ ہم سے بھی درگذر فرمائے۔ جب وہ (بعد از وفات) اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہوا تو اللہ کریم نے اسے معاف فرما دیا۔ (الترغیب والترہیب)

حدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو بندہ تنگدست پر آسانی کرتا ہے یَسَّرَ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ اللہ تعالیٰ اس پر دنیا اور آخرت میں آسانی فرماتا ہے۔ (اس کو ابن حبان، مسلم، ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ رحمہم اللہ نے روایت کیا ہے۔)

(الترغیب والترہیب)

جامع دُعاء

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہت سی دُعائیں مانگیں جن میں سے ہمیں کچھ بھی یاد نہ رہا۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ نے بہت سی دُعائیں مانگیں جن میں ہمیں کچھ بھی یاد نہیں رہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں تمام دعاؤں کی جامع دُعا نہ بتاؤں؟ تم یوں کہو: اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا سَئَلَكَ مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَ مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْتَ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَيْكَ الْبَلَاغُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔ (ترمذی جلد ۲، باب الدعوات)

وَاَللّٰهُمَّ اَكْرِمْ هٰذِهِ الْاُمَّةَ الْمُحَمَّدِيَّةَ بِجَمِيْلِ عَوَائِدِكَ فِي الدَّارَيْنِ اِكْرَامًا لِّمَنْ جَعَلْتَهَا مِنْ اُمَّتِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا ط

ترجمہ: "اے اللہ اُمّت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دونوں جہانوں میں اچھے انجام سے عزت بخش وہ جو تُو نے کسی کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اُمتی بنا کر عطا کیا۔"

ہر فرض نماز کے بعد ایک بار پڑھو۔ اِس دُعا پر مداومت کرنی چاہیے حسن خاتمہ کے لئے بہترین دُعا ہے۔ (افضل الصلوات)

نظر سے بچاؤ کے لئے دَم

دیلمی علیہ الرحمۃ نے "مسند الفردوس" میں عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ قرآن کریم میں نظر بد سے بچاؤ کی آٹھ آیتیں ہیں۔ سات سورۃ فاتحہ کی اور ایک آیۃ الکرسی پڑھ کر دم کریں۔ بیہقی علیہ الرحمۃ نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: فَاتِحَةُ الْكِتَابِ شِفَآءٌ مِّنَ السَّمِّ "فاتحہ زہر سے شفاء ہے" الخلعی رحمہ اللہ نے اسے ذرا لفظی تبدیلی سے روایت کیا: فَاتِحَةُ الْكِتَابِ شِفَآءٌ مِّنْ كُلِّ شَيْءٍ اِلَّا السَّامَ وَالسَّامُ الْمَوْتُ۔ "سورۃ فاتحہ ہر بیماری کے لئے شفاء ہے بجز سام کے اور سام موت ہے۔"

زچگی کی تکلیف دُور ہو

بیہقی علیہ الرحمۃ نے "الدعوات" میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے موقوفاً روایت کیا ہے کہ جس عورت کو زچگی میں تکلیف ہو تو کاغذ پر یہ لکھ کر اُسے پلایا جائے خلاصی پائے۔ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَكِيْمُ الْكَرِيْمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ تَعَالٰى رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا عَشِيَّةً اَوْ ضُحٰهَا كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوْعَدُوْنَ لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ بَلٰغٌ فَهَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ علاوہ ازیں دروزہ کے لئے صاف ستھرے برتن میں لکھا جائے پھر اُسے پانی میں حل کر کے حاملہ کو پلاوے اور اس کے پیٹ پر چھینٹے مارے جائیں ان شاء اللہ آرام و خلاص ہو۔ آیات یہ ہیں: اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ ۝ وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ۝ وَاِذَا الْاَرْضُ مُدَّتْ ۝ وَاَلْقَتْ مَا فِيْهَا وَتَخَلَّتْ ۝

عُذر خواہی

"عوارف المعارف" میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے جو کوئی اپنے بھائی سے عذر خواہی کرے اور وہ اُسے نہ مانے تو اُس پہ چُنگی والوں کے برابر گناہ ہوتا ہے۔

صِلہ رحمی سے رزق اور عُمر میں برکت

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو اپنے رزق میں کشائش اور عمر میں ترقی چاہتا ہو وہ صِلہ رحمی کرے۔ (بخاری و مسلم)

بدکار عورت کی مغفرت

(حدیث) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ایک فاحشہ عورت کہیں جارہی تھی، راستہ میں ایک کنواں تھا۔ اس نے دیکھا کہ کنویں کے کنارے ایک کُتا جاں بلب ہو رہا ہے۔ (اس نے اندازہ کیا کہ یہ کُتا پیاسا ہے یہ کنویں پر آیا ہے کہ پانی پیئے مگر پانی نکال نہیں سکتا اور یہاں گر پڑا ہے) تو اس نے اپنا موزہ کنویں میں لٹکایا اور پانی نکال کر اس کُتے کے مُنہ میں ڈالا تو اللہ تعالیٰ نے اتنی سی بات پر اُس بدکار عورت کو بخش دیا۔ (وہ جنتی ہو گئی۔)

(مسند امام احمد/ صحیح بخاری جلد ۱، ص ۴۶۷)

بچہ ہر شر سے محفوظ رہے

وَاللّٰہُ مِنْ وَّرَآئِہِمْ مُّحِیْطٌ ۝ پڑھ کر بچوں پہ دَم کیا کریں۔

سانپ کاٹے کا سو فیصد آزمودہ عمل

پہلی محرم سے دسویں محرم تک روزانہ بعد نمازِ عشاء اِس آیت کو اکیاسی (۸۱) بار پڑھے، ناغہ نہ کرے اور دائیں ہاتھ پہ (ہتھیلی پہ) دَم کرے (یعنی پھونک مارے) اگلے سال محرم تک عامل رہے گا جس کسی کو سانپ کاٹے اُس کو یا جو آکر بتائے اُسے دائیں ہاتھ سے مُنہ پہ تھپڑ مارے، شفا ہو گی ان شاء اللہ۔ آیت یہ ہے:

اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا تا اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا ۝ (سورۃ الطارق پ ۳۰)

ٹانگ کے درد کا عمل

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ آدَمُ صَفِیُّ اللّٰہِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُوْسٰی کَلِیْمُ اللّٰہِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ عِیْسٰی رُوْحُ اللّٰہِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلّم۔

طریقہ جس ٹانگ میں درد ہو اُس طرف کے چوُلہے پر لوہے کا چمٹا رکھ کر اس عمل کو سات بار پڑھیں اور آہستہ آہستہ چمٹا نیچے کی طرف لیتے جائیں جب چمٹا پاؤں پہ آجائے تو چمٹے کو تین بار جھاڑیں۔ اس عمل کو سات بار دُہرائیں آرام آجائے گا۔

جسم کے ہر درد کے لئے

هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ تا عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ ۝ (سُورہ حشر کی آخری آیات) سوا لاکھ بار باوضو پڑھیں۔ سُورج کے طلوع کے وقت شروع کریں۔ چالیس دن میں سوا لاکھ پورا کریں۔ آپ عامل ہو جائیں گے۔ جس جگہ درد ہو وہاں ہاتھ رکھ کر سات بار پڑھ کر دم کریں شفاء ہو گی۔ بفضلہٖ تعالیٰ۔

درد کے لئے

اَللّٰهُمَّ اَذْهِبْ عَنِّیْ سُوْٓءَ مَآ اَجِدُ وَفُحْشَهٗ بِدَعْوَةِ نَبِیِّكَ الْمُبَارَكِ الْاَمِیْنِ الْمَكِیْنِ عِنْدَكَ۔ درد کی جگہ پہ ہاتھ رکھ کر سات دفعہ سورۃ فاتحہ پڑھ کر سات دفعہ یہ دُعا پڑھیں اور

دم کریں (پھونک ماریں)

درد و مرض کے لئے بِسۡمِ اللّٰہِ اَعُوۡذُ بِعِزَّۃِ اللّٰہِ وَ قُدۡرَتِہٖ وَسُلۡطَانِہٖ مِنۡ شَرِّ مَا اَجِدُ مِنۡ وَّجۡعِیۡ هٰذَا ۔ درد کی جگہ پر ہاتھ رکھ کر کم از کم پانچ یا سات بار پڑھ کر دم کریں۔ ہر نماز کے بعد تین دن تک مسلسل یہ عمل کریں مجرب ہے۔

گمشدہ شے یا لڑکی لڑکا لاپتہ ہو تو یَا حَفِیۡظُ ایک سو انیس ۱۱۹ بار بعد میں یَا بُنَیَّ اِنۡ تَکُ مِثۡقَالَ حَبَّۃٍ مِّنۡ خَرۡدَلٍ فَتَکُنۡ فِیۡ صَخۡرَۃٍ اَوۡ فِی السَّمٰوٰتِ اَوۡ فِی الۡاَرۡضِ یَاۡتِ بِہَا اللّٰہُ جَمِیۡعًا ۝ ۱۱۹ بار پڑھیں۔ بلاناغہ چند دن پڑھیں گمشدہ شے مل جائے گی۔

درازی عمر کے لئے یَا حَیُّ یَا قَیُّوۡمُ ستر (۷۰) بار ہر روز بعد نماز فجر بلاناغہ پڑھیں۔ بعد میں تین بار درود شریف۔

برائے ہچکی سخت ایک ریٹھہ کالے کپڑے میں باندھ کر گلے کے ساتھ باندھے۔ اسی وقت ہچکی بند ہو جائے گی۔

مُردہ دلی سے بچنے کا وظیفہ اَللّٰھُمَّ بِحُرۡمَۃِ الۡحَسَنِ وَاَخِیۡہِ وَجَدِّہٖ وَاَبِیۡہِ وَاُمِّہٖ وَبَنِیۡہِ نَجِّنِیۡ مِنَ الۡھَمِّ وَالۡغَمِّ الَّذِیۡ اَنَا فِیۡہِ یَا حَیُّ یَا قَیُّوۡمُ یَا بَدِیۡعَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ یَا ذَا الۡجَلَالِ وَالۡاِکۡرَامِ اَسۡئَلُکَ اَنۡ تُحۡیِیَ قَلۡبِیۡ بِنُوۡرِ مَعۡرِفَتِکَ حَتّٰی اَعۡرِفَکَ حَقَّ مَعۡرِفَتِکَ کَمَا یَنۡبَغِیۡ اَنۡ

تُعۡرَفَ بِہٖ یَا اَللّٰہُ یَا اَللّٰہُ یَا اَللّٰہُ یَا اَرۡحَمَ الرّٰحِمِیۡنَ ۝
فجر کی سنت و فرض کے درمیان ۳ بار۔ (مجربات دیربی)

حضرت ابوبکر بن محمد کتانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں خواب میں مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وآلک وسلم، اللہ تعالیٰ کے حضور دعا فرمائیں کہ میرا دل مردہ نہ کرے۔ آپ نے فرمایا، ہر روز چالیس ۴۰ مرتبہ یہ پڑھا کرو: یَا حَیُّ یَا قَیُّوۡمُ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّاۤ اَنۡتَ۔ نیز شیخ کتانی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں، میں نے خواب میں ایک حور کو دیکھا۔ پوچھا تو کون ہے؟ اس نے کہا جنت کی حوروں میں سے ہوں۔ میں نے کہا اپنے آپ کو میرے نکاح میں دے دے، اور یہ کہ تیرا حق مہر کیا ہے؟ اس نے کہا کہ اپنے نفس کو پسندیدہ چیزوں سے روکنا۔ نیز شیخ نے کہا ہم فقیر لوگ اپنے امر کی ابتدا میں عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا کرتے۔ پھر ہمیں پتہ چلتا کہ ایک شخص سو رہا ہے تو ہم اسے اپنے سے افضل اور بہتر جانتے۔

ہر چیز اللہ کے سپرد کر دو محفوظ رہے گی یہ حکایت روضۃ الریاحین میں لکھی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ لوگوں کو عطیات دے رہے تھے کہ اچانک ایک شخص اپنے بیٹے کے ہمراہ داخل ہوا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا جیسا یہ تمہارا بیٹا تم سے مشابہ ہے ایسا میں نے کبھی نہیں دیکھا۔ اس شخص نے کہا۔ اس کی حکایت آپ کو سناتا ہوں۔ ایک دفعہ میں نے سفر کا ارادہ کیا۔ اور یہ اپنی ماں کے شکم میں تھا۔ اس کی ماں نے کہا کہ تو مجھے اس حالت میں چھوڑے جا رہا ہے۔ سو میں نے کہا اسے اللہ کے سپرد کرتا ہوں جو تیرے شکم

ہیں ہے۔ پھر میں چلا گیا۔ جب میں سفر سے واپس آیا تو پتہ چلا کہ تمہاری بیوی فوت ہو چکی تھی۔ ہم اُس کی قبر پر آئے تو قبر پر آگ روشن ہوئی۔ میں نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ آگ کیسی ہے؟ تو لوگوں نے بتایا کہ یہ آگ ہر شب اِس قبر پر روشن ہوتی ہے۔ میں نے کہا واللہ! یہ عورت قائم اللیل اور روزہ دار تھی۔ سو میں نے پھاوڑا لیا۔ قبر کھودی تو کیا دیکھتے ہیں کہ یہ لڑکا ایک چراغ کے پاس بیٹھا کھیل رہا ہے۔ تب کہا گیا یہ تیری امانت ہے۔ اگر تو اُس کی ماں کو بھی ہمارے سپرد کرتا تو اُسے بھی زندہ پاتا۔

● یہ دُعا ہر نماز کے بعد پڑھیں: اَللّٰھُمَّ مَغْفِرَتُكَ اَوْسَعُ مِنْ ذُنُوْبِیْ وَرَحْمَتُكَ اَرْجٰی عِنْدِیْ مِنْ عَمَلِیْ۔ "اے اللہ! تیری رحمت میرے گناہوں سے بہت زیادہ وسیع ہے اور مجھے اپنے عمل کی بہ نسبت تیری رحمت کی زیادہ اُمید ہے۔"

دُعا۔ سُبْحَانَكَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰی جَدُّكَ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ۔ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لِیْ فَاِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّآ اَنْتَ۔ (معارج النبوت)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ ذَاتِ الْکَوْنَیْنِ وَالْاِمْکَانِ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا ۝

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ وَفِی الْمَلٰٓئِکَۃِ الْاَعْلٰی اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ ۝

دُعا امام طبرانی علیہ الرحمۃ نے الکبیر میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ حیا دار ہے، کریم ہے، اُسے حیا آتی ہے کہ بندہ اس کی طرف ہاتھ بلند کرے پھر وہ انہیں خالی واپس لوٹا دے، اُن میں خیر نہ ڈالے۔ فرمایا: جب تم میں سے کوئی اپنے ہاتھ بلند کرے تو یوں کہے: یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ۔ یہ تین بار کہے۔ پھر جب ہاتھوں کو لوٹائے تو چہرے پر اُس کو انڈیل دے (ہاتھ منہ پہ پھیرے)۔ (طبرانی)

صدقہ امام ابن ابی الدنیا علیہ الرحمۃ نے کتاب قضاء الحوائج میں اور امام بیہقی علیہ الرحمۃ نے "الشعب" میں اصبہانی علیہ الرحمۃ نے "الترغیب" میں حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: خفیہ صدقہ رب کریم کے غضب کو بجھا دیتا ہے۔ صلہ رحمی عمر میں اضافہ کرتی ہے۔ نیکی کے کام برائی کی جگہ سے بچاتے ہیں۔

روٹی صدقہ خیرات کرنے کا صلہ امام احمد علیہ الرحمۃ نے سالم بن ابی الجعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، فرماتے ہیں ایک عورت گھر سے نکلی، اُس کے ساتھ اُس کا بچہ تھا۔ اچانک بھیڑیا آیا اور اُس نے عورت سے بچہ چھین لیا۔ عورت اُس کے پیچھے بھاگی جبکہ اُس کے پاس ایک روٹی بھی تھی۔ اُس کے سامنے ایک سائل آیا تو اُس نے وہ روٹی سائل کو دے دی۔ اُسی وقت وہ بھیڑیا بچہ کو واپس لایا اور ماں کو لوٹا دیا۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ، البزار، ابن خزیمہ، طبرانی، حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص صدقہ کرے گا وہ ستر شیطانوں کے جبڑوں سے چھوٹ جائے گا۔ امام ابن خزیمہ اور حاکم رحمۃ اللہ علیہما اور حاکم رحمہ اللہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں مجھے بتایا گیا ہے کہ اعمال ایک دوسرے پر فخر کریں گے تو صدقہ کہے گا میں تم سب سے افضل ہوں۔ (مستدرک للحاکم)

امام طبرانی اور بیہقی رحمہ اللہ علیہما نے "الشعب" میں حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: صدقہ، اپنے صدقہ والوں کی قبروں کی گرمی (تپش) ختم کر دیتا ہے۔ مومن قیامت کے روز اپنے صدقہ کے سایہ میں ہوگا۔ (شعب الایمان ۳)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا صدقہ دینے میں جلدی کرو کیونکہ مصیبت صدقہ کو نہیں پھلانگ سکتی۔

امام طبرانی علیہ الرحمۃ نے حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ صدقہ مسلمان کی عمر میں اضافہ کرتا ہے اور اس کو بری موت آنے سے بچاتا ہے۔

الاصبہانی علیہ الرحمۃ نے "الترغیب" میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ صدقہ کی وجہ سے ستر (۷۰) بری موتیں دور فرما دیتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: توحید جنت کی قیمت ہے اور حمد ہر نعمت کے شکر کی ادائیگی ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے "ادب المفرد" میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب تم میں سے کسی کو چھینک آئے اور وہ کہے "الحمد للہ" تو فرشتہ کہتا ہے "رب العالمین" جب بندہ "رب العالمین" کہے تو فرشتہ کہتا ہے "یرحمک اللہ"۔

ابو الشیخ اور بیہقی رحمہما اللہ نے محمد بن حرب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "الحمد للہ" ذکر اور شکر ہے۔ اس کے علاوہ کوئی چیز ذکر و شکر نہیں ہے۔

حکیم ترمذی علیہ الرحمۃ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: اللہ تعالیٰ نے میری امت کو تین چیزیں عطا فرمائی ہیں جو ان سے پہلے کسی کو عطا نہیں فرمائیں: سلام، یہ اہل جنت کا سلام ہے۔ ملائکہ کی طرح صفوف (صف بندی) اور آمین۔ مگر یہ کہ موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کو آمین کی سعادت عطا کی گئی۔

دیلمی علیہ الرحمۃ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے بسم اللہ پڑھی پھر سورۃ فاتحہ پڑھی پھر آمین کہی تو آسمان کا ہر مقرب فرشتہ اس کے لئے استغفار کرتا ہے۔

امام طبرانی علیہ الرحمۃ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: انسان کے جسم کے تین سو ساٹھ جوڑ ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کی طرف سے ہر روز صدقہ کرتا ہے۔ پس انسان جو بولتا ہے صدقہ ہے۔ انسان کا اپنے مسلمان کی کسی معاملہ میں مدد کرنا صدقہ ہے۔

پانی کا گھونٹ پلانا صدقہ ہے۔ نیز اپنے مسلمان بھائی سے مسکرا کر
ملنا صدقہ ہے۔ اُس کو تیرے اعمال نامہ میں صدقہ لکھا جاتا ہے، نیز
راستہ سے تکلیف دہ چیز ہٹانا صدقہ ہے۔ (معجم کبیر)

امام ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ نے حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے
روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
صدقہ دینے سے مال کبھی کم نہیں ہوتا پس تم صدقہ کرو۔

اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِيَ۔ حضرت ابو بکر صدیق
رضی اللہ عنہ کے متعلق نازل ہوئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دن ہمیں صدقہ کرنے
کا حکم دیا، اُس دن میرے پاس مال تھا میں نے سوچا کہ آج میں حضرت
ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے سبقت لے جاؤں گا۔ پس میں نصف
مال لے کر لوگوں کے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ
میں حاضر ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا اے عمر! اپنے
اہل وعیال کے لئے کیا چھوڑ آئے ہو؟ میں نے عرض کیا اس کی مثل،
(یعنی نصف مال) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے گھر کا سارا
سامان اُٹھا لائے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا: ابو بکر!
اپنے گھر والوں کے لئے کیا چھوڑ آئے ہو؟ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض
کی، اُن کے لئے میں اللہ اور اُس کے رسول کو چھوڑ آیا ہوں۔ میں
(عمر) نے کہا: اے ابو بکر رضی اللہ عنک! میں کبھی تجھ سے سبقت
نہیں لے جا سکتا۔" (مستدرک للحاکم)

پروانہ کو شمع تو بلبل کو پھول بس
صدیق کے لئے ہے خدا کا رسول بس
(اقبال علیہ الرحمۃ)

لِلْفُقَرَاءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

اصحابِ صُفّہ ۔ امام ابن سعید اور عبداللہ بن احمد رحمۃ اللہ علیہما نے
"زوائد الزہد" میں اور ابو نعیم رحمۃ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ
سے روایت کیا ہے۔ فرماتے ہیں اصحاب صفہ ستر (۷۰) افراد تھے، ان
میں سے کسی کے پاس بھی اوپر کی چادر نہیں تھی۔ حضرت علی ہجویری علیہ
الرحمۃ المعروف بہ داتا گنج بخش "کشف المحجوب" میں حضرت ابن عباس
رضی اللہ عنہما حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں: آپ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اصحاب صفہ کے پاس جا کر کھڑے ہوئے اور ان کی
مفلسی و مجاہدہ اور اُن کے دلوں کا اس حالت میں خوش ہونا دیکھا تو فرمایا
"اے اصحاب صفہ! (سائبان والو!) تمہیں بشارت ہے۔ پس جو آدمی
میری اُمت میں سے اس صفت پہ باقی رہے گا جس پر تم ہو۔ بشرطیکہ تم
اس حالت پر راضی ہو، وہ جنت میں میرے رفیقوں میں سے ہوگا۔"

امام ابن ابی شیبہ، بخاری اور مسلم رحمہم اللہ نے حضرت عدی بن
حاتم طائی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے حضور
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ تم میں سے ہر شخص سے
اللہ تعالیٰ کلام فرمائے گا جبکہ درمیان میں کوئی ترجمان نہیں ہوگا پس وہ
دائیں طرف دیکھے گا تو دیکھے گا جو اس نے نیک اعمال کئے پھر وہ بائیں
طرف دیکھے تو وہی دیکھے گا جو اس نے بُرے اعمال کئے ہوں گے اور
اپنے سامنے آگ کو دیکھے گا۔ پس آگ سے بچو، اگرچہ کھجور کے ایک ٹکڑا
کے ساتھ۔ (صحیح مسلم جلد ۱)

امام طبرانی علیہ الرحمۃ نے حضرت میمونہ بنت سعد رضی اللہ عنہا سے
روایت کیا ہے۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم
ہمیں صدقہ سے متعلق ارشاد فرمائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

یہ آگ سے چھٹکارا دیتا ہے اور یہ حکم اُس شخص کے لئے ہے جو رضائے الٰہی کے لئے صدقہ کرتا ہے۔

طبرانی علیہ الرحمۃ نے "الاوسط" میں اور حاکم علیہ الرحمۃ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ روٹی کے ایک لقمہ کھجور کی ایک مٹھی اور ہر ایسی چیز جو مسکین (سائل) کو نفع دے کے ذریعے تین آدمیوں کو جنت میں داخل کرتا ہے، گھر کا مالک جو صدقہ کا حکم دیتا ہے بیوی جو اصلاح کے طور پر صدقہ دیتی ہے اور خادم جو مسکین (فقیر) کو وہ صدقہ پیش کرتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمام تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے جس نے ہمارے خدام کو بھی فراموش نہیں کیا۔
(مستدرک للحاکم جلد ۲)

امام مسلم علیہ الرحمۃ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے ہر ایک کے ہر عضو پر صدقہ کرنا ہوتا ہے۔ پس ہر تسبیح صدقہ ہے، ہر تحمید (اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ) صدقہ ہے۔ ہر تہلیل (لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ) صدقہ ہے۔ ہر تکبیر (اَللّٰہُ اَکْبَرُ) صدقہ ہے۔ نیکی کا حکم دینا صدقہ ہے۔ بُرائی سے منع کرنا صدقہ ہے اور چاشت کی دو رکعتیں اِن تمام کے قائم مقام ہیں۔ (صحیح مسلم جلد ۲)

امام دیلمی علیہ الرحمۃ نے مسند الفردوس میں عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ سورۃ فاتحہ اور آیت الکرسی جو شخص اپنے گھر میں پڑھتا ہے اس کے گھر والے اس دن انسان اور جن کی آنکھ سے بچے رہتے ہیں۔

امام ابونعیم علیہ الرحمۃ نے حضرت الحسن رضؓ سے روایت کیا ہے: وہ فرماتے ہیں: صُفّہ مسلمانوں کے ضعیف الحال لوگوں کے لئے بنایا گیا تھا

مسلمان اپنی استطاعت کے مطابق اپنے صدقات اُن کی طرف بھیجتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن کے پاس آتے تو فرماتے: اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الصُّفَّۃِ۔ وہ کہتے وَعَلَیْکَ السَّلَامُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ وَسَلَّمَ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پوچھتے: صبح کیسے کی ہے؟ وہ کہتے: یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! خیر کے ساتھ ہم نے صبح کی ہے۔

امام ابن سعد علیہ الرحمۃ نے حضرت محمد بن کعب القرظی علیہ الرحمۃ سے اس آیت[1] کے تحت روایت کیا ہے کہ اس سے مراد اہل صُفّہ ہیں، مدینہ طیبہ میں اُن کے مکانات اور خاندان نہیں تھے۔ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو اُن پر صدقہ کرنے پر اُبھارا۔

امام طبرانی علیہ الرحمۃ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت کیا ہے فرماتے ہیں: صدقہ مال سے کچھ کمی نہیں کرتا اور کوئی بھی شخص اپنا ہاتھ صدقہ دینے کے لئے دراز نہیں کرتا مگر اُس کا صدقہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں پہنچتا ہے (اُس کی شان کے لائق) اس سے پہلے کہ وہ سائل کے ہاتھ میں پہنچے۔

امام ترمذی اور حاکم علیہما الرحمۃ نے حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا: مُبارک ہو اُس شخص کے لئے جسے اسلام کی ہدایت کی گئی اور اُس کی معیشت (ذریعہ معاش) بقدرِ کفایت ہو اور وہ اس پر قناعت کرتا ہو۔ (مستدرک للحاکم)

امام بیہقی اور امام احمد رحمہما اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ

---

[1] لِلْفُقَرَآءِ الَّذِیْنَ اُحْصِرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ الخ

عنہا سے روایت کیا ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ! جو تجھے کوئی چیز بغیر مانگے عطا کرے وہ قبول کر لے وہ رزق ہے جو اللہ نے تجھے عطا کیا ہے۔ اور فرمایا جو چیز کسی سے بے سوال کئے ملے وہ لے لو وہ اللہ کی طرف سے رزق ہے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبد الرحمٰن بن ابی لیلےٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لوگوں سے مستغنی ہو جاؤ اگرچہ مسواک کا ٹنا ہی ہو۔

اللہ تعالیٰ نے سو (۱۰۰) رحمتیں پیدا کیں

صحیحین میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے رحمت کو پیدا کیا تو سو (۱۰۰) رحمتیں پیدا فرمائیں۔ پھر ننانوے (۹۹) رحمتوں کو اپنے پاس رکھا اور ایک رحمت کو پوری مخلوق کی طرف بھیجا کہ جو اللہ تعالیٰ کے پاس رحمت ہے اس کے متعلق اگر کافر کو معلوم ہو جائے تو وہ بھی جنت سے مایوس نہ ہو اور اللہ کے پاس جو عذاب ہے اگر مومن کو اس کا علم ہو جائے تو وہ عذاب سے بے خوف نہ ہو۔ (صحیح بخاری) امام احمد اور امام مسلم حضرت سلمان سے اور امام احمد اور ابن ماجہ حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جس دن آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا تو اُسی دن سو (۱۰۰) رحمتوں کو بھی پیدا فرمایا اور ہر رحمت زمین و آسمان کے فاصلہ کے مطابق تھی۔ پھر ان رحمتوں میں سے زمین کو ایک رحمت عطا فرمائی جس کی وجہ سے ماں اپنے بچہ پہ قربان ہوتی ہے۔ وحشی جانور اور پرندے ایک دوسرے پہ فریفتہ ہوتے ہیں اور ننانوے رحمتیں اللہ نے اپنے پاس رکھی ہیں جب قیامت کا دن ہو گا تو اللہ تعالیٰ اُس رحمت کے ساتھ سو (۱۰۰) کو مکمل فرما دے گا۔ (صحیح بخاری / تفسیر مظہری)

آدم علیہ السلام

امام ابوالشیخ نے مجاہد سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں آدم علیہ السلام کی قبر مسجد الخیف[1] میں بنائی گئی اور حضرت حوا علیہا السلام کی قبر جدہ میں بنائی گئی۔ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام سے فرمایا کہ صبح و شام تین تین بار یہ تسبیح پڑھا کریں۔ یہ جامع کلمات ہیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ حَمْدًا یُّوَافِیْ

[1] مسجد خیف مکہ سے چند میل کے فاصلے پر منیٰ میں ہے۔ (تفسیر عزیزی، تفسیر نعیمی)

حافظ ابو نعیم رحمۃ اللہ اپنی سند کے ہمراہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان نقل کرتے ہیں جو شخص جب تک مجھ پر درود بھیجتا رہتا ہے فرشتے اُس وقت تک اس کے لیے دُعائے صحت کرتے رہتے ہیں۔ اب یہ انسان کی مرضی ہے کہ وہ کثرت سے درود بھیجے یا کم تعداد میں۔ (جلاء الافہام: ص ۹۹)

امام دار قطنی نے حضرت امام الائمہ جعفر بن محمد رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انھوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی اُمت کے لیے دو دعائیں چھوڑی ہیں:

مشکلات سے نجات کی دُعا: یَا دَائِمًا لَمْ یَزَلْ، یَا اِلٰہِیْ وَاِلٰہَ اٰبَآئِیْ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ۔

برائے حاجت: یَا مَنْ یَّکْفِیْ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ وَّلَا یَکْفِیْ مِنْہُ شَیْءٌ یَا اَللّٰہُ یَا رَبَّ مُحَمَّدٍ اِقْضِ عَنِّی الدَّیْنَ ط

حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "اے اللہ! میرے گناہ سمندروں کی لہروں سے بھی زیادہ ہیں جبکہ ہر لہر پہاڑ سے بھی بڑی ہو۔ لیکن رحیم جب معاف کرنے پر آئے تو یہ گناہ اُس کے نزدیک مچھر کے پر سے بھی چھوٹے ہیں۔ (تفہیم البخاری جلد ۲)

اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے۔ (۱) شہادت دینا کہ سوائے اللہ کے اور کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس کے بندے اور رسول ہیں، نماز کو قائم کرنا، زکوٰۃ دینا۔ بیت اللہ کا حج کرنا۔ رمضان کے روزے رکھنا۔

حدیث: تین باتیں اسلام کی جڑ ہیں: ایک تو یہ کہ جو شخص یہ کہے

کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کوئی معبود حق نہیں، اس کو کسی طرح نہ چھیڑو نہ تو اُس کو کسی گناہ کی وجہ سے کافر کہو اور نہ ہی کسی عمل بد کی بنا پر اسے دائرہ اسلام سے خارج سمجھو۔" الیٰ آخر الحدیث۔

حدیث: "مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے لوگوں کو کوئی تکلیف نہ پہنچے۔"

ایک اور حدیث ہے: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: "جب تم کسی کو دیکھو کہ وہ برابر مسجد میں آتا جاتا ہے تو اُس کے ایمان کی شہادت دو۔"

حدیث: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جس میں تین باتیں پائی جائیں وہی ایمان کی حلاوت سے لذت یاب ہو سکتا ہے: ایک یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام ماسوائے محبوب تر سمجھتا ہو۔ دوسرے یہ کہ جب وہ کسی سے محبت کرے تو اُس کی محبت خالص اللہ تعالیٰ کے لئے ہو۔ تیسرے یہ کہ وہ کفر میں لوٹ جانے کو ایسا سمجھے گویا اُس کو بھڑکتی آگ میں ڈالا جاتا ہے۔"

جبرائیل علیہ السلام نے ایک اجنبی آدمی کی صورت میں متمثل ہو کر بھری مجلس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ ایمان کسے کہتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "ایمان یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ پر، اس کے ملائکہ (فرشتوں) پر، اس کی بھیجی ہوئی کتابوں پر، اس کے رسولوں پر اور یوم آخرت پر ایمان لاؤ۔" (حجۃ اللہ البالغہ)

احتلام: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا: اس کا کیا حکم ہے کہ ایک شخص خواب سے بیدار ہو کر اپنے بستر یا کپڑوں پر رطوبت پاتا ہے اور اُسے یاد نہیں آتا کہ اس کو احتلام ہوا یا نہیں۔ آپ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "وہ غسل کرے"۔ ایک اور شخص کے بارے میں پوچھا گیا کہ اس کو احتلام ہوا لیکن جاگ کر اُس نے کسی قسم کی رطوبت نہیں دیکھی۔ آپ نے فرمایا اس پر غسل نہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد پاک ہے جو شخص اس دین کو مضبوط کرے گا اس شخص پر دین غالب آئے گا۔ پس سیدھی راہ اختیار کرو اور نزدیکی سے کام لو اور خوشی کی بات سُناؤ۔ صبح وشام مدد حاصل کرتے رہو اللہ کی۔ اور کچھ رات عبادت کرتے رہو۔

جاڑے کا موسم ایماندار کے حق میں موسم بہار ہے۔ دن چھوٹا ہوتا ہے یہ اس میں روزہ رکھتا ہے۔ رات طویل ہوتی ہے وہ رات کو عبادت کرتا ہے۔ اس کو مختصر لیا بیہقی، احمد اور ابونعیم نے۔

وقولہٗ قِلَّتُ الْعِيَالِ اَحَدُ الْيَسَارَيْنِ۔ "دنیاوی خوشحالی دو قسم کی ہوتی ہے اُن میں سے اہل وعیال کا کم ہونا ہے۔" اس کی روایت صاحب مسند الفردوس نے کی جس کے الفاظ یہ ہیں: اَلتَّدْبِيْرُ نِصْفُ الْمَعِيْشَةِ وَالتَّرَدُّدُ نِصْفُ الْعَقْلِ وَالْهَمُّ نِصْفُ الْهَرَمِ وَقِلَّةُ الْعِيَالِ اَحَدُ الْيَسَارَيْنِ۔ یعنی "تدبیر کرنا وجہ معاش نصف درجے تک حاصل ہونے کے برابر ہے محبت سے رہنا نصف عقل مندی، غم زدہ رہنا نصف درجہ کا بڑھاپا ہے اور کم تعداد میں اہل وعیال والا ہونا دو قسم میں سے ایک قسم کی خوشحالی ہے۔"

وقولہٗ علیہ الصلوٰۃ والسلام لَا اِيْمَانَ لِمَنْ لَّا اَمَانَةَ لَهٗ وَلَا دِيْنَ لِمَنْ لَّا عَهْدَ لَهٗ۔ یعنی "ایمان معتبر نہیں اس شخص کا جس میں امانت داری کی صفت نہ ہو اور دیانت نہیں ہے اس شخص کی جو عہد پہ قائم نہ رہے۔"

وقولہٗ علیہ الصلوٰۃ والسلام "حسن العهد من الايمان"۔

یعنی "انسان کا اپنے عہد وپیمان میں عمدگی سے پابند رہنا ایمان کی نشانی ہوتا ہے۔" حاکم نے اپنی مستدرک میں ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے۔

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے "جس گھر میں کوئی تصویر یا کتا یا جنبی آدمی ہو، اس میں فرشتے نہیں آتے۔"

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے: "جب آدمی صنفی خواہش پوری کرنے کے لئے عملی اقدام کرلے تو چاہے انزال نہ بھی ہو غسل واجب ہو جاتا ہے۔"

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ "اگر دین کی بنا رائے پر ہوتی تو موزوں پر بالائی سطح پر مسح کرنے کی بجائے ان کے نچلے رُخ پہ مسح کرنا بہتر ہوتا۔" (حجۃ اللہ البالغہ)

وقولہٗ علیہ الصلوٰۃ والسلام: صَنَائِعُ الْمَعْرُوْفِ تَقِيْ مَصَارِعَ السُّوْءِ وَصَدَقَةُ السِّرِّ تُطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ وَصِلَةُ الرَّحِمِ تَزِيْدُ فِي الْعُمُرِ۔ "نیکی کے کام کرنا، بُرے مقامات سے بچنے کا فائدہ دیتا ہے، چھپے ہوئے خیرات کرنے کا کام خدا کے غصے کو ٹھنڈا کرنے والی چیز ہے۔ قرابت داروں کے ساتھ احسان کرنے سے عمر میں برکت نصیب ہوتی ہے۔" طبرانی نے کبیر میں اس کی تخریج کی جس کی سند حسن ہے۔

حدیث: اِنَّكُمْ لَنْ تَسَعُوا النَّاسَ بِاَمْوَالِكُمْ وَلٰكِنْ يَّسَعُهُمْ مِنْكُمْ بَسْطُ الْوَجْهِ وَحُسْنُ الْخُلُقِ۔ "(اگر تم لوگوں کی مالی منفعت (امداد) کی استطاعت نہیں رکھتے تو خندہ پیشانی اور خوش اخلاقی سے پیش آؤ۔)"

بیہقی کی یہ روایت ہے کہ "بدخلقی عمل کو اس طرح فاسد اور ناکارہ کر دیتی ہے جیسے سرکہ شہد کو خراب کر دیتا ہے۔"

جواھر پارے

✤ نیک خُو ہونا تمام حکمت کا خلاصہ ہے۔ اس سے امن و سلامتی حاصل ہوتی ہے اور دوسروں کے دل میں محبّت پیدا ہوتی ہے۔ (سقراط)

✤ بات کو دیر تک سوچو، پھر منہ سے نکالو اور پھر اس پر عمل کرو (افلاطون)

✤ زیادہ گفتگو کرنا ہر چند کہ اچھی باتیں ہوں دلیل دیوانگی ہے۔ (ارسطو)

✤ خاموشی سب سے آسان کام اور سب سے نفع بخش عادت ہے (ارسطو)

✤ کسی بات کا جواب دینے میں جلدی نہ کرتا کہ بعد میں خفت و شرمندگی نہ ہو۔ (ارسطو)

✤ چھ چیزیں آنکھوں کے نور کو نقصان پہنچاتی ہیں۔ (۱) زیادہ گرم طعام کھانا۔ (۲) گرم پانی سر پہ ڈالنا۔ (۳) سورج کی طرف دیکھنا۔ (۴) دشمن کا منہ دیکھنا۔ (۵) منشیات کا استعمال۔ (۵) کثرت سے رونا۔ (حکیم بقراط)

✤ اخلاص اس کو کہتے ہیں کہ نیک اعمال کے عوض دنیا و دین دونوں سے کچھ نہ چاہے۔ صرف اللہ کی رضا و خوشنودی مقصود ہو۔

✤ بچوں کی عبادت کا ثواب والدین کے لئے ہے۔ ہر چیز کی ایک علامت ہے اور ایمان کی علامت نماز ہے۔ دُعا کے وقت آسمان کی طرف دیکھنا گناہ اور بے ادبی ہے۔

✤ حج مبرور کی نشانی یہ ہے کہ حاجی کی حالت پہلے سے بہتر ہو جائے۔

✤ پہلی صف میں جگہ ہونے کے باوجود دوسری صف میں بیٹھنا مسجد کی بے ادبی ہے۔

✤ اولاد کی تاخیر نکاح کے سبب جو گناہ اُن سے سرزد ہوتے ہیں وہ والدین کے نامۂ اعمال میں لکھے جاتے ہیں۔ (حدیث) جس نے نماز میں خشوع نہ کیا اس سے بہتر موقع اسے نہیں ملے گا۔ (مخزن الاخلاق)

جواھر پارے

✤ بچھو سے کسی نے پوچھا: تم میں سے سخت قسم کون سی ہے؟ اس نے کہا سخت اور نرم تو میں نہیں جانتا ڈنک البتہ ہر ایک پر چلائے گا۔ کسی کی پیٹھ پہ ہاتھ رکھ کر دیکھ لو۔

✤ کھائے پر کھانے کی لذت نہیں، چاہے کھا کے دیکھ۔ بن بُلائے کی عزت نہیں چاہے جا کے دیکھ۔

✤ چار نیکیاں افضل ترین ہیں: غصّہ کے وقت درگزر، تنہائی میں پارسائی، تنگدستی میں سخاوت اور طاقت کے باوجود انکساری۔

✤ تیری زبان پہ دو دروازے دانت اور ہونٹ اس لئے لگائے ہیں کہ تو فضول، بے ہودہ اور نہ کہنے والی بات سے زبان کو بند رکھے۔

دُعائے گمشدگی

شیخ جعفر الخلدی کہتے ہیں کہ اُن کے پاس ایک قیمتی نگینہ تھا۔ ایک دن وہ نگینہ دریائے دجلہ میں گر گیا۔ واقعہ یہ ہے کہ وہ دریائے دجلہ کو ایک کشتی میں سوار ہو کر عبور کر رہے تھے۔ جب انہوں نے ملاّح کو کچھ دینا چاہا تو اُن کا خرقہ کھل گیا اور نگینہ دریائے دجلہ میں گر گیا۔ انہیں گمشدہ چیز حاصل کرنے کی ایک دُعا مبارکہ یاد تھی۔ انہوں نے پڑھی تو نگینہ اُن کاغذوں میں جنہیں وہ اُلٹ پلٹ کر رہے تھے، مل گیا۔ دُعا برائے گمشدگی یہ ہے:

یَا جَامِعَ النَّاسِ لِیَوْمٍ لَّا رَیْبَ فِیْهِ اِجْمَعْ عَلَیَّ ضَالَّتِیْ۔
(عوارف المعارف)

"اے لوگوں کو اُس دن جمع کرنے والے جس میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے۔ میری گمشدہ چیز مجھے لوٹا دے۔"

● حضرت سید پیر مہر علی شاہ چشتی نظامی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۵۶ھ/ ۱۹۳۷ء) مدفون گولڑا شریف ضلع راولپنڈی، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کثرت سے درود شریف پڑھا کرتے تھے۔ (ملفوظات مہریہ)

• حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "تم میں سے ہر کوئی اس وقت تک نماز میں مصروف شمار کیا جاتا ہے جب تک نماز اسے دوسرے کاموں سے روکے رکھے اور جب تک وہ نماز کی جگہ سے نہ اُٹھ جائے یا وضو نہ ٹوٹ جائے اس وقت تک فرشتے یوں دُعا کرتے رہتے ہیں: اے اللہ! اس کی مغفرت فرما اور اُس پر رحم فرما۔" (صحیح بخاری ۲)

• حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی سوتا ہے تو شیطان اُس کی گردن پر تین گرہیں لگاتا ہے اور ہر گرہ پر یہ کہہ کر پھونک مارتا ہے کہ ابھی کافی رات پڑی ہے سوتے رہو۔ اگر آدمی اُٹھ جائے اور اللہ کا ذکر کرے تو ایک گرہ کھُل جاتی ہے پھر وضو کرے تو دوسری گرہ کھُل جاتی ہے جب نماز پڑھ لے تو تینوں گرہیں کھُل جاتی ہیں۔ اور آدمی ہشاش بشاش ہو کر خوش دلی سے صبح گزارتا ہے ورنہ سُست رہتا ہے۔
(صحیح بخاری جلد ۲)

• حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص دن میں سو مرتبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ پڑھے تو اُس کے لئے دس غلام آزاد کرنے کا ثواب ہے، سو نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں، سو بُرائیاں مٹا دی جاتی ہیں اور اُس روز شام تک وہ آدمی شیطان کے شر سے محفوظ رہتا ہے۔
(بخاری جلد ۲)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ

سجدۂ تلاوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سُنت ثابت ہے کہ جب آدمی کوئی ایسی آیت پڑھ لے جس میں سجدہ کرنے کا حکم ہے یا سجدہ کی فضیلت اور اس کا ثواب بیان کیا گیا ہے اور جو اس سے پہلو تہی کرتا ہے (یعنی سجدہ نہیں کرتا) اس کو عذاب سے ڈرایا گیا ہے، تو اُس کو چاہئے کہ اپنے رب تعالیٰ کے کلام کی تعظیم کے لئے سجدہ کرے۔ اس کا دوسرا پہلو نیکی میں جلدی کرنا ہے۔

خلیفۂ دوم حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ سجدۂ تلاوت مستحب ہے واجب نہیں۔ یہ بات انہوں نے برسر منبر صحابہ رضی اللہ عنہم کے سامنے کہی اور کسی نے بھی اس پر کوئی سوال نہیں اُٹھایا بلکہ بسر وچشم قبول کیا۔ (واللہ اعلم) (حجۃ اللہ البالغہ)
(مگر احناف کے نزدیک سجدۂ تلاوت واجب ہے)

نماز باجماعت: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "باجماعت نماز پڑھنے والے کو اکیلے نماز پڑھنے سے ستائیس ۲۷ درجہ فضیلت حاصل ہے۔ ایک اور حدیث میں ہے "جو شخص نماز کے انتظار میں بیٹھا ہے اُس کی مثال اس مجاہد کی سی ہے جو اپنے گھوڑے کو جہاد کے لئے ہر وقت تیار رکھتا ہے۔" آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ جب آدمی اچھی طرح وضو کر کے مسجد کی طرف چلتا ہے اور نماز کے سوا اس کی اور کوئی غرض نہیں ہوتی تو اس کا یہ چلنا بھی نماز کا جزو شمار ہوتا ہے اور اس کا ایک ایک قدم گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔ یہ بھی حدیث میں آیا ہے کہ "جو دعا مسلمان اجتماعی صورت میں کرتے ہیں، اس کے اثرات اجابت سب کو شامل ہوتے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد پاک ہے کہ:
"جس نے پیاز اور لہسن کھایا وہ ہم سے دُور رہے۔"

جُمعۃ المبارک کی فضیلت

جُمعہ کو اللہ کے ذکر سے معمور رکھو۔ جُمعہ کے دن صدقہ کرنا مستحب اور نہایت ہی فضیلت کی بات ہے۔ اس کا کئی گُنا اجر ملتا ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو آدمی مسجد میں سوال کرے اس بات کا مستحق ہے کہ اسے نہ دیا جائے۔

سلف صالحین سے منقول ہے جمعہ کے روز سب سے زیادہ ثواب وہی کماتا ہے جو ایک روز پہلے ہی سے انتظام کرے اور سب سے کم نصیب وہ ہے جو جمعہ کے روز یہ کہے "آج کیا دن ہے؟" اہلبیت کے طریق سے ایک حدیث آئی ہے جو محلِ نظر ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا: "میری اُمت پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ وہ جمعہ کی خاطر جمعرات کے روز ہی دنیاوی اُمور کا اہتمام کریں گے جیسا کہ یہودی جمعہ کے روز ہفتہ کا اہتمام کرتے ہیں۔ جمعہ کے دن غسل کی بہت فضیلت ہے۔ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ "جمعہ کے روز سفر نہیں کرنا چاہیئے۔"
(مدارج النبوت/قوت القلوب)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا "جس نے بغیر عذر کے تین جمُعے چھوڑ دیئے اللہ تعالیٰ نے اُس کے دل پر مُہر لگا دی۔" ایک حدیث میں آتا ہے جب جمعہ کا دن آتا ہے تو مسجد کے دروازوں پر فرشتے بیٹھ جاتے ہیں اُن کے ہاتھوں میں چاندی کے دفتر اور سونے کی قلمیں ہوتی ہیں وہ درجہ بدرجہ پہلے آنے والوں کے نام لکھ لیتے ہیں۔ جب خطبہ شروع ہوتا ہے تو دفتر لپیٹ دیتے ہیں اور خطبہ سُننے لگتے ہیں۔ (تنبیہ الغافلین)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ولد حضرت شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ اکابر اولیاء اللہ میں سے ہیں۔ ان کی ذات گرامی کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ آپ فقیہ، مفسر، محدث اور صوفی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے شہرت دوام سے نوازا۔ فرماتے ہیں میرے والد ماجد نے مجھے یہ دُرود شریف پڑھنے کا حکم دیا اور فرمایا: ایک دفعہ میں نے خواب میں یہ دُرود پڑھا تو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اسے پسند فرمایا۔ درود شریف یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ۔

قَالَ قَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ اَلَا اُصَلِّیْ بِکُمْ صَلٰوۃَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰی فَلَمْ یَرْفَعْ یَدَیْہِ اِلَّا مَرَّۃً وَّاحِدَۃً مَعَ تَکْبِیْرِ الْاِفْتِتَاحِ۔ وقال ترمذی هذا حديث حسن صحيح

"ایک دفعہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا میں تم کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی نماز پڑھ کر دکھاؤں۔ پس آپ نے نماز پڑھی۔ اس میں سوائے تکبیر تحریمہ کے اور کہیں ہاتھ نہیں اُٹھائے۔"

امام طحاوی نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی:

عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ کَانَ یَرْفَعُ یَدَیْہِ فِیْ اَوَّلِ التَّکْبِیْرِ ثُمَّ لَا یَعُوْدُ۔

"وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پہلی تکبیر میں ہاتھ اُٹھاتے تھے، پھر کبھی نہیں اُٹھاتے تھے۔"

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا:

قَالَ مَنْ صَلّٰى خَلْفَ الْاِمَامِ فَاِنَّ قِرَاءَةَ الْاِمَامِ لَهٗ قِرَاءَةٌ۔

"جو شخص امام کے پیچھے نماز پڑھے، تو امام کی قرأت مقتدی کی قرأت ہے۔"

حدیث فَقِرَاءَةُ الْاِمَامِ لَهٗ قِرَاءَةٌ کو صحابہ کرام کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ مقتدی کو امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ امام کا پڑھنا مقتدی کے لئے کافی ہے۔

تفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہما

"وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فِی الصَّلٰوةِ الْمَكْتُوْبَةِ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ اِلٰى قِرَاءَتِهٖ وَاَنْصِتُوْا لِقِرَاءَتِهٖ۔" (تنویر المقیاس)

"جب فرض نماز میں قرآن پڑھا جائے تو اس کی قرأت سنو۔ اور "قرأت" کے وقت خاموش رہو۔" (شمائل بغوی)

رفع یدین کی ممانعت کی مزید احادیث

: عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ رَافِعُوْا اَيْدِيْنَا فِی الصَّلٰوةِ فَقَالَ مَا بَالُهُمْ رَافِعِیْ اَيْدِيْهِمْ فِی الصَّلٰوةِ كَاَنَّهَا اَذْنَابُ خَيْلٍ شُمُسٍ اُسْكُنُوْا فِی الصَّلٰوةِ۔ (مسلم - ابوداؤد - نسائی)

"حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہم پر تشریف لائے کہ ہم نماز میں رفع یدین کر رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا ہو گیا ہے ان کو کہ نماز میں رفع یدین کرتے ہیں۔ جیسے گھوڑوں کی دُمیں ہلتی ہیں۔ نماز میں سکون کرو۔" (رفع یدین نہ کرو)

قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَالِیْ اَرَاكُمْ رَافِعِیْ اَيْدِيْكُمْ كَاَنَّهَا اَذْنَابُ خَيْلٍ شُمُسٍ اُسْكُنُوْا فِی الصَّلٰوةِ۔ (مسلم۔ ابوداؤد۔ نسائی۔ ترمذی)

فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے (اور ہمیں رفع یدین کرتے ہوئے پاکر) فرمایا کہ مجھے کیا ہو گیا کہ میں تمہیں اس طرح رفع یدین کرتے ہوئے پاتا ہوں جیسا کہ گھوڑوں کی دُمیں ہلتی ہیں، تم نماز میں سکون کرو۔"

(۳) طحاوی نے حضرت اسود رضی اللہ عنہ سے روایت کی:

قَالَ رَاَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَفَعَ يَدَيْهِ فِیْ اَوَّلِ التَّكْبِيْرِ ثُمَّ لَا يَعُوْدُ۔ (بیہقی)

"میں نے دیکھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب نے صرف اوّل تکبیر میں ہاتھ اٹھائے پھر نہیں۔"

(۴) دارقطنی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی:

قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَ اَبِیْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ فَلَمْ يَرْفَعُوْا اَيْدِيَهُمْ اِلَّا عِنْدَ تَكْبِيْرَةِ الْاُوْلٰى فِی الْاِفْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ۔ (دارقطنی، صفحہ ۱۱۱)

"ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ نمازیں ادا کیں۔ ان حضرات نے تکبیر اولی کے سوا کسی جگہ ہاتھ نہیں اٹھائے۔"

ابونعیم نے حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ امام حسین رضی اللہ عنہ میرے گھر میں کھیل رہے تھے۔ اسی وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے اور کہا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ کی اُمت آپ کے اس فرزند کو شہید کر دے گی اور جبرائیل علیہ السلام نے امام حسین رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کیا۔ اور

انہوں نے مٹی لا کر دی۔ آپ نے سونگھ کر فرمایا "کرب و بلا کی بُو ہے۔" اور فرمایا "اے اُمِ سلمہ! (رضی اللہ عنہا) جب یہ مٹی خون بن جاوے تو جان لینا کہ میرا فرزند شہید کر دیا گیا ہے۔" تو انہوں نے اس مٹی کو شیشی میں محفوظ کر لیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جھوٹا کہنے والے کا انجام

حضرت عمّار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو حدیث سنائی۔ اُس نے آگے سے آپ کی تکذیب کی۔ (جھٹلایا) لیکن ابھی مجلس سے وہ علیحدہ بھی نہ ہوا تھا کہ اندھا ہو گیا۔

حضرت سہل بن سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَا وُضُوْءَ لِمَنْ لَمْ يُصَلِّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

"اس کا وُضو نہیں جس نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر دُرود نہ بھیجا۔"

اس کو ابن ماجہ اور ابن ابی عاصم نے روایت کیا۔ (اس کی سند ضعیف ہے۔)

تیمم کا طریقہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب آیت تیمم نازل ہوئی تو ہمیں پتہ چلا کہ تیمم کیسے کرنا چاہیے۔ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے در دولت پہ حاضر ہوئے تاکہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھیں۔ وہاں پہنچے تو حضور باہر تشریف لائے اور مجھے دیکھ کر میری حاجت و سوال بھانپ گئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پیشاب کیا پھر دونوں ہاتھوں کو زمین پہ مارا اور دونوں ہاتھوں سے چہرۂ انور کا مسح کیا۔ پھر ہاتھوں کو زمین پہ مارا اور کہنیوں سمیت دونوں ہاتھوں کا مسح کیا۔ اس کے علاوہ آپ نے کچھ نہ کیا۔ ہم واپس آ گئے اور مزید کوئی بات نہ پوچھی۔ (شواہد النبوت)

ابو علی الحسن بن العطار سے روایت ہے۔ کہا کہ میرے لئے ابو طاہر المخلص نے اپنے ہاتھ سے چند اجزا تحریر کئے۔ میں نے ان میں یہ بات لکھی ہوئی دیکھی کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر مبارک آئے تو یوں کہے:

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا

ابوالمواہب الشاذلی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا (خواب میں) تو آپ نے فرمایا "تمہارے شیخ ابو سعید الصفروی مجھ پہ بکثرت اور مکمل دُرود و سلام بھیجتے ہیں اُن سے کہو کہ جب دُرود شریف ختم کریں تو اللہ عزّ وجلّ کی حمد کیا کریں۔" (سعادتِ دارین)

نماز باجماعت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا ارشاد ہے کہ "جب تم نماز پڑھنے کے لئے آؤ اور ہم سجدہ میں ہوں تو تم بھی سجدہ میں گر پڑو، لیکن اسے کچھ (رکعت) شمار نہ کرو۔ اور جس نے امام کے ساتھ ایک رکعت نماز پڑھ لی تو اس نے پوری نماز پالی۔"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک اور حدیث مبارکہ ہے کہ: "جب تم نے گھر میں نماز پڑھ لی اور پھر مسجد میں جانے کا اتفاق ہو جہاں نماز باجماعت پڑھی جارہی ہو تو اُن کے ساتھ بھی نماز پڑھ لو۔ یہ تمہارے لئے نفل ہو جائیں گے۔"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک حدیث ہے: "ہمارے اور کافروں کے درمیان تمیز کرنے کا ذریعہ نماز ہے۔"

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک اور حدیث مبارکہ ہے کہ کوئی تم میں سے اپنے مسلمان بھائی کی طرف تلوار یا خنجر کی نوک سے اشارہ نہ کرے۔ ممکن ہے شیطان شرارت کر کے اس ہتھیار کو اس کے ہاتھ سے چھین لے اور اس سے کوئی ایسا نتیجہ ظہور میں آئے جس کے باعث وہ دوزخ کے گڑھے میں گر پڑے۔

نماز باجماعت کی فضیلت

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو آدمی چالیس روز تک کوئی رکعت چھوٹے بغیر باجماعت نماز ادا کرے خداوند تعالیٰ اس کے لئے دو قسم کی برائت لکھ دیتے ہیں، ایک برائت جہنم سے اور دوسری برائت منافقت سے۔

تہجُّد اور شب بیداری کی فضیلت

: جب کوئی فجر سے پہلے بیدار ہو تو استغفار و تسبیح بکثرت پڑھے اور اُس وقت کو غنیمت جانے۔ تہجد کے ہر دوگانہ کے بعد تھوڑی دیر بیٹھے اور تسبیح و استغفار پڑھے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر درود شریف بھیجے۔ اس طرح اُسے سکون حاصل ہوگا۔ ایک بزرگ کا قول ہے "یہ پہلی نیند ہے، اگر بیدار ہونے کے بعد دوبارہ سو جاؤں تو خدا میری آنکھوں کو نہ سُلائے۔" (عوارف المعارف)

ایک حدیث میں مذکور ہے کہ تم رات کو اُٹھ کر عبادت کرو کیونکہ اس میں تمہارے رب کی رضامندی ہے اور تم سے پہلے نیک بندوں کا بھی طریقہ رہا ہے۔ یہ گناہوں سے روکتی ہے۔ شیطان کے مکروفریب کا ازالہ کرتی ہے اور جسم سے بیماری کو نکالتی ہے۔"

حدیث شریف میں آیا ہے "رات کو اٹھو خواہ وہ بکری کا دودھ دوہنے کے برابر وقت ہی کیوں نہ ہو۔" کہتے ہیں کہ اتنا وقت دو یا چار رکعتوں کے برابر ہوتا ہے۔ اور جو کوئی سُستی، کم ہمتی اور اس کی تیاری میں غفلت یا روحانیت کے غرور کی بنا پہ رات کی عبادت سے محروم ہو جائے وہ اپنی حالت پہ آنسو بہائے کیونکہ بھلائی کا ایک بہت بڑا راستہ اُس پہ بند ہو گیا۔ شب بیدار دوپہر کو قیلولہ کرے۔ کیونکہ یہ سنّت بھی ہے اور اس سے تھکاوٹ بھی دُور ہوتی ہے۔ بہرحال کامیاب وہی ہے جو وقت کو غنیمت جانے۔

ایک حدیث میں ہے جو صبح تک سوتا رہتا ہے، شیطان اُسکے کان میں پیشاب کرتا ہے۔ (قوت القلوب)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضو کے دوران کانوں کے اندر اور باہر (دونوں طرف) مسح فرمایا۔ (انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) ابن مسعود رضی اللہ عنہ بھی یہی حکم دیا کرتے تھے۔ (کہ کانوں کے اندر اور باہر دونوں طرف مسح کیا کرو)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا : اللہ تعالیٰ نے جس طرح تمہارے رزق تقسیم کردئیے ہیں اسی طرح تمہارے اخلاق بھی تقسیم کئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دنیا کا مال مانگو یا نہ مانگو اللہ تعالیٰ ہر ایک کو اس کی قسمت دے دیتا ہے لیکن ایمان صرف اُسی کو دیتا ہے جو اس کا طلب گار ہوتا ہے۔ اور جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے اُسے ایمان کی دولت سے سرفراز فرما دیتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم کیا صاف ستھرا اور اچھا لباس پہننا بھی تکبر میں شامل ہے؟ ارشاد فرمایا: ”اِنَّ اللّٰہَ جَمِیْلٌ وَّیُحِبُّ الْجَمَالَ“ ”اللہ تعالیٰ خود بھی صاحب جمال ہے اور وہ جمال کو پسند فرماتا ہے۔ تکبر سے مراد اترانا اور لوگوں کو حقیر جاننا ہے۔“ (المستدرک للحاکم)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا : تمہارے اندر ایمان پرانے کپڑے کی طرح بوسیدہ ہوتا رہتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ سے ایمان تازہ رہنے کی دعا کرتے رہا کرو۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ”تم گھر پر بھی نماز پڑھا کرو۔ (باجماعت فرض) نماز پڑھنے کے علاوہ انسان کی سب سے بہترین نماز وہ ہے جو وہ اپنے گھر میں ادا کرے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھنے کے بعد صرف اتنی دیر بیٹھتے تھے جتنی دیر میں یہ دعا پڑھتے تھے: اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ تَبَارَکْتَ یَاذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ۔ ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سلام پھیرنے کے بعد تین مرتبہ استغفار پڑھتے تھے۔

وراد رضی اللہ عنہ جو حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے سیکرٹری تھے وہ بیان کرتے ہیں حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے نام خط میں انہیں یہ املا لکھوائی تھی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر فرض نماز کے بعد یہ دعا پڑھا کرتے تھے، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ہ اَللّٰھُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَیْتَ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا یَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْکَ الْجَدُّ۔ (سنن دارمی)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگوٹھی مبارک کا نقش یہ تھا: ایک لائن ”محمد“ دوسری لائن ”رسول“ اور تیسری لائن ”اللہ“ (یعنی تین سطروں میں یوں (اللہ / رسول / محمد) محمد رسول اللہ کندہ تھا)۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنی۔ اس میں نگینہ عقیق کا تھا اور نگینہ کا منہ ہتھیلی کی طرف تھا۔

حدیث ذکر حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اَکْثِرُوْا ذِکْرَ اللّٰہِ حَتّٰی یَقُوْلُوْا مَجْنُوْنٌ ۝ اللہ کا ذکر کثرت سے کرو کہ لوگ تمہیں دیوانہ کہنے لگیں۔ (اسے امام احمد رحمۃ اللہ، ابو یعلی، ابن حبان رحمہم اللہ نے اپنی صحیح میں اور حاکم رحمۃ اللہ نے روایت کیا ہے۔ بقول حاکم یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔)

(الترغیب)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے "میں نے اے لوگو! تم میں دو چیزوں کو چھوڑا ہے۔ جب تک تم اُن کے ساتھ رہو گے (یعنی عمل کرو گے) ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔ ایک کتاب اللہ اور دوسری سنت اُس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی"

(موطا امام مالکؒ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: انسان جس جگہ نماز پڑھتا ہے۔ جب تک وہاں بیٹھا رہتا ہے (یعنی اللہ کا ذکر کرے) اور جب تک وہاں سے اُٹھے نہیں یا اُس کا وضو نہ ٹوٹے تو فرشتے اُس کے لئے اُس وقت تک دُعا کرتے ہیں: اے اللہ! اس شخص کو بخش دے۔ اے اللہ! اس پر رحم فرما!" (دارمی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جب نماز کے لئے اقامت کہہ دی جائے یعنی جب نماز کھڑی ہو جائے تو اُس وقت صرف فرض نماز ادا کی جا سکتی ہے۔

حدیث: حضرت وابصہ بن معبد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، ایک شخص نے صف کے پیچھے کھڑے ہو کر تنہا نماز پڑھی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسے دوبارہ نماز پڑھنے کا حکم دیا۔ مطلب یہ کہ جماعت کے پیچھے اکیلے آدمی کی نماز صحیح نہیں ہوتی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان نقل کرتے ہیں جب تم نماز کے لئے آؤ تو دوڑتے ہوئے نہ آؤ اور سکون اختیار کرو۔ جو حصہ تمہیں ملے اُسے ادا کر لو۔ اور جو گزر چکا ہے اسے بعد میں مکمل کر لو۔ (سنن دارمی)

بیمار کی عیادت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے مریض کی عیادت کی وہ رحمت میں چلتا رہا یہاں تک کہ بیٹھے۔ اور جب بیٹھ گیا تو رحمت میں غرق ہو گیا۔ (اس کو احمد رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے)

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو اپنے مومن بھائی کی زیارت اور عیادت کو جاتا ہے بالغہائے جنت میں چلا کرتا ہے یہاں تک کہ واپس آئے۔ (اس کو طبرانی رحمۃ اللہ نے روایت کیا ہے)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد پاک ہے جب تم بیمار کے پاس جاؤ تو اُسے کہو کہ وہ تمہارے لئے دُعا کرے کیونکہ مریض کی دُعا قبول ہوتی ہے اور اس کے گناہ بخش دئے جاتے ہیں۔ (اس لئے کہ اس کی دُعا فرشتوں کی دُعا کی طرح ہے) (اس کو طبرانی اور ابن ماجہ رحمہما اللہ نے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے)

"شرح مہذب" میں ہے کہ مریض کی عیادت کرنا سنت مؤکدہ ہے اور مستحب ہے واقف و ناواقف سب کی عیادت کرے۔

حکایت سفیان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کعب رضی اللہ عنہ سے کہا: اہلِ علم کون ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: وہ لوگ جو اپنے علم پر عمل کرتے ہوں۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا: علماء کے دل سے کون سی چیز علم کو باہر کر دیتی ہے؟ جواب ملا: لالچ۔

حکایت سلیم بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب ہم حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو وہ ہمیں بہت سی اہم احادیث سنایا کرتے اور کہا کرتے کہ انہیں سُن لو اور یاد رکھو اور ہماری طرف سے جو تم نے سُنا ہے اُس کی تبلیغ کرو۔ (دارمی)

حکایت عدل ایک بار حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے ربّ سے کہا: مجھے اپنا عدل دکھایئے! ارشاد ہوا فلاں مقام پر جایئے۔ وہاں گئے۔ انہوں نے ایک چشمہ اور ایک درخت دیکھا۔ درخت کے نیچے چھُپ کر بیٹھ گئے۔ اتنے میں ایک سوار آیا اُس نے چشمہ کا پانی پیا اور وہاں ہزار اشرفیوں کی تھیلی بھول گیا۔ اس کے بعد ایک لڑکا آیا اور تھیلی لے کر چل دیا۔ پھر ایک اندھا آیا اُس نے چشمہ سے وضو کیا۔ سوار کو اپنی تھیلی یاد آئی واپس آیا اور اندھے سے پُوچھا، وہ بولا مجھے نہیں ملی۔ اُس نے اندھے کو اتنا مارا کہ وہ مر گیا۔ تو موسیٰ علیہ السلام کو اس سے بڑا تعجب ہوا۔ خدا تعالیٰ نے اُن کے پاس وحی بھیجی کہ لڑکے نے اپنا حق لیا تھا کیونکہ لڑکے کے والد سے سوار نے ہزار اشرفیاں لی تھیں اور اندھے نے سوار کے باپ کو مار دیا تھا۔ پس ہر حق دار کا حق میں نے اُس کے پاس پہنچا دیا۔ (نزہۃ المجالس)

"اخبار الاخیار" میں ہے کہ فرائض و سُنن پر اکتفا کر کے نوافل کو ترک نہ کرو۔ اور نماز میں اس بات کا خیال رکھنا فرضِ عین ہے کہ ہم خدا کے ہاں حاضر ہیں جیسا کہ حدیث میں ہے لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِحُضُوْرِ الْقَلْبِ "حضورِ قلب کے بغیر نماز (مکمل) نہیں ہوتی۔"

خواجہ خواجگاں خواجہ معین الدین اجمیری نور اللہ مرقدہٗ فرماتے ہیں: ؎

آنکس کہ در نماز نہ بیند جمالِ دوست
فتویٰ ہمیں دہم کہ نمازش قضا کُنند

حضرت وہب بن منبّہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت کعب بن احبار رضی اللہ عنہ مسجد میں نماز پڑھتے وقت پچھلی صف میں کھڑے ہُوا کرتے تھے۔ لوگوں نے آپ سے دریافت کیا کہ اخیر صف میں کھڑے ہونے میں کیا راز ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے تورات میں پڑھا ہے کہ اُمّتِ محمدیہ میں کچھ لوگ ایسے بھی ہوں گے کہ جب اُن میں سے کوئی ایک خدا کے حضور سر بسجود ہوگا تو ابھی اُس نے سجدہ سے سر نہ اُٹھایا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اُس سے پیچھے والے لوگوں کو بخش دیں گے۔ میں اسی لئے سب سے آخر میں کھڑا ہوتا ہوں کہ اگلے لوگوں کے سجدوں کے طفیل میرا مقصد پُورا ہو جائے۔ (یعنی میں بخشا جاؤں) (اخبار الاخیار)

ذکر حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا جس کسی نے "سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ" کہا اُس کے لئے کھجور کا ایک درخت جنّت میں لگا دیا گیا۔ (اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔) (جامع ترمذی)

حدیث

حضرت ابن بریدہ رضی اللہ عنہ اپنے والد گرامی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے اذان سنی حالانکہ وہ فارغ اور تندرست ہو (کوئی عذر نہ ہو) پھر وہ مسجد میں جماعت کے لئے نہ آئے تو اس کی کوئی نماز نہیں جو اس نے گھر وغیرہ میں ادا کی۔ (یہ حدیث صحیح الاسناد ہے، اسے حاکم رحمۃ اللہ نے اپنی سے روایت کیا)

حدیث

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں جس نے حَیَّ عَلَی الْفَلَاح کے الفاظ سنے پھر جماعت کے لئے نہیں آیا فَقَدْ تَرَکَ سُنَّۃَ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰہِ "اس نے محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی سنت کو چھوڑ دیا"۔ (اسے طبرانی نے اوسط میں اسنادِ حسن کے ساتھ روایت کیا)

حدیث

ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو رات کے اندھیرے میں (نماز کے لئے) مسجد کی طرف چلا، وہ قیامت کے دن اللہ عزوجل سے نور کے ساتھ ملاقات کرے گا۔

حدیث

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو بندہ ہر نماز کے بعد یہ کہے اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ۔ (۳ بار) اس کی مغفرت فرما دی جائے گی اگرچہ وہ میدانِ جہاد سے بھاگا ہوا ہو۔ (اسے طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے صغیر و اوسط میں روایت کیا)

حدیث

حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں یہ ہدایت کی تھی کہ ہم تین معاملات کے بارے میں کوتاہی نہ کریں: ایک یہ کہ ہم نیکی کا حکم کیا کریں اور برائی سے منع کریں اور لوگوں کو سنت کی تعلیم دیں۔ (یعنی تبلیغ کریں)

حدیث

حضرت مکحول رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: سنت کی دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ سنت جس پر عمل کرنا فرض ہے اور اس کا ترک کرنا گناہ کبیرہ ہے اور دوسری سنت وہ ہے جس پر عمل کرنا باعثِ فضیلت ہے اور اسے ترک کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

حضرت جویریہ[1] رضی اللہ عنہا بنت حارث سے روایت ہے (ان کا نام برّہ تھا) ایک صبح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے پاس سے گزرے۔ اور یہ مسجد میں تھیں۔ پھر خوب دن نکلنے کے بعد آپ واپس تشریف لائے۔ فرمایا ابھی تک اسی جگہ بیٹھی ہو؟ انہوں نے کہا "جی ہاں!" تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "میں نے تجھ سے جانے کے بعد چار کلمات تین بار کہے، اگر تیرے ذکر اور کلمات کے ساتھ ان کا موازنہ کیا جائے تو وہ ان سے وزنی ہوں گے۔ وہ کلمات یہ ہیں: سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ عَدَدَ خَلْقِہٖ وَرِضَاءَ نَفْسِہٖ وَزِنَۃَ عَرْشِہٖ وَمِدَادَ کَلِمَاتِہٖ۔ اسے مسلم نے روایت کیا۔ مشکوٰۃ المصابیح / تفسیر مظہری)

[1] اُم المومنین۔

حدیث: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عمامہ یا ٹوپی کے ساتھ اپنا سر ڈھانپنے کا حکم دیتے اور ننگے سر نماز پڑھنے سے منع فرماتے۔ (کشف الغمہ/صحیح مسلم جلد ا)

سجدۂ تلاوت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ سنت ثابت ہے کہ جب آدمی قرآن مجید کی کوئی ایسی آیت پڑھ لے جس میں سجدہ کرنے کا حکم ہے یا سجدہ کی فضیلت اور اس کا ثواب بیان کیا گیا ہے اور جو اس سے پہلوتہی کرتا ہے (یعنی سجدہ نہیں کرتا) اس کو عذاب سے ڈرایا گیا ہے، تو اس کو چاہیے کہ اپنے رب تعالیٰ کے کلام کی تعظیم کے لئے سجدہ کرے۔ اس کا دوسرا پہلو نیکی میں جلدی کرنا ہے۔

نمازِ باجماعت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "باجماعت نماز پڑھنے والے کو اکیلے نماز پڑھنے والے سے ستائیس درجے فضیلت حاصل ہے۔" ایک اور حدیث ہے "جو شخص نماز کے انتظار میں بیٹھا ہے اس کی مثال اس مجاہد کی ہے جو اپنے گھوڑے کو جہاد کے لئے ہر وقت تیار رکھتا ہے۔" آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ "جب آدمی اچھی طرح وضو کرکے مسجد کی طرف چلتا ہے اور نماز کے سوا اس کی اور کوئی غرض نہیں ہوتی تو اس کا چلنا بھی نماز کا جزو شمار ہوتا ہے اور اس کا ایک ایک قدم گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔ یہ بھی حدیث میں آیا ہے کہ جو دعا مسلمان اجتماعی صورت میں کرتے ہیں اس کے اثرات اجابت سب کو شامل ہوتے ہیں۔" (حجۃ اللہ البالغہ)

نماز باجماعت سنتِ مؤکدہ ہے اور اس کا تارک سخت ملامت کا مستحق ہے۔ کیونکہ یہ شعائرِ دین میں سے ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: "جو شخص جماعت کرائے (یعنی دوسروں کو نماز پڑھائے) وہ ہلکی نماز پڑھائے۔ کیونکہ نماز میں کمزور اشخاص، مریض اور اصحابِ حاجت ہر طرح کے لوگ ہوتے ہیں۔ جب وہ اپنے لئے پڑھے جس طرح چاہے تطویل کرلے۔" ایک اور حدیث میں ہے: "جو شخص امام سے پہلے سر اٹھاتا ہے، کیا وہ اس بات سے نہیں ڈرتا کہ اللہ تعالیٰ اس کے سر کو گدھے کا سر بنادے۔" (حجۃ اللہ البالغہ)

ابن عساکر اور حاکم نے تاریخ نیشاپور میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پشت مبارک پر بادام کی مثل مہرِ نبوت تھی۔ اس کی سطح گوشت پر تحریر تھا: "محمد رسول اللہ" (الخصائص الکبریٰ)

ایک مستند روایت میں ہے کہ ایک شخص نمازِ فرض کے ادا کرنے کے فوراً بعد اٹھ کر نماز ادا کرنے لگا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے کہا: "بیٹھ جاؤ! اہل کتاب اسی سے تو برباد ہوئے کہ ان کی فرض اور نفل نماز میں کوئی فصل نہیں ہوتا۔" آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "ابن الخطاب! خدائے پاک نے تمہیں ٹھیک بات سوجھا دی۔"

ایک مرفوع حدیث میں ہے کہ "نوافل کو اپنے گھروں میں پڑھا کرو۔" (واللہ اعلم)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ پاک ہے کہ "جب کوئی تم میں سے نماز میں جمائی لے تو جہاں تک ممکن ہو اپنے منہ کو بند رکھے کیونکہ شیطان آدمی کے منہ میں چلا جاتا ہے۔"

ایک اور حدیث میں ہے کہ "جب آدمی نماز پڑھ رہا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف برابر دیکھتا رہتا ہے۔ جب تک کہ وہ اِدھر اُدھر دیکھ

لے۔ جب وہ اِدھر اُدھر دیکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس شخص سے مُنہ پھیر لیتا ہے۔"
ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ "نماز کے اندر آدمی جو کچھ مانگتا ہے، اللہ تعالیٰ اُس کی دُعا کو شرفِ قبولیت بخشتا ہے۔"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے: "جو شخص صُبح کی نماز پڑھ کر اُسی جگہ بیٹھا رہے اور طلوعِ آفتاب تک یادِ خدا میں مشغول رہے اور جب سورج ذرا سیانا ہو جائے تو دو رکعت پڑھ لے (اس کا نام صلوٰۃ الاشراق ہے) اُس کو حج اور عمرہ کا ثواب ملتا ہے۔" (حُجۃ اللہ البالغہ)

عملِ قلیل پر مواظبت کرنا نافع ترین ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہے کہ: "اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبُوب ترین عمل وہ ہے جس پر مواظبت (ہمیشگی) کی جائے اگرچہ وہ عمل قلیل ہو۔"

"اپنے نفس کو ہر وقت جناب باری تعالیٰ سے مغفرت طلب کرنے کا عادی بنا لو۔ کیونکہ اللہ عزّ وجلّ نے بعض گھڑیوں کو یہ فضیلت بخشی ہے کہ اُس وقت کسی سائل کا سوال ردّ نہیں کیا جاتا۔"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ:
"جس رات کسی شخص کا مقرر کردہ وظیفہ یا اُس کا کچھ حصّہ رہ جائے اور وہ اُس کو صبح اور نمازِ ظہر کے درمیان پڑھ لے تو وہ ایسا ہی سمجھا جائے گا کہ اُس نے رات ہی کو پڑھا تھا۔"

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے "وہی عمل کرو جس کے کرنے کی تم استطاعت رکھتے ہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کو کبھی ملال نہیں ہوتا جب تک کہ تم خود نہ اُکتا جاؤ۔"

"قصری نماز کا حکم ایک صدقہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے صدقہ کے طور پر تمہیں عنایت فرمایا ہے۔ لہٰذا اس کے صدقہ کو قبول کر لو۔" ابنِ عمر

رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ: "آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بحالتِ سفر میں دو ہی رکعت مشروع فرمائی ہے۔ اور یہ پوری نماز ہے اس میں قصر نہیں۔"

تہجّد کی نماز

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد پاک ہے کہ "رات میں ایک ایسی گھڑی ہے کہ اگر اُس وقت آدمی اپنے ربّ تعالیٰ سے جو بھی سوال کرے تو وہ ضرور اس کی درخواست کو قبول فرمائے۔ قیام اللیل کی پابندی کرو۔ تم سے پہلے صالحین کی یہ عادت تھی۔ اس وقت کی نماز پڑھنا جناب باری تعالیٰ میں قرب حاصل کرنے کا موجب ہے۔ اس کی بدولت آدمی کے گناہ دُور ہوتے ہیں اور اس کی طفیل آدمی گناہوں سے بچا رہتا ہے۔" آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشادِ پاک ہے کہ:

"جب رات کا ایک تہائی حصّہ رہ جاتا ہے تو ہمارا ربّ تبارک و تعالیٰ آسمانِ دنیا کی طرف نزول فرماتا ہے۔" الخ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں: "جو شخص باوضو ہو کر یا وضو کر کے بستر پہ جاتا ہے اور اُس وقت تک یادِ خدا میں مشغول رہتا ہے کہ اُسے نیند آجاتی ہے۔ جب اُس کی آنکھ کھلتی ہے، وہ اس حالت میں دنیا اور آخرت کی بھلائیوں سے اللہ تعالیٰ سے کسی چیز کی بابت سوال کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی درخواست کو قبول فرماتا ہے اور وہ چیز اُسے عطا فرما دیتا ہے۔"

یہ بھی تہجّد کی ایک سُنّت ہے کہ جب آدمی جاگ پڑے تو وہ وضو کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کی یاد میں مشغول ہو۔ (یعنی ذکر وغیرہ میں) مِن جملہ اُن کے دس بار اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرے، دس مرتبہ تکبیر کہے، دس بار الحمد للہ کہے، دس بار سُبحان اللہ کہے، دس بار لاالٰہ

اِلَّا اللّٰہ کہے اور پھر دس بار یہ کہے: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ ضِیْقِ الدُّنْیَا وَضِیْقِ یَوْمِ الْقِیَامَۃِ۔ من جملہ ان کے یہ کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَکَ اَللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَاَسْتَغْفِرُکَ لِذَنْبِیْ وَاَسْئَلُکَ رَحْمَتَکَ اَللّٰھُمَّ زِدْنِیْ عِلْمًا وَّلَا تُزِغْ قَلْبِیْ بَعْدَ اِذْ ھَدَیْتَنِیْ وَھَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَۃً اِنَّکَ اَنْتَ الْوَھَّابُ ۝ اور سورہ آلِ عمران کا آخری رکوع تلاوت کرے یعنی اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّیْلِ وَالنَّھَارِ الخ اس کے بعد مسواک کر کے وضو کرے۔

من جملہ اعذار کے ایک مرض ہے: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا ارشاد ہے کہ: کھڑے ہو کر نماز پڑھو۔ اور کھڑے ہو کر نہ پڑھ سکو تو بیٹھ کر پڑھو اور اگر یہ بھی تم سے نہ ہو سکے تو پہلو پر لیٹ کر پڑھ لیا کرو۔ کھڑے ہو کر نماز پڑھنا بہتر ہے۔ اور بیٹھ کر پڑھنے والے کو نصف اجر ملتا ہے۔
(حُجّۃ اللہ البالغہ)

ایک حدیث ہے: "جس نے عصر کی نماز ترک کی اُس کا عمل اکارت گیا۔" آپ کا ایک اور ارشادِ گرامی ہے: "جس کی نمازِ عصر قضاء ہو جائے۔ اُس کی مثال یہ ہے گویا اُس کے بال بچے اور گھر بار سب لُٹ گیا۔" ایک اور حدیث پاک ہے کہ "منافقوں پر نمازِ فجر اور نمازِ خفتن (عشاء) پڑھنے سے کوئی دوسری نماز بھاری نہیں۔ اگر وہ ان کی فضیلت جان لیں تو افتاں وخیزاں بھی اُن کے ادا کرنے کے لئے مسجد میں آئیں۔"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی ایک حدیث ہے: "بدوی لوگوں کا محاورہ تم پر غالب نہ آجائے جو نمازِ خفتن کو "عتمہ" کہتے ہیں۔ کتاب اللہ میں اس کا نام "صلوٰۃ العشاء" ہے۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا: "جس نے اذان دی ہے اقامت وہی کہے۔"

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا فرمان ہے: "قیامت کے دن مؤذنوں کی گردنیں سب سے دراز ہوں گی۔"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم فرماتے ہیں: "جو کوئی محض ثواب کی خاطر سات سال تک متواتر اذان دیتا رہے اُس کے لئے دوزخ کی آگ سے آزادی لکھ دی جاتی ہے۔" اور فرمایا: "جب اذان ہونے لگتی ہے تو شیطان گوز لگاتا ہوا بھاگتا ہے، تاکہ اذان کی آواز اُس کے کان میں نہ پڑے۔"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ "جب نماز کھڑی ہو جائے تو بھاگ کر اُس میں شامل نہ ہونا بلکہ آہستہ آہستہ چلے آؤ۔" آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا: "جو شخص صبح یا شام کے وقت مسجد میں جاتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کے لئے جنّت میں مہمانی کا اہتمام فرماتا ہے۔" یہ بات بھی ہے کہ مسجد کی تعمیر کرنا حق کا بول بالا کرنے میں مدد دیتا ہے۔"

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا: "جو کوئی اللہ تعالےٰ کی خوشنودی کے لئے مسجد تعمیر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کے لئے جنّت میں گھر تعمیر فرماتا ہے۔"

اور یہ جو حدیث میں آیا ہے کہ "ملائکہ اُس وقت تک نمازی کے لئے دُعا کرتے ہیں جب تک وہ بے وضو نہ ہو۔" اس کی وجہ صاف ہے حدث یعنی بے وضو ہونے کی حالت میں نماز پڑھنے کی استعداد و اہلیت باقی نہیں رہتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ "جب آدمی مسجد میں داخل ہو تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت (تحیّۃ المسجد) پڑھ لے۔"

ایک حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ارشاد فرماتے ہیں: "منجملہ اُن کے یہ کہ مسجد کو پاک و صاف رکھے۔ ایک صحابی رضی اللہ عنہ کا کہنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا: "مسجدیں بناؤ اور

پاکیزہ رکھو۔"

ایک اور حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: "میری اُمت کی تمام وہ باتیں میرے سامنے لائی گئیں جن پر ثواب مترتب ہوتا ہے، چنانچہ اُن کے اس فعل کو بھی میں نے اُس فہرست میں پایا کہ مسجد میں کوئی تنکا پڑا ہو اور آدمی اُسے اُٹھا کر باہر پھینک دے۔"

یہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "مسجد میں تھوکنا گناہ ہے۔" اس کی کفارت یہ ہے کہ اس کو گاڑ دے۔"

ایک صحابی ربیعہ بن کعب رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ میں جنت میں آپ کی رفاقت چاہتا ہوں۔"

آپ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "تو میرا ہاتھ اس طرح بٹاؤ کہ بہت سجدے کیا کرو۔"

اس کا فلسفہ یہ ہے کہ سجدہ جناب باری تعالیٰ کی تعظیم ہے، خدائے پاک کے سامنے سجدہ میں گر پڑنا مومن کے لئے معراج ہے۔ (نوافل کی کثرت بھی اس میں شامل ہے۔)

ایک حدیث میں ہے کہ: "جو شخص اذان سُن لے اس پر جمعہ کی نماز واجب ہے۔"

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ بھی فرمان ہے: "اگر میری اُمت کے لئے تکلیف کا باعث نہ ہوتا تو میں اُن کو حکم دیتا کہ ہر نماز کے لئے مسواک کیا کریں۔"

ایک حدیث میں ہے کہ "جو لوگ صف میں دائیں طرف کھڑے ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ اور فرشتے اُن کو اپنی شاباش سے نوازتے ہیں"۔ (واللہ اعلم)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:

"جس کو یہ بات پسند ہو کہ لوگ اُس کے سامنے دست بستہ کھڑے رہیں۔ اس کو اپنا ٹھکانا دوزخ میں ڈھونڈنا چاہیئے۔"

اس کے متقابل یہ حدیثیں ہیں جب سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو یہود بنی قریظہ کی ثالثی کرنے کے لیئے بلایا گیا تو اُن کے آنے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اپنی قوم کے سردار کے لیئے کھڑے ہو جاؤ۔"

(حجۃ اللہ البالغہ)

سید عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے طبقات میں سید ابوالمواہب شاذلی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں اُن کا یہ قول نقل فرمایا ہے:

"میں نے سید العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا تو عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! اللہ تعالےٰ دس رحمتیں نازل فرماتا ہے اُس شخص پر جو آپ پر ایک دفعہ دُرود بھیجے۔ کیا یہ بشارت اُس کے لئے ہے جو حضورِ قلب کے ساتھ دُرود شریف پڑھے؟" فرمایا: "نہیں۔ یہ تو ہر اُس شخص کے لئے ہے جو غفلت سے مجھ پر دُرود شریف بھیجے۔ اللہ اس کو پہاڑوں برابر فرشتے بھیجتا ہے جو اُس کے لئے دُعا، واستغفار کرتے ہیں۔ اور اگر وہ حضورِ قلب سے پڑھے تو اُس کا ثواب اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔" سُبحان اللہ وبحمدہٖ۔

<u>حکایت</u>: "عوارف المعارف" میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت فرماتا ہے تو وہ حضرت جبرائیل علیہ السلام سے فرماتا ہے کہ "میں (اللہ تعالیٰ) فلاں آدمی سے محبت کرتا ہوں تم بھی اس سے محبت رکھو۔" چنانچہ حضرت جبرائیل علیہ السلام بھی اس سے محبت رکھتے ہیں اس کے بعد حضرت جبرائیل علیہ السلام بحکم خدا آسمانوں پر اعلان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں آدمی سے محبت کرتا ہے تم بھی اس سے محبت کرو۔" تو

آسمانوں والے اس سے محبت کرتے ہیں اور اُن کی وجہ سے رُوئے زمین پر بھی اُن کی مقبولیت عام ہو جاتی ہے۔" (عوارف المعارف)

نیت کا اثر

حدیث شریف میں آیا ہے جس نے اللہ تعالےٰ کے لیے خوشبو لگائی تو قیامت کے دن اُس کی خوشبو خالص مُشک سے زیادہ عُمدہ ہو گی اور جو اللہ تعالیٰ کے سوا لوگوں کے لیے خوشبو لگائے قیامت کے دن اُس کی بُو مُردار سے بھی زیادہ بدبودار ہو گی۔ (عوارف المعارف)

تین باتیں

"نزہت المجالس" میں ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ تین چیزیں ہیں کہ جو شخص ایمان کے ساتھ اُن پر عمل کرے وہ جنّت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے۔ اور جنّتی حوُروں سے چاہے نکاح کرے: (۱) جس نے پوشیدہ دَین (قرض) ادا کیا۔ (۲) اور اپنے قاتل کو معاف کیا (۳) اور جو ہر فرض نماز کے بعد دس بار قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پوری سُورت پڑھتا رہا۔ حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ نے کہا: "یا ان میں سے کوئی ایک کام کرے؟"

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا: "ہاں ان میں سے کوئی کام بھی کرلے۔" (اس کو طبرانی نے روایت کیا)

(نوٹ) پوشیدہ دَین (قرض) سے مُراد وہ دَین ہے جس پر کوئی گواہ نہ ہو۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ہے کہ جس میں تین (۳) خصلتیں ہوں گی خدا اُس سے نہایت آسان حساب لے گا اور اُسے اپنی رحمت سے جنّت میں داخل کرے گا: (۱) جو تجھے محروم رکھے تو اُسے عطا کر۔ (۲) جو تجھ سے علیحدگی اختیار کرے تو اُس سے ملے (۳) جو تجھ پر ظلم و زیادتی کرے تو اُسے مُعاف کر دے۔" اس کو طبرانی نے روایت

کیا اور حاکم نے کہا ہے کہ صحیح الاسناد ہے۔

ربِ کریم کے کرم کی ایک مثال

حضرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: میری اُمت کے دو آدمی ربّ العالمین کے سامنے دوزانو بیٹھ گئے۔ ایک نے کہا: اے میرے ربّ! میرے اُوپر ظلم کا عوض مجھے دلا دیجیے: خدا تعالیٰ نے ارشاد فرمایا تو اپنے بھائی کے ساتھ کیا معاملہ کرے گا اِس حالت میں کہ اس کے پاس کوئی نیکی نہ رہی ہو گی"؟

اُس نے کہا "اے ربّ! اُسے چاہئے کہ میرا گناہ اپنے اُوپر اُٹھالے یا وہ اپنے ذمّہ لے لے۔"

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ فرمانے لگے وہ دن بہت بڑا دن ہو گا۔ اُس روز لوگوں کو اس کی حاجت ہو گی کہ اُن کے گناہ کوئی دوسرا اٹھالے۔

خداوند کریم نے مُدّعی سے فرمایا کہ اپنا سر اُٹھا اور نگاہ کر۔ وہ بولا: اے میرے ربّ! میں سونے کے شہر اور مروارید سے جڑے ہوئے سونے کے محل دیکھتا ہوں۔ یہ کس نبی یا صدیق کے لئے ہیں؟

خداوند کریم نے فرمایا "یہ اُس کے لئے ہیں جو ان کی قیمت ادا کرے۔"

اُس نے پوچھا "اے ربّ العالمین! اس کی قیمت کا کون مالک ہے؟"

ارشاد ہوا: "تو اُس کی قیمت کا مالک ہے!"

اُس نے کہا: "کیونکر! یہ کیسے ہوسکتا ہے؟"

ارشاد ہوا: "اپنے بھائی کو معاف کر دینے سے۔"

اُس نے کہا "اے ربّ! میں نے اسے معاف کر دیا۔"

ارشاد ہوا "اپنے بھائی کا ہاتھ پکڑ لے اور اپنے ساتھ اُسے بھی جنّت میں لے جا۔" (اس کو بیہقی نے روایت کیا) حاکم

نے کہا صحیح الاسناد ہے اور صحیح مسلم میں ہے کہ خدا عفو سے زیادہ بندہ کے
اوپر کچھ نہیں بلکہ عزت ہی بڑھا دیتا ہے۔ پس معاف کر دیا کرو خدا عزت دے گا۔
حدیث میں ہے اگر بندہ غلطی سے گناہ کر بیٹھے اور اس کے گناہ آسمان
کے کناروں تک پہنچ جائیں اور جب تک وہ مجھ سے معافی مانگتا رہے گا
اور مجھ سے اُمید رکھے گا میں اُس کے گناہ معاف کر دوں گا۔ (نزہۃ المجالس)
دوسری حدیث میں ہے: اگر میرا بندہ زمین کے برابر گناہ لیکر مجھ سے
ملے تو میں اُس کے برابر بخشش کے ساتھ اُس سے ملوں گا بشرطیکہ میرے ساتھ
کچھ بھی شرک نہ کرتا ہو۔ (قوت القلوب)

اُمید کا ایک منظر

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
ایک اعرابی نے عرض کیا: "اے اللہ کے رسول
صلی اللہ علیک وسلم: مخلوق کا حساب کون لے گا؟"
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اللہ عزّ وجلّ"۔
اعرابی نے عرض کیا: "کیا وہ (اللہ عزّ وجلّ) خود حساب لے گا؟"
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "ہاں"۔
راوی فرماتے ہیں: اس پر اعرابی مسکرا دیا۔
حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا: "اے اعرابی کس بات
سے ہنستے ہو؟"
اُس نے عرض کیا: "یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم: کریم جب قدرت
حاصل کرتا ہے تو معاف کر دیتا ہے"۔
ایک روایت میں ہے کہ درگزر کرتا ہے اور جب حساب لیتا ہے
تو تسامح[1] کرتا ہے۔
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اعرابی نے سچ کہا۔ یاد رکھو:
اللہ عزّ وجلّ سے بڑھ کر کوئی کرم والا نہیں۔ وہ سب سے بڑھ کر کرم فرمانے

[1] تسامح: باہمی فیاضی، شفقت، چشم پوشی، معافی۔

والا ہے۔" (قوت القلوب جلد ۱)
حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے اُن کو فرمایا: اے بریدہ! کیا میں تم کو ایسے کلمات نہ
سکھا دوں کہ اللہ تعالیٰ اُن کو اُسی شخص کو سکھاتا ہے جس کے ساتھ اُس
کی بہتری منظور ہوتی ہے۔ پھر وہ اُن کو کبھی نہیں بھولتا۔ حضرت بریدہ رضی اللہ
عنہ نے عرض کیا۔ بہتر۔ آپ سکھا دیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
کہو: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ ضَعِیْفٌ فَقَوِّ فِیْ رِضَاکَ ضُعْفِیْ وَخُذْ اِلَی الْخَیْرِ بِنَاصِیَتِیْ
وَاجْعَلِ الْاِسْلَامَ مُنْتَھٰی رِضَائِیْ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ ضَعِیْفٌ فَقَوِّنِیْ وَاِنِّیْ ذَلِیْلٌ
فَاَعِزَّنِیْ وَاِنِّیْ فَقِیْرٌ فَاَغْنِنِیْ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ۔ (احیاء العلوم)
(قوت القلوب)

مشائخ کی تعظیم

وَقَدْ خَلَقَکُمْ اَطْوَارًا۔ یعنی خدا تعالیٰ نے
تم کو گوناگوں حالت میں تندرست و بیمار، مالدار
یا محتاج پیدا کیا ہے اور بعض نے کہا ہے، مراد یہ ہے کہ لڑکا جوان یا بوڑھا
بنایا ہے۔"
بعض کا قول ہے کہ جب لڑکا سات سال کا ہوتا ہے اور بُرے
بھلے کو پہچانتا ہے اور بعض کا قول ہے کہ بات کو سمجھتا ہے اور جواب
دیتا ہے۔ سات سال کے بچے کو نماز سکھائی جائے اور نماز پڑھنے کی
ترغیب دینی چاہئے اور جب دس برس کا ہو جائے نماز نہ پڑھے تو اسے
مارنا اور سکھانا ماں باپ پر واجب ہے۔ پندرہ برس کی عمر میں مکلف
ہو جاتا ہے اس پر قلم چلنے لگتا ہے۔ (یعنی کراماً کاتبین اس کے اعمال
لکھنا شروع کر دیتے ہیں اور اکیس ۲۱ برس کی عمر میں اس کا قلب بیدار
ہو جاتا ہے۔ اٹھائیس برس میں اس کی عقل انتہا کو پہنچتی ہے اور تیس
برس کی عمر میں اس کی قوت (طاقت) انتہا کو پہنچتی ہے اور چالیس

برس کی عمر میں جنون، جذام اور برص سے امن میں رہتا ہے اور پچاس برس کی عمر میں خدا کی طرف رجوع ہونا اُس کو محبوب ہوتا ہے اور ساٹھ برس کی عمر میں فرشتے اُس کو پہچاننے لگتے ہیں۔ اور ستر برس کی عمر میں اُس کے گناہ بخش دئے جاتے ہیں اور اسّی برس کی عمر میں اُس کی بُرائیاں مٹ جاتی ہیں اور نوّے برس کی عمر میں خدا اُس کو دوزخ سے آزادی عطا فرماتا ہے اور جب سو برس کا ہو جائے اس کے گھر کے ستر آدمیوں کی نسبت اس کی سفارش قبول فرماتا ہے۔ (نزہت المجالس)

خناطی رحمۃ اللہ علیہ نے بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہما حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے روایت ذکر کی ہے کہ سات برس کی عمر میں لڑکا تمیز کرنے لگتا ہے اور چودہ برس کی عمر میں اُس کو احتلام ہوتا ہے اور اکیس برس کی عمر میں اُس کی درازی (قد) پوری ہوتی ہے اور اٹھائیس برس میں اُس کی عقل کامل ہو جاتی ہے، اس کے بعد اُس کی عقل نہیں بڑھتی مگر کثرتِ تجارب[1] سے۔ (نزہت المجالس)

حکایت

ایک بار حضرت علی مرتضیٰ کرّم اللہ وجہہ نماز کے لئے نکلے دیکھا کہ ایک بڈھا آپ کے آگے جارہا ہے۔ آپ اُس کے پیچھے چلے اور اُس کی تعظیم و تکریم کے خیال سے اُس سے آگے نہ بڑھے۔ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم رکوع میں گئے، تو جبرائیل علیہ السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی پشت مبارک پر اپنا بازو رکھ دیا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اُٹھنے کا ارادہ کرتے تو جبرائیل علیہ السلام روک دیتے یہاں تک کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نماز میں شریک ہوگئے۔ لیکن یہ موضوع حدیث ہے۔

(نزہت المجالس جلد ۲)

حسن بن عرفتہ اور زمیری رحمۃ اللہ علیہما نے حسن بصری رضی اللہ عنہ

[1] تجارب: تجربہ کی جمع

سے روایت کیا۔ فرمایا: جس نے موذّن کی اذان سُن کر موذّن کی طرح زبان سے کہا اور جب موذّن نے تکبیر میں قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ کہا تو یہ دُعا کی: اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ الصَّادِقَۃِ وَالصَّلٰوۃِ الْقَآئِمَۃِ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَرَسُوْلِکَ اَبْلِغْہُ دَرَجَۃَ الْوَسِیْلَۃِ فِی الْجَنَّۃِ۔ وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی شفاعت میں داخل ہو گیا۔

علامہ سید محمود آلوسی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر روح المعانی میں فرمایا: اللہ تعالیٰ نے امتِ محمدیہ کے بغیر کسی اُمت کو یہ حکم نہیں دیا کہ وہ اپنے نبی پر درود و سلام پڑھے۔ بس یہ اُمتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کی خصوصیت ہے۔

یہ دُعا حضرت خضر علیہ السلام کی ہے۔ کہتے ہیں کہ حضرت خضر اور حضرت الیاس علیہما السلام جب حج کے دنوں میں ہر سال ملتے تو جُدا ہوتے وقت یہ دُعا پڑھتے:

بِسْمِ اللّٰہِ مَاشَآءَ اللّٰہُ لَا یَسُوْقُ الْخَیْرَ اِلَّا اللّٰہُ مَاشَآءَ اللّٰہُ لَا یَصْرِفُ السُّوْٓءَ اِلَّا اللّٰہُ مَاشَآءَ اللّٰہُ مَا کَانَ مِنْ نِّعْمَۃٍ فَمِنَ اللّٰہِ مَاشَآءَ اللّٰہُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔

تین دفعہ صبح و شام پڑھیں انشاء اللہ جلنے، ڈوبنے اور چوری ہونے سے محفوظ رہے گا۔ (احیاء العلوم اوّل / قوت القلوب اوّل)

فائدہ

ایک شخص نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے عرض کیا: یا نبی اللہ! صلی اللہ علیک وسلّم۔ دنیا نے مجھ سے پیٹھ پھیری اور میں خالی ہاتھ رہ گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا تو نے ملائکہ کی صلوٰۃ اور خلائق کی تسبیح کہاں چھوڑ دی؟ اُسی کی بدولت اُن کو روزی ملتی ہے۔ طلوعِ فجر سے نماز صبح تک سو

بار سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِیْمِ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ پڑھو۔ تو دنیا تیرے پاس ذلیل ہو کر آئے گی اور ہر کلمہ سے خداوند تعالیٰ ایک فرشتہ پیدا کرے گا جو قیامت تک تسبیح میں مشغول رہے گا اور تجھے ثواب ملے گا۔ (نزہت المجالس جلد ۲)

نیک گمان

یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ نے بروایت حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمایا کہ تم میں سے کوئی خدا کے ساتھ بغیر نیک گمان کئے ہوئے نہ مرے کیونکہ خدا سے نیک گمان رکھنا جنت کی قیمت ہے۔ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے اُس خدا کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں، خدا سے کوئی نیک گمان نہیں کرتا جس کو اس کے گمان کے موافق نہ مل جاتا ہو۔ اس کو قرطبی رحمہ اللہ نے تذکرہ میں روایت کیا ہے۔ (نزہت المجالس ۲)

آلِ اطہار رضی اللہ عنہم سے محبت

دُرود شریف کے ذکر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آلِ پاک رضی اللہ عنہم کا ذکر عام طور پر شاید بغرض اختصار چھوڑ دیا جاتا ہے۔ ورنہ لکھتے وقت اس کا اضافہ کرنا بہتر اور مستحب ہے۔

"ذخیرۃ الخیر" کے مصنف نے کہا کہ صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دُرود پڑھنے کی فضیلت وہ نہیں جو آپ پر اور آپ کی آل پر دُرود پڑھنے میں ہے۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آلِ پاک پر دُرود پڑھنا مستقل سُنت ہے۔ اور فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحیح حدیثوں میں اس کی ترغیب میں وارد ہوا ہے۔ اور ائمہ نے اس کی تصریح فرمائی ہے۔

اور بلاشبہ جو شخص عبادت میں سُنت کو بجا لاتا ہے وہ ترک کرنے والوں میں سے نہیں ہو سکتا۔ اور صحیحین میں حضرت عقبہ بن

عامر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آیا ہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ۔ (الحدیث)

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے:

يَا اَهْلَ بَيْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ حُبُّكُمْ فَرْضٌ مِّنَ اللّٰهِ فِي الْقُرْاٰنِ اَنْزَلَهٗ
يَكْفِيْكُمْ مِّنْ عَظِيْمِ الْقَدْرِ اَنَّكُمْ مَنْ لَّمْ يُصَلِّ عَلَيْكُمْ لَا صَلٰوةَ لَهٗ

ترجمہ: "اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر والو! تمہاری محبت اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرض قرار دی ہے۔ تمہاری عظمتِ شان کو یہی کافی ہے کہ جو تم پر دُرود نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی۔"

بعض علماء رضی اللہ عنہم نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام کی کم از کم کثرت یہ ہے کہ سات سو مرتبہ دن کو اور سات سو مرتبہ رات کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہ دُرود شریف بھیجا جائے۔ (کشف الغمہ)

عبدالرحمن بن مہدی رحمۃ اللہ علیہ "صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" کہنے اور لکھنے کو مستحب سمجھتے تھے اور وہ "علیہ السلام" کا لفظ نہیں استعمال کرتے تھے۔ کیونکہ "علیہ السلام" کا لفظ دنیا سے انتقال کر جانے والوں کا سلام ہے۔ (روایت کیا اس کو بشکوال وغیرہ رحمہم اللہ نے) لہٰذا "صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" کہنا چاہیئے نہ کہ "علیہ السلام"۔ (افضل الصلوات)

شراب حرام ہے

بروایت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے فرمایا: جو شخص شراب پیتا ہے چالیس روز تک اس کی نماز قبول نہیں ہوتی۔ اگر توبہ کر لیتا ہے تو خدا اس کی توبہ قبول فرما لیتا ہے۔ اور بروایت ابن عمر رضی اللہ عنہما ہی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ خداوند کریم، شراب پر، اس کے پینے والے پر، پلانے والے

پر، حاضر لانے والے پر، اُس کے خریدنے والے، فروخت کرنے والے، نچوڑنے والے، نچڑوانے والے، اُس کے اُٹھانے والے پر لعنت کرتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ شراب بیماری ہے۔
(نزہت المجالس)

حدیث حضرت رویفع بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد پاک ہے: جس بندہ نے کہا: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاَنْزِلْهُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ۔ ترجمہ: (اے ہمارے رب! حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دُرود نازل فرما اور قیامت کے روز اُن کا مقام اپنے قریب فرما۔) اُس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی۔ اسے بزاز نے اور طبرانی نے کبیر اور اوسط میں روایت کیا۔ اس کی بعض اسناد حسن ہیں۔ (ترغیب وترہیب)

گھر جاؤ تو سلام کرو

حضرت عمرو بن دینار نے آیت کریمہ فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُیُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِكُمْ "جب گھروں میں داخل ہو تو اپنوں کو سلام کرو (کہو)" کے متعلق فرمایا کہ اگر گھر میں کوئی نہ ہو تو یوں کہو اَلسَّلَامُ عَلَی النَّبِیِّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِیْنَ اَلسَّلَامُ عَلٰٓی اَهْلِ الْبَیْتِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ۔

اور دروازہ سے داخل ہوتے وقت سورۂ اخلاص قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پوری پڑھ لیا کرو۔ اس کے پڑھنے سے اور گھر والوں کو سلام کرنے سے رزق میں خوب برکت ہوگی۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک صاحب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر غربت اور فقر و فاقہ کی شکایت کی۔ آپ آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا "جب اپنے گھر جایا کرو، کوئی اندر ہو یا نہ ہو سلام کہہ لیا کرو۔ پھر ہم پر سلام بھیجا کرو اور ایک مرتبہ قُل ھُوَ اللّٰہُ اَحَد پوری سُورۃ پڑھ لیا کرو۔" اُن صاحب نے ایسا ہی کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اُن پر رزق کی بارش کر دی۔ یہاں تک کہ اُنہوں نے اپنے پڑوسیوں اور رشتہ داروں کو بھی بہت کچھ دیا۔ (سبحان اللہ)
(اس کو ابو مسلم مدینی نے روایت کیا) (احیاء العلوم اوّل)

نماز بھول جانا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو نماز پڑھنا بھول جائے تو جب یاد آئے پڑھ لے، اس کا کفارہ نہیں، مگر یہی کہ نماز قائم کرو۔"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "عورت، گدھا اور کالا کُتّا نمازی کے سامنے سے گذر جائیں تو اُس کی نماز ٹوٹ جاتی ہے۔"
اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ صحتِ نماز کی شرط یہ ہے کہ عورت، گدھا اور کالا کُتّا نماز پڑھتے وقت سامنے نہ ہوں۔ اس کا راز یہ ہے کہ نماز کا مقصد یہ ہے کہ ربّ العالمین کے حضور میں کھڑے ہو کر عرض کرنا ہے۔ اور تم جانتے ہو کہ عورت کا وجود مرد کے لئے ایک فتنہ ہے۔ اس کو دیکھ کر اس کے جذباتِ نفسانیہ میں ایک ہیجان پیدا ہوتا ہے جس سے نماز کا اصل مقصد فوت ہو جائے تو کچھ بعید نہیں۔ کتّا خصوصاً کالے رنگ کا تو وہ شیطان ہے۔ اور گدھے کو بھی ہم شیطان کہہ سکتے ہیں۔

نماز میں تین باتیں نہایت ضروری ہیں: (۱) دل میں اللہ کریم کے لئے خشوع و خضوع بھر جائے۔ (۲) زبان سے آدمی اللہ تعالےٰ کی تحمید و تقدیس میں مشغول ہو جائے۔ (۳) تمام جسم اللہ تعالیٰ کی انتہائی تعظیم کا اظہار کرے۔ ایک حدیث پاک ہے جو ایک ایسے شخص کے حق میں ہے جس نے نماز کو سکون اور اطمینان سے نہیں پڑھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو دو یا تین بار ارشاد فرمایا: "جاؤ دوبارہ نماز پڑھو!" جب اس نے عرض کیا کہ مجھ کو اس سے بہتر نماز پڑھنا نہیں آتا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے مخاطب ہوئے: (حجۃ اللہ البالغہ)
"جب تم نماز پڑھنے لگو تو کامل طور سے وضو کرو۔ اس کے بعد قبلہ رُخ کھڑے ہو کر تکبیر کہو اور جو کچھ تمہارے لئے آسان ہو اس قدر

قرآن پڑھو پھر رکوع کرو یہاں تک کہ تمہارا ہر ایک عضو اپنی اپنی جگہ قرار پکڑ لے۔ (اصل حدیث میں اس کو اطمینان سے تعبیر فرمایا ہے) رکوع کے بعد سر اٹھاؤ تو سیدھے کھڑے ہو جایا کرو۔ پھر اطمینان کے ساتھ سجدہ کرو۔ سجدہ سے سر اٹھا کر اطمینان سے بیٹھ جاؤ۔ اس کے بعد اطمینان سے دوسرا سجدہ کرو۔ اس طریقہ سے ساری نماز مکمل کرو۔" ترمذی کی روایت میں ہے: "جب تم اس طرح نماز پڑھو گے تو یہ کامل نماز ہو گی۔ اگر ان میں سے کوئی چیز کم کرو گے تو تمہاری نماز ناقص ہو جائے گی۔"

تکبیرِ اُولیٰ کا ثواب

ایک بار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے چار سو (۴۰۰) اونٹ اور چالیس غلام چور لے گئے۔ اسی پریشانی میں بیٹھے تھے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے۔ اُن کو مغموم پایا اور سبب پوچھا۔ انہوں نے واقعہ عرض کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا: مجھے یوں لگا کہ آج تمہاری تکبیرِ تحریمہ فوت ہو گئی ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، کیا تکبیرِ تحریمہ کا فوت ہونا بہت سخت ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تمام زمین بھر اونٹوں سے بھی زیادہ سخت ہے۔ نیز نیشاپوری علیہ الرحمۃ نے کہا کہ نماز فجر کی تکبیرِ اوّل دُنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔ (نزہت المجالس)

نماز میں خشوع ضروری ہے

زیرِ آیت: اَلَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلٰوتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۝ امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت زہری رحمۃ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ نماز میں خشوع سے مُراد نماز میں پُرسکون رہنا ہے۔ امام حکیم ترمذی رحمۃ اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلّم سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ نماز میں اپنی داڑھی سے کھیل رہا ہے۔ فرمایا اگر اس کا دل خشوع والا ہوتا تو اس کے اعضار بھی خشوع کرتے۔ امام ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو قلابہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ میں نے حضرت مسلم بن یسار رحمۃ اللہ علیہ سے نماز میں خشوع کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا وہ یہ ہے کہ تو اپنی نظر سجدے کی جگہ رکھے۔ امام ابن ابی شیبہ رحمہُ اللہ نے حضرت کعب رحمہُ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب ایک آدمی نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس کی طرف متوجہ رہتا ہے جب تک وہ کسی اور کی طرف متوجہ نہ ہو۔ امام ابن ابی شیبہ رحمہُ اللہ نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے: فرمایا: نماز میں اِدھر اُدھر متوجہ ہونے سے بچو کیونکہ دوسری طرف متوجہ ہونے والے کی نماز نہیں ہوتی۔

امام ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حکم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ نماز کی تکمیل یہ ہے کہ جو تیری دائیں جانب سے یا بائیں جانب سے اُس کی طرف متوجہ نہ ہو کہ کون کھڑا ہے۔

امام حکیم ترمذی رحمہُ اللہ حضرت قاسم بن محمد رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے حضرت اسمار بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہا سے وہ حضرت اُمّ رُومان رضی اللہ عنہا سے (جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ماں ہیں) روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت اُمّ رومان نے کہا کہ مجھے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ میں نماز میں ایک طرف جھکتی ہوں تو انہوں نے مجھے سخت جھڑکا۔ قریب تھا کہ میں نماز چھوڑ دیتی۔ فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کو ارشاد فرماتے ہوئے سُنا کہ جب تم میں سے کوئی نماز کے لئے کھڑا ہو تو وہ اپنے اعضار کو پُرسکون رکھے۔ یہودیوں کے مائل ہونے کی طرح نہ جھکے۔ کیونکہ نماز میں اعضار کا پُرسکون ہونا ضروری ہے۔

(تفسیر درِ منثور)

بے نمازی کیلئے حکم

(۱)— جنہوں نے نماز کو ضائع کیا وہ عنقریب جہنم کے ایک خاص طبقے میں ڈالے جائینگے۔ القرآن

(۲)— جمعہ کی پہلی اذان کہی جائے تو خرید و فروخت چھوڑ دی جائے ——— القرآن

(۳)— جو شخص تین جمعہ نماز میں غفلت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دیتا ہے۔ الحدیث

(۴)— جان بوجھ کر نماز چھوڑنے والا کافر ہے ——— الحدیث

(۵)— بے نمازی کی دعا قبول نہیں ہوتی ——— الحدیث

(۶)— بے نمازی کی روزی اور عمر میں برکت نہ ہوگی ——— الحدیث

(۷)— بے نمازی جب مرے گا تو ذلیل ہو کر مرے گا ——— الحدیث

(۸)— بے نمازی کی قبر تنگ کر دی جائیگی اور اسے آگ سے بھر دیا جائے گا ——— الحدیث

(۹)— بے نمازی کا حشر فرعون، ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا ——— الحدیث

(۱۰)— جس نے فجر کی نماز ترک کی اس کے چہرے سے نور ختم کر دیا جاتا ہے ——— الحدیث

(۱۱)— جس نے ظہر کی نماز ترک کی اس کی روزی سے برکت ختم کر دی جاتی ہے ——— الحدیث

(۱۲)— جس نے عصر کی نماز ترک کی اس کے بدن سے طاقت ختم کر دی جاتی ہے ——— الحدیث

(۱۳)— جس نے مغرب کی نماز ترک کی اسے اولاد سے کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا۔ الحدیث

(۱۴)— جس نے عشاء کی نماز ترک کی اس کی نیند سے راحت ختم کر دی جاتی ہے۔ الحدیث

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ
عَلٰی قَدْرِ حُبِّكَ فِیْہِ۔

فضیلت نماز: مسلم شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: پانچوں نمازیں اور جمعہ جمعہ تک اور رمضان، رمضان تک اُن گناہوں کے لئے کفارہ ہیں جو اُن کے درمیان ہوں بشرطیکہ کبائر (کبیرہ گناہوں) سے پرہیز کیا جائے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ بھی ارشاد ہے کہ "میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔"

نماز باجماعت سنت مؤکدہ ہے اور اس کا تارک سخت ملامت کا مستحق ہے۔ کیونکہ یہ شعائر دین میں سے ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے "جو شخص جماعت کرائے (یعنی امامت کرائے) وہ ہلکی نماز پڑھائے کیونکہ نماز میں کمزور اشخاص، مریض اور اصحاب حاجت ہر طرح کے لوگ ہوتے ہیں۔ جب وہ اپنے لئے پڑھے جس طرح تطویل کرنا چاہے کرلے۔ ایک اور حدیث میں ہے: "جو شخص سجدہ میں امام سے پہلے سر اٹھاتا ہے کیا وہ اس بات سے نہیں ڈرتا کہ اللہ تعالیٰ اس کے سر کو گدھے کا سر بنا دے۔" (حجۃ اللہ البالغہ)

ابن عساکر اور حاکم نے "تاریخ نیشاپور" میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پشت مبارک پر بادام کے مثل مہر نبوت تھی۔ اس کی سطح گوشت پر تحریر تھا "مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ" (الخصائص الکبریٰ)

ایک مستند روایت میں ہے کہ ایک شخص نماز فرض ادا کرنے کے بعد فوراً اُٹھ کر نماز پڑھنے لگا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اُس سے کہا: "بیٹھ جاؤ! اہل کتاب اسی سے ہی برباد ہوئے کہ اُن کی نماز فرض اور نفل میں کوئی فصل نہیں ہوتا۔"

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "ابن الخطاب بخدائے پاک نے ٹھیک بات تمہیں سوجھا دی ہے۔"

ایک مرفوع حدیث میں ہے کہ نوافل اپنے گھروں میں پڑھا کرو۔ (واللہ اعلم)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد پاک ہے کہ "جب کوئی تم میں سے نماز میں جمائی لے تو جہاں تک ممکن ہو منہ کو بند رکھے کیونکہ شیطان آدمی کے منہ میں چلا جاتا ہے۔" ایک اور حدیث میں ہے کہ "جب آدمی نماز پڑھ رہا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف برابر متوجہ رہتا ہے، جب تک کہ وہ اِدھر اُدھر نہ دیکھے۔ جب وہ اِدھر اُدھر دیکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس سے منہ پھیر لیتا ہے۔"

ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ "نماز کے اندر آدمی جو کچھ بھی مانگے اللہ تعالیٰ اُس کی دُعا کو شرفِ قبولیت بخشتا ہے۔"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے: "جو شخص صبح کی نماز باجماعت پڑھ کر اُسی جگہ بیٹھا رہے اور طلوعِ آفتاب تک یادِ خدا میں مشغول رہے اور جب سورج ذرا سا اونچا ہو جائے تو دو رکعت نماز پڑھ لے (اس کا نام "صلوٰۃ الاشراق" ہے) اسے حج اور عمرہ کا ثواب ملتا ہے۔"
(حجۃ اللہ البالغہ)

عملِ قلیل پر مواظبت نافع ترین ہے

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد پاک ہے کہ "اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب ترین عمل وہ ہے جس پر مواظبت (ہمیشگی) کی جائے۔ اگرچہ وہ عمل قلیل ہو۔"

اپنے نفس کو ہر وقت اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرنے کا خوگر بنا لو۔ کیونکہ اللہ عزّ وجلّ نے بعض گھڑیوں کو یہ خصوصیت بخشی ہے کہ

اُس وقت کسی سائل کا سوال ردّ نہیں کیا جاتا۔"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ "جس رات کسی شخص کا مقرر کردہ وظیفہ یا اس کا کچھ حصہ فوت ہو جائے (یعنی رہ جائے) اور وہ اُس کو صبح اور نمازِ ظہر کے درمیان پڑھ لے تو ایسا سمجھا جائے گا کہ اُس نے رات ہی کو پڑھا تھا۔"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: "وہی عمل اختیار کرو جس کے کرنے کی استطاعت رکھتے ہو، کیونکہ اللہ تعالیٰ کو کبھی ملال نہیں ہوتا، البتہ تم خود ہی اُکتا جاتے ہو۔"

"قصر نماز کا حکم ایک صدقہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں عنایت فرمایا ہے لہٰذا اس صدقہ کو قبول کرلو۔" ابن عمر رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حالتِ سفر میں دو ہی رکعت نماز مشروع فرمائی ہے اور یہ پوری نماز ہے۔"

منجملہ سفر کے متعلقہ رخصتوں کے یہ ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے خلفاء راشدین حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی رضی اللہ عنہم اجمعین سوائے سُنّت فجر اور وتر کے اور دوسری سُنّتیں نہیں پڑھا کرتے تھے۔ منجملہ رخصتوں کے سواری کی پیٹھ پر نماز پڑھ سکتے ہیں۔ اس حالت میں قبلہ رُخ ہونا بھی ضروری نہیں، جدھر سواری کا رُخ ہو جائے اسی جانب نماز میں رہے۔

نمازِ تہجد: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے "رات میں ایک ایسی گھڑی ہے کہ اگر اُس میں آدمی اپنے رب تعالیٰ سے کوئی نیک سوال کرے تو وہ ضرور اس کی درخواست قبول فرمائے۔ قیام اللیل کی پابندی کرو۔ تم سے پہلے صالحین کی یہ عادت تھی۔ اُس وقت نماز پڑھنا جناب باری تعالیٰ میں قرب کا موجب

ہے۔ اس کی بدولت آدمی کے گناہ دُور ہوتے ہیں نیز کافی حد تک
گناہوں سے بچا رہتا ہے۔"

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد پاک ہے کہ:

"جب رات کا ایک تہائی حصہ رہ جاتا ہے تو رب تبارک وتعالیٰ
آسمان دنیا کی طرف نزول فرماتا ہے۔" (اپنی شان کے مطابق)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: "جو شخص وضو کر کے
بستر پر جاتا ہے اور نیند آنے تک یادِ خدا میں مشغول رہتا ہے۔ پھر سو کر
جب بیدار ہوتا ہے۔ اور اس حال میں اللہ تعالیٰ سے دنیا اور آخرت
کی بھلائیوں میں سے کسی چیز کا سوال کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی دُعا
قبول فرماتا ہے اور وہ شے اسے عطا کر دیتا ہے۔"

یہ بھی تہجد کی ایک سُنت ہے کہ جب آدمی جاگ پڑے تو وضو کرنے
سے پہلے اللہ تعالیٰ کی یاد میں مشغول ہو (یعنی ذکر اذکار میں) من جملہ ان
کے دس بار اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرے۔ دس بار تکبیر، دس بار
الحمد للہ، دس بار سُبحان اللہ کہے۔ دس بار لا الٰہ الا اللہ اور پھر دس بار
یہ کہے، اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ ضِیْقِ الدُّنْیَا وَضِیْقِ یَوْمِ الْقِیَامَۃِ
منجملہ ان کے یہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اَللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَسْتَغْفِرُكَ
لِذَنْبِیْ وَاَسْئَلُكَ رَحْمَتَكَ اَللّٰھُمَّ زِدْنِیْ عِلْمًا۔ وَلَا تُزِغْ قَلْبِیْ
بَعْدَ اِذْ ھَدَیْتَنِیْ وَھَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَۃً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَھَّابُ
اور سورہ آل عمران کا آخری رکوع تلاوت کرے۔ یعنی اِنَّ فِیْ خَلْقِ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّیْلِ وَالنَّھَارِ الخ اس کے بعد
مسواک کر کے وضو کرے۔

منجملہ اعذارِ مرخصہ کے ایک "مرض" ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کا ارشاد ہے کہ کھڑے ہو کر نماز پڑھو۔ اگر کھڑے نہ ہو سکو تو بیٹھ کر پڑھو۔

اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو پہلو پر لیٹ کر پڑھ لو۔ کھڑے ہو کر نماز (نفل) ادا
کرنا بہتر ہے۔ کیونکہ بیٹھ کر نماز پڑھنے سے آدھا ثواب ملتا ہے۔
(حجۃ اللہ البالغہ)

ایک حدیث ہے "جس نے عصر کی نماز ترک کی اُس کا عمل
اکارت گیا۔" ایک اور ارشاد گرامی ہے: "جس کی نماز عصر قضا ہو جائے
اس کی مثال یہ ہے گویا اس کے بال بچے اور گھر بار سب لُٹ گیا۔"
ایک اور حدیث پاک ہے کہ "منافقوں پر نماز فجر اور نماز خفتن (عشاء)
پڑھنے سے کوئی دوسری نماز زیادہ بھاری نہیں۔ اگر وہ ان کی فضیلت
جان لیں تو گرتے پڑتے بھی اُن کے لئے ادا کرنے کے لئے مسجد میں حاضر
ہو جایا کریں۔"

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک حدیث ہے: "بدوی لوگوں
کا محاورہ تم پر غالب نہ آ جائے جو نماز عشاء کو "عتمہ" کہتے ہیں۔ کتاب اللہ
میں اس کا نام "صلوٰۃ العشاء" ہے۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جس نے اذان دی
ہے وہی اقامت کہے۔" آپ کا فرمان عالیشان ہے "قیامت کے
دن موذنوں کی گردنیں بلند ہوں گی تمام لوگوں سے۔" آپ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے "جو کوئی محض ثواب کی خاطر سات
سال تک متواتر اذان دیتا رہے اُس کے لئے دوزخ کی آگ سے
آزادی لکھ دی جاتی ہے۔" اور فرمایا "جب اذان ہونے لگتی ہے
تو شیطان گوز لگاتا ہوا بھاگتا ہے تاکہ اذان کی آواز اُسکے کان
میں نہ پڑے۔"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جب جماعت کھڑی
ہو جائے تو بھاگ کر اُس میں شامل نہ ہونا بلکہ آہستہ آہستہ چلے آؤ۔"

آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا: "جو صبح یا شام کو مسجد میں جاتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کے لیے جنّت میں مہمانی کا اہتمام فرماتا ہے۔" ایک بات یہ بھی ہے کہ مسجد کا آباد کرنا حق کا بول بالا کرنے میں مدد دیتا ہے۔ آپ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا "جو کوئی اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے مسجد کی تعمیر کرتا ہے اُس کے لئے اللہ کریم جنّت میں گھر تعمیر کرتا ہے۔"

اور یہ جو حدیث میں آیا ہے کہ "ملائکہ اُس وقت تک نمازی کے لئے دُعا کرتے ہیں جب تک وہ بے وضو نہ ہوا ہو"، اس کی وجہ صاف ہے۔ حدث یعنی بے وضو ہونے کی حالت میں نماز پڑھنے کی استعداد اور اہلیّت باقی نہیں رہتی۔ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی ایک حدیث ہے کہ "جب آدمی مسجد میں داخل ہو تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت (تحیّۃ المسجد) پڑھ لے۔"

ایک حدیث میں آپ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ارشاد فرماتے ہیں؛ "من جملہ اُن کے یہ کہ مسجد کو پاک و صاف رکھے۔ ایک صحابی رضی اللہ عنہ کا کہنا ہے، آپ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا: "مسجدیں بناؤ اور ان کو پاکیزہ رکھنے کا خیال رکھو۔"

• ایک حدیث میں آپ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ارشاد فرماتے ہیں۔ "میری امّت کی تمام وہ باتیں میرے سامنے لائی گئیں جن پہ ثواب مترتّب ہوتا ہے۔ چنانچہ اُن کے اِس فعل کو بھی میں نے اس فہرست میں پایا کہ مسجد میں سے کوئی تنکا اُٹھا کر آدمی باہر پھینک دے۔" یہ بھی آپ کا ارشاد ہے کہ "مسجد میں تھوکنا گناہ ہے۔ اس کی کفّارت یہ ہے کہ اس کو گاڑ دے۔"

ایک صحابی ربعیہ بن کعب رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم

کو رات کے وقت وضو اور استنجا کیلئے پانی حاضر کر کے آپ کو وضو کراتے۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا: "ربیعہ! مانگو، کیا چاہتے ہو"۔ انھوں نے عرض کی کہ "میں جنّت میں آپ کی رفاقت (ساتھ) چاہتا ہوں۔" آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا: "تو کثرتِ سجود کے ساتھ میرا ہاتھ بٹاتے رہو۔" (یہ تمہاری تمنّا پوری ہوگی)

• اس کا فلسفہ یہ ہے کہ سجدہ جناب باری تعالیٰ کی انتہائی تعظیم ہے۔ خدائے پاک کے سامنے سجدہ میں گر پڑنا مومن کے لئے معراج ہے۔ (نوافل کی کثرت بھی اس تعظیم میں شامل ہے۔)

ایک حدیث میں ہے کہ "جو شخص اذان سُن لے اس پہ جمعہ پڑھنا واجب ہے"۔ آپ کا یہ فرمانِ عالیشان بھی ہے "اگر میری امّت کے لئے تکلیف کا باعث نہ ہوتا تو میں اُن کو ہر نماز کے لئے وضو میں مسواک کا حکم دیتا۔"

ایک حدیث میں ہے کہ "جو لوگ صف میں دائیں طرف کھڑے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور فرشتے اُن کو اپنی شاباش سے نوازتے ہیں۔" (واللہ اعلم)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا ارشادِ پاک ہے کہ: "جس کو یہ بات پسند ہو کہ لوگ اس کے سامنے دست بستہ کھڑے رہیں اُس کو اپنا ٹھکانا دوزخ میں ڈھونڈھنا چاہیئے۔"

اس کے مقابل یہ حدیثیں ہیں؛ جب حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو یہودِ بنی قریظہ کی ثالثی کرنے کے لئے بلایا گیا تو ان کے آنے پہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا: "قُومُوا لِسَيِّدِكُمْ" "اپنے سردار کے لئے کھڑے ہو جاؤ"[1] (حجّۃ اللہ البالغہ)

[1] حضرت سعدؓ اس موقع پر بیمار تھے۔

☆ سیدنا حضرت دحیہ بن خلیفہ الکلبی رضی اللہ تعالیٰ ورسولہٗ عنہ ط

○ ایک جلیل القدر رفیع المنزلت صحابیِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تھے اور عرب کے ایک مشہور قبیلہ بنو کلب کے سردار تھے۔ جن کی شکل و صورت میں سید الملائکہ جبرائیل علیہ السلام وحی لاتے تھے۔ سُبحَانَ اللہ کیا ذات و صفات محبوبِ ربّ سُبحانہٗ نے پائی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے آپ کے لئے دستِ رحمت اٹھا کر ربِ کریم سے دُعا مانگی۔ اَللّٰھُمَّ جَمِّلْہُ اے اللہ سُبحانہٗ! اسے حسین و جمیل بنا دے۔ دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ ورسولہٗ عنہ کی قسمت پر قربان حُسنِ صورت بھی ملا اور حُسنِ سیرت بھی اور حُسنِ ظاہری کے ساتھ ساتھ حُسنِ باطنی بھی عطا ہُوا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اُس کے اسلام لانے کو بہت چاہتے تھے۔ پھر دُعا کی۔ اَللّٰھُمَّ ارْزُقْہُ الْاِسْلَامَ ط اے اللہ سُبحانہٗ! دحیہ کلبی کو اسلام کی دولتِ عظمیٰ سے مالا مال فرما۔ سُبحَانَ اللہ دُعاءِ محبوب۔ ادائے محبوب وُہ جس کو چاہ لیں۔ محبوب کی دونوں دُعائیں قبول ہُوئیں۔ دُعا قبول کیوں نہ ہوتی جب کہ دُعا گو محبوب بھی ہیں اور رسول بھی۔ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اجابت کا سہرا عنایت کا جوڑا دُلہن بن کے نِکلی دُعائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
اجابت نے جُھک کر گلے سے لگایا بڑھی ناز سے جب دُعائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

☆ اُدھر جب دحیہ کلبی ایمان لانے کے لئے گھر سے چلے تو ربِ کریم نے اپنے محبوب کو بعد نمازِ فجر وحی فرمائی۔ اور بشارت عطا فرمائی۔

یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم "قَذَفْتُ نُوْرَ الْاِیْمَانِ فِیْ قَلْبِہٖ فَھُوَ یَدْخُلُ عَلَیْکَ الْاٰنَ ط	اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم "میں نے نُورِ ایمان اُن کے قلب میں ڈال دیا ہے اور وُہ نُورِ ایمان کے ساتھ ابھی حاضر ہو رہے ہیں۔

☆ اور جب حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ مسجد نبوی شریف کے دروازے بابُ السّلام سے داخل ہو کر بارگاہِ نبوّت میں حاضر ہُوئے تو دَفَعَ النَّبِیُّ رِدَآءَہٗ عَلٰی ظَھْرِہٖ ط تو نبیِ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی نُوری چادر اپنے کندھے سے اُوپر اُٹھائی اور اُتار کر صاحب خُلقِ عظیم، رسولِ کریم، نبی رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بَسَطَ عَلَی الْاَرْضِ ط زمین پر بچھا دی اور اَشَارَ اِلٰی رِدَآئِہٖ ط اور اشارہ فرمایا اپنی چادرِ نُوری کی طرف کہ اس پر بیٹھو۔ یہ مُظاہرہ

تھا عظیم المرتبت رسول کے خُلقِ عظیم کا۔ یہ اخلاقِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تھا اور یہ حُسنِ اخلاق دحیہ کلبی نے اپنی ظاہری آنکھوں سے دیکھا تو بلکی اُن پر گریہ طاری ہو گیا اور اب غُلام کا کردار ملاحظہ ہو اسی عالمِ محویت میں وحیہ کلبی آگے بڑھے اور دَفَعَ رِدَآءَہٗ آپنے مُبارک چادر کو زمین سے اُٹھا لیا اور قَبَّلَہٗ اور بوسہ دیا۔ چُوما، آنکھوں سے لگایا اور سر پر رکھ لیا "سُبحَانَ اللہ ادب و محبّت کے انداز"۔ سرتاجِ انبیاء کی بارگاہ میں غلامانہ عرض ہے

سر پہ رکھنے کو مِل جائے نعلِ پاکِ حضور
تو کہیں گے کہ ہاں تاجدار ہم بھی ہیں

اور عرض کیا۔ یَآ اَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ کی شان رکھنے والے آقا۔ میں تو غلامی کے لیئے آیا ہُوں غلامی چاہتا ہُوں۔ غلام بنا لیجئے۔ غلامی کے سواء کچھ نہیں چاہتا۔

☆ غُلام پر آقا کی نگاہِ محبّت نے اس مقام تک پہنچا دیا کہ سینہ ایمانی کیفیات کا سمندر بن گیا اور جذبۂ محبّت سے باآوازِ بلند کلمہ شہادت پڑھا اور نظریں خود بخود جُھک گئیں اور گویا ہُوئے کہ اے آقائے کائنات اِنِّیْ اِرْتَکَبْتُ ذُنُوْبًا کَثِیْرًا میں نے بڑے بڑے گناہ کئے ہیں۔ فَقَتَلْتُ سَبْعِیْنَ بَنَاتِیْ میں نے اپنے ہاتھ سے ستّر بیٹیوں کو زندہ درگور کیا ہے۔ اُسی وقت ربِ کریم نے سیدنا جبرائیل علیہ السّلام کو بھیجا۔

قُلْ لِدَحْیَۃَ کَلْبِیْ وَبِعِزَّتِیْ وَجَلَالِیْ اِنَّکَ لَمَّا قُلْتَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم "غَفَرَ لَکَ	فرما دو دحیہ کلبی کو کہ مجھے اپنی عزّت اور جلال کی قسم جب تم نے کلمہ شہادت پڑھا تو میں نے تیری ستّر سالہ زندگی کے سارے گناہ مُعاف کر دیئے۔

بیتُ المعمُور : عرشِ عظیم پر نُوری ملائکہ کا قبلہ ہے۔ کعبۃُ اللہ المشرّفہ کے بالکل عین اُوپر ہے اگر وہاں سے کوئی چیز گرائی جائے تو کعبۃُ اللہ المکرّمہ کی چھت پر گرے۔ روزانہ بیتُ المعمُور کا طواف ستّر ہزار فرشتے کرتے ہیں اور پھر یہی فرشتے صلوٰۃ و سلام کے لیئے حاضر درِ رسُول ہو جاتے ہیں۔ کعبۃُ اللہ اور بیتُ المعمُور کا طواف قائم مقام وُضو ہے اور زیارتِ قبرِ انور سریر آرائے نبوّت و رسالت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم قائم مقام صلوٰۃ ہے۔ ستّر ہزار ملائکہ نُوری جب بیتُ المعمُور کا طواف "وضو" کر لیتے ہیں تو وُہی ملائکہ نُوری۔ تاجدارِ مملکتِ

شریعت، شہنشاہِ نبوت و رسالت، شاہِ اقلیمِ شفاعت، محبوب ربِّ کائنات علیہ الصلوات والتسلیمات کے حضور سبز گنبد کی زیارت کے لیئے اُترتے ہیں اور حاضری دیتے ہیں۔ ستر ہزار کا یہ نوری گروہ صبح کو خوشی سے جھومتے اور زبان سے وردِ درود شریف کے مترنم نغمے گاتے ہیں اور مرقدِ مصطفویہ علیٰ راقدِ ہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ کو اپنے پروں سے ڈھانپتے اور مَس کرتے اور پھر شام کو اللہ سبحانہٗ کے حضور پہنچ جاتے ہیں اور اسی طرح دوسرا گروہ "ستر ہزار" کا شام کو اسی شان و شوکت اور شوق و ذوق سے بیت المعمور کا طواف کر کے رسالت مآب "صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم" کی جناب میں پہنچ جاتا ہے اور یہ سلسلہ تا قیامِ قیامت جاری و ساری رہے گا۔ جو ایک بار باریاب حضورِ رسالت ہو گیا تو پھر اس کی قیامت تک باری نہیں آئے گی اور وہ باعثِ رشکِ قدسیاں بن گیا۔

☆ آخر الامر حضرت اسرافیل علیہ السلام کے صور پھونکنے پر سب سے پہلے معہ شیخین کریمین محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے مرقدِ منور سے اُٹھیں گے اور ان ہی ستر ہزار ملائکہ نوریہ کے جلو میں ربُّ العرش العظیم کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے۔ "عزّ وجلّ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم"۔

○ بروایت سیدنا جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حَتّٰی اِذَا انْشَقَّتْ عَنْهُ الْاَرْضُ خَرَجَ فِیْ سَبْعِیْنَ اَلْفًا مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ یَزُفُّوْنَهٗ ط ۔	یہاں تک زمین پھٹ جائے گی۔ سب سے پہلے آپ "صلی اللہ علیہ وسلم" اپنی قبر سے ستر ہزار فرشتوں کے جھرمٹ میں زفاف کی طرح نکلیں گے۔

☆ حضور سرورِ کون و مکان و سرورِ انس و جان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ایک جانب سیدنا ابوبکر صدیق اکبر اور دوسری جانب سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہوں گے اور ستر ہزار نوری فرشتوں کے جلو "جھرمٹ" میں یوں چلیں گے جیسے دُلہن کو بکمال ناز و اعزاز و بغایت فرحت و سرور اور بصد تزک و احتشام لایا جاتا ہے۔

☆ سیدہ فاطمہ بنت اسد والدہِ معظمہ سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے جنازہ میں ستر ہزار ملائکہ نوری نے شرکت کی اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی صفتِ مبشر کا ظہور فرماتے ہوئے اپنی اُمتی بندہ اُمتی کے لئے حورِ جنت کی بشارت دی۔

نعل پاک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکات

نقشۂ نعل مقدس حضور سرورِ عالم فخرِ آدم صلی اللہ علیہ وسلم نہایت قوی البرکت سریع الاثر پایا گیا ہے اس لیے اسلامی خیر خواہی باعث اس کی ہوئی کہ تمثال خیر النعال صلی اللہ علیٰ صاحبہٖ فوق عدد الرمال حسب روایت

امام زین العابدین عراقی محدث مسلمانوں کی نذر کی جائے کہ اپنے پاس رکھ کر برکات حاصل کریں اور اس کے توسل سے اپنے حاجات و معروضات جناب باری تعالیٰ میں قبول کرائیں۔ اس نقشہ شریف کے آثار و خواص و فضائل کو کون شمار میں لا سکتا ہے مگر اس مقام پر نہایت اختصار کے ساتھ کتب معتبرہ علمائے محدثین و محققین سے چند برکات اور کچھ ابیات مشتمل بر ذوق و شوق نقل کیے جاتے ہیں کہ جن کے پڑھنے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تعشق اور محبت پیدا ہو اور بوجہ غلبۂ محبت بلا تکلف آپ کا اتباع نصیب ہو جو اصل مقصود اور سرمایۂ نجاتِ اُخروی

و اُخروی ہے ۔

طریقِ توسّل: بہتر ہے کہ آخر شب میں اُٹھ کر وضو کرکے تہجّد جس قدر ہوسکے پڑھے ۔ اس کے بعد گیارہ بار دُرود شریف گیارہ بار کلمۂ طیّبہ اور گیارہ بار استغفار پڑھ کر اس نقشہ کو باادب اپنے سر پر رکھے اور بتضرّع تمام جناب باری تعالیٰ میں عرض کرے کہ الٰہی میں جس مقدس پیغمبر صلّی اللہ علیہ وسلّم کے نقشۂ نعل شریف کو سر پر لیے ہوں ان کا ادنیٰ درجے کا غلام ہوں الٰہی اس نسبتِ غلامی پر نظر فرماکر بہ برکت اس نعل شریف کے میری فلاں حاجت پوری فرمایئے مگر خلافِ شرع کوئی حاجت طلب نہ کرے پھر سر پر سے اس کو اُتار کر اپنے چہرے پر ملے اور اس کو محبّت بوسہ دے اور اشعار ذوق وشوق بغرض ازدیادِ عشق محمدیؐ پڑھے ۔ ان شاء اللہ تعالیٰ عجیب کیفیت پائے گا ۔

علامہ مُحدّث حافظ تلمسانی کتاب فتح المتعال فی مدح خیر النعال میں فرماتے ہیں کہ اس نقشہ شریف کے منافع ایسے کُھلم کُھلا ہیں کہ بیان کی

حاجت نہیں منجملہ اُن کے ابُوجعفر کہتے ہیں کہ میں نے ایک طالب علم کے لیے یہ نقشہ بنوادیا تھا وہ میرے پاس ایک روز آکر کہنے لگا کہ میں نے شب گزشتہ میں اس کی عجیب برکت دیکھی کہ میری بی بی کے اتفاقاً ایسا سخت درد ہُوا کہ قریب بہ ہلاکت ہوگئی ۔ میں نے یہ نقشہ شریف درد کی جگہ رکھ کر عرض کیا کہ یا الٰہی ! مجھ کو صاحبِ نعل شریف کی برکت دکھلایئے ۔ اللہ تعالیٰ نے اسی وقت شفا عنایت فرمائی ۔

قاسم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ اس نقشے کی آزمائی ہوئی برکت یہ ہے جو شخص اس کو تبرّکاً اپنے پاس رکھے ظالموں کے ظلم سے دشمنوں کے غلبے سے ، شیطانِ سرکش سے ، حاسد کی نظر بد سے امن و امان میں رہے اور اگر حاملہ عورت دردزہ کی شدت کے وقت اس کو اپنے داہنے ہاتھ میں رکھے بفضلہٖ تعالیٰ اس کی مشکل آسان ہو ۔ شیخ ابن حبیب النبی روایت فرماتے ہیں کہ اُن کے ایک دُنبل نکلا کہ کسی کی سمجھ میں نہیں آتا تھا ۔ نہایت سخت درد ہُوا ۔ کسی طبیب کی سمجھ میں اس کی دَوا نہ آتی ۔ اُنھوں نے یہ نقش شریف درد کی جگہ رکھا لیا ۔ معاً ایسا سکون ہوگیا کہ گویا کبھی درد ہی نہ تھا ایک اثر خود میرا یعنی صاحبِ فتح المتعال کا ، مشاہدہ کیا ہُوا ہے کہ ایک بار سفرِ دریائے شور کا اتفاق

ہُوا۔ ایک دفعہ ایسی حالت ہُوئی کہ سب ہلاکت کے قریب ہو گئے۔ کسی کو بچنے کی اُمید نہ تھی۔ مَیں نے یہ نقشہ ناخدا کے پاس بھیج دیا کہ اس سے توسّل کرے۔ اسی وقت اللہ تعالےٰ نے عافیت عطا فرمائی اور محمّد الجزری رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ جو شخص اس نقش شریف کو اپنے پاس رکھے خلائق میں مقبول رہے اور پیغمبر صاحب صلّی اللہ علیہ وسلّم کی زیارت سے خواب میں مُشرف ہو اور یہ نقش شریف جس لشکر میں ہو اس کو شکست نہ ہو اور جس قافلے میں ہو لوٹ مار سے محفوظ رہے جس اسباب میں ہو چوروں کا اس پر قابو نہ چلے، جس کشتی میں ہو، غرق سے بچے اور جس حاجت میں اس سے توسّل کریں وہ پُوری ہو۔ یہ تمام مضامین کتاب القول السید فی ثبوت استبراك نعل سید الاحرار والعبید سے نقل کیے گئے ہیں اور کتاب المرتجی بالقبول فی خدمۃ قدم الرسول میں عُلمائے محققین وصُلحائے معتبرین سے بہت آثار وخواص وحکایات نقل کیے ہیں جس کو شوق ہو دیکھ لے۔ اب چند اشعار شوقیہ مع ترجمے کے لکھے جاتے ہیں کہ ان کو پڑھ کر سمجھ کر اپنے شوق ومحبت کو بڑھا دیں۔
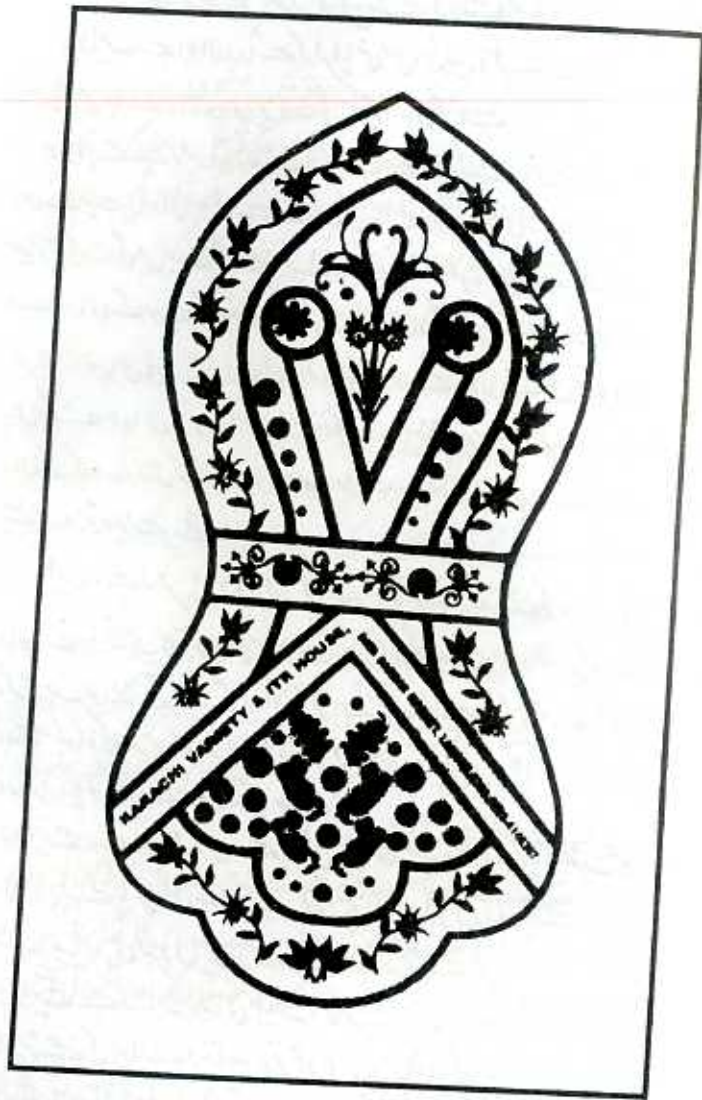
جو سر پہ رکھنے کو مِل جائے نعل پاک حضُور
تو پھر کہیں گے کہ "ہاں" تاجدار ہم بھی ہیں

مرتے وقت اور دفن کے وقت کیا کہنا چاہیئے

روایت ہے ابوالدرداؓ سے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جس میت کے سرہانے سورۂ یٰسین پڑھی جاتی ہے تو اللہ اس پر موت کی سختی آسان کرتا ہے۔

روایت ہے جابر بن زیدؓ سے کہ مستحب ہے کہ میت کے پاس سورۂ رعد پڑھی جائے اس سے میت پر آسانی ہوتی ہے اور اس کی حالت درست رہتی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں میت کے لئے مرنے سے کچھ پہلے اسطرح دعا کرتے تھے یا اللہ اس کو بخش دے اور اس کے سونے کی جگہ ٹھنڈی کر اس کی قبر کشادہ کر اور بعد مرنے کے آرام سے رکھ۔

اور اس کی روح کو نیکیوں کی روح سے ملادے۔ اور آخرت میں ہم کو اور اس کو اس پاس جگہ دے اور اس کو کوئی مصیبت و تکلیف نہ پہنچا پھر رسول اللہ پر درود پڑھتے تھے۔ یہاں تک کہ وہ انتقال کرتا اور شعبیؒ سے روایت ہے کہ انصار میت کے پاس مرنے سے کچھ پہلے سورہ بقرہ پڑھتے تھے۔

روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرنے والے کو لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ سکھاؤ اور آپ نے فرمایا کہ جس کا آخری کلام لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہوگا وہ جنت میں داخل ہوگا اور فرمایا آپ نے کہ بچے جب بولنے لگے تو اس کو لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ سکھاؤ اور جب کوئی مرنے لگے تو لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ سکھاؤ کیونکہ جس کا آخر کلام اور اول کلام لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہوگا اگر وہ ہزار برس تک زندہ رہ کر مریگا تو گناہ سے سوال نہ کیا جائے گا

روایت ہے ابن عباسؓ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر کے پاس گذرے آپ نے دیکھا کہ وہ قبر میں نماز پڑھتے ہیں اور فرمایا کہ سب انبیاؑ اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔

روایت ہے کہ ثابت بنانی ہمیشہ دعا کرتے تھے کہ یا اللہ اگر تو قبر میں کسی میت کو نماز پڑھنے کی اجازت دیتا ہے تو مجھ کو بھی اس نماز کی اجازت دے جبیرؒ کہتے ہیں کہ ثابت بنانی کا جب انتقال ہوا میں نے غسل و کفن دے کر لحد میں رکھا اور تختے برابر کئے اتفاقاً ایک تختہ گر پڑا میں نے دیکھا کہ وہ قبر میں نماز پڑھ رہے ہیں اور ابراہیم مہلبی کہتے ہیں کہ میرے پاس آنیجانے والوں نے بیان کیا جب ہم لوگ

ثابت بنانی کی قبر کی طرف گذرتے ہیں تو قبر سے قرآن شریف پڑھنے کی آواز سنا کرتے ہیں۔

روایت ہے علی کرم اللہ وجہہ سے کہ جب جنازہ قبر تک پہنچ جائے اور سب لوگ بیٹھ جائیں تو تم نہ بیٹھو بلکہ قبر کے پاس کھڑے رہو جب مردہ کو قبر میں داخل کریں تو کہو بِسْمِ اللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ۔ اے اللہ تیرا بندہ تیرے پاس جاتا ہے تو اس کی خاطرداری کرنے والا ہے اس نے دنیا کو پیچھے چھوڑا تو اس کی آخرت کو دنیا سے اچھی کردے تو نے فرمایا ہے کہ جو کچھ میرے نزدیک ہے وہ نیکوں کے واسطے بہتر ہے۔

روایت ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ میں نے سنا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے تھے جب تمہارا کوئی مرجائے تو دیر نہ کرو اور جلد اس کو قبر کی طرف لیجاؤ اور اس کی قبر پر سرہانے کی طرف سورہ بقرہ کے شروع کی آیتیں اور پیر کی طرف آخیر کی آیتیں پڑھو عبدالرحمن بن علاء نے مرتے وقت اپنے لڑکے سے وصیت کی کہ جب مجھ کو لحد میں رکھنا تو کہنا بِسْمِ اللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ پھر مٹی ڈال کر قبر برابر کرنا اور سرہانے کی طرف سورہ بقرہ کے اول کی آیتیں اور آخیر کی آیتیں پڑھنا کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔

فائدہ۔ قبر برابر کرکے سرہانے کی طرف الٓمّٓ سے مفلحون تک پڑھے پھر پیر کی طرف جائے اور آمن الرسول سے آخر سورہ تک پڑھے یہ آیتیں مردہ کی سفارش کرتی ہیں اور عذاب قبر سے حفاظت کرتی ہیں۔

روایت ہے خثیمہؒ سے لوگ مستحب جانتے تھے کہ جب میت کو دفن کریں تو کہیں بِسْمِ اللّٰہِ وَفِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ۔ اے اللہ اس کو عذاب قبر اور عذاب جہنم سے نجات دے اور شیطان کی برائی سے اس کو محفوظ رکھ اور اس کی قبر کشادہ اور منور کر اور پیغمبر کے ساتھ اس کو ملادے۔

روایت ہے راشد اور ضمیرہ اور حکیمؒ سے کہ جب میت کی قبر برابر کرکے واپس ہونے لگیں تو مستحب ہے کہ قبر کے پاس کھڑے ہو کر میت سے تین بار کہے اے فلاں تو کہہ لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ اے فلاں تو کہہ میرا رب اللہ ہے اور میرا دین اسلام ہے اور میرے نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ (نور الصدور)

روایت ہے علی رضی اللہ عنہ سے کہ میں نے سُنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے چند کلمے کہ جو شخص مرتے وقت اس کو پڑھے گا جنت میں داخل ہوگا وہ کلمے یہ ہیں۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْحَلِیْمُ الْکَرِیْمُ تین بار اوّل اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ تین بار اور تَبَارَکَ الَّذِیْ بِیَدِہِ الْمُلْکُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔

روایت ہے شدّاد بن اوسؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے جب تم لوگ میت کے پاس جاؤ تو اس کی آنکھ بند کر دو اسواسطے کہ آنکھ موت کو جاتے ہوئے دیکھتی ہے اور اچھی بات کہو یعنی مردے کے حق میں دعا کرو کیونکہ گھر والوں کی دُعا پر فرشتے آمین کہتے ہیں ایک صحابیؓ فرماتے ہیں کہ آنکھ بند کرتے وقت یہ دعا پڑھے۔ بسم اللہ وعلیٰ ملۃ رسُول اللہ۔

روایت ہے ابن عباسؓ سے کہ ایک صحابی نے قبر پر خیمہ قائم کیا ان کو معلوم نہ تھا کہ یہاں قبر ہے سُنا کہ ایک شخص زمین کے اندر سورۂ مُلک پڑھتا ہے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور یہ واقعہ بیان کیا آپ نے اسکی تصدیق کی اور فرمایا یہ سورۂ عذابِ قبر سے نجات دیتی ہے یوسف بن محمد کہتے ہیں کہ ابو الحسن جو بزرگ متقی ہیں انہوں نے مجھے ایک جگہ دکھائی اور کہا کہ میں ہمیشہ اس جگہ سے سورۂ ملک کی آواز سُنتا ہوں عیسٰی بن محمد نے ابوبکر بن مجاہد کو ان کے انتقال کے بعد دیکھا کہ قبر میں قرآن شریف تلاوت کرتے ہیں پوچھا کہ تم تو انتقال کر چکے اب کیوں تلاوت کرتے ہو۔ کہا کہ ہر نماز کے بعد اور ختم قرآن کے بعد دعا کرتا تھا کہ یا اللہ مُجھ کو ان لوگوں میں سے بنا دے جو قبر میں تلاوت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے مجھ کو ویسا ہی کر دیا۔ اور ابن عباسؓ کا قول ہے کہ مومن کو قبر میں قرآن شریف دیا جاتا ہے اور وہ تلاوت کرتا ہے

ابن قیّم نے لکھا ہے کہ احادیث اور اقوال اصحاب سے ظاہر ہوتا ہے کہ جب کوئی شخص زیارت قبر کے لیے جاتا ہے تو مردہ کو خبر ہوتی ہے اور سلام سُنتا ہے اور جواب دیتا ہے چاہے جمعہ کا دن اور رات ہو یا دوسرا دن اور رات ہو چاہے میت شہید ہو شہید نہ ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر جب قبرستان

کی طرف ہوتا تو سلام کرتے اور ان کی مغفرت کی دُعا کرتے اور اپنے اصحاب کو بھی زیارتِ قبر اور دُعائے مغفرت کا حکم دیتے تھے۔ حسنؔ نے روایت کی ہے کہ جو شخص قبرستان میں جائے اور یہ دُعا پڑھے اَللّٰھُمَّ رَبَّ الْاَجْسَادِ الْبَالِیَۃِ وَالْعِظَامِ النَّخِرَۃِ الَّتِیْ خَرَجَتْ مِنَ الدُّنْیَا وَھِیَ بِکَ مُؤْمِنَۃٌ اَدْخِلْ عَلَیْھَا رَوْحًا مِّنْ عِنْدِکَ سَلَامًا مِّنِّیْ تو حضرت آدم سے اس وقت تک جتنے مسلمان مرے ہیں۔ سب اُس کی مغفرت کے لیے اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتے ہیں اور ابن ابی الدنیا کی روایت میں ہے کہ حضرت آدم سے اس وقت تک جتنے مسلمان مرے ہیں اور مریں گے سب کے عدد کے موافق اُس کو نیکی ملے گی۔ (نور الصدور)

☆ حدیث:۔ مشورۂ با شفاعت میں "معراج کی شب، ربِ عظیم نے عرشِ عظیم پر اپنے محبوب ﷺ سے ستر ہزار کی بخشش کا وعدہ فرمایا اور ستر ہزار کے ہر ایک کے ساتھ ستر ستر ہزار کا مزید مژدہ سُنایا اور یہ تین بار ایسا ہوگا کہ مشورہ بھی تین بار ہوا

☆ مُصدِقہ بحوالہ حدیثِ پاک صحیح عالمِ برزخ میں عذابِ قبر سے نجات کے لیے ستر ہزار کلمہ طیبہ کی تعداد بیان فرمائی گئی۔ یہ ایصالِ ثواب اہلِ سُنت وجماعت کا شعار ہے۔

روایت ہے ابو ہریرہؓ اور ابو سعید رضی اللہ عنہما سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تحفہ نہ دوں کہ تم خوش ہو جاؤ کہا ضرور دیجئے فرمایا سُورہ تبارک الذی پڑھو اور اپنی بی بی بچے اور گھر کے سب لوگوں کو اور اپنے ہمسایہ کو بھی سکھاؤ اس سُورہ کا نام منجیہ ہے یعنی عذابِ قبر سے نجات دینے والی اور مجادلہ ہے یعنی پروردگار کے پاس کوشش کر کے سفارش کرنے والی اور عذابِ دوزخ سے پناہ دلانے والی اور عذابِ قبر سے نجات دلانے والی۔ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ قبر میں عذاب سر کی طرف سے آئیگا تو سر جواب دے گا ادھر سے تیرا راستہ نہیں ہے اس میں سورۂ ملک ہے پھر پاؤں کی طرف سے آئے گا تو پاؤں جواب دے گا ادھر سے تیرا راستہ نہیں ہے اس پاؤں سے کھڑے ہو کر اُس نے سورہ ملک پڑھی ہے۔ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں جو شخص ہر رات کو سورہ تبارک الذی پڑھے گا عذابِ قبر سے محفوظ رہے گا۔

روایت ہے ابوامامہؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تمہارا کوئی مسلمان بھائی مرجائے تو قبر کو برابر کرنے کے بعد اس کے سرہانے کھڑے ہو کر کہو اے فلاں ابن فلاں تو مردہ سُنے گا اور جواب نہ دیگا پھر کہو اے فلاں ابن فلاں تو مُردہ بیٹھے گا پھر کہو اے فلاں ابن فلاں تو مردہ پوچھے گا کیا کہتے ہو اس وقت کہو یاد رکھنا اس بات کو جس پر دنیا میں تھے یعنی گواہی لا الٰہ الا اللہ کی اور اللہ کو رب ماننا اور اسلام کو دین ماننا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی ماننا اور قرآن کو امام ماننا۔ اسوقت منکر نکیر ایکدوسرے کا ہاتھ پکڑ کر کہتے ہیں یہاں سے چلو اس کے پاس بیٹھ کر کیا کریں گے اس کو آخرت کی دلیل سکھادی گئی۔ اور اللہ تعالیٰ اس کی دلیل لے لیتا ہے پہلے فلاں کی جگہ میت کا نام اور دوسرے فلاں کی جگہ ماں کا نام لے ایک شخص نے سوال کیا یا رسول اللہ اگر اس کی ماں کا نام معلوم نہ ہو۔ آپ نے فرمایا اس جگہ پر حوّا کا نام لے اور فلاں ابن حوا کہے۔ اس روایت کو طبرانی نے کبیر میں بیان کیا ہے۔ (نور الصدور)

صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ

حادثات سے بچنے کا وظیفہ

حضرت طلقؒ فرماتے ہیں کہ:

ایک شخص حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ آپ کا مکان جل گیا۔ فرمایا نہیں جلا۔ پھر دوسرے شخص نے آ کر یہی اطلاع دی تو فرمایا نہیں جلا۔ پھر تیسرے شخص نے آ کر یہی خبر دی، آپؓ نے فرمایا نہیں جلا۔ پھر ایک اور شخص نے آ کر کہا کہ اے ابو الدرداءؓ آگ کے شرارے بہت بلند ہوئے مگر جب آپ کے مکان تک آگ پہنچی تو بجھ گئی۔ فرمایا مجھے معلوم تھا کہ اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کرے گا (کہ میرا مکان جل جائے) کیوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا ہے کہ جو شخص صبح کے وقت یہ کلمات پڑھ لے شام تک اس کو کوئی مصیبت نہیں پہنچے گی۔ میں نے صبح یہ کلمات پڑھے تھے اس لیے مجھے یہ یقین تھا کہ میرا مکان نہیں جل سکتا۔ وہ کلمات یہ ہیں۔

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ عَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَاَنْتَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ مَاشَآءَ اللّٰهُ كَانَ وَمَالَمْ يَشَاْ لَمْ يَكُنْ وَلَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ

عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ وَّاَنَّ اللّٰہَ قَدْ اَحَاطَ بِکُلِّ شَیْءٍ
عِلْمًا ۝ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِیْ وَمِنْ
شَرِّ کُلِّ دَآبَّۃٍ اَنْتَ اٰخِذٌ بِنَاصِیَتِھَا اِنَّ رَبِّیْ
عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۝

فراخی رزق کے لیے

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْمَلِكُ الْحَقُّ
الْمُبِیْنُ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ
لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَ
اَتُوْبُ اِلَیْہِ ہر نماز کے بعد 21 بار

عدلِ فاروقیؓ کا ایک نمونہ

ایک دن حضرتِ فاروقؓ نے منبر پہ کہا
"میں تمہیں حکم جو کچھ دوں تو کرو گے منظور"
ایک نے اُٹھ کے کہا یہ کہ "نہ مانیں گے کبھی
کہ ترے عدل میں ہم کو نظر آتا ہے فتور
چادریں مالِ غنیمت میں جو اب کے آئیں
صحنِ مسجد میں وہ تقسیم ہوئیں سب کے حضور
ان میں ہر ایک کے حصہ میں فقط ایک آئی
تھا تمہارا بھی وہی حق کہ یہی ہے دستور
اب جو یہ جسم پہ تیرے نظر آتا ہے لباس
یہ اسی لُوٹ کی چادر سے بنا ہوگا ضرور
مختصر تھی وہ ردا اور ترا قد ہے دراز
ایک چادر میں ترا جسم نہ ہوگا مستور
اپنے حصہ سے زیادہ جو لیا تُو نے، تو اب
تو خلافت کے نہ قابل ہے نہ ہم ہیں مامور"

گرچہ وہ حدِ مناسب سے بڑھا جاتا تھا
سب کے سب مُہر بہ لب تھے چہ اناث و چہ ذکور
روک دے کوئی کسی کو یہ نہ رکھتا تھا مجال
نشۂ عدل و مساوات سے تھے سب مخمور

اپنے فرزند سے فاروقِ معظمؓ نے کہا
تم کو ہے حالتِ اصلی کی حقیقت پہ عبور
تم ہی دے سکتے ہو اس کا مری جانب سے جواب
کہ نہ پکڑے مجھے محشر میں مرا ربِّ غفور

بولے یہ ابنِ عمر سب سے مخاطب ہو کر
اس میں کچھ والدِ ماجد کا نہیں جرم و قصور
ایک چادر میں جو پورا نہ ہوا اُن کا لباس
کر سکی اس کو گوارا نہ مری طبعِ غیور
اپنے حصہ کی بھی میں نے انہیں چادر دے دی
واقعہ کی یہ حقیقت ہے، کہ جو تھی مستور

نکتہ چیں نے یہ کہا اُٹھ کے کہ ہاں اے فاروقؓ
حکم دے ہم کو، کہ اب ہم اُسے مانیں گے ضرور

مولانا شبلی نعمانی

نمازِ تسبیح اس نماز کا بے انتہا اجر و ثواب ہے اور اس کی چار رکعتیں ہیں، مکروہ وقت کے علاوہ جب چاہے پڑھ سکتا ہے۔ بہتر ہے کہ ظہر سے پہلے پڑھے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ تکبیر تحریمہ کے بعد ثنا پڑھے۔ ثنا کے بعد پندرہ بار یہ کلمہ پڑھے۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ ہ پھر اَعُوْذُ بِاللّٰہِ، بِسْمِ اللّٰہِ اور فاتحہ اور سورۃ پڑھ کر دس بار یہی کلمہ پڑھے۔ پھر رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمُ کے بعد دس بار۔ پھر رکوع سے اٹھ کر سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ اور رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ کے بعد دس بار۔ پھر سجدے میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کے بعد دس بار۔ پھر سجدے سے اٹھ کر جلسہ میں دس بار۔ پھر دوسرے سجدے میں تسبیح کے بعد دس بار۔ پھر کھڑے ہو کر بسم اللہ سے پہلے پندرہ بار۔ پھر اسی ترکیب سے چار رکعتیں پڑھے۔ ہر رکعت میں پچھتر بار اور چاروں رکعتوں میں تین سو بار یہ تسبیح پڑھی جائے گی۔

دعائے عقیقہ

پیدائش سے ساتویں دن عقیقہ کرنا مسنون ہے کہ بچے کے سر کے بال مونڈے جائیں۔ اسی وقت قربانی کی جائے اگر لڑکا ہو تو دو بکرے اور لڑکی ہو تو ایک بکری ذبح کرے اور عقیقہ سے پہلے نام رکھ لیا جائے کہ بوقت ذبح کرنے قربانی کے دعا میں نام کی ضرورت ہوتی ہے۔

لڑکے کے عقیقہ کی دُعا

اَللّٰھُمَّ ھٰذِہٖ عَقِیْقَۃُ ابْنِیْ (یہاں پر لڑکے کا نام لیا جائے) دَمُھَا بِدَمِہٖ وَلَحْمُھَا بِلَحْمِہٖ وَشَحْمُھَا بِشَحْمِہٖ وَعَظْمُھَا بِعَظْمِہٖ وَجِلْدُھَا بِجِلْدِہٖ وَشَعْرُھَا بِشَعْرِہٖ۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْھَا فِدَآءً لِّابْنِیْ مِنَ النَّارِ وَتَقَبَّلْھَا مِنْہُ کَمَا تَقَبَّلْتَھَا مِنْ نَبِیِّکَ الْمُصْطَفٰی وَحَبِیْبِکَ اَحْمَدَ الْمُجْتَبٰی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ط لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ط بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ ہ

لڑکی کے عقیقہ کی دُعا

اَللّٰھُمَّ ھٰذِہٖ عَقِیْقَۃُ بِنْتِیْ (یہاں پر لڑکی کا نام لیا جائے) دَمُھَا بِدَمِھَا وَلَحْمُھَا بِلَحْمِھَا وَشَحْمُھَا بِشَحْمِھَا وَعَظْمُھَا بِعَظْمِھَا وَجِلْدُھَا بِجِلْدِھَا وَشَعْرُھَا بِشَعْرِھَا۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْھَا فِدَآءً لِّبِنْتِیْ مِنَ النَّارِ وَتَقَبَّلْھَا مِنْھَا کَمَا تَقَبَّلْتَھَا مِنْ نَّبِیِّکَ الْمُصْطَفٰی وَحَبِیْبِکَ اَحْمَدَ الْمُجْتَبٰی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۝ بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ ۝

جب شروع سے آخر تک یہ دُعا پڑھ چکے اور بسم اللہ اللہ اکبر پر پہنچے تو اسی وقت ذبح کر دے اور ذبح کے بعد بچے کے سر پر اُسترا چلے۔

حدیثِ پاک: بروایت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۝

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ صَلّٰی عَلٰی قَبْرِیْ مِائَۃَ مَرَّۃٍ غُفِرَتْ خَطِیْئَتُہٗ ثَمَانِیْنَ سَنَۃً ۝

فرمایا رسول کریم ﷺ جو میری قبر اطہر پر حاضر ہو کر درود شریف پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کی اسّی سال کی خطائیں مُعاف کر دیتا ہے۔

○ **تشریح:** اس حدیث پاک میں ثمانین ۸۰ سال فرما کر درحقیقت عمر بھر کے گناہ کی بخشش کا مژدہ سنایا گیا ہے۔ رب کریم نے محبوب ﷺ کی اُمت کو تین فضیلتیں عطا فرمائیں اولاً عمر کم دی تاکہ گناہ کم ہوں۔ ثانیاً سب اُمتوں سے آخر میں رکھا کہ قبروں کا قیام تھوڑا ہو۔ ثالثاً قیامت کے روز قبروں سے پاک صاف کر کے اُٹھانا۔ تاکہ حشر میں شرمندگی نہ ہو۔ "یہ اللہ جل شانہٗ و عم نوالہٗ کا درود خوان پر فضل عمیم و کرم مستقیم ہے" مؤلف

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْقَمَرِ التَّامِ وَالْبَحْرِ الْخِضَمِّ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلِّمْ

حدیثِ پاک: رواہ الحافظ المنذری فی الکامل ۝

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَاتَجْعَلُوْا بُیُوْتَکُمْ قُبُوْرًا وَّلَا تَجْعَلُوْا قَبْرِیْ عِیْدًا وَّصَلُّوْا عَلَیَّ فَاِنَّ صَلٰوتَکُمْ تَبْلُغُنِیْ حَیْثُ مَاکُنْتُمْ ۝

فرمایا رسول اللہ ﷺ اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ اور نہ میری قبر کو عیدگاہ بناؤ۔ درود شریف پڑھو مجھ پر کیونکہ تمہارا درود شریف پہنچتا ہے تم جہاں کہیں بھی ہو۔

☆ ایک روایت میں فرمایا۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ عِلْمِیْ بَعْدَ وَفَاتِیْ کَعِلْمِیْ فِیْ حَیَاتِیْ

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے میرا علم بعد وفات کے ایسا ہی جیسے علم حیات کا۔

○ تشریح : موت جسم پر وارد ہوتی ہے رُوح پر نہیں نبی بعد وفات بھی نبی ہوتا ہے اور ولی بعد الممات ولی ہوتا ہے ۔ نبوّت کے لیئے دوام ہے ایک لمحہ کے لیئے بھی نبی سے علیحدہ نہیں ہوتی ۔ لہٰذا آپ ﷺ کا علم ممات کے بعد بھی مانندِ حیات ہے اور زیارت بھی بعد وصال قائم مقام زیارتِ حیات ہے ۔ اگرچہ اس پر شرعی اُمور مُرتب نہیں ہوتے کہ وہ زیارت کے انوار سے ولی ہے صحابی نہیں ۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ
الرَّسُوْلِ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ

حدیثِ پاک :۔ بروایت حضرت اَبُوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ط

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَكْثِرُوا الصَّلٰوةَ عَلَيَّ مِنَ الصَّلٰوةِ فِيْ كُلِّ جُمُعَةٍ فَاِنَّ صَلٰوةَ اُمَّتِيْ تُعْرَضُ عَلَيَّ فِيْ كُلِّ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَمَنْ كَانَ اَكْثَرُهُمْ عَلَيَّ صَلٰوةً كَانَ اَقْرَبُهُمْ مِنِّيْ مَنْزِلَةً ؕ

فرمایا رسُول اللہ ﷺ "جمعۃُ المبارک کو مجھ پر درُود شریف بکثرت پڑھا کرو پس بیشک میرے اُمتی کے درُود شریف ہر جمعۃُ المبارک کو میری بارگاہ میں پیش کئے جاتے ہیں ۔ جو مجھ پر جتنا کثرت سے درُود شریف پڑھتا ہے اُتنا ہی میرے قریب ہوتا ہے ۔

○ تشریح : درُود شریف پڑھنے والے کو قربِ مُصطفوی نصیب ہوتا ہے ۔ صلوٰۃ وسلام قربِ مُصطفےٰ کا ذریعہ ہے اور قربِ مُصطفےٰ سے ہی قربِ الٰہ نصیب ہوتا ہے ۔ صُوفیائے کرام اور اربابِ اہلِ ذوق کے نزدیک آپ کے قرب سے بڑھ کر اور کوئی مقام "مرتبہ" نہیں ۔

درُود وسلام کے فضائل میں چالیس احادیث مبارکہ

مَنْ حَفِظَ عَلٰی اُمَّتِیْ اَرْبَعِیْنَ حَدِیْثًا فِیْ اَمْرِ دِیْنِهَا بَعَثَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی فَقِیْهًا وَّكُنْتُ لَهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ شَافِعًا وَّشَهِیْدًا ۝ (بیہقی)

"جو شخص امرِ دین کے متعلق چالیس احادیث مبارکہ حفظ کرے (اور میری اُمت کو پہنچا دے) اُس کو اللہ تعالیٰ زمرۂ علما میں محشور فرمائیں گے اور میں اُس کا شفیع ہوں گا۔"

ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ اسے سرسبز و شاداب رکھے جس نے میری حدیث سُنی اور یاد کر لی اور پھر آگے اُسی طرح بیان کی جس طرح سُنی تھی۔"

پہلی حدیث : عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ وَاحِدَةً صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ عَشْرًا ؕ (رواہ ابوداؤد ومسلم)

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے مجھ پر ایک دفعہ درُود پڑھا اللہ تعالیٰ اُس پر دس مرتبہ درُود بھیجے گا۔" (اس پر دس مرتبہ رحمتیں نازل فرمائے گا)

دوسری حدیث : حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس کے پاس میرا ذکر ہو اُسے چاہیے کہ مجھ پر درُود پڑھے ۔ جس نے مجھ پر ایک بار درود پڑھا اللہ تعالیٰ اُس کے بدلے اُس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا ۔ ایک اور روایت میں ہے جس نے ایک مرتبہ مجھ پر درُود پڑھا اللہ تعالیٰ اُس کے بدلے اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا، دس گناہ معاف فرمائے گا اور اُس کے دس درجے بلند کرے گا ۔ (اسے احمد اور نسائی نے روایت کیا ہے ۔)

تیسری حدیث : حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایک مرتبہ درود پڑھا اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس پر ستر (۷۰) مرتبہ درود بھیجتے ہیں۔ (رواہ احمد)

(اس حدیث کا حکم مرفوع حدیث کی طرح ہے کیونکہ اس میں اجتہاد کی گنجائش نہیں ہے۔)

چوتھی حدیث : حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے ایک مرتبہ مجھ پر درود پاک پڑھا اللہ کریم اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا اور درود پر مقرر فرشتہ اسے لے آتا ہے اور مجھ تک پہنچا دیتا ہے۔ (رواہ طبرانی فی الکبیر)

پانچویں حدیث : حضرت انس رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جمعہ کے دن مجھ پر زیادہ درود پڑھا کرو کیونکہ ابھی جبریل علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے میرے پاس پیغام لے کر آئے ہیں کہ روئے زمین پر کوئی مسلمان جب آپ پر ایک مرتبہ درود پاک پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اور میرے فرشتے اس پر دس مرتبہ درود بھیجتے ہیں۔ (رواہ الطبرانی)

یاد رہے حدیث کے الفاظ ہیں "صَلَّيْتُ أَنَا وَمَلَائِكَتِي" "میں اور میرے فرشتے درود بھیجتے ہیں۔"

چھٹی حدیث : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے مجھ پہ درود پاک پڑھا اس کا درود مجھ تک پہنچ جاتا ہے اور میں بھی اس پہ درود بھیجتا ہوں مزید براں اس کے لئے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ (رواہ الطبرانی فی الاوسط)

ساتویں حدیث : حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ہیں جو ہر وقت گردش میں رہتے ہیں اور میرے امتی کی طرف سے مجھے سلام پہنچاتے

ہیں۔ (رواہ نسائی وابن حبان)

آٹھویں حدیث : حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "تم جس جگہ بھی ہو مجھ پہ درود پڑھا کرو، تمہارا درود مجھے پہنچتا ہے۔" (رواہ الطبرانی)

نویں حدیث : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب کوئی مسلمان مجھے سلام پیش کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ میری روح واپس فرماتا ہے اور میں بھی اسے سلام پہنچاتا ہوں۔ (احمد وابو داؤد)

دسویں حدیث : ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بے شک قیامت کے دن لوگوں میں سب سے زیادہ میرے قریب وہ ہوگا جو مجھ پر سب سے زیادہ درود پاک پڑھنے والا ہوگا۔ (رواہ ابن حبان)

گیارھویں حدیث : حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میری قبر پر ایک فرشتہ مقرر کیا ہے اور اسے جمیع مخلوقات کے برابر سننے کی قوت عطا فرمائی ہے پس قیامت تک جو بھی مجھ پہ درود پڑھتا ہے وہ فرشتہ اس کا درود اس کا نام اور اس کے باپ کے نام کے ساتھ مجھے پہنچا دیتا ہے اور کہتا ہے (یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم) یہ فلاں بن فلاں ہے جس نے آپ پہ درود پڑھا ہے۔ (بزاز)

بارھویں حدیث : حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خطبہ ارشاد فرماتے سنا آپ فرما رہے تھے جس نے مجھ پہ درود شریف پڑھا، ملائکہ اس پر اس وقت تک درود پڑھتے رہتے ہیں جب تک وہ مجھ پہ درود پڑھتا رہتا ہے۔ پس بندے کو اختیار ہے چاہے زیادہ پڑھے یا کم۔ (رواہ احمد)

تیرھویں[13] حدیث : حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس مسلمان کے پاس صدقہ کے لیے مال نہ ہو تو اُسے چاہیئے کہ یہ الفاظ کہے: "اے اللہ! دُرود بھیج محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جو تیرے رسول اور تیرے بندے ہیں اور رحمت فرما مؤمنین اور مؤمنات اور مسلمین و مسلمات پر۔" یہی اُس کے لیے صدقہ بن جائے گا۔ حدیث پاک کے الفاظ یہ ہیں :

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَصَلِّ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ. (صحیح ابن حبان)

چودھویں[14] حدیث : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے پڑھا جَزَى اللّٰهُ عَنَّا مُحَمَّدًا (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) مَا هُوَ اَهْلُهٗ۔ "اللہ تعالیٰ جزا عطا فرمائے (ہمارے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اُن کے شایانِ شایان، تو اُس نے (نیکیاں لکھنے والے) ستر (۷۰) ملائکہ کو ہزار دن تک نیکیاں لکھتے رہنے کی وجہ سے تھکا دیا۔ (یعنی ستر ملائکہ ہزار دن تک اُس کی نیکیاں لکھتے رہتے ہیں)" (رواہ الطبرانی)

پندرھویں[15] حدیث : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "اُس آدمی کی ناک خاک آلود ہو (ذلت اُٹھائے) جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر دُرود شریف نہ پڑھے۔"

اور اُس آدمی کی ناک خاک آلود ہو جس کی موجودگی میں اُس کے والدین پر بڑھاپا آجائے اور وہ اُس کو (خوشی سے دُعا دے کر) جنت میں داخل نہ کریں۔ (رواہ الترمذی)

سولھویں[16] حدیث : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے جمعہ کے دن مجھ پر اسّی مرتبہ

دُرود شریف پڑھا اُس کے اسّی (۸۰) سال کے گناہ اللہ تعالیٰ معاف فرما دے گا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) آپ پر کیسے دُرود پڑھا جائے؟ فرمایا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ۔ یہ کہہ کر ایک مرتبہ شمار کرے۔ (دارقطنی)

سترھویں[17] حدیث : حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اَلْبَخِيْلُ مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهٗ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ۔ "بخیل وہ ہے جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر دُرود نہ پڑھے۔" (رواہ النسائی وابن حبان فی صحیحہ)

اٹھارھویں[18] حدیث : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ اَلْفَ مَرَّةٍ لَمْ يَمُتْ حَتّٰى يَرٰى مَقْعَدَهٗ مِنَ الْجَنَّةِ۔ "جس نے روزانہ مجھ پر ہزار مرتبہ دُرود پڑھا مرنے سے پہلے جنت میں اپنا ٹھکانا دیکھ لے گا۔" (رواہ ابوجعفر بن سنان)

انیسویں[19] حدیث : حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں میں کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے ملا تو انہوں نے فرمایا کیا میں تحفہ نہ دُوں؟ (تحفہ یہ ہے کہ) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم ہم جان چکے ہیں کہ آپ پر سلام کیسے پیش کرنا ہے لیکن ہمیں یہ بتائیں کہ آپ پر دُرود کیسے پڑھا جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یوں کہا کرو :

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰٓی اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۝ (رواہ البخاری)

بیسویں[20] حدیث : حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں

عرض کیا، یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم (السلام علیک یارسول اللہ) یہ آپ پر سلام ہے۔ ہم آپ پر درود کیسے بھیجیں؟ ارشاد فرمایا، یوں کہو: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ ○

(رواہ البخاری)

اکیسویں^۲۱ حدیث : حضرت عمرو بن سعید زرقی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ نے خبر دی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم۔ ہم آپ پر کس طرح درود پڑھیں؟ فرمایا: یوں کہا کرو:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ○ (رواہ البخاری)

بائیسویں^۲۲ حدیث : حضرت ابو درداء عویمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے مجھ پہ درود پڑھا صبح کو دس مرتبہ اور شام کو دس مرتبہ اُسے میری شفاعت نصیب ہوگی۔

(رواہ الطبرانی فی معجمہ الکبیر باسنادین احدھما جید)

تئیسویں^۲۳ حدیث : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھا اللہ تعالیٰ اُس پر سو (۱۰۰) مرتبہ درود بھیجے گا جس نے مجھ پہ سو مرتبہ درود پڑھا اُس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھ دیا جاتا ہے کہ یہ (آدمی) منافقت اور جہنم کی آگ سے آزاد ہے اور اللہ تعالیٰ اسے روزِ حشر شہداء کے ساتھ ٹھکانا عطا فرمائے گا۔ (رواہ الطبرانی فی الصغیر والاوسط)

چوبیسویں^۲۴ حدیث : حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے

روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے غلاموں (صحابہ کرام علیہم الرضوان) کو یوں درود پڑھنا سکھایا تھا:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ صَلَاتَكَ وَرَحْمَتَكَ وَبَرَكَاتِكَ عَلٰی سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَاِمَامِ الْمُتَّقِيْنَ وَخَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ اِمَامِ الْخَيْرِ وَقَائِدِ الْخَيْرِ وَرَسُوْلِ الرَّحْمَةِ اَللّٰھُمَّ ابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا يَغْبِطُهُ الْاَوَّلُوْنَ وَالْاٰخِرُوْنَ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ○ (ابن ماجہ)

پچیسویں^۲۵ حدیث : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ عبدالرحمٰن بن صخر الدوسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے مجھ پر ایک بار درود بھیجا اللہ تعالیٰ اُس پہ دس مرتبہ رحمت نازل فرمائے گا۔ (مسلم، ترمذی، النسائی، ابن حبان)

چھبیسویں^۲۶ حدیث : حضرت ابو کاہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے مجھ پہ ہر روز تین مرتبہ دن میں اور تین مرتبہ رات میں میری محبت میں ڈوب کر درود شریف پڑھا اللہ تعالیٰ کے ذمۂ کرم پہ ہے کہ اُس بندے کے اُس رات اور دن کے گناہ معاف فرما دے۔ (رواہ ابن عاصم۔ ابن مندہ نے کہا ہے کہ ابو کاہل صحابی ہیں۔ رضی اللہ عنہ)

ستائیسویں^۲۷ حدیث : حضرت عبدالرحمٰن بن عیسیٰ الثقفی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جس نے ایک دن میں مجھ پہ پچاس مرتبہ درود پڑھا قیامت کے دن ملائکہ اُس کے ساتھ مصافحہ کریں گے۔ (اسے حافظ ابن بشکوال علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب "القربۃ" میں روایت کیا)

اٹھائیسویں^۲۸ حدیث : حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے

ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے جمعہ کے دن دو سو مرتبہ مجھ پر درود شریف پڑھا اُس کے دو سو سال کے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ (اسے دیلمی نے مسند الفردوس میں روایت کیا ہے۔)

انتیسویں حدیث (۲۹) : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب کچھ لوگ کسی جگہ بیٹھتے ہیں اور وہ ذکر الٰہی اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود نہیں پڑھتے تو روزِ حشر یہ مجلس اُن کے لئے باعث حسرت ہوگی اگرچہ وہ جنت میں داخل ہو گئے تو بھی۔ (ترمذی، نسائی، ابوداؤد، ابن ماجہ)

اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ان الفاظ میں روایت ہے کہ جب کچھ لوگ اکٹھے ہوئے اور پھر ذکرِ خدا اور ذکرِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بغیر اُٹھ کر چلے گئے تو گویا وہ بدبودار مُردار سے اُٹھے۔

تیسویں حدیث (۳۰) : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو مجھ پر درود پڑھنا بھول گیا وہ جنت کے راستہ سے بھٹک گیا۔ (ابن ماجہ)

اکتیسویں حدیث (۳۱) : حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے کسی جگہ میرا نام لکھا اور ساتھ درود بھی لکھا تو اس لکھنے والے کو اس وقت تک اجر ملتا رہے گا جب تک اس کتاب سے اس اسم (مبارک) کو پڑھا جاتا رہے گا۔ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے کسی کتاب میں مجھ پر درود لکھا اور پڑھا فرشتے اُس وقت تک اُس کے لئے دعا مغفرت کرتے رہیں گے جب تک میرا اسم مبارک اُس کتاب میں لکھا رہے گا۔

(طبرانی و ابو الشیخ الثواب)

بتیسویں حدیث (۳۲) : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن عصر کی نماز کے بعد اپنی جگہ سے اُٹھنے سے پہلے اسّی (۸۰) مرتبہ اس درود شریف کو پڑھے گا اُس کے اسّی (۸۰) سال کے گناہ معاف ہوں گے اور اسّی (۸۰) سال کی عبادت کا ثواب اُس کے لئے لکھا جائے گا۔ درود شریف یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا ۝

تینتیسویں حدیث (۳۳) : بخاری شریف کی حدیث میں ہے جو شخص اذان سنے اور یہ دعا پڑھے "اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّامَّۃِ وَالصَّلٰوۃِ الْقَائِمَۃِ اٰتِ مُحَمَّدَ نِ الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ وَابْعَثْہُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَ نِ الَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ" اُس کے لئے میری شفاعت واجب ہو جاتی ہے۔

چونتیسویں حدیث (۳۴) : حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب مؤذن اذان دیتا ہے اور اُس کے بعد کوئی یہ دعا مانگتا ہے: اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّامَّۃِ وَالصَّلٰوۃِ الْقَائِمَۃِ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّارْضَ عَنْہُ رِضَآءً لَا سُخْطَ بَعْدَہٗ۔" اللہ تعالیٰ اُس کی دعا قبول فرماتا ہے۔ (اس حدیث کو احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مسند میں ابن السنی علیہ الرحمۃ نے "عَمَلُ الْیَوْمِ وَاللَّیْلَۃِ" میں، طبرانی علیہ الرحمۃ نے "الاوسط" میں روایت کیا ہے۔)

پینتیسویں حدیث (۳۵) : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَوْلَی النَّاسِ بِیْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اَکْثَرُھُمْ عَلَیَّ صَلٰوۃً۔" عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لوگوں میں سب سے زیادہ میرے قریب قیامت کے دن وہ ہوگا جو مجھ پہ زیادہ درود پڑھے گا۔" (ابن حبان اور ترمذی رحمہما اللہ نے اسے نقل کیا ہے اور فرمایا یہ حدیث حسن غریب ہے اس کی سند میں موسیٰ بن یعقوب زمعی ہے۔)

چھتیسویں حدیث (۳۶) : عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ عِنْدَ قَبْرِیْ سَمِعْتُہٗ وَمَنْ صَلّٰی عَلَیَّ نَائِیًا اُبْلِغْتُہٗ ۔

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جو شخص مجھ پر میری قبر کے پاس دُرود بھیجتا ہے میں اُس کو خود سُنتا ہوں اور جو دُور سے مجھ پر دُرود بھیجتا ہے وہ مجھ کو پہنچا دیا جاتا ہے۔"
(رواہ البیہقی فی شعب الایمان کذا فی المشکوٰۃ)

سینتیسویں حدیث ۳۷ : حضرت رُویفع بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے یہ دُرود پڑھا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاَنْزِلْہُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَکَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَجَبَتْ لَہُ الشَّفَاعَۃُ ۔ (رواہ الطبرانی فی المعجم الکبیر)
یہ دُرود شریف پڑھنے والے کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت لازم ہوگی۔ (ماخذ "القول البدیع" / جواہر البحار)

اڑتیسویں حدیث ۳۸ : حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھے سوار کے پیالے کی طرح نہ بنا لینا کیونکہ سوار جب تمام چیزیں سواری پہ رکھ لیتا ہے پھر پیالے کو پانی سے بھر لیتا ہے اگر وضو کی ضرورت ہو تو اُس پانی سے وضو کرتا ہے، پینا ہو تو پی لیتا ہے ورنہ اُس پانی کو بہا دیتا ہے۔ دُعا کے شروع، درمیان اور آخر میں مجھے وسیلہ بنالو۔ (رواہ عبد الرزاق مصنفہ)
حدیث طبرانی کے الفاظ یہ ہیں: لَا تَجْعَلُوْنِیْ لِقَدَحِ الرَّاکِبِ اِجْعَلُوْنِیْ فِیْ اَوَّلِ الدُّعَاءِ وَوَسْطِہٖ وَاٰخِرِہٖ ۔ درحقیقت غایت تعظیم مقصود ہے اور درود تین مواقع پر ذکر کرنا دو مواقع پر ذکر کرنے سے زیادہ بہتر و انسب ہے۔ (جواہر)

اُنتالیسویں حدیث :

اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ الطَّیِّبَاتُ الصَّلَوٰۃُ لِلّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ○ (مسلم شریف، نسائی)

چالیسویں حدیث :

اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّیِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ○ (بخاری شریف، نسائی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیاتِ مبارکہ

یہ وہ خصوصیات ہیں جو دنیا و آخرۃ میں رہتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اقدس میں بدرجہ اتم موجود ہیں

۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ پیدائشی طور پر آپ سب نبیوں سے پہلے ہوئے اور نبوت سب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کو ملی۔ کیونکہ آپ اُس وقت بھی نبی تھے جب آدم علیہ السلام کا صرف کیچڑ ہی تیار ہوا تھا۔

۲۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ خصوصیت بھی حاصل ہے کہ اللہ سے وعدہ کرتے وقت مخلوق میں سب سے پہلے آپ ہی نے وعدہ کیا تھا چنانچہ اس میثاق کے موقع پر سب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی نے "بلیٰ" (ہاں) کہا تھا۔ یہ اُس وقت کی بات ہے جب اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات سے پوچھا تھا: "کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟"

۳۔ حضرت آدم علیہ السلام اور ساری مخلوق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کی خاطر پیدا کی گئی۔

۴۔ عرش پر صرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام لکھا گیا۔ ہر آسمان پر، ہر جنت اور جو کچھ اُن کے درمیان ہے سب پر آپ کا اسم گرامی "محمد" صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لکھ دیا گیا۔

۵۔ فرشتے صرف آپ ہی کا ذکر کرتے ہیں۔

۶۔ حضرت آدم علیہ السلام کے دور میں اوپر والی مخلوقات میں اذان کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کا ذکر تھا۔

۷۔ پہلی تمام آسمانی کتب میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری کی بشارتیں اور نشانیاں درج تھیں۔ پھر آپ کے علاوہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور آپ کی امت کی پہچان کرا دی گئی۔

۸۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت کے موقع پر شیطانوں کو آسمانوں پر جانے سے روک دیا گیا۔

۹۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی ہیں جن کے بارے میں حضرت آدم علیہ السلام اور تمام انبیاء علیہم السلام سے اللہ تعالیٰ نے یہ پکا عہد لیا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائیں اور آپ کی مدد کے لئے ہر طرح تیار رہیں۔

۱۰۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہی سینہ اطہر شق (چاک) کیا گیا۔

۱۱۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام نامی "احمد" (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) رکھا گیا۔ جبکہ آپ سے پہلے یہ نام کسی اور کا نہیں ہوا۔

۱۲۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مُہرِ نبوت شریف پُشت اطہر پر قلبِ اطہر کے مقابل تھی جہاں شیطان داخل ہوا کرتا ہے، جبکہ باقی انبیائے کرام علیہم السلام کی مہر نبوت شریف اُن کے دائیں جانب ہوتی تھی۔

۱۳۔ صرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کے ایک ہزار نام تھے۔ پھر آپ کا اسم مبارک اللہ کے نام سے نکلا تھا۔

۱۴۔ سفر کے دوران صرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر فرشتے سایہ کرتے۔

۱۵۔ پورا حُسن صرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا کیا گیا جبکہ یوسف علیہ السلام کو اس میں سے تھوڑا سا حصہ عطا ہوا تھا۔

۱۶۔ صرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السلام کو اُن کی اصلی شکل میں دیکھا تھا۔

۱۷۔ صرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کو جسمانی معراج کرائی گئی۔

۱۸۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعلانِ نبوت فرمایا تو کاہنوں کی غیبی خبروں کا سلسلہ رُک گیا جو وہ آسمانوں سے سُن کر آتے تھے اور شہاب ثاقب چھوڑنا شروع کر دیا گیا۔

۱۹۔ صرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی نے اپنے فوت شدہ والدین کو زندہ کیا اور وہ آپ پر ایمان لائے۔

۲۰۔ وحی شروع ہونے سے پہلے حضرت جبریل علیہ السلام نے صرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گلے لگا کر دبایا تھا۔

۲۱۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ ہر اُمت کے کچھ لوگ جنت میں جائیں گے اور کچھ جہنم میں لیکن اُمت محمدیہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سب کی سب جنت میں داخل ہوگی۔ واللہ اعلم)

۲۲۔ اِس اُمت کا فیصلہ سب سے پہلے ہوگا ان کے بڑے بڑے گناہ بخش دیے جائیں گے۔ اور یہودی یا نصرانی کو اُن میں سے ہر ایک کے بدلے میں لایا جائے گا اور اُن سے کہا جائے گا اے مسلمان! یہ آگ سے تمہارے بچنے کی جگہ بھیجا جا رہا ہے۔ یہ سب اُمتوں سے پہلے جنت میں جائیں گے اور ان کے ساتھ ستر ہزار بلاحساب جنت میں چلے جائیں گے۔ پھر ان ستر ہزار میں ہر ایک کے ساتھ ستر ہزار مزید ہوں گے اور ان سب کے بچے جنت میں ہوں گے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اِس اُمت میں نہ تو کسی کو ننگا کیا جاتا ہے نہ سزا دیتے وقت لٹایا جاتا ہے اور نہ ہی انہیں باندھا جاتا ہے یعنی اُن کے کپڑے نہیں اتارے جاتے اور نہ ہی حد لگاتے انہیں لٹایا جاتا ہے۔ بلکہ بیٹھے بیٹھے مارا جاتا ہے اور اس پر کپڑا ہوتا ہے۔

۲۳۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ قیامت کے دن سب سے پہلے آپ کے لئے زمین چیری جائے گی جب کڑکا ہوگا تو سب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی سنبھلیں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ستر ہزار فرشتوں کے جھرمٹ میں تشریف لائیں گے اور براق پر سوار ہوں گے۔ میدان محشر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام لیا جائے گا اور جنت کی اعلیٰ ترین پوشاک آپ زیب تن فرمائے ہوں گے۔ آپ عرش

کے دائیں جانب مقام محمود میں کھڑے ہوں گے۔ دست مبارک میں لواء الحمد نامی جھنڈا ہوگا اور نزدیک ہی حضرت آدم علیہ السلام اس جھنڈے کے نیچے کھڑے ہوں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس موقع پر نبیوں کے امام بنے ہوں گے اور اُن کے آگے آگے ہوں گے۔ سب سے پہلے وہاں آپ ہی کو سجدہ کا حکم ہوگا۔ اور سب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی اللہ تعالیٰ کا دیدار فرمائیں گے۔ سب سے پہلے آپ ہی شفاعت کریں گے اور پہلے آپ ہی کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ بھی خصوصیت ہوگی کہ ایک قوم کو بغیر حساب وکتاب بذریعہ شفاعت جنت میں لے جائیں گے۔ آپ کی یہ شفاعت بھی ہوگی کہ جہنم کا فیصلہ کئے گئے شخص کو دوزخ جانے سے روک لیں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت سے جنتیوں کے درجات بڑھ جائیں گے اور آپ کی شفاعت سے بے شمار لوگوں کو دوزخ سے نکال لیا جائے گا۔

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب کوئی ہدیہ پیش کرتا تو آپ اُس کے بدلے اُسے کوئی شے ضرور عطا فرماتے۔

☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمان خداوندی قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا ط ترجمہ: "اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو جہنم سے بچاؤ" کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ اپنے بیوی بچوں کو بھلے کام یعنی نماز وغیرہ سکھایا کرو۔"

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز میں سر کو پگڑی یا ٹوپی سے ڈھانپنے کا حکم فرماتے، سر ننگا رکھنے سے منع فرماتے اور نماز کے لئے صاف ستھرے کپڑے پہننے اور خوشبو لگانے کا شوق دلاتے۔ فرماتے اللہ تعالیٰ خود ستھرا ہے تو پاکیزگی ہی کو پسند فرماتا ہے۔ طہارت نصف ایمان بھی ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کا یہ بھی کمال ہوگا کہ عبادات میں کمی رہ جانے کی صورت میں صالح اور نیک مسلمانوں کو معافی مل جائے گی۔

۞ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت ہی سے میدانِ حشر میں حساب کتاب ہلکا ہوگا۔

۞ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت سے دوزخیوں کے عذاب میں کمی ہوجائے گی۔ آپ کی شفاعت سے مشرکین کے بچوں کو عذاب نہ ہوگا۔

۞ سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی پُلصراط سے گذر کر جنت میں جلوہ افروز ہوں گے اور آپ کے سرِ اقدس اور چہرۂ اقدس کے ہر بال کی جگہ نور ہوگا جبکہ پہلے انبیاء علیہم السلام میں سے ہر ایک کو صرف دو نور عطا ہوں گے۔

میدانِ محشر میں سب لوگوں کو آنکھیں بند کرنے کا حکم ہوگا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد خاتونِ جنت حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا پُلصراط سے گذر جائیں۔ چنانچہ آپ گذریں گی تو کاندھے پر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا خون آلود کپڑا ہوگا۔ آپ اللہ کے سامنے کھڑی ہوں گی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ماں بیٹے کے بارے میں جو چاہے گا فیصلہ فرمائے گا۔

۞ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وسیلہ کا مرتبہ ملے گا۔ اور یہ جنت میں سب سے اعلیٰ درجے کا نام ہے۔

۞ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کوثر ملے گا اور عظیم حوض دیا جائے گا۔ حالانکہ حوض تو ہر نبی کو ملے گا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حوض کوثر سب سے لمبا چوڑا ہوگا اور سب لوگ یہیں سے پئیں گے۔

۞ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منبر شریف کے پائے جنت کی سیڑھیوں کا کام دیں گے۔

۞ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا منبر شریف جنت کے دروازے پر رکھا ہوگا۔ آپ کے منبر اور قبرِ انور کے درمیان جنت کی باغیچی ہوگی۔

۞ صرف حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت کے لئے تمام اولادِ آدم علیہ

السلام کو چھوڑ کر حضرت آدم علیہ السلام کی کنیت جنت میں "ابو محمد" (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہوگی۔

۞ جنت میں تمام آسمانی کتابوں کے باوجود صرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کتاب (قرآن مجید) کی تلاوت ہوگی۔

۞۔ جنت میں ہر شخص آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عربی زبان میں بات کرے گا۔ یعنی جنت میں صرف عربی زبان بولی جائے گی۔

۞۔ قیامت کے میدان میں جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت آئے گی تو اعضائے وضو (منہ اور ہاتھ پاؤں) چمکتے ہوں گے۔ وہ لوگ میدانِ محشر میں بلند ٹیلوں پہ ہوں گے اور انبیاء علیہم السلام کی طرح اُن کے بھی دو نور ہوں گے۔ اُن کے سامنے اُن کی اولاد کے نام لئے جائیں گے۔ یہ تمام لوگ پُلصراط سے تیز ہوا کی طرح گزر جائیں گے۔

۞۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہ روزانہ ستر مرتبہ استغفار فرض تھا۔

۞۔ حالتِ وحی ہی میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال مبارک ہوا۔

۞۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سب نفل فرضوں کے تابع ہوتے اُن کا اجر زیادہ ملتا۔

۞۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے شخص کی اولاد کا نان و نفقہ اپنے ذمہ لیتے جو تنگی کی حالت میں فوت ہوجاتا۔

۞۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے جائز تھا کہ مالِ غنیمت میں سے تقسیم سے پہلے جتنا چاہیں لے لیں۔

۞۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہدیہ قبول فرمالیتے تھے جبکہ یہ کسی دوسرے حاکم کے لئے جائز نہیں تھا۔

۞۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے یہ بھی جائز تھا کہ اپنے گالی دینے والے یا ہجو کرنے والے کو قتل کردیں۔

٭ ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے بیٹھ کر اور کھڑے ہو کر نفلی نماز ادا کرنا ایک جیسا تھا۔ آپ کسی مجبوری کے بغیر بھی بیٹھ کر نماز پڑھتے اور اجر و ثواب پورا پاتے تھے۔

٭ ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت تمام مخلوقات سے زیادہ ہونا ہی عین ایمان ہے اور آپ کی آل و اصحاب رضی اللہ عنہم سے بھی ایسی ہی محبت ہونی ضروری ہے۔

٭ ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہم میں سے کسی زوجہ محترمہ (ام المومنین) نے آپ سے بغاوت نہیں کی۔

٭ ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹیوں کی اولاد آپ سے منسوب تھی۔

٭ ۔ حدیث پاک میں آیا ہے۔ ارشاد فرمایا کہ ہر نبی (علیہ السلام) کی اولاد اُن کی پشت سے ہوئی لیکن میرا معاملہ ایسا نہیں بلکہ میری اولاد اللہ تعالٰے نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی پشت سے پیدا کی ہے۔

٭ ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی رضی اللہ عنہا کے ہوتے ہوئے اُس کے شوہر کے لئے یہ جائز نہ تھا کہ کسی اور سے شادی کرے۔

٭ جو شخص دونوں طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دامادی کا سلسلہ قائم رکھے وہ دوزخ میں نہ جائے گا۔

٭ ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اختیار حاصل تھا جسے جو چاہیں خصوصیت دے دیں۔ چنانچہ آپ نے حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کی گواہی کو دو آدمیوں کی گواہی کے برابر قرار دیا۔

٭ ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسے آگے دیکھتے ویسے ہی پیچھے اور دائیں بائیں بھی دیکھا کرتے۔

٭ ۔ رات کے اندھیرے میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دن کی طرح دیکھتے تھے۔

٭ ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منہ مبارک کا لعاب مبارک نمکین پانی کو میٹھا کر دیتا تھا۔

٭ ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ کبھی جماہی لی اور نہ کبھی آپ کو احتلام ہوا تھا۔

٭ ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پسینہ مبارک کستوری سے بھی زیادہ خوشبودار ہوتا تھا۔

٭ ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی لمبے آدمی کے ہمراہ چلتے تو اُس سے لمبے دکھائی دیتے تھے اور جب بیٹھے ہوتے تو آپ کے کندھے مبارک تمام بیٹھنے والوں سے اونچے دکھائی دیتے اور جب آپ چلتے تو زمین سکڑ جاتی۔

٭ ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سایہ زمین پہ نہ پڑتا اور نہ ہی چاند اور سورج کی روشنی میں نظر آتا۔ کیونکہ آپ نور تھے۔

٭ ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم اقدس پر مکھی کبھی نہ بیٹھی، نہ کسی جوں نے آپ کو اذیت دی۔

٭ ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہمبستری کے لئے چالیس مردوں جتنی قوت حاصل تھی۔

٭ ۔ کسی چیز کو پکڑتے تو سو (۱۰۰) آدمیوں جتنی طاقت ہوتی۔

٭ ۔ قضائے حاجت کے موقع پر جو کچھ نکلتا اُسے زمین نگل جاتی اور اُس جگہ سے کستوری کی خوشبو آتی۔

٭ ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شروع سے آخر تک سجدہ کرنے والوں میں چلے آئے اور نبی بن کر پیدا ہوئے۔

٭ ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کے ہاں آپ کے علاوہ کوئی اولاد نہ تھی۔

٭ ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کے وقت بت اُوندھے گر گئے۔

آپ ختنہ شدہ پیدا ہوئے اور ناف کٹی ہوئی تھی، صاف ستھرے کوئی پلیدی جسدِ اطہر پر نہ تھی۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ نے ایک نور نکلتا دیکھا جس میں ملک شام کے محلات دکھائی دینے لگے۔

۞ ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جس جس عورت نے دودھ پلایا، دولتِ ایمان سے مالا مال ہوئی۔

۞ ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پنگھوڑے میں ہوتے چاند اُدھر ہی چلتا جدھر آپ انگلی اٹھاتے۔ گویا چاند آپ کا کھلونا تھا۔

۞ ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پنگھوڑے میں بولنا شروع کیا اور پہلا یہ کلام تھا: اَللّٰہُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا وَّالْحَمْدُ لِلّٰہِ کَثِیْرًا۔

۞ ۔ مرضِ وصال میں اللہ تعالیٰ نے حضرت جبریل علیہ السلام کو تین دن تک بھیجا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حال پوچھیں۔

۞ ۔ جب ملک الموت علیہ السلام حاضر ہوئے تو اسمٰعیل نامی فرشتہ بھی ساتھ اُترا جو نہ تو کبھی آسمان پر چڑھا تھا اور نہ زمین پر اُترا تھا۔ لوگوں نے ملک الموت علیہ السلام کو روتے ہوئے سنا اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یہ کہہ رہا تھا وَامُحَمَّدَاہُ۔ اللہ تعالیٰ اور فرشتوں نے اس وقت آپ پر صلوٰۃ بھیجی۔ پھر بغیر امام کے ٹولیوں کی صورت میں فوج در فوج آپ پر نماز پڑھی گئی اور دعا مانگی گئی۔

۞ ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وہیں خانہ اقدس میں مدفن شریف بنا جہاں وصال مبارک ہوا۔

۞ ۔ وصال شریف کے بعد زمین پر تاریکی چھا گئی۔

۞ ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی قبرِ انور میں اذان اور اقامت کے ساتھ نماز ادا فرماتے ہیں۔

۞ ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیثِ مبارکہ کا پڑھنا تلاوتِ قرآن

ہی کی طرح عبادت ہے۔ اس کے لئے خوشبو لگانا اور غسل کرنا مستحب ہے۔

۞ ۔ حدیث شریف پڑھنے کے دوران کسی کے لئے اُٹھنا مکروہ ہے۔

۞ ۔ حدیث پڑھانے والوں کے چہرے ہمیشہ تر و تازہ رہتے ہیں۔

۞ ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مبارک کے قریب بلند آواز سے بولنا منع ہے۔

۞ ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گنجے کے سر پہ ہاتھ پھیر دیتے تو اُس کے بال اُگ آتے۔

۞ ۔ سب سے زیادہ معجزات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا ہوئے۔

۞ ۔ یہ خصوصیت بھی آپ ہی کو حاصل ہے کہ باقی انبیاء کرام علیہم السلام کو جو معجزات اور فضیلتیں ملیں، وہ سب آپ کی ذاتِ اقدس میں بدرجۂ اتم موجود ہیں۔ کسی اور نبی کے لئے ایسا نہ ہو سکا۔

۞ ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاطر چاند دو ٹکڑے ہوا۔

۞ ۔ پتھروں نے صرف آپ پر ہی سلام پڑھا۔

۞ ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے کھجور کا تنا رویا تھا۔

۞ ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگلیوں سے پانی کے چشمے پھوٹ نکلے۔

۞ ۔ درختوں نے صرف آپ ہی سے کلام کیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی گواہی دی اور فرمان پر چلے۔

۞ ۔ خاتم النبیین کا مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہی دیا گیا۔

۞ ۔ صرف آپ ہی نے ہر قسم کے لوگوں کو اسلام کی دعوت دی۔

۞ ۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمنوں کو فوراً آپ سے دور رکھا۔

۞ ۔ اس بات پر علماء کرام کا اجماع ہے کہ جنوں کی طرف صرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی رسول بن کر تشریف لائے۔

- اللہ تعالیٰ نے صرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کی زندگی کی قسم کھائی۔
- صرف آپ ہی کے رسول ہونے کی قسم کھائی۔
- اللہ تعالیٰ نے قرآن میں صرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کے نام کو اپنے نام کے ساتھ ملا کر ذکر فرمایا۔
- آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کی فرمانبرداری تمام جہانوں پر فرض کر دی گئی۔
- قرآن مجید میں صرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کے ایک ایک عضو کی تعریف کی گئی۔
- قرآن میں اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام لے کر بات نہیں کی بلکہ یوں فرمایا؛ یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ، یٰاَیُّھَا الرَّسُوْلُ۔ اور اُمت کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام مبارک لے کر آواز دینا حرام کر دیا گیا۔
- صرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی حبیب الرحمٰن کہلائے۔
- صرف آپ ہی کو بیک وقت حبیب اور خلیل ہونے کا مرتبہ ملا۔
- عرشِ اعظم پر ذاتِ کبریا کا صرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی سے کلام ہوا اور اللہ کی زیارت بھی۔ جبکہ موسیٰ علیہ السلام سے کوہ طور پر کلام فرمایا۔
- سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کے لئے معراج شریف کے موقع پر آسمانوں کے دروازے بنتے گئے۔
- آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی قاب قوسین کے مقام تک پہنچے۔
- صرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کے قدمین شریفین ایسے مقام پہ پہنچے تھے، جہاں کسی بھی نبی و رسول نے قدم نہیں رکھے تھے اور نہ ہی کسی مقرب فرشتے کے قدم لگے تھے۔
- صرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاطر تمام انبیاء علیہم السلام کو معراج کی رات بیت المقدس بھیجا گیا۔
- سب انبیاء علیہم السلام کو اکٹھے نماز پڑھانا صرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ہی کا کام تھا۔
- سارے فرشتوں کی امامت بھی بیت المعمور میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہی فرمائی۔
- جنت و دوزخ کو ملاحظہ صرف آپ ہی نے فرمایا۔
- اللہ تعالیٰ کی بڑی بڑی نشانیاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہی مشاہدہ فرمائیں۔
- آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رویت نصیب ہوئی تو مَازَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی کا مرتبہ پایا۔
- صرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی زیارت کی۔
- فرشتے صرف آپ کے شانہ بشانہ ہی کفار سے لڑتے تھے اور جہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے جاتے آپ کے پیچھے پیچھے چلتے۔
- صرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مکمل کتاب دی گئی حالانکہ آپ کو نہ لکھنے اور نہ پڑھ سکنے کی مشق تھی۔
- آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کتاب (قرآن مجید) ایسا معجزہ تھی جس میں تبدیلی ممکن نہیں، اس میں سے کسی آیت کو نکالا نہیں جا سکتا۔ حالانکہ عرصے گذر گئے اور اسی میں وہ سب کچھ جمع ہے جو اگلی کتابوں میں درج تھا بلکہ اس میں ان سے زیادہ ہے۔ یہ اپنے اندر ہر شے سموئے ہوئے ہے، اسے سمجھنے کے لئے کسی اور چیز کی ضرورت نہیں اور پھر یاد کرنے کے لئے آسان کر دی گئی ہے۔ یہ آہستہ آہستہ اترتی رہی۔ اسے سات طریقوں سے پڑھا جا سکتا ہے، سات دروازوں سے اتری۔ اس کے پڑھنے والے کو ہر حرف پر دس نیکیاں ملتی ہیں۔
- اس کتاب کو پہلی کتابوں پر اس لحاظ سے عظمت حاصل ہے کہ اس میں تین ایسی خصوصیات ہیں جو سابقہ کسی آسمانی کتاب میں نہ تھیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ یہ ایک دعویٰ کرتی ہے تو پھر دلیل بھی خود ہی دیتی ہے حالانکہ

کسی اور نبی (علیہ السلام) کی کتاب میں ایسا نہ تھا، ان میں صرف دعویٰ ہی ہوتا تھا اور دلیل کی صورت اور ہوتی تھی۔ چنانچہ قرآن اپنے معنیٰ کے لحاظ سے اگر ایک دعویٰ پیش کرتا ہے تو الفاظ اس کی دلیل بنتے ہیں۔ اور یہ بڑی عظمت کی بات ہے کہ دعویٰ کے ساتھ اس کی دلیل بھی ہو۔ اور یونہی دلیل کی عظمت کا اندازہ لگایئے کہ اس کا دعویٰ بھی ساتھ ہی ہے اس سے جدا نہیں۔

٭ ۔ صرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کو عرش سے نیچے کا خزانہ ملا، کسی اور کو نہیں مل سکا تھا۔

٭ ۔ بسم اللہ شریف، سورہ فاتحہ، آیت الکرسی، سورۂ بقرہ کی آخری آیات اور سات لمبی اور تفصیلی سورتیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کو ملیں۔

٭ ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کا قرآنی معجزہ قیامت تک باقی رہے گا جبکہ دیگر انبیاء علیہم السلام کے معجزات ان کے ادوار میں ہی ختم ہو گئے۔

٭ ۔ صرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ہی دو قبلے بنے۔

٭ ۔ صرف آپ ہی نے دو مرتبہ ہجرت فرمائی۔

٭ ۔ صرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی تھے جو ظاہری اور باطنی دونوں حالتوں کو دیکھ کر حکم فرماتے۔

٭ ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ خصوصیت بھی حاصل تھی کہ اگلی اور پچھلی طرف ایک ماہ کی مسافت پر دشمن پر آپ کا رُعب چھا جاتا تھا۔

٭ ۔ تمام روئے زمین کے خزانوں کی چابیاں صرف آپ کو دی گئیں۔

٭ ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی ابلق گھوڑے پر بیٹھے جس کی زین سندس کی تھی۔

٭ ۔ صرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہر قسم کی وحی اُتری۔

٭ ۔ حضرت اسرافیل علیہ السلام صرف آپ کے پاس نازل ہوئے کسی اور نبی (علیہ السلام) پر نہیں اُترے۔

٭ ۔ نبوت اور بادشاہی کے دونوں مرتبے صرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کو حاصل تھے۔

٭ ۔ صرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کو ہر شے کا علم دیا گیا اور ان پانچ چیزوں کا علم دیا گیا جن کا ذکر اس آیت میں آیا ہے:۔ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ۔ (سورۂ لقمان: ۳۴۔)

"بے شک اللہ کے پاس ہے قیامت کا علم۔"

٭ ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظاہری حیاتِ طیبہ ہی میں تھے کہ آپ کو بخشش کی اطلاع دی گئی اور فرما دیا گیا: "تاکہ اللہ آپ کے ذریعے آپ سے پہلوں اور بعد والوں کے گناہ بخش دے۔"

٭ ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے کسی اور کو امین نہیں فرمایا۔

٭ ۔ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر کی عظمت یوں بڑھائی کہ جب بھی اذان، خطبہ اور تشہد میں اللہ کا ذکر آتا ہے تو آپ کا ذکر بھی ساتھ ہی ہوا کرتا ہے۔

٭ ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ساری اُمت آپ کے سامنے کی گئی چنانچہ آپ نے اپنے ایک ایک اُمتی کو دیکھا اور پھر اُمت میں قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے اللہ نے آپ کو سب کچھ دکھایا بلکہ پہلی ساری اُمتیں بھی یُوں دکھائیں جیسے حضرت آدم علیہ السلام کو تمام اولاد دکھائی اور ساری چیزوں کے نام بتا دئیے۔

٭ ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت آدم علیہ السلام کی ساری اولاد کے سردار ہیں اور ساری مخلوق میں سے اللہ کو پیارے ہیں چنانچہ سارے رسولوں اور اللہ کے قرب والے فرشتوں سے بھی افضل ہیں۔

٭ ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سارے جہانوں میں سب سے زیادہ عقل مند

٭ ۔ صرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ہی چار سے زائد نکاح بیک وقت جائز تھے اُمت کے لئے نہیں۔

٭ ۔ زمین کے جس ٹکڑے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جسدِ اقدس مدفون ہوا وہ کعبہ اور عرش اعظم سے افضل ہے۔

٭ ۔ اللہ تعالیٰ کی قسم دینا ہو تو صرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کی قسم دی جا سکتی ہے کسی اور کی نہیں۔

٭ ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شرمگاہ پر کسی کی نگاہ نہ پڑ سکی۔ اگر کوئی دیکھ لیتا تو آنکھیں گنوا بیٹھتا۔

٭ ۔ قرآن مجید اور کسی دوسری کتاب اللہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا کسی اور پر درود پڑھنے کا حکم نہیں۔ یونہی اللہ تعالیٰ اور تمام ملائکہ کرام بھی ہمیشہ صرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہی درود بھیجتے ہیں۔

٭ ۔ آپ کے لئے ہی مال غنیمت کو حلال قرار دے دیا گیا۔ جبکہ دیگر انبیاء علیہم السلام کے لئے مال غنیمت حلال نہیں تھا۔

٭ ۔ ساری روئے زمین پر آپ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت جہاں چاہیں سجدہ کر سکتے ہیں۔ پہلی اُمتیں صرف عبادت خانوں ہی میں نماز ادا کر سکتی تھیں۔

٭ ۔ تیمم کرنے کی اجازت صرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کو دی گئی۔

٭ ۔ صرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ہی پانی کو پاکیزہ کرنے کا ذریعہ قرار دیا گیا۔

٭ ۔ وضو کا حکم بھی صرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کو ملا تھا۔ پہلے صرف انبیاء علیہم السلام ہی وضو کیا کرتے تھے، اُمت کو حکم نہ تھا۔

٭ ۔ موزوں پر مسح کرنے کی اجازت بھی صرف آپ ہی کو ملی تھی۔

٭ ۔ نمازیں، دو نمازوں کے درمیان کئے گئے گناہوں کو مٹا دیتی ہیں۔

اور صاحب فراست ہیں۔

٭ ۔ صرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کے چار وزیر ہیں دو آسمانوں پر دو زمین پر۔ حضرت جبریل و حضرت میکائیل علیہما السلام آسمانوں پر اور حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما زمین پر۔

٭ ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے چودہ ۱۴ نجیب (شریف ترین) دیئے گئے، جبکہ دیگر انبیائے کرام علیہم السلام کو سات سات دیئے گئے۔

٭ ۔ آپ کا ہر قریبی رشتہ دار اسلام لایا۔ آپ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن آپ کی مددگار رہیں۔

٭ ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیویاں اور بیٹیاں سارے جہانوں میں سے افضل ہیں۔

٭ ۔ آپ کے صحابہ (رضی اللہ عنہم) انبیاء علیہم السلام کو چھوڑ کر دونوں عالم میں سب سے افضل ہیں۔ اور تقریباً انبیاء علیہم السلام کی گنتی کے برابر ہیں۔ یعنی ایک لاکھ چوبیس ہزار۔ اور سب مجتہد تھے اور درست رائے کے مالک۔ اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے صحابہ رضی اللہ عنہم ستاروں کی مانند ہیں، تم جس کے بھی کہنے پر چلو گے راہ راست ملے گی۔

٭ ۔ مدینہ کے دو پتھریلے مقامات کا درمیانی حصہ آپ کے لئے حرام قرار دیا گیا۔

٭ ۔ قبر میں میت سے صرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں ہی سوال کیا جاتا ہے۔

٭ ۔ ملک الموت جب جان قبض کرنے کے لئے حاضر ہوئے تو اجازت مانگی جبکہ کسی اور نبی سے ایسا نہیں ہوا۔

٭ ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال مبارک کے بعد آپ کی کسی بیوی کے ساتھ کسی کا نکاح جائز نہ تھا۔

۞ ۔ عشاء کی نماز بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کو دی گئی۔ اس سے پہلے کسی پر فرض نہ تھی۔

۞ ۔ اذان صرف آپ کے لئے مقرر کی گئی۔

۞ ۔ اقامت کا حکم (تکبیر کہنا جماعت کے لئے) بھی صرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے اترا ہے۔

۞ ۔ تکبیر کے ساتھ نماز کو شروع کرنا اور آمین کہنا بھی آپ ہی نے شروع فرمایا۔

۞ ۔ صرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ (اے اللہ! اے ہمارے پروردگار! ہر تعریف تیرے ہی لئے ہے)۔ کہا۔

۞ ۔ کعبے کی طرف رُخ کرنا بھی آپ کے حصہ میں آیا۔

۞ ۔ فرشتوں کی طرح نماز میں صرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت نے صفیں بنائیں۔

۞ ۔ التحیات کا سلام صرف آپ کے لئے تھا۔ یہی فرشتوں اور اہل جنت کا سلام ہے۔

۞ ۔ جمعہ کے دن کو آپ اور آپ کی اُمت کے لئے عید قرار دیا گیا اور اس میں دعاء قبول ہونے کے لئے ایک گھڑی صرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دی گئی۔

۞ ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے کہ بڑوں میں بیٹھو گے تو برکت حاصل کرو گے۔

۞ ۔ عید الاضحیٰ بھی آپ ہی کو دی گئی۔

۞ ۔ نمازِ جمعہ، باجماعت نماز اور تہجد کو موجودہ طریقے پر پڑھنے کا حکم صرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیا گیا۔

۞ ۔ ماہِ رمضان بھی خاص شرطوں کے ساتھ دیا گیا اور اس میں فرشتے شیطانوں کو بھگاتے ہیں۔ رمضان ہی میں جنت سجائی جاتی ہے اور روزہ دار

کے منہ کی بُو اللہ تعالیٰ کو کستوری سے بھی زیادہ پیاری لگتی ہے۔ افطاری کے وقت فرشتے روزہ داروں کے لئے بخشش کی دعائیں کرتے ہیں اور اس کی آخری رات میں سب کو بخش دیا جاتا ہے۔

۞ ۔ رمضان کی ساری رات صبح تک کھانا پینا اور ہم بستر ہونا جائز قرار دے گئے۔ جبکہ دوسری اُمتوں کے لئے سو جانے کے بعد یہ کام حرام تھے۔ جلد افطار کرنے کا حکم ملا۔

۞ ۔ روزے کی حالت میں کلام کرنا جائز ہوا جبکہ پہلوں کے لئے جائز نہ تھا۔

۞ ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لیلۃ القدر دی گئی۔

۞ ۔ یوم عرفہ کے دن روزہ رکھنا دو سال کے گناہوں کا کفارہ بنا دیا گیا کیونکہ یہ روزہ سنت ہے۔

۞ ۔ عاشوراء کے دن کا روزہ ایک سال کے گناہوں کا کفارہ بنا دیا گیا۔ یہ بھی سنت موسیٰ علیہ السلام ہے۔

۞ ۔ کھانے کے بعد ہاتھ دھونا دو نیکیوں کا باعث ہے۔ کیونکہ یہ عمل آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا۔ آپ سے پہلے اس پر ایک نیکی ملتی تھی کیونکہ اسے توراۃ سے شروع کیا گیا۔

۞ ۔ لحد بنانے کی خصوصیت دی گئی۔

۞ ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذبح کرتے جبکہ اہل کتاب گلا چیرتے تھے۔

۞ ۔ ماتھے پر سجدہ کی خصوصیت ملی پہلے لوگ پہلو پر سجدہ کرتے تھے۔

۞ ۔ عاشوراء کے روزے کے ساتھ پہلے نو دن کے روزے ملانے کی اجازت ملی۔

۞ ۔ نماز میں بے صورتی سے روکا گیا۔ پہلے لوگ ایک طرف جھکتے ہوئے نماز پڑھتے تھے۔

۞ ۔ پگڑی میں شملہ کی خصوصیت ملی اور یہ فرشتوں کا طریقہ ہے۔

❖ - جسم کے درمیان دھوتی باندھنے کی خصوصیت ہے۔ سدل کرنا مکروہ ہے۔
(گردن پر کپڑا ڈال کر پلو دونوں طرف لٹکا دینا)

❖ - جنازہ تیزی سے لے جانے کی اجازت ہوئی۔

❖ - بہت بڑی یہ خصوصیت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت سب اُمتوں سے افضل ہے اور سب سے آخری امت ہے۔

❖ - اُمت کے لئے مسلمون اور مومنون کے الفاظ اللہ کے ناموں سے نکلے گئے اور ان کے دین کا نام اسلام ہوا مسلمان کا لفظ پہلے انبیاء علیہم السلام پر بولا جاتا، اُمتیوں پر نہیں بولا جاتا تھا۔

❖ - پلیدی والی جگہ کو کاٹنے کا حکم نہیں جبکہ پہلی اُمتوں کو پلیدی کی جگہ سے کپڑا کاٹنا پڑتا تھا۔

❖ - زکوٰۃ میں انہیں مال کا چوتھائی حصہ نہیں دینا پڑتا بلکہ اڑھائی فیصد دینا ہوتا ہے۔

❖ - اِس اُمت کو پہلے تو دنیا میں ثواب ملتا ہے پھر آخرت کے لئے جمع رہتا ہے۔

❖ - ان کے اعمال اور رُوحیں گذرنے کے لئے آسمانوں کے دروازے کھولے جاتے ہیں فرشتے اُن پر خوش ہوتے ہیں۔

❖ - ان پر اللہ اور اس کے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں جیسے انبیاء علیہم السلام پر، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "اللہ وہ ہے جو خود اُن پر رحمت فرماتا ہے اور اُس کے فرشتے بھی۔ یہ لپنے بستروں پر فوت ہو کر اللہ کے ہاں شہید لکھ دیتے جاتے ہیں اور اللہ کے ہاں ان کے لئے دستر خوان بچھایا جائے گا تو دستر خوان اٹھانے سے پہلے انہیں بخش دیا جائے گا۔ یہ لباس پہنتے ہیں تو بوسیدہ کرنے سے پہلے انہیں بخش دیا جاتا ہے۔

❖ - اِس اُمت کے گناہ استغفار سے بخش دیئے جاتے ہیں اور شرمندگی ہی توبہ کا ذریعہ بن جاتی ہے۔

❖ - حضرت آدم علیہ السلام سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت کو چار کرامات اور عزتوں سے نوازا ہے جو مجھے نہیں دیں۔

۱ - میری توبہ تو مکہ میں قبول ہوئی لیکن یہ اُمت جہاں چاہے توبہ کرے، ہر جگہ توبہ قبول ہو سکتی ہے۔

۲ - مجھ سے جب (لکھی ہوئی) کوتاہی ہوئی تو کپڑے اُتروا لئے گئے لیکن ان کے کپڑے نہیں اُتروائے جاتے

۳ - میرے اور میری بیوی کے درمیان جُدائی ڈال دی گئی۔

۴ - مجھے جنت سے نکال دیا گیا۔

حضرت زرین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب بنی اسرائیل کوئی گناہ کرتے تو اچھا کھانا اُن کے لئے حرام ہو جاتا اور یہ غلطی اُن کے دروازے پہ لکھ دی جاتی۔

❖ - اس امت میں ظالم کی بھی بخشش ہو جاتی ہے۔ (توبہ کرنے پہ)

❖ - ان میں سے ایسا کوئی بھی نہیں ہوتا جس پہ اللہ کی رحمت نہ ہو۔

❖ - نماز کے لئے سورج پہ نظر رکھتے ہیں۔ یہ اعتدال والی اُمت کہلاتی ہے انصاف والے ہوتے ہیں۔

❖ - اللہ کی کتاب میں انہیں یَآیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کہہ کر بات کی جاتی ہے، جبکہ پہلی کتابوں میں یَآیُّهَا الْمَسَاکِیْنُ (اے مسکینو!) کہہ کر بات کی جاتی تھی۔

❖ - اِس امت سے اللہ تعالیٰ کے اسی فرمان کے مطابق بات کی جاتی ہے فَاذْکُرُوْنِیْٓ اَذْکُرْکُمْ. "تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا۔" (سورۃ بقرہ ۱۵۲) جبکہ بنی اسرائیل کو یوں کہا جا رہا ہے، اُذْکُرُوْا نِعْمَتِیَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتُ عَلَیْکُمْ. (سورہ بقرہ: ۴۰) "میری اس نعمت کو یاد کرو جو میں نے تمہیں دی"۔

❖ - اِس اُمت کو ایسا عذاب نہیں دیا جائے گا جو پہلی قوموں کو ہوا۔

❖ - جب اِس اُمت کے دو آدمی کسی کے بارے میں بھلا ہونے کی گواہی

دے دیں گے تو لازمی طور پر اسے جنّت ملے گی جبکہ پہلی اُمتوں میں جب تک سو آدمی گواہی نہ دیتے، جنّت لازم نہ ہوتی۔

❁ ۔ اس اُمت کی خصوصیّت یہ بھی ہے کہ انہیں سب سے کم عمل کرنے کا موقع ملا لیکن اجر زیادہ ملتا ہے حالانکہ ان کی عمریں تھوڑی ہیں۔ پہلی اُمتوں کا شخص ان سے تیس گنا عبادت زیادہ کرتا تھا لیکن اس اُمت کی صورت یہ ہے کہ انہیں اُن کے مقابلے میں تیس گنا اجر زیادہ ملتا ہے۔

❁ ۔ یہی وہ لوگ ہیں کہ ہر حالت میں اللہ کی بے تحاشا حمد کرتے ہیں، ہر اُونچی جگہ پہ چڑھتے ہوئے اللہ اکبر کہتے ہیں اور نیچے اُترتے وقت سُبحان اللہ پڑھتے ہیں اور جب انہیں اللہ و رسول کے کسی حکم کا پتہ چلتا ہے تو کہتے ہیں کہ: "انشاء اللہ یُوں کروں گا۔"

❁ ۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی یہ خصوصیت تھی کہ آپ کو ماہواری نہیں آتی تھی اور جب آپ کے ہاں بچہ پیدا ہوتا تو تھوڑی دیر بعد آپ نفاس سے پاک ہو جاتیں اور ایک بھی نماز قضا نہ ہونے پاتی۔ یہی وجہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہا کو "زہرا" کہا جاتا ہے۔

❁ ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کو تبسم فرماتے تو روشنی ہو جاتی۔

❁ ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھجور کا ایک پودا لگایا تو وہ اسی سال پھل دینے لگا۔

❁ ۔ ابھی جبریل علیہ السلام سدرۃ المنتہیٰ پر ہی ہوتے کہ اُن کے پروں کے پھڑپھڑانے کی آواز سُن لیتے۔ جب وہ وحی لے کر آ رہے ہوتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے ہی اُن کی خوشبو آ جاتی۔ وہ حاضر ہو کر قرآن کے معانی بتایا کرتے۔

❁ ۔ جس راستے سے آپ گذرتے تو خوشبو سے پتہ چل جاتا کہ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِدھر سے گذرے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیّات کی کوئی حد نہیں اسی پہ اکتفاء

کرتا ہوں۔ میں نے یہ تمام خصوصیّات امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف "کشف الغمہ" سے اخذ کی ہیں۔

پہلی نزولِ وحی حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ایک روز میں نے غارِ حرا میں آواز سُنی "یا محمد انک رسول اللہ"۔ (اے محمد! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ اللہ کے رسول ہیں) میں نے نظر اٹھا کر دیکھا کہ ایک فرشتہ ہے جو زمین و آسمان کے درمیان ایک تخت پہ بیٹھا ہے۔ میں گھبرا گیا اور سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آ کر کہا: "دثرونی" (مجھے چادر اوڑھا دو) پس مجھے چادر اوڑھا دی گئی۔ اللہ تعالیٰ نے جبریل علیہ السلام کو بھیجا اور فرمایا: یاایھا المدثر۔ (اے چادر اوڑھنے والے) مزمّل کا معنی ہے کپڑا لپیٹنے والا اور مُدثر کا معنی ہے چادر اوڑھنے والا۔ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

صدقہ عمر بڑھاتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ صدقہ بندے کی عمر بڑھاتا ہے چنانچہ اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ بڑھاپا اور فخر و تکبر دُور فرما دیتا ہے۔ (جواہر البحار)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں ۵۸ ہجری کو ۶۶ سال کی عمر میں وفات پائی۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نمازِ جنازہ پڑھائی اور جنّت البقیع میں سپردِ خاک ہوئیں۔

دو حفاظتیں حدیث شریف میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے میری اُمت کیلئے دو حفاظتیں نازل فرمائیں: (۱) مَا کَانَ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَھُمْ وَاَنْتَ فِیْھِمْ۔ "اللہ تعالیٰ انہیں عذاب نہ دے گا جب تک اے حبیب! تم ان میں ہو (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) (۲) وَمَا کَانَ اللّٰہُ مُعَذِّبَھُمْ وَھُمْ یَسْتَغْفِرُوْنَ۝ "اللہ تعالیٰ انہیں عذاب نہیں دے گا جب کہ وہ استغفار کر رہے ہوں۔"

فضیلتِ درُود شریف

ریاض الاحادیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بہشت میں ایک درخت بنام محبوبہ مشہور ہے اُس کے میوے انار سے چھوٹے اور سیب سے بڑے ہیں اور وہ میوہ دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا اور مکھن سے زیادہ نرم ہے اسے وہ کھائے گا جو ہمیشہ یہ درود پڑھے گا (مداومت کے ساتھ۔ درُود یہ ہے : اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّسَلِّمْ۔

۲۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ النَّبِیِّ کَمَا اَمَرْتَنَا اَنْ نُّصَلِّیَ عَلَیْہِ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ النَّبِیِّ کَمَا یَنْبَغِیْ اَنْ یُّصَلّٰی عَلَیْہِ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ مَنْ صَلّٰی عَلَیْہِ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ النَّبِیِّ بِعَدَدِ مَنْ لَّمْ یُصَلِّ عَلَیْہِ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ النَّبِیِّ کَمَا تُحِبُّ اَنْ یُّصَلّٰی عَلَیْہِ۔ جو شخص اس اس درود شریف پر مداومت کرتا ہے اس کے اعمال مقبول ہو کر آسمان پر جائیں گے اور اُسے وہ قبولیت نصیب ہوگی جو اُمتِ مصطفیہ میں اور کسی کو نصیب نہ ہوگی اور وہ ہر خوفناک امر سے محفوظ رہے گا چوروں اور ڈاکوؤں وغیرہ سے۔

نُجباء کا دُرود شریف

کاشفی نے لکھا ہے کہ یہ آٹھ درود شریف ہیں جو آٹھ نجباء کی طرف منسوب ہیں اور یہ آٹھ نجباء ہر زمانے میں ہوتے ہیں نہ بڑھتے ہیں نہ کم ہوتے ہیں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ عَدَدَ مَا خَلَقْتَ۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ مِلْءَ مَا خَلَقْتَ۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ عَدَدَ کُلِّ شَیْءٍ۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ عَدَدَ مَا اَحْصَاءَ کِتَابُکَ۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ مِلْءَ مَا اَحْصَاءَ کِتَابُکَ۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ عَدَدَ مَا اَحَاطَ بِہٖ عِلْمُکَ۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ مِلْءَ مَا اَحَاطَ بِہٖ عِلْمُکَ۔

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ آخری عمر میں یہی درُود پاک پڑھا کرتے تھے اور آٹھ نجباء بھی یہی دُرود پڑھتے ہیں۔

چار سوالات

حدیث شریف میں ہے کہ ابن آدم اللہ تعالیٰ کے حضور کھڑا رہے گا اور اس سے چار سوال ہوں گے : ۱۔ جوانی کہاں خرچ کی۔ ۲۔ عُمر کن امور میں بسر کی۔ ۳۔ مال کہاں سے آیا کہاں خرچ کیا۔ ۴۔ دُنیا میں کونسا عمل کیا۔ بعض لوگوں سے اللہ تعالیٰ خود سوال کرے گا بعض سے ملائکہ۔

مقولہ صدّیق رضؓ

سیّدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ درُود شریف ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ محبوب ہے اور اس کا ثواب گردن آزاد کرنے سے بھی زیادہ ہے اس لئے کہ گردن آزاد کرنے سے جہنم سے آزادی اور بہشت میں داخلہ ملتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دُرود پاک پڑھنے سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلام نصیب ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے سلام کا مقام ایک ہزار نیکی بھی نہیں کر سکتی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں ہمارے نام اور ہمارے قبیلہ کا نام جانتے ہیں

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اِذَا صَلَّیْتُمْ عَلَیَّ فَاَحْسِنُوْا عَلَیَّ الصَّلٰوۃَ فَاِنَّکُمْ تُعْرَضُوْنَ عَلَیَّ بِاَسْمَآئِکُمْ وَاَسْمَاءِ اٰبَآئِکُمْ وَعَشَآئِرِکُمْ وَاَعْمَالِکُمْ۔ "جب تم مجھ پر درُود پڑھو تو حسین و جمیل صُورت میں پڑھو اس لئے کہ تم میرے سامنے اپنے ناموں اپنے آباء کے ناموں اور قبائل و اعمام کے ناموں کے ساتھ پیش کئے جاتے ہو"۔

جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایک دفعہ درُود شریف پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ نگران فرشتے کو فرماتا ہے کہ تین دن تک اس کے گناہ نہ لکھنا۔ اور خود دس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔

صلٰوۃ کے مراتب : اللہ تعالیٰ کے بندوں پر صلوٰۃ بھیجنے کے چودہ مراتب

ہیں وہ یہ ہیں : ۱۔ رحمت۔ ۲۔ مغفرت۔ ۳۔ وارد۔ ۴۔ شواہد۔ ۵۔ کشوف۔ ۶۔ مشاہدہ۔ ۷۔ جذبہ۔ ۸۔ قرب۔ ۹۔ شرب۔ ۱۰۔ ری۔ ۱۱۔ سُکر۔ ۱۲۔ تجلی۔ ۱۳۔ فنا فی اللہ۔ ۱۴۔ بقا باللہ۔

یہ تمام مقامات دُرود شریف کے ہیں جو بندے کو مراتب کے اعتبار سے نصیب ہوتے ہیں۔

صلوٰۃِ فتح — اس دُرود شریف کو صلوٰۃ فتح کہتے ہیں۔ اس کے چالیس کلمات ہیں اور عُلماء کے نزدیک بہت مشہور ہے۔ انہیں ہر مراد کے حصول کے لئے پڑھا جاتا ہے اور ان کی برکات سے مراد حاصل ہوتی ہے جو شخص نمازِ فجر کے بعد پڑھے گا اس کی مشکل حل ہوگی ورد دشمن پر فتح پائے گا۔ اگر قیدی ہوگا تو رہائی پائے گا۔ اس کے خواص بہت ہیں۔ حضرت سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "اورادِ فتحیہ" کے آخری باب میں بعض صیغے لکھے ہیں :

دُرودِ فتح — اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ○ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ ○ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا خَلِیْلَ اللّٰہِ ○ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا صَفِیَّ اللّٰہِ ○ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَجِیَّ اللّٰہِ ○ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا خَیْرَ خَلْقِ اللّٰہِ ○ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا مَنِ اخْتَارَہُ اللّٰہُ ○ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا مَنْ زَیَّنَہُ اللّٰہُ ○ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا مَنْ اَرْسَلَہُ اللّٰہُ ○ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا مَنْ شَرَّفَہُ اللّٰہُ ○ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا مَنْ عَظَّمَہُ اللّٰہُ ○ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا مَنْ کَرَّمَہُ اللّٰہُ ○ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا سَیِّدَ الْمُرْسَلِیْنَ ○ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا اِمَامَ الْمُتَّقِیْنَ ○ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا خَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ ○ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا شَفِیْعَ الْمُذْنِبِیْنَ ○ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ○ اَلصَّلٰوۃُ

وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا سَیِّدَ الْاَوَّلِیْنَ ○ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا سَیِّدَ الْاٰخِرِیْنَ ○ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا قَائِدَ الْمُرْسَلِیْنَ ○ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا شَفِیْعَ الْاُمَمِ ○ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا عَظِیْمَ الْہِمَمِ ○ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا حَامِلَ لِوَآءِ الْحَمْدِ ○ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا صَاحِبَ الْمَقَامِ الْمَحْمُوْدِ ○ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا سَاقِیَ الْحَوْضِ الْمَوْرُوْدِ ○ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا اَکْثَرَ النَّاسِ تَبَعًا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ ○ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا سَیِّدَ وُلْدِ اٰدَمَ ○ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا اَکْرَمَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ ○ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا بَشِیْرُ ○ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَذِیْرُ ○ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا دَاعِیَ اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا ○ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ التَّوْبَۃِ ○ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ الرَّحْمَۃِ ○ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا مُقَفِّیْ ○ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا عَاقِبُ ○ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا حَاشِرُ ○ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا مُخْتَارُ ○ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا مَاحِیْ ○ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا اَحْمَدُ ○ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا مُحَمَّدُ ○ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا مَحْمُوْدُ ○ صَلَّی اللّٰہُ وَمَلٰٓئِکَتُہٗ وَاَنْبِیَآءُہٗ وَرُسُلُہٗ وَحَمَلَۃُ عَرْشِہٖ وَجَمِیْعُ خَلْقِہٖ وَاَحْبَابِہٖ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَعِتْرَتِہِ الطَّاہِرِیْنَ ○ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا کَثِیْرًا اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ ○ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ○ اٰمِیْنَ یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ ○

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاضر و ناظر جان کر دُرود شریف پڑھا جائے۔ یوں سمجھے کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے بالمشافہ سلام عرض کر رہا ہوں (تفسیر روح البیان)

تَسْلِیْمَاتُ السَّبْع — اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا اِمَامَ الْحَرَمَیْنِ ○ اَلسَّلَامُ

عَلَيْكَ يَا اِمَامَ الْخَافِقَيْنِ ○ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ الثَّقَلَيْنِ ○ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَ مَنْ فِي الْكَوْنَيْنِ ○ وَ شَفِيْعَ مَنْ فِي الدَّارَيْنِ ○ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَ الْقِبْلَتَيْنِ ○ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نُوْرَ الْمَشْرِقَيْنِ وَ ضِيَآءَ الْمَغْرِبَيْنِ ○ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا جَدَّ السِّبْطَيْنِ الْحَسَنِ وَ الْحُسَيْنِ ○ عَلَيْكَ وَ عَلٰى عِتْرَتِكَ وَ اَوْلَادِكَ وَ اَحْفَادِكَ وَ اَزْوَاجِكَ وَ اَفْوَاجِكَ وَ خُلَفَآئِكَ وَ نُقَبَآئِكَ وَ نُجَبَآئِكَ وَ اَصْحَابِكَ وَ اَحْزَابِكَ وَ اَتْبَاعِكَ وَ اَشْيَآئِكَ سَلَامُ اللّٰهِ وَ الْمَلٰٓئِكَةِ وَ النَّاسِ اَجْمَعِيْنَ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ○ ۔ اسے تسلیمات سبع کہتے ہیں جسے کوئی مشکل پڑی ہو تو سات روز ہر نماز کے بعد تین بار درود شریف پڑھ کر ان تسلیمات سبع کو لا تعداد بار پڑھے انشاء اللہ مشکل حل ہوگی اور حاجت پوری ہوگی۔ (روح البیان)

مروی ہے کہ ملک الموت کے لئے تمام دنیا ہاتھ کی ہتھیلی کی مانند ہے یا تھال کی طرح، اس میں جس کی روح کا حکم ہوتا ہے قبض کر لیتے ہیں۔

درود پاک پڑھنے سے فرشتہ کو معافی مل گئی

شب معراج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک فرشتے کو دیکھا کہ اس کے پر جلے ہوئے تھے۔ یہ دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا کہ اسے کیا ہوا؟ جبریل علیہ السلام نے عرض کی، یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم: اس فرشتے کو اللہ تعالیٰ نے ایک شہر تباہ کرنے کے لئے بھیجا تھا۔ اس نے وہاں پہنچ کر ایک شیر خوار بچہ کو دیکھا تو اُسے رحم آگیا اور یہ اسی طرح واپس آگیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے یہ سزا دی ہے۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے جبریل علیہ السلام کیا اس کی توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ جبریل علیہ السلام نے عرض کی؛ قرآن پاک میں ہے: وَاِنِّيْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ "جو توبہ کرے میں اس کو بخش دیتا ہوں۔" یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دربارِ الٰہی میں عرض کی، یا اللہ! اس پر رحمت فرما اور اس

کی توبہ قبول فرما۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس کی توبہ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دس بار درود پاک پڑھے۔ آپ نے اس فرشتے کو حکم سنایا تو اس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دس بار درود پاک پڑھا اللہ تعالیٰ نے اس کو بال و پر عطا فرمائے۔ وہ اوپر کو اڑ گیا اور فرشتوں میں شور برپا ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے درود پاک پڑھنے کی برکت سے کروبیاں (فرشتوں) پر بھی رحم فرمایا ہے۔ (تفسیر روح البیان)

صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ وَسَلَّمَ۔

تسہیل سکرات کا نسخہ

اگر کوئی شخص سکرات موت کی تنگی والے کو سید الاستغفار لکھ کر پانی میں گھول کر پلائے تو اُس کی زبان کھل جائے گی اور اُس پر موت آسان ہوگی، اسے کئی بار آزمایا گیا ہے۔ سید الاستغفار یہ ہے:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ خَلَقْتَنِيْ وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلٰى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِيْ فَاغْفِرْ لِيْ فَاِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّآ اَنْتَ۔ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ۔

حدیث شریف

تقدیر کو صرف دعا ہی ٹالتی ہے اور نیکی عمر کو بڑھاتی ہے اور کبھی انسان گناہ کی شامت سے رزق سے محروم بھی ہو جاتا ہے۔ بہت سی بلائیں دعا اور صدقہ سے دور ہو جاتی ہیں۔ اس لئے دعا رد دافع بلا، اور رحمت کے لانے کا سبب ہے۔

درود پاک کا فائدہ

درود شریف ایک ایسی محبوب عادت ہے جس سے اللہ تعالیٰ کے انعامات نصیب ہوتے ہیں۔ صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ۔

علاج قلب مریض

بعض مشائخ نے فرمایا ہے کہ شب و روز قرآن کی تلاوت انسان کو اولیاء اللہ کے مقام پر پہنچاتی ہے کیونکہ قاعدہ ہے

جو عمل ذکر اللہ کا موجب ہو وہی بیمار دل کا علاج ہے اور قلب کا سب سے بڑا مرض اللہ تعالیٰ کو بھلا دینا ہے۔ فرمایا "تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا۔"

بشر حافیؒ کو زیارت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت بشر حافی علیہ الرحمۃ کو خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے بُشر حافی! تجھے اللہ تعالیٰ نے اتنا بلند مرتبہ کس وجہ سے عطا کیا؟ عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ فرمائیں مجھے تو علم نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس لئے کہ تو میری سُنت کی پیروی اور نیک لوگوں کو دوست رکھنے اور اہل ایمان کی خیر خواہی اور میرے اصحاب واہل بیت رضی اللہ عنہم سے محبت رکھتا ہے۔

رُوحانی نُسخہ

حضرت ابو بکر وراق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میں نے چار چیزیں طلب کیں تو وہ چار چیزوں میں ملیں۔

ا۔ اللہ تعالیٰ کی رضا، اطاعت میں (۲) معاش کی وسعت نمازِ نوافل میں (نمازِ اشراق وچاشت وغیرہ) (۳) دین کی سلامتی حفظِ لسان میں۔ (۴) نورِ قلبی نمازِ شب (تہجد وغیرہ میں)

اسمِ بَصِیرُ: اس اسم پاک کی خاصیت میں ہے کہ جو شخص نمازِ جمعہ سے پہلے سو بار پڑھے گا (یَا بَصِیْرُ) اللہ تعالیٰ اس کا دل اور بصیرت کھول دے گا اور نیک اعمال کی توفیق بخشے گا۔

حدیث شریف

ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں شب باش ہوتا تھا۔ ایک دن میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے وضو کا پانی لایا۔ آپ نے فرمایا: "مانگ"! عرض کی: "یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! جنت میں آپ کی رفاقت کا سوال ہے"۔ ارشاد فرمایا: "کچھ اور"! میں نے عرض کی: "بس یہی سوال ہے۔" فرمایا: "کثرت سجود سے میری مدد کر" یعنی صلوٰۃ نوافل وغیرہ سے۔

تونگری کا وظیفہ

سُہروردی رحمہُ اللہ نے کہا ہے کہ اسم یَا حَمِیْدُ اُٹھتے بیٹھتے ہر وقت کثرت سے پڑھے تو دنیوی اسباب سے مالا مال ہو جائے گا۔

حدیث شریف میں ہے اَعْظَمُ النَّاسِ اَجْرًا مَّنْ یُّصَلِّیْ ثُمَّ یَنَامُ "وہ شخص بہت اجر و ثواب کا مستحق ہے جو نماز پڑھ کر سوتا ہے۔"

عزّت کا وظیفہ

یَا عَزِیْزُ بعد نمازِ فجر اکتالیس ۴۱ بار بلا ناغہ پڑھے انشاء اللہ بہت جلد عزّت ملے گی اور رزق وسیع ہوگا۔ مجرب ہے۔

تسخیر خلائق کا وظیفہ

اسم مُحْصِیُ تسخیر کی حیثیت رکھتا ہے جو شخص تسخیر القلوب چاہے اسے چاہئے روٹی کے ہر ٹکڑے پہ بیس ۲۰ بار یا مُحْصِیُ پڑھے اور روٹی کے بیس ٹکڑے بنائے اور وہ ٹکڑے لنگر میں ملا کر عوام کو کھلائے۔

مجلس سے اُٹھتے وقت یہ دُرود پڑھے

صَلَّی اللّٰہُ وَمَلٰٓئِکَتُہٗ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاَنْبِیَآءِہٖ۔

گلاب کا پھُول

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھے شب معراج آسمانوں پر بلایا گیا تو میرے بعد زمین روئی تو یہ زرد گلاب پیدا ہوا۔ جب میں معراج سے واپس ہوا تو مجھ سے پسینہ ٹپکا تو اُس سے سُرخ گلاب پیدا ہُوا۔ جو شخص میری خوشبو سونگھنا چاہے اُسے چاہئے کہ وہ سُرخ گلاب کو سُونگھے۔ اور اُس کو سونگھ کر یہ درُود پڑھنا چاہیے۔

چار ضروری باتیں

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا، آپ نے فرمایا کہ اگر مجھے

اپنے بعد تمہارے تغیرِ احوال کا خطرہ نہ ہوتا تو میں حکم فرماتا کہ چار شخصوں کے جنتی ہونے کی گواہی دو۔ (۱) وہ عورت جو اللہ کی رضا کی خاطر اپنے شوہر کو مہر معاف کر دے اور شوہر اس پر راضی ہو۔ (۲) بڑا عیال دار جو اپنے کنبہ کی معاش کے لئے جدوجہد کرے اور انہیں رزقِ حلال کھلائے۔ (۳) گناہ سے توبہ کرنے والا اور توبہ میں ایسا پختہ کہ اس گناہ کے ارتکاب کا پھر ارادہ تک نہ کرے بلکہ اس سے ایسی نفرت ہو جیسے بچے کا دودھ چھڑانے کے بعد پھر اسے دودھ کے لئے پستان پیش کریں تو پستانوں کو منہ نہ لگائے۔

(۴) ماں باپ کا خدمت گزار۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مبارک ہو اسے جو ماں باپ کی خدمت کرتا ہے اور بُرا ہو اس کا جو ماں باپ کا نافرمان ہے۔

فضائل الٓمٓ سجدہ و سورۂ ملک

حدیث شریف میں ہے: مَنْ قَرَءَ الٓمٓ وَ تَبَارَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ اُعْطِيَ مِنَ الْاَجْرِ كَاَنَّمَا اَحْيٰ لَيْلَةَ الْقَدْرِ۔ جو شخص الٓمٓ سجدہ اور سورہ تبارک الذی پڑھتا ہے وہ اتنے ثواب کا مستحق ہو گا گویا اس نے لیلۃ القدر کی پوری شب عبادت میں گزاری۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کو سونے سے پہلے سورہ الٓمٓ سجدہ اور سورہ تبارک الذی پڑھ کر سوتے تھے۔ یہ دونوں سورتیں ایسی ہیں جو تمام قرآنی سورتوں میں ستر گنا زیادہ فضیلت والی ہیں۔ قیامت میں جب سورہ الم سجدہ حاضر ہو گی اُس کے دو نورانی پَر ہوں گے جو پڑھنے والے کو اپنے پَروں پر اٹھائے گی اور سفارش کرے گی۔

حدیث شریف: تیسیر (تفسیر) میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب بندہ بیمار ہو یا سفر میں ہو تو اُس کے لئے وہ عبادات و طاعات اسی طرح لکھی جاتی ہیں جو وہ بحالتِ تندرستی اور حالتِ حضر میں ادا کرتا تھا۔

حدیث یہ ہے: اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا مَرِضَ اَوْ سَافَرَ كُتِبَ لَهٗ مِثْلُ مَا كَانَ يَعْمَلُ صَحِيْحًا مُقِيْمًا۔

حدیث شریف: جس نے کسی کو گناہ کی عار دلائی حالانکہ وہ اس سے توبہ کر چکا تھا تو اللہ تعالیٰ اُسے اس گناہ میں مبتلا کر کے دنیا و آخرت میں رُسوا کرے گا۔

حدیث شریف: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی ایک زوجہ مکرمہ سے باتیں کر رہے تھے وہاں سے ایک شخص گزرا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسے بُلا کر کہا اے فلاں: یہ میری زوجہ صفیہ (رضی اللہ عنہا) ہیں، مجھے بحالتِ اعتکاف رمضان مسجد میں ملنے آئی ہیں۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میں آپ پر وہ گمان نہیں کر سکتا جو دوسروں پر کر سکتا ہوں۔ فرمایا بے شک شیطان انسان کے اندر خون کی طرح دوڑتا ہے۔ (احیاء العلوم)

حدیث شریف: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا دنیا کی بزرگی دولتمندی ہے اور آخرت کی تقویٰ۔

حدیث شریف: بیشک اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور اعمال کو نہیں دیکھتا بلکہ وہ تمہارے قلوب اور نیتوں کو دیکھتا ہے۔

اعراب کی حکایت

حضرت ابوالاسود مکی تابعی بصری رحمۃ اللہ نے کسی سے سنا کہ وہ کسی آیت کو غلط پڑھ رہا تھا۔ آپ کو یہ بات ناگوار گزری۔ اس کے بعد آپ نے قرآن پاک کے تمام حروف پر اعراب لگائے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا مصحف (قرآن کا مجموعہ) اس وقت اعراب سے خالی تھا، کیونکہ عرب صاحبِ زبان تھے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ زَيْنِ الْوُجُوْدِ وَ عَلٰى اٰلِهٖ خَيْرِ كُلِّ مَوْجُوْدٍ۔ (عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما)

عجوزِ موسیٰ علیہ السّلام کا قصّہ

کسی شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا کوئی کام کر دیا۔ آپ نے اُسے فرمایا، مدینہ طیبہ آنا (تجھے انعام سے نوازا جائے گا) وہ مدینہ طیبہ حاضر خدمت ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا: اسّی (۸۰) بھیڑیں چاہییں یا تیرے لئے دُعا مانگوں تجھے اللہ تعالیٰ میرے ساتھ بہشت میں جگہ دے۔ عرض کی مجھے اسّی (۸۰) بھیڑیں چاہییں۔ آپ نے فرمایا اسے دے دو۔

اس کے بعد فرمایا کہ تجھ سے موسیٰ علیہ السّلام کے زمانے کی بڑھیا زیادہ سمجھدار نکلی۔ وہ یوں کہ اُس نے موسیٰ علیہ السلام کو یوسف علیہ السلام کے جسم اطہر (مزار) کی جگہ بتائی تو اُسے موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تیرے لئے دُعا کروں کہ میرے ساتھ تو بہشت میں رہے یا سو (۱۰۰) بکریاں چاہییں۔ عرض کی مجھے بہشت میں آپ کا ساتھ چاہیئے۔ (روح البیان)

ملفوظ حضرت علی رضی اللہ عنہ

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "مال دنیا کی کھیتی ہے اور اعمالِ صالح آخرت کی۔ یہ دونوں دولتیں اللہ تعالیٰ کسی بندے میں جمع کرتا ہے۔"

حدیث شریف صدقہ

ترجمہ: "ہر دن میں نحوست اُترتی ہے تم اسے صدقہ سے دفع کر دو۔"

حدیث شریف

ترجمہ: "ہر نیکی صدقہ ہے اور جو کچھ اپنے اُوپر اور اپنے اہل و عیال پر خرچ کرو گے تو اس کے عوض صدقہ لکھا جائے گا۔ اور جو کوئی عزت بچاتا ہے اس کے لئے بھی صدقہ لکھا جائے گا۔"

پچاس ہزار سال کا قیامت کا دن

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے عرض کی گئی، قیامت کا دن تو بہت بڑا ہوگا کیسے گذرے گی؟ آپ نے ارشاد فرمایا: مجھے اُس ذات کی قسم! جس کے قبضہ میں میری جان ہے، وہ مومن کے لئے اتنا خفیف (ہلکا) ہوگا جتنا وہ دنیا میں ایک وقت فرض نماز پڑھتا تھا۔

حدیث شریف

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ کے چند فرشتے ایسے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے جیسے چاہا پیدا فرمایا۔ وہ فرشتے عرش کے نیچے رہتے ہیں۔ انہیں اللہ تعالیٰ نے یہ اعلان الہام فرمایا ہے:

خبردار! جو بندہ اپنے اہل و عیال میں وُسعت کرے اور ہمسائیگاں پر بھی، اللہ عزّ و جلّ اُسے دُنیا و آخرت میں وُسعت بخشے گا۔ اور جو عیال اور ہمسایوں پر تنگی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُسے دُنیا و آخرت میں تنگی میں ڈالتا ہے۔ بیشک اللہ تعالیٰ تمہیں ایک درہم خرچ کرنے کے بدلے میں ستر قنطار سے بھی بہتر رزق عطا فرمائے گا۔ اور جمعہ کے دن زیادہ خرچ کیا کرو۔ (ف: قنطار، اُحد پہاڑ کے وزن کے برابر کہا جاتا ہے۔

جنّت چار آدمیوں کی مُشتاق ہے

حدیث شریف میں ہے کہ جنّت چار آدمیوں کا استقبال کرے گی: (۱) روزہ دار (۲) قرآن مجید کی تلاوت کرنے والا۔ (۳) زبان کی حفاظت کرنے والا۔ (۴) غریب ہمسایوں کو کھانا کھلانے والا۔

رُوحانی نُسخے

حضرت ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: قلب کے پانچ دوا ہیں:

(۱) تدبر سے قرآن مجید کی تلاوت (۲) پیٹ کو طعام سے خالی رکھنا۔ (۳) قیام اللیل (تہجد وغیرہ) (۴) سحر کے وقت تضرع الی اللہ۔ (۵) نیک لوگوں کی صحبت۔ اَللّٰھُمَّ اخْتِمْ لَنَا بِالْخَیْرِ وَالْحُسْنٰی۔

اذان کی حدیث

جس نے بیس ۲۰ سال اذان پڑھی اللہ تعالیٰ اُسے جنّت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ جگہ عطا فرمائے گا۔ حدیث شریف میں ہے قیامت کے دن مؤذنین کی گردنیں بلند ہوں گی۔

مؤذن اوّل

سب سے پہلے مؤذن حضرت جبرائیل علیہ السلام یا حضرت میکائیل علیہ السلام ہیں جنہوں نے بیت المعمور کے نزدیک اذان پڑھی۔ اور اسلام میں سب سے پہلا مؤذن حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ اور سب سے پہلی اذان فجر کی ہوئی۔ سب سے پہلے اقامت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے کہی اور اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کا کلمہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان میں بڑھایا جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پسند فرمایا۔ (سبحان اللہ)

حدیث شریف

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو قطع تعلق کرے تو اس سے تعلق اور جو تجھ پر ظلم کرے تو اُسے معاف کر۔ اور جو تیرے ساتھ برائی کرے تو اس پہ احسان کر۔

رُوح کی پرواز اور باوضو سونے کا فائدہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نیند میں اگرچہ رُوح خارج ہو جاتی ہے لیکن اُس کی شعاعیں باقاعدہ جسم میں موجود رہتی ہیں، اسی لئے وہ خواب میں سب کچھ دیکھتا ہے لیکن جب جاگتا ہے تو رُوح فوراً آنکھ جھپکنے سے پہلے جسم میں آجاتی ہے۔

مروی ہے کہ مومن کی رُوح نیند کے وقت آسمانوں پر چلی جاتی ہے اور جو باوضو سوتا ہے اُس کی رُوح کو عرشِ الٰہی کے نیچے سجدہ کرنے کی اجازت ملتی ہے اور جو بے وضو سوتا ہے اس کو سجدہ کرنے کی اجازت نہیں ہوتی۔ اس لئے نیند سے پہلے وضو کر لینا چاہیئے اور باوضو سونا چاہیئے۔ یہ مستحب ہے۔ اس کا ایک فائدہ یہ ہوگا کہ سچے خواب آئیں گے کیونکہ خواب میں وہ براہِ راست اللہ تعالیٰ کے قبضے میں ہوتا ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تم سونے لگو تو اپنے بستر کو یعنی چادر وغیرہ کو ضرور جھاڑو۔ (روح البیان)

حدیث شریف

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تَبْلُغُ حِلْيَةُ اَهْلِ الْجَنَّةِ مَبْلَغَ الْوُضُوْءِ۔ "اہلِ جنت کے زیور وہاں تک جائیں گے جہاں تک وضو کا پانی جاتا ہے۔"

حدیث شریف

تَرِدُوْنَ غُرًّا مُحَجَّلِيْنَ مِنَ الْوُضُوْءِ سِيْمَا اُمَّتِيْ لَيْسَ لِاَحَدٍ غَيْرِهِمَا۔ "تم لوگ وضو کی وجہ سے چمکدار پیشانیاں لیکر آؤ گے۔ یہ میری اُمت کا مخصوص نشان ہے۔ یہ نشان میری اُمت کے علاوہ کسی اور کا نہیں ہوگا۔"

حدیث ذکر اللہ

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: اَنَا مَعَ عَبْدِيْ اِذَا ذَكَرَنِيْ وَتَحَرَّكَتْ بِيْ شَفَتَاهُ۔ "میں اپنے بندے کے ساتھ ہوتا ہوں، جب وہ میرا ذکر کرتا ہے اور اس کے ہونٹ میرے لئے حرکت کرتے ہیں۔" (سیدہ اُمِّ درداء رضی اللہ عنہا نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔) (جواہر البحار)

سبز رنگ کا فائدہ یہ ہے کہ اس کے دیکھنے سے آنکھ کی روشنی بڑھتی ہے۔

حدیث شریف

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تین چیزیں آنکھوں کی روشنی کو بڑھاتی ہیں: (۱) سبزی یعنی سبز شے کو دیکھنا۔ (۲) جاری پانی دیکھنا۔ (۳) حسین چہرہ۔

سُرمہ کے فوائد

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اثمد (سرمہ) نیند کے وقت یعنی سوتے وقت آنکھیں میں سُرمہ لگانا بینائی کو تیز کرتا ہے۔

حدیث شریف

میں ہے کہ وضو (طہارت) پہ مداومت کر تجھ پہ رزق کی وسعت ہوگی۔

(فائدہ) جب طہارت کی مداومت پہ رزق وسیع ہوگا تو بے وضو رہنا تنگی رزق کا سبب ہوگا۔

حدیث شریف حدیث شریف میں ہے مَنْ قَرَءَ سُوْرَةَ الْاَحْزَابِ وَعَلَّمَهَا اَهْلَهٗ وَمَا مَلَكَتْ يَمِيْنُهٗ اُعْطِىَ الْاَمَانُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ ؕ جو شخص سورۃ احزاب پڑھتا ہے اور اپنے اہل وعیال کو پڑھاتا ہے اُسے عذابِ قبر سے نجات (امان) ملے گی۔ اَللّٰهُمَّ اخْتِمْ لَنَا بِالْخَيْرِ وَاعْصِمْنَا مِنْ كُلِّ سُوْٓءٍ ۔ (روح البیان)

حفاظتِ حمل اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا ۚ وَلَئِنْ زَالَتَاۤ اِنْ اَمْسَكَهُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ۝

یہ آیت حمل کی حفاظت کے لئے لکھ کر پیٹ کے اوپر باندھی جائے تو حمل گرنے سے محفوظ رہتا ہے۔ ایسے ہی بیماری مثلاً دست اور قے وغیرہ کے روکنے کے لئے لکھ کر پانی وغیرہ میں دھو کر پلائی جائے انشاء اللہ فائدہ ہوگا۔ قیدی کی رہائی کے لئے یہی آیت چار سو (۴۰۰) بار پڑھی جائے، رہائی ملے گی۔

نوّے (۹۰) سالہ بوڑھے کو نویدِ مغفرت حدیث شریف میں ہے جب انسان نوّے سال کا ہوجاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس کے اگلے پچھلے تمام گناہ معاف فرمادیتا ہے اور لکھا جاتا ہے کہ یہ زمین پر اللہ تعالیٰ کا قیدی ہے اور وہ قیامت میں اپنے گھر والوں کی شفاعت کرے گا اور جب وہ سو سال کا ہوجاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس سے حساب لینے سے حیا فرماتا ہے یعنی اُس سے راضی ہوکر اُس کے حساب سے چشم پوشی فرماتا ہے۔

سورۂ یٰسٓ کے فضائل حدیث: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سورۂ یٰسٓ پڑھو اس لئے کہ اس میں دس برکات ہیں:

۱۔ بھوکا پڑھے تو ہمیشہ خوشحال رہے۔

۲۔ ننگا پڑھے تو کبھی ننگا نہ رہے۔ ۳۔ غیر شادی شدہ پڑھے تو اُس کا نکاح (شادی) ہوجائے۔ ۴۔ خوفزدہ پڑھے تو امن میں رہے۔ ۵۔ قیدی پڑھے تو نجات پائے۔ ۶۔ مسافر پڑھے تو اُس کا سفر بانظفر ہو۔ ۷۔ شے گم ہوجائے تو واپس ہوگی۔ ۸۔ میت پر پڑھی جائے تو اُس پر موت آسان ہوجائے۔ ۹۔ اگر پیاسا پڑھے تو سیراب ہو۔ ۱۰۔ مریض پر پڑھی جائے تو تندرست ہوجائے۔

حدیث: سورۂ یاسین پڑھنے والے کو وہی اجر ملے گا جو وہ چاہے گا۔

حدیث: قبرستان میں سورۂ یٰسٓ پڑھی جائے تو اُس دن عذاب والوں سے عذاب کی تخفیف ہوگی اور قبرستان والوں کی گنتی کے برابر پڑھنے کا ثواب نصیب ہوگا۔ "ترجمۃ الفتوحات" میں ہے کہ سکرات الموت والے کے ہاں سورۂ یٰسٓ پڑھی جائے۔

حدیث: جو شخص رات کے وقت سورۂ یٰسٓ پڑھتا ہے تو صبح تک بخشا ہوا اُٹھے گا۔ حضرت یحییٰ بن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جو سورۂ یٰسٓ صبح کے وقت پڑھتا ہے تو سارا دن شام تک خوش رہے گا، اور جو شام کو پڑھتا ہے وہ صبح تک خوش ہوکر اُٹھے گا۔

وظیفہ جمعہ کے دن بعد نماز عصر یَا اَللّٰهُ یَا رَحْمٰنُ یَا رَحِیْمُ رو بقبلہ ہوکر لاتعداد مرتبہ مغرب تک پڑھو۔ حاجت پوری ہو، دُعا قبول ہو۔ (خضر علیہ السلام)

حدیث: جو شخص سورۂ یٰسٓ پڑھتا ہے اُسے بیس ۲۰ حج اور جو اُسے سُنے گا اُسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہزار دینار خرچ کرنے کا ثواب نصیب ہوگا۔ اور جو اُسے لکھ کر پی لے اُس کے پیٹ کے اندر ہزار دوائی اور دس ہزار نور اور دس ہزار برکات اور دس ہزار رحمت داخل ہوگی اور اُس سے ہر طرح کی بیماری اور غل وغش دُور کی جائے گی۔

حدیث: نزع کے وقت سورۂ یٰسٓ کی تلاوت کی جائے تو اُس کے

ہر حرف پر دس فرشتے نازل ہوں گے جو اُس میت کے سامنے ہاتھ باندھے کھڑے ہوکر اس پر رحمت و بخشش مانگتے ہیں پھر اُس کے غسل اور جنازہ میں حاضر ہوکر دُعا مانگتے ہیں حتیٰ کہ دفن سے پہلے رضوان بہشت سے شربت لاکر اُسے پلاتا ہے تو وہ سیر ہوجاتا ہے۔

حدیث شریف : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص سے سُنا کہ وہ پڑھ رہا تھا اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِاِسْمِكَ الْوَاحِدُ الْاَحَدُ الْفَرْدُ الصَّمَدُ الَّذِیْ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّهٗ کُفُوًا اَحَدٌ ○ "اربعین الاولیاء" میں ہے یَاوَاحِدُ الْبَاقِیْ اَوَّلُ کُلِّ شَیْئٍ وَّاٰخِرُهٗ پڑھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ شخص اللہ تعالیٰ کے اسمِ اعظم کے واسطے سے دُعا مانگ رہا ہے اس لئے اس کی دُعا قبول ہوگی اور جو سوال کرے دیا جائے گا۔

مکھی مچھر بھگانے کی دوا "فریدۃ العجائب" میں ہے کہ انجیر کی لکڑی جلاکر اس کی راکھ باغات میں چھڑکی جائے تو کیڑے مکوڑے مرجاتے ہیں اور انجیر کی لکڑی کا دھواں مکھیوں اور مچھروں کو بھگا دیتا ہے۔

مسواک انبیاء علیہم السلام حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ زیتون کے ایک درخت کے پاس سے گذرے تو اس سے لکڑی کاٹ کر مسواک کی اور فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا۔ آپ نے فرمایا:

"زیتون میری اور پہلے انبیاء علیہم السلام کی مسواک ہے۔"

زیتون کی عمر تین ہزار سال ہوتی ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ زیتون کو لازم پکڑو کہ وہ صفرا کو کھولتا ہے اور بلغم دُور کرتا ہے، اعصاب مضبوط کرتا ہے، غشی کو روکتا ہے، حلق کو صاف کرتا ہے، غم کو رفع کرتا ہے۔ زیتون کا تیل مالش کے کام آتا ہے اور

دردوں کے لئے مفید ہے۔

حدیث شریف : اُسے مبارک ہو جس کی عمر طویل ہو اور عمل نیک ہو۔

حدیث شریف : تفسیر ابی اللیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "مومن جب فوت ہوتا ہے تو فرشتے کراماً کاتبین آسمان پر جاکر عرض کرتے ہیں یا اللہ تیرا بندہ فوت ہوگیا ہے، اب ہمیں اجازت دیجئے کہ ہم بھی آسمان پر تیری عبادت کریں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے آسمان پہلے ہی ملائکہ سے پُر ہے ہاں تم میرے بندے کی قبر پر جاؤ اور اپنی عبادت کا ثواب اس بندے کے اعمالنامہ میں لکھتے جاؤ۔" تاقیامت تمہارا یہی کام ہے۔ (روح البیان)

صوفیائے کرام فرماتے ہیں: اوتاد کا ورد یہ ہے:

اوتاد کا ورد اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ النَّظْرَةَ اِلٰی وَجْهِكَ الْکَرِیْمِ ط

"اے اللہ! تیرے کریم چہرے کے دیکھنے کا سوال کرتا ہوں"

حدیث شریف : ترجمہ: "جس نے علم چھپایا جس کا اُسے علم ہے تو اللہ تعالیٰ روزِ قیامت اس کے منہ میں آگ کی لگام دے گا۔"

حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب تم تندرست ہو تو اپنی فراغت کو عبادت میں صرف کرو۔

انجیر جنت کا پھل ہے سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں انجیر کا ایک گچھا بھیجا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس میں سے کچھ تناول فرمایا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا اس میں سے کچھ کھاؤ۔ کیونکہ اگر کوئی میوہ بہشت سے اُترا ہے تو وہ یہی ہے کیونکہ یہ بواسیر کو ختم کرتا ہے۔ ۲۔ یہ نقرس (جوڑوں کا درد) کو نفع دیتا ہے۔ ۳۔ حضرت علی بن موسیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: انجیر منہ کی نکہت (بدبو) دُور کرتا ہے۔ ۴۔ بال بڑھاتا ہے۔ ۵۔ فالج سے امان بخشتا ہے۔ (روح البیان)

امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں جب آدم علیہ السلام سے بھول سرزد ہوئی تو آپ سے کپڑے واپس لے لئے گئے تو آپ انجیر کے پتے جسم پر لپیٹ کر زمین پر اترے۔

فضائل نماز چاشت

جس نے چاشت کی بارہ ۱۲ رکعتیں ادا کیں اس کے لئے بہشت میں سونے کا محل تیار ہوگا اور بہشت میں ایک دروازہ کا نام باب الضحیٰ ہے، قیامت کے دن اعلان ہوگا وہ لوگ کہاں ہیں جو دنیا میں چاشت کو بالالتزام پڑھا کرتے تھے یعنی ہمیشہ بلاناغہ) یہ ہے بہشت کا باب الضحیٰ، اسی سے بہشت میں اللہ کی رحمت سے داخل ہو جاؤ۔ چاشت کی کم سے کم دو رکعت ہیں زیادہ سے زیادہ بارہ رکعت۔

جبرائیل علیہ السلام کی پرواز

حدیث شریف میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا کہ آپ کو بھی کبھی مشقت پہنچی ہے جبکہ آپ آسمانوں سے تیز رفتاری کے ساتھ آتے ہیں؟ جبریل علیہ السلام نے عرض کی، ہاں! یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم: مجھے چار مواقع پر تکلیف پہنچی ہے:

۱۔ جب ابراہیم علیہ السلام کو نمرود نے آگ میں ڈالا تو میں اس وقت عرش کے نیچے تھا۔ اللہ تعالےٰ نے مجھے فرمایا اِدْرِكْ عَبْدِيْ۔ "میرے عبد (خلیل اللہ) کو بچائیے۔" میں نے فوراً بحکم خدا انہیں ہاتھ میں لیا اور عرض کی: آپ کو کوئی حاجت ہو تو فرمائیے۔ انہوں نے فرمایا، ہے تو سہی لیکن تجھ سے نہیں۔ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ۔

۲۔ جب ابراہیم علیہ السلام نے چھری اسمٰعیل علیہ السلام کی گردن پر رکھی تو بھی میں عرش کے پاس کھڑا تھا مجھے حکم ہوا کہ میرے بندے کو بچائیے۔ میں نے آنکھ جھپکنے سے پہلے اسمٰعیل علیہ السلام کی گردن کو چھری سے الٹ دیا۔

۳۔ جنگ احد میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کفار نے زخمی کیا اور آپ کے دندان مبارک کو شہید کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا، میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خون مبارک کو اٹھا لیجئے۔ اگر آپ کے خون مبارک کا ایک قطرہ زمین پر گر پڑا تو زمین قیامت تک سبزہ نہ اگلائے گی، اور نہ ہی درخت پیدا ہوں گے۔

۴۔ جب یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے انہیں کنویں میں ڈالا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرے بندے یوسف علیہ السلام کو بچائیے۔ میں نے انہیں کنویں کی تہہ میں پہنچنے سے پہلے اٹھا لیا تھا اور کنویں کی تہہ کے پتھر کو اٹھا کر اوپر رکھ دیا اور اس پر یوسف علیہ السلام کو بٹھا دیا۔

حدیث شریف

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سجدہ کی حالت میں بندہ اللہ تعالیٰ کے قریب تر ہوتا ہے اس لئے سجدہ میں دعاؤں کی کثرت کیا کرو، تاکہ جلد قبول ہوں۔

نزول القرآن فی شہر رمضان

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ۔ "ماہ رمضان وہ مبارک مہینہ ہے کہ اس میں قرآن پاک نازل ہوا۔" اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ۔ "بیشک ہم نے اسے مبارک رات میں نازل کیا۔"

لیلۃ القدر کے فضائل

اس رات میں مردے سے سوال قبر مرتفع ہو جاتا ہے۔ (یعنی اٹھ جاتا ہے۔) لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ۔ "لیلۃ القدر ہزار ماہ سے بہتر ہے۔" اور یہ مجموعی مدت تراسی ۸۳ سال چار ماہ بنتی ہے۔ اس رات میں نفل نماز ادا کرنا مستحب ہے۔ اسے لیلۃ القدر اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس میں بندوں کی قضاء و تقدیر مقدر ہوتی ہے۔

حدیث

حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص دسترخوان سے گرا ہوا ٹکڑا اٹھا کر کھا لیتا ہے اللہ تعالیٰ اسے خوشگوار زندگی بخشے گا اور اس کی اولاد اور

اولاد کی اولاد (پوتے) کو حفاظت سے رکھے گا۔

حورِ عین کا مہر فرماتے ہیں: روٹی کے ٹکڑے چننا حورِ عین کا مہر ہے۔

ہر سانس کا حساب ہو گا انسان کے ایک دن میں بارہ ہزار سانس نکلتے ہیں ایسے ہی رات کے بھی لہٰذا ہر سانس کا حساب ہو گا کہ کونسا سانس ذکرِ الٰہی سے غفلت میں گزرا۔ غافلوں کا اللہ ہی حافظ ہے۔ انسان اللہ تعالیٰ کی خفیہ تدبیر سے ڈرتا رہے۔

وظیفہ فراخیٔ رزق حضرت زروقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اسمِ "یا وکیل" کا خاصہ ہے حوائج کا پورا اور مصائب کی نفی کرنا۔ جو آندھی، کڑک وغیرہ سے ڈرتا ہے اسم "یا وکیل" کا ورد کثرت سے کرتا رہے اس کی برکت سے سب دُکھ ٹل جائیں گے، رزق وسیع ہو گا اور اس پہ بھلائی کے دروازے کھل جائیں گے۔ سورۂ مزمّل پڑھ کر ۶۶ بار "یا وکیل" پڑھیں رزق وسیع ہو گا۔

سبق | عبادت میں خلوص ضروری ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی محبت میں فکر د عبادت کرتا ہے وہ بلند مرتبہ پاتا ہے اور جو صرف عذاب کے خوف سے عبادت کرتا ہے وہ ادنیٰ درجہ ہے۔

ایک رکعت میں قرآن ختم مروی ہے کہ اُمّتِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں چار ایسے بزرگ گزرے ہیں جو ایک رکعت میں قرآن مجید ختم کرتے تھے۔

۱۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ۲۔ حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ۔
۳۔ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ ۴۔ حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ۔

نماز باجماعت: قوت القلوب میں طالب مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جماعت سے نماز ضروری ہے بالخصوص جب اذان سن لی جائے

یا مسجد کے قریب اس کا گھر ہو یعنی مسجد کی ہمسائیگی ہو۔ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نے اللہ کی قسم کھا کر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو تین اعمال محبوب ترین ہیں۔
(۱) صدقہ۔ (۲) نماز باجماعت۔ (۳) لوگوں کی اصلاح۔

حدیث شریف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا، آنکھوں کو اُن کی عبادت کا حصّہ دو۔ عرض کیا گیا اُن کی عبادت کا حصّہ کیا ہے؟ فرمایا: قرآن مجید کی زیارت اور دیکھ کر تلاوت کرنا۔

فضائل عجوہ کھجور حدیث شریف میں ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا عجوہ جنّت کا میوہ ہے اس کی کھجور صبح کے ناشتہ کا کام دیتی ہے۔

حدیث شریف حضرت آدم علیہ السلام جنّت سے عجوہ کھجور لائے تھے۔

حدیث شریف بخاری شریف میں ہے جو صبح سات دانے عجوہ کھجور کے کھائے اس دن اس پہ زہر اور سحر اثر نہ کرے گا۔

حدیث شریف حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب آدم علیہ السلام بہشت سے زمین پر تشریف لائے تو تین چیزیں ساتھ لائے تھے:
۱۔ مورد۔ یہ ریحانِ دنیا کا سردار ہے۔ ۲۔ سنبلہ۔ یہ طعامِ دنیا کا سردار ہے۔
۳۔ عجوہ۔ یہ پھلوں کا سردار ہے۔
حدیث شریف میں ہے عجوہ بہشتی باغات میں سے ہے اس میں شفا ہے۔

حدیث شریف وہ گھر جس میں کھجور نہ ہو وہ گھر والے فاقہ زدہ ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اسے دو بار فرمایا۔
شرح مسلم نووی میں ہے کہ مدینہ پاک کی کھجوروں کی ایک سو بیس (۱۲۰) قسمیں ہیں۔

اسم یا سلامُ جس مریض پہ "یا سلامُ" ایک سو گیارہ (۱۱۱) مرتبہ پڑھا جائے اور دم کیا جائے انشاء اللہ اُسے شفا ہو گی۔

اسم یا عزیزُ جو شخص چالیس دن تک چالیس بار روزانہ یا عزیزُ

پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کی اعانت فرمائے گا اور عزت بڑھائے گا اور وہ مخلوق میں کسی کا محتاج نہ ہوگا۔ "اربعین ادریسیہ" میں ہے یا عَزِیزُ کے بعد یَا عَزِیزُ الْمَنِیعُ الْغَالِبُ عَلٰی اَمْرِہٖ فَلَا شَیْءَ یُعَادِلُہٗ پڑھے۔

حضرت شیخ سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جو سات روز بلا ناغہ ایک ہزار بار پڑھے تو اس کا دشمن ہلاک ہو جائے اور اگر لشکر کے سامنے ستر بار پڑھے اور اشارہ کرے تو دشمن بھاگ جائے۔

دُعا کی قبولیت

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا میرے لئے دُعا کیجئے کہ میری ہر دُعا قبول ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اُے سعد! حرام سے بچو، تمہاری ہر دعا قبول ہو گی۔

صلہ رحمی اور والدین سے نیکی کے سبب رزق و عمر میں فراخی

بزار طبرانی اور حاکم رحمہم اللہ نے مستدرک میں روایت کی ہے کہ جو چاہتا ہے کہ اس کی عمر لمبی ہو اور رزق وسیع ہو اور اس کی موت بُری نہ ہو وہ صلہ رحمی کرے۔

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے کہ والدین سے نیکی کرنا عُمر میں درازی اور صلہ رحمی سے رزق میں وُسعت ہوتی ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس آیت کریمہ یَمْحُوا اللّٰہُ مَا یَشَآءُ الخ کے متعلق پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا صدقہ کرنا، والدین سے نیکی کرنا، نیک کام کرنے اور صلہ رحمی کرنا شقاوت کو سعادت میں بدل دیتے ہیں، عمر میں اضافہ کرتے ہیں اور بُری موت سے محفوظ رکھتے ہیں۔ اے علی! (رضی اللہ عنہ) اگر کسی شخص میں ان میں سے ایک خصلت بھی پائی جائے تو اللہ تعالیٰ اُس آدمی

کو مذکورہ خصلتیں عطا فرماتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوع حدیث سے روایت ہے کہ صلہ رحمی کرنے والے انسان کی عُمر کے اگر تین دن باقی رہ جائیں تو اللہ تعالیٰ اُس کی عمر میں تیس ۳۰ سال بڑھا دیتا ہے۔ جو انسان قطع رحمی کرتا ہے حالانکہ اُس کی عمر ابھی تیس سال باقی ہے تو اللہ تعالیٰ اُس کی عمر کم کرکے تین دن کر دیتا ہے۔ (ابو موسیٰ مدینی علیہ الرحمۃ نے اس حدیث کو حسن کہا ہے۔ کتاب الترغیب والترہیب میں ابو موسیٰ مدینی رحمہ اللہ نے مرفوع حدیث روایت کی ہے کہ والدین سے نیکی کرنا عُمر کو دراز کرتا ہے اور جھوٹ رزق میں کمی کرتا ہے۔ والدین سے نیکی کرنا بہت بڑی صلہ رحمی ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے فرمایا جو شخص یہ چاہے کہ اُس کے رزق میں برکت ہو اور عمر دراز ہو تو وہ صلہ رحمی کرے۔ (بخاری) جو سلام نہ کرے اُس کو اندر آنے کی اجازت نہ دی جائے نہ اُس کی بات کا جواب دیا جائے جب تک السلام علیکم نہ کہے۔ (حدیث ۶۰۴۱ بخاری)

حدیث شریف میں ہے جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو جس سال اُس نے فوت ہونا ہوتا ہے اُس کے پاس ایک فرشتہ بھیجتا ہے جو اُسے سیدھے راستے کی رہبری کرتا ہے۔ (روح البیان)

حدیث شریف: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو بندہ رات کو سونے سے قبل دس آیات قرآن کریم کی تلاوت کرلے وہ غافلین میں نہیں لکھا جائے گا اسے حاکم نے روایت کیا۔

حدیث شریف: حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا "قرآن پڑھا کرو یہ قیامت کے دن اپنے پڑھنے والے کا شفیع بن کر آئے گا۔" (مسلم)

دُرودِ ہزارہ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ کُلِّ ذَرَّۃٍ مِّائَۃَ اَلْفَ اَلْفِ مَرَّۃٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ ط

دُرودِ ہزارہ طالبانِ روحانیت کا محبوب دُرود ہے کیونکہ اس دُرود سے سالکین کو روحانی منازل طے کرنے میں بہت آسانی ہوجاتی ہے اور حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی خاص شفقت عنایات اور توجہ حاصل ہوتی ہے: وسعتِ رزق اور قرضہ کی ادائیگی کے لیے بعد نماز عشاء ۳۱۲ مرتبہ

حدیث شریف میں یہ دُرود بدُون لفظ "سیادت" کے آیا ہے۔ یعنی لفظ "سیّدنا" موجود نہیں ہے لیکن امام شمس الدین رملیؒ اور امام احمد بن حجرؒ فرماتے ہیں اس دُرود میں لفظ "سیّدنا" بڑھا کر ادا کرنا زیادہ افضل ہے کیونکہ اس سے ادب کی زیادتی ظاہر ہوتی ہے۔ علامہ قسطلانیؒ نے "مواہب لدنیہ" میں تحریر فرمایا ہے کہ کیفیاتِ صلاۃ میں یہ صلاۃ سب سے زیادہ افضل واشرف ہے کیونکہ رسُول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اپنے صحابیوں کو اسی صلاۃ کی تعلیم فرمائی ہے۔ مزید فرماتے ہیں کہ اگر کسی نے قسم کھالی کہ وہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم پر افضل صلاۃ بھیجے گا، تو اس صلوٰۃ کو ادا کرنے سے وہ قسم سے بری ہوجائے گا۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَرَسُوْلِکَ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ فِی الْعٰلَمِیْنَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ (القول البدیع)

حدیث قدسی میں ہے:

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی قَالَ مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُہٗ بِالْحَرْبِ وَمَا تَقَرَّبَ اِلَیَّ عَبْدِیْ بِشَیْءٍ اَحَبَّ اِلَیَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَیْہِ لَا یَزَالُ عَبْدِیْ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اُحِبَّہٗ فَکُنْتُ سَمْعَہُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِہٖ وَبَصَرَہُ الَّذِیْ یُبْصِرُ بِہٖ وَیَدَہُ الَّتِیْ

يَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِيْ يَمْشِيْ بِهَا وَاِنْ سَأَلَنِيْ لَاُعْطِيَنَّهٗ الخ ۔ (صحیح بخاری ص۹۶۳/۲، مشکوٰۃ شریف ص۱۹۷)

یعنی اللہ تعالیٰ جلّ جلالہٗ کا فرمان ہے کہ جو کوئی میرے کسی ولی کے ساتھ دشمنی کرے اس کے لیے میری طرف سے اعلان جنگ ہے اور اگر کوئی بندہ میرا قرب چاہے تو مجھے زیادہ پسند ہے کہ جو باتیں میں نے اس پر فرض کی ہیں ان سے قرب حاصل کرے اور میرا بندہ ہمیشہ نفلی عبادات کے ساتھ میرا قرب چاہتا ہے کرتے کرتے جب میں اس کو اپنا محبوب بنا لیتا ہوں تو میں اس ولی کے کان بن جاتا ہوں جن کے ساتھ وہ سنتا ہے اور میں اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس کے ساتھ وہ دیکھتا ہے اور میں اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جس کے ساتھ وہ پکڑتا ہے اور وہ میری قدرت کے ساتھ چلتا ہے اور اگر وہ مجھ سے کچھ مانگے تو میں ضرور اس کو دے دیتا ہوں، نیز امام المتکلّمین امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے:

وَكَذٰلِكَ الْعَبْدُ اِذَا وَاظَبَ عَلَى الطَّاعَاتِ يَبْلُغُ اِلَى الْمَقَامِ الَّذِيْ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى كُنْتُ لَهٗ سَمْعًا وَبَصَرًا فَاِذَا صَارَ نُوْرُ جَلَالِ اللّٰهِ تَعَالٰى سَمْعًا لَهٗ سَمِعَ الْقَرِيْبَ وَالْبَعِيْدَ وَاِذَا صَارَ ذٰلِكَ النُّوْرُ بَصَرًا لَهٗ رَاَى الْقَرِيْبَ

وَالْبَعِيْدَ وَاِذَا صَارَ ذٰلِكَ النُّوْرُ يَدًا لَهٗ قَدَرَ عَلَى التَّصَرُّفِ فِي الصَّعْبِ وَالسَّهْلِ وَالْبَعِيْدِ وَالْقَرِيْبِ

یعنی بندہ جب احکامِ الٰہی پر پابندی کرتا ہے تو وہ ایسے مقام پر پہنچ جاتا ہے جس کے متعلق اللہ جلّ جلالہٗ کا ارشاد مبارک ہے کہ میں بندے کے کان بن جاتا ہوں، آنکھ بن جاتا ہوں تو جب اللہ تعالیٰ جلّ جلالہٗ کے جلال کا نور بندے کے کان بن جائے تو پھر بندہ قریب سے بھی سن لیتا ہے اور دور سے بھی سن لیتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ اجلّ جلالہٗ کے جلال کا نور بندے کی آنکھ بن جائے تو بندہ قریب سے بھی دیکھ لیتا ہے اور دور سے بھی اور جب اللہ تعالیٰ جلّ جلالہٗ کے جلال کا نور اس کے ہاتھ بن جاتا ہے تو بندہ دشواریوں اور آسانیوں میں تصرّف کرنے پر قادر ہو جاتا ہے اور وہ دور بھی تصرّف کر سکتا ہے اور نزدیک بھی۔

وظائفِ زیارت

جناب ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں. جس نے رات کو ہزار مرتبہ قل ھو اللہ احد پڑھا، اسے خواب میں جناب سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت ہوگی ۔ الحمد للہ یہ مجرب ہے۔

جناب ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے۔ کوئی مومن جمعہ کی

احد پڑھے ۔ پھر ہزار مرتبہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ پڑھے ۔ ابھی
دوسرا جمعہ بھی نہ آئے گا کہ وہ مجھے خواب میں دیکھ لے گا ۔ اور جو میری
زیارت سے بہرہ ور ہوا اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے ۔ اس کو امام
نبہانی نے بھی سعادۃ الدارین صفحہ ۴۸۹ پر ذکر فرمایا ہے ۔

مفاتیح المفاتیح میں ہے کہ قطب الاقطاب کی کتاب الاذکار میں مذکور ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ جس نے جمعہ کی رات دو رکعتیں
پڑھیں ۔ ہر رکعت میں ایک مرتبہ فاتحہ الکتاب (سورۃ الفاتحہ) اور پانچ مرتبہ
آیۃ الکرسی پڑھی ___ جب نماز سے فارغ ہو جائے تو جناب نبی کریم علیہ
افضل الصلوٰۃ والتسلیم کی بارگاہ میں ہدیہ درود پیش کرے ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت
کرتے ہیں ۔ جس نے ہفتہ کے روز مجھ پر ہزار مرتبہ درود پڑھا ۔ وہ اس وقت
تک دنیا سے کوچ نہیں کرے گا جب تک جنت میں اپنا ٹھکانہ نہ دیکھ لے ۔
الحمد للہ یہ مجرب ہے ۔

رات دو رکعتیں پڑھے ، ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد پچیس مرتبہ قل ھو اللہ

المفاخرہ العلیہ میں ہے ۔ ابوالحسن الشاذلی رضی اللہ عنہ سے قیامت کے روز
وحشر و ندامت کے روز حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کے بارے میں
ارشاد ہے کہ سورۃ إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ وَ إِذَا السَّمَاءُ انْفَطَرَتْ وَ
إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ کثرت سے پڑھے ۔

سید جمال الدین ابوالمواہب الشاذلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ بہت جلیل القدر
بزرگ ہیں فرماتے ہیں ۔ میں نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم کی زیارت کی ۔ آپ نے مجھے فرمایا ۔ سوتے وقت پانچ مرتبہ بسم اللہ الرحمٰن
الرحیم ، پانچ مرتبہ اَعُوْذُ بِاللہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ کہو ۔ پھر کہو : اَللّٰهُمَّ بِحَقِّ
مُحَمَّدٍ أَرِنِي وَجْهَ مُحَمَّدٍ حَالًا وَمَآلًا ۔ (اے پروردگار
مجھے جناب سیدنا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے توسل سے اول و آخر آپ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا رخ انور دکھا دے) جب تم سوتے وقت ایسا
کہو گے تو میں تمہارے پاس آؤں گا ___ اور تجھ سے بالکل دور نہ ہوں
گا ۔ پھر فرمایا ___ کتنا اچھا تعویذ ہے ___ اور کتنی اچھی مراد ہے جو اس پر
ایمان لائے اور یقین کرے ۔ خصوصاً اگر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود و
سلام کا اضافہ بھی کر لیں ___ الحمد للہ یہ مجرب ہے (مصنف)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ ۔ كَمَا أَمَرْتَنَا أَنْ نُصَلِّيَ
عَلَيْهِ ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا هُوَ أَهْلُهُ ۔ اَللّٰهُمَّ
صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى لَهُ ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى
رُوْحِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِي الْأَرْوَاحِ ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى جَسَدِ مُحَمَّدٍ

فِی الْاَجْسَادِ ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی قَبْرِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الْقُبُوْرِ ۔ اَللّٰھُمَّ بَلِّغْ رُوْحَ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ مِّنِّیْ تَحِیَّۃً وَّ سَلَامًا ۔

جبروان القاکہانی اور ابن وداعہ نے حدیث کو فی القبور کے الفاظ تک ذکر کیا ہے۔ اور فاکہانی کہتے ہیں جس نے اس کے ذریعے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ستر مرتبہ درود بھیجا ـــــ وہ خواب میں سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت سے بہرہ ور ہوگا۔

منبع السعادات اور الذخائر المحمدیہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کا وظیفہ مذکور ہے اور وہ یہ ہے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِنُوْرِ الْاَنْوَارِ الَّذِیْ ھُوَ عَلَیْکَ وَلَا غَیْرُکَ اَنْ تُرِیَنِیْ وَجْہَ نَبِیِّکَ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کَمَا ھُوَ عِنْدَکَ ۔ اسے سو مرتبہ پڑھا جائے ۔ الحمدللہ یہ مجرب ہے سیدنا جابر صحابی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلا اور ہم حضرت سعد کی ملاقات کے لیے گئے وہاں جاکر بیٹھے تو تھوڑی دیر بعد فرمایا ایک جنتی آدمی آرہا ہے تو اچانک حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حاضر ہوگئے ، پھر فرمایا ایک اور جنتی مرد آرہا ہے تھوڑی دیر بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ آگئے ، پھر فرمایا ایک اور جنتی مرد آرہا ہے تھوڑی دیر بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آگئے ، تھوڑی دیر بعد پھر فرمایا ایک اور جنتی مرد آرہا ہے ساتھ ہی دعاء فرمائی یا اللہ جل جلالہ اگر تو چاہے تو اس آنے والے کو علی کر دے تو اچانک حضرت علی رضی اللہ عنہ حاضر ہوگئے

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ○ (صحاح ستہ)

علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۰۸ھ)

علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ نے حیوۃ الحیوان میں لکھا ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن جمعہ کی نماز کے بعد ایک پرچہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اَحْمَدُ رَسُوْلُ اللّٰہِ ۳۵ مرتبہ لکھے اور اس کو اپنے ساتھ رکھے۔ اللہ جل شانہٗ اس کو طاعت پر قوت عطا فرماتا ہے اور اس کی برکت میں مدد فرماتا ہے اور شیاطین کے وساوس سے حفاظت فرماتا ہے۔ اگر اس پرچہ کو روزانہ طلوع آفتاب کے وقت درود شریف پڑھتے ہوئے غور سے دیکھتا رہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت خواب میں کثرت سے ہوا کرے۔

حضرت حاجی امداد اللہ رحمۃ اللہ علیہ مہاجر مکی (متوفی ۱۳۱۷ھ)

آپ نے اپنے رسالہ ضیاء القلوب میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لیے لکھا ہے کہ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت مثالیہ کا تصور کرکے درود شریف پڑھے اور داہنی طرف یَا اَحْمَدُ اور بائیں طرف یَا مُحَمَّدُ اور یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ایک ہزار بار پڑھے ان شاء اللہ بیداری یا خواب میں زیارت ہوگی۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ فِی الْعٰلَمِیْنَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

یہ صلاۃ ابراہیمی ہے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں رقم فرمایا ہے کہ رسُول اللہ علیہ الصلاۃ والسّلام کا ارشاد پاک ہے کہ جس نے اِس دُرود کا وِرد کیا بروزِ قیامت میں اُس کے ایمان کی گواہی دُوں گا اور اُس کی سفارش کروں گا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضُور نبی کریم ﷺ منبر پر جلوہ افروز ہوئے پہلی سیڑھی پر تشریف فرما ہوئے تو فرمایا آمین یُوں ہی دُوسری اور تیسری سیڑھی پر آمین کہی۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کی حضُور اِس تین بار آمین کہنے کا کیا سبب ہُوا تو فرمایا جب مَیں پہلی سیڑھی پر چڑھا تو جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کیا بدبخت ہُوا وہ شخص کہ جس نے رمضان المبارک پایا پھر رمضان المبارک نکل گیا اور وُہ بخشا نہ گیا۔ مَیں نے کہا آمین! دُوسرا بدبخت وہ شخص ہے جس نے اپنی زندگی میں والدین کو یا ایک کو پایا اور اُنھوں نے (خدمت کے سبب) اُسے جنت میں نہ پہنچایا (یعنی وہ اُن کی خدمت کر کے جنت حاصل نہ کر سکا) مَیں نے کہا آمین! تیسرا وہ شخص بدبخت ہے جس کے پاس آپ کا ذکرِ پاک ہوا اور اُس نے آپ پر دُرُود پاک نہ پڑھا، تو مَیں نے کہا آمین!

رواہ البخاری، القول البدیع صفحہ ۱۳۲

حاتم اصمؒ سے عاصمؒ بن یوسف نے دریافت کیا آپ کس طرح نماز پڑھتے ہیں؟ فرمایا جب نماز کا وقت آتا ہے تو بڑی احتیاط کے ساتھ وضو کرتا ہوں تاکہ کوئی سنّت اور مستحب چھُوٹ نہ جائے وضو کر کے جائے نماز پر کھڑا ہوتا ہوں۔ کعبہ شریف کو اپنے منہ کے سامنے رب العالمین کو اپنے سر پر حاضر جانتا ہوں۔ جنّت کو اپنی داہنی طرف اور دوزخ کو بائیں طرف ملک الموت کو اپنے پیچھے خیال کرتا ہوں۔ پھر اس نماز کو اپنی آخری نماز تصور کرتا ہوں بڑی تعظیم سے اللہ اکبر کہتا ہوں۔ نہایت ادب کے ساتھ قرأت پڑھتا ہوں بڑے غور اور تأمّل کے ساتھ قرآن کو سُنتا ہوں اور سمجھتا ہوں نہایت تواضع کے ساتھ رکوع کرتا ہوں انتہائی ذِلّت اور عاجزی کے ساتھ سجدہ کرتا ہوں پوری انکساری کے ساتھ گردن جھکا کر اَلتّحیّات پڑھتا ہوں۔ پوری اُمید کے ساتھ سلام پھیرتا ہوں۔ خوفِ الٰہی کو اپنے دل میں جگہ دیتا ہوں اور نماز قبول ہونے کی اُمید اور نہ قبول ہونے کا ڈر دِل میں رکھ کر نماز سے فارغ ہوجاتا ہوں۔

حضور سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم رب زدنی علما کی اکثر دعا فرمایا کرتے تھے۔ یاد رہے کہ درود پاک آپ کے مراتب بلند کرنے کا ایک ذریعہ ہیں۔ ان دعاؤں سے حضور کی شان اور عظمت بڑھتی ہے۔ پہلے آپ ہر ایک کی فریاد سنتے تھے مگر اب اس سے بڑھ کر سنتے ہیں۔ قبر میں آپ کا علم بھی زیادہ ہے اور آپ کی قوت سماعت اور فریاد رسی بھی پہلے سے زیادہ ہے۔ اگر دنیا کی عورت کی بات آسمانی حور سننے کی قوت رکھتی ہے تو نبی کریم اپنے امتی کی بات سننے سے کیسے قاصر ہیں۔
حضور ہمیشہ کے لیے زندہ ہیں جب کوئی شخص سلام کہتا ہے تو حضور کو کلام کی قوت دی جاتی ہے۔ یاد رہے کہ حضور کا کلام بھی وحی الٰہی ہے کیونکہ آپ کے لب مبارک اللہ کے حکم کے بغیر نہیں ہلتے اور آپ وحی الٰہی کی خاص زبان سے ہی دردمندان امت سے ہم کلام ہوتے ہیں۔

امام قسطلانی رحمہ اللہ نے اس ضمن میں ایک اور نکتہ پیش کیا ہے۔ آپ "مواہب الدنیا" میں لکھتے ہیں کہ روح سے مراد توجہ ہے یعنی جونہی کوئی شخص حضور کو سلام پیش کرتا ہے تو آپ التفات روحانی فرماتے ہیں۔ آپ کو یہ خصوصی مراعات حاصل ہیں کہ ہزاروں سلام ہر لحہ پہنچیں، تو آپ اس کا جواب دیں۔ کروڑوں مخلوق آپ کی خدمت میں سلام پیش کرتی ہے، آپ ہر ایک کو اپنی توجہ خاص سے نوازتے ہیں۔

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ۝ رَبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ ۝ وَاَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ ۝ رَبِّ اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۝ سَلٰمٌ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ۝ سَلٰمٌ عَلٰى مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ۝ سَلٰمٌ عَلٰٓى اِلْيَاسِيْنَ ۝ سَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۝ سَلٰمٌ عَلٰى نُوْحٍ فِى الْعٰلَمِيْنَ ۝ سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ ۝ سَلٰمٌ هِىَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۝ بِحُرْمَةِ الٓمٓ ۔ الٓمٓصٓ ۔ كٓهٰيٰعٓصٓ ۔ طٰسٓمٓ ۔ طٰسٓ ۔ حٰمٓ ۔ عٓسٓقٓ ۔ حٰمٓ ۔ نٓ ۔ يٰسٓ ۔ طٰهٰ ۔ قٓ ۔ الٓمٓرٰ ۔ يَا رِجَالَ الْغَيْبِ ۝ يَا شَيْخ عَبْدُ الْقَادِرِ جِيْلَانِىْ شَيْئًا لِلّٰهِ ۝ (الوظیفۃ الکریمۃ)

عارفِ صمدانی قطبِ ربانی امام شعرانی رحمہ اللہ تعالیٰ کتاب المیزان جلد ۱ صفحہ ۴۴ پر رقم طراز ہیں:-

رأيت ورقة بخط الشيخ جلال الدين
السيوطي عند احد اصحابه وهو الشيخ
عبد القادر الشاذلي مراسلة لشخص سأله
في شفاعة عند السلطان قايتباي رحمه
الله تعالى اعلم يا اخي انني قد اجتمعت
برسول الله صلى الله عليه وسلم الى
وقتي هذا خمس وسبعين مرة يقظة
ومشافهة ولولا خوفي من احتجابه صلى
الله عليه وسلم عني بسبب دخولي
للولاة لطلعت القلعة وشفعت فيك
عند السلطان واني رجل من خدام حديثه
صلى الله عليه وسلم واحتاج اليه في
تصحيح الاحاديث التي ضعفها المحدثون
من طريقهم ولاشك ان نفع ذلك ارجح
من نفعك۔

امام شعرانی فرماتے ہیں کہ میں نے امام سیوطی
کے خط کا ایک ورقہ اس کے اصحاب میں سے
ایک صاحب یعنی شیخ عبد القادر شاذلی کے
پاس دیکھا جو مراسلہ تھا اُس شخص کے لیے جس
نے آپ سے بادشاہ قایتبای کے پاس سفارش
کا سوال کیا تھا (وہ مراسلہ جوابیہ بدیں مضمون تھا)
جان لے اے بھائی کہ اِس وقت تک میں ۷۵
مرتبہ عالمِ بیداری میں بالمشافہ حضور صلی اللہ علیہ
وسلم کی زیارت سے مستفیض ہوا۔ اگر حاکموں کے
پاس جانے کی وجہ سے حضور کی زیارت کی محرومی
کا خوف نہ ہوتا تو میں قلعہ شاہی میں داخل ہوتا
اور بادشاہ کے ہاں تیرے حق میں سفارش کرتا اور میں
خدامِ حدیث سے ایک مرد ہوں ان احادیث
کی تصحیح کے بارہ میں حضور کا محتاج ہوں۔ جن کو
محدثین نے اپنے طریقہ میں ضعیف کر دیا اور بے شک
یہ نفع تیرے نفع سے بہت زیادہ ہے۔

خواجہ حضرمی کے پیرو مرشد نے جب انہیں الوداع کیا تو فرمانے لگے
ہمیشہ درود شریف پڑھتے رہنا۔ درود فقر کی سیڑھی ہے' درود سلوک کا
معراج ہے 'اس کے بغیر بلندیاں حاصل نہیں ہو سکتیں۔ درود کا نور دل کی
سیاہیوں کو دور کر دیتا ہے' طالب اسی کی روشنی میں قدم بڑھاتا رہتا ہے۔
دن بدن قرب خداوندی حاصل ہوتا جاتا ہے اور پھر رسول اللہ کے قرب
نصیب ہوتے رہتے ہیں۔ ابو زید محقق رحمتہ اللہ علیہ علامہ جلال الدین
سیوطی رحمتہ اللہ علیہ سے ایک واقعہ نقل فرماتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں 'میں
نے ایک رات خواب میں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ میں نے
عرض کی 'یا رسول اللہ! امام غزالی' بو علی سینا اور ابن خطیب کس کس مقام
پر ہیں۔ آپ نے فرمایا 'ابن خطیب تو عذاب میں ہے اور بو علی سینا پریشان
ہے۔ یہ لوگ میرے بغیر ہی اللہ کے قرب کی تلاش میں رہے۔ میرے
وسیلے کے بغیر کوئی شخص منزل مقصود نہیں پا سکا۔ حضور نے امام غزالی کی
بے حد تعریف فرمائی۔ اس واقعہ کو "مجلی الاسرار" میں بھی وضاحت کے
ساتھ بیان فرمایا گیا ہے۔ قرطبی نے اپنی "شرح دلیل" میں بھی بیان کیا

دعائیں

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ الثُّبُتَ فِی الْاُمُوْرِ وَنَسْئَلُکَ عَزِیْمَۃَ الرُّشْدِ وَنَسْئَلُکَ شُکْرَ نِعْمَتِکَ وَحُسْنَ عِبَادَتِکَ وَنَسْئَلُکَ قَلْبًا سَلِیْمًا وَّلِسَانًا صَادِقًا وَنَسْئَلُکَ خَیْرَ مَا تَعْلَمُ وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ مَا تَعْلَمُ وَاَسْتَغْفِرُکَ لِمَا تَعْلَمُ اِنَّکَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ ○

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا وَاَوْلَادَنَا اِیْمَانًا کَامِلًا وَّعِلْمًا نَّافِعًا وَّفَھْمًا کَامِلًا وَّرِزْقًا حَلَالًا طَیِّبًا وَّاسِعًا وَصِحَّۃً وَّعَافِیَۃً وَّلِسَانًا ذَاکِرًا وَّقَلْبًا شَاکِرًا وَّعَمَلًا مُّتَقَبَّلًا وَّتَوْبَۃً نَّصُوْحًا ○

عبدالحکیم شرف قادری رحمہ اللہ

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ اِیْمَانًا دَآئِمًا وَّاَسْئَلُکَ قَلْبًا خَاشِعًا وَّاَسْئَلُکَ عِلْمًا نَّافِعًا وَّاَسْئَلُکَ یَقِیْنًا صَادِقًا وَّاَسْئَلُکَ دِیْنًا قَیِّمًا وَّاَسْئَلُکَ الْعَافِیَۃَ مِنْ کُلِّ بَلِیَّۃٍ وَّاَسْئَلُکَ تَمَامَ الْعَافِیَۃِ وَاَسْئَلُکَ دَوَامَ الْعَافِیَۃِ وَاَسْئَلُکَ الشُّکْرَ عَلَی الْعَافِیَۃِ وَاَسْئَلُکَ الْغِنٰی عَنِ النَّاسِ ○

(حدیث کنز الاعمال)

صَلَّی الْاِلٰہُ عَلَی النَّبِیِّ مُحَمَّدٍ وَالطَّیِّبِیْنَ الطَّاھِرِیْنَ الرُّشَّدِ وَالْاٰلِ وَالْاَبْرَارِ اَعْدَادَ الْحَصٰی وَالرَّمْلِ وَالْقَطْرِ الَّذِیْ لَمْ یَجِدِ

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ دُرود بھیجے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور آپ کی پاکیزہ آل پر اور نیک لوگوں پر کنکریوں اور ریت کے ذرات اور بارش کے اُن قطروں کی مقدار جن کا شمار نہیں ہو سکتا۔" (مدارج النبوۃ)

روشن اعمال

سیّدی امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں ایک دفعہ میں نے خواب میں شیخ نورالدین شونی رحمۃ اللہ کو دیکھا تو کہا یا سیّدی! آپ کا کیا حال ہے؟ فرمایا: مجھے برزخ کا دربان بنا دیا گیا ہے۔ چنانچہ کوئی عمل برزخ میں داخل نہیں ہوتا یہاں تک کہ مجھ پہ پیش کیا جاتا ہے اور میں نے اپنے اصحاب کے اعمال میں سے سورۃ اخلاص کی قرأت درود شریف اور کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ سے زیادہ پُرضیا اور روشن کوئی عمل نہیں دیکھا۔ (طبقات امام شعرانی)

مَیں مؤلّف کتاب ہٰذا اپنی اِس کتاب کو اُس حدیث پر ختم کرتا ہوں جس پر امام بخاری علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب صحیح بخاری شریف کو ختم فرمایا ہے۔ اور وہ حدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کَلِمَتَانِ حَبِیْبَتَانِ اِلَی الرَّحْمٰنِ خَفِیْفَتَانِ عَلَی اللِّسَانِ ثَقِیْلَتَانِ فِی الْمِیْزَانِ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ ○ "دو کلمے ایسے ہیں جو زبان پر تو ہلکے ہوتے ہیں، اعمال کے ترازو میں بھاری ہوں گے اور رحمٰن (اللہ) کے نزدیک بہت پیارے ہیں: سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ"

سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ○ وَسَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ ○ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○

محمد منظور احمد نعمانی ۲۹۴ سی بلاک پی آئی اے کالونی نزد واپڈا ٹاؤن لاہور
(فون: ۰۴۲ ۳۵۲۱۱۱۷۵ • موبائل ۰۳۲۱/۴۵۹۸۷۶۸)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شمائل بغوی
الجامع الکبیر
مسند اسحاق بن راھویہ
جواہر البیان ترجمہ الخیرات الحسان
تعظیم مصطفیٰ ﷺ
فیوض الشیخین
تذکرہ خلفائے راشدین
معمولات مظہریہ
فضائل حجر اسود و مقام ابراہیم
جدید تخریج شدہ رکن دین
کشف المحجوب

شرح الصدور
احوال مقدسہ

احادیث کا مجموعہ

کنز العمال کسی تعارف کی محتاج نہیں۔
کنز العمال میں 46624 احادیث مبارکہ ہیں۔
شیخ احمد عبدالجواد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جس نے کنز العمال کا مطالعہ کیا اُس نے احادیث مبارکہ کی ستر سے زائد کتب کا مطالعہ کیا۔

کنز العمال

مترجم
عابد عمران انجم مدنی
فاضل بھیرہ شریف

تذکرہ حضرت شیر ربانی شرقپوری اُنکے خلفاء
دیوان ریاض
قلائد الجواہر فی مناقب حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی
اسوۂ حسنہ
بزرگوں کے عقیدے
اسلامی ناموں کا انسائیکلوپیڈیا
فرازِ وطن
نورانی حکایات

طلع البدر (نعتیہ مجموعہ)
بہار مدینہ (نعتیہ مجموعہ)
کلام ریاض (نعتیہ مجموعہ)
مرشد کامل
میری سرکار
بقیع الغرقد جنت البقیع
درود و سلام بحضور سید خیر الانام ﷺ